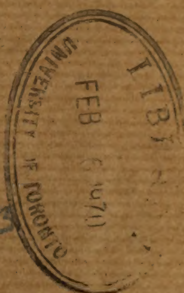

UTL AT DOWNSVIEW
D RANGE BAY SHLF POS ITEM C
39 12 02 20 11 009 3

AL-BAWA-RIQUL-LAMIA

Nazīr Ahmad Khān
Rāmpūrī

al-Bawāriq al-lāmiʻah



يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد الله ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیاء که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب هادی شیخ و شاب
براه صدق و صواب ماحق عقائد باطله کاشف مکائد عاطله مزین بمسائل نافعه مبرهن بدلائل قاطعه اعنی حسب الارشاد
فیض بنیاد مجمع اوصاف حمیده منبع الطاف حمیده جناب محمد عبد الله صاحب بن محمد ابراهیم صاحب مرحوم بنکواری

البوارق اللامعة على من اراد اطفاء الانوار الساطعة بالدلائل

المقلب

الفاضحة لمن قصد ابطال المروج من الميلاد والفاتحة

که لمعه ایست از لمعات شمس سمائی معقول و منقول بدر اوج فروع و اصول ذکائی فلک فحول ضیائی بزم علمائی فحول جناب
مولوی نذیر احمد خان متوطن رامپور افغانان مدرس مدرسه طیبه واقعه گجرات شهر احمد آباد دامت انواره ایدالآباد
و عمیم الاشفاق کریم الاخلاق امیر نامی رئیس گرامی جناب محمد بدر الدین صاحب بن محمد عبد الله صاحب قبور ادام الله مجدهما

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی بلباس طبع متلبس شده پرتو مطبوع طبایع خلائق گردید

فہرست کتاب بوارق لامعہ در ردّ براہین قاطعہ گنگوھی

بحث محفل میلاد شریف

بحث قیام میلاد شریف

ہوئی

تمت بالخیر

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

الحمد لله ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیاء که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب
هادی شیخ و شاب راه صدق و صواب ماحق عقائد باطله کاشف مکائد علمائے زمن ساکنان فتنه پرور مشتمل بر دلائل مغنیه

البروق اللامعة على من اراد اطفاء الانوار الساطعة

الملقب

بالدلائل الفاضحة لمن قصد ابطال البراهين من المسائل والعقائد

کہ تالیف لطیف است لمعات شمس سمائے معقول و منقول بدر ادبع فروع و اصول نیر گگن فلک کا عقول ضیائے بزم علماء مفخر جناب مولانا
مولوی پیر احمد خان متوطن اسپور افغانان رئیس سرمه ملک واقعه گجرات شہر احمد آباد دامت انوارہ ابداً الآباد۔

در مطبع پرساد دت واقع بمبئی بلباس طبع پوشیده مطبوع طبائع خلایق گردید



الحمد لله الذی یصدق وعدہ ولایخلف عہدہ والصلوٰۃ والسلام علی من
ختم بہ النبوۃ وحدہ یقول ناعتہم لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ وعلی آلہ واصحابہ
الذین بذلوا جہدہم فی اعلاء کلمۃ الحق فکانوا حزب الله وجندہ **بعد** حمد وصلوٰۃ کے
خاک پائے علماء ذیشان خاکسار **نذیر احمد خان** بن مولانا محمد خان غفر لہما الرحمن متوطن رامپور
افغانان اہل خبرت ونصفت کی خدمت بابرکت مین گزارش پرداز ہے کہ جملہ بلاد عرب وعجم یعنی حرمین
شریفین ومصر ویمن واستنبول وخراسان وپنجاب ومدراس وبنگال وروم وشام وہند وسندہ
وغیرہ کے تمام علماء باوقار وفضلاء نامدار کثرہم الله تعالےٰ انعقاد محفل میلاد خیر العباد علیہ وعلی
آلہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم التناد کی جواز بلکہ استحباب واستحسان پر فتوی دیتی اور اس محفل
اقدس کو منعقد فرماتے چلے آئے اور اس باب مین صدہا کتب ورسائل وجیزہ وبسیطہ تصنیف فرمائی
کہ اگر اون فتاوی وکتب ورسائل کے اسما علی وجہ الاستیعاب مرقوم ہون تو ایک کتاب کبیر الحجم
طیار ہو جائے سوائے نجد عرب اور نجد ہند کے کہ اوسکے سفہائے سراسر غوایت اور جہلائے سراپا
بلادت نہین ملنتے وہ اپنے شیخ ماضی کے پیرو اور اپنی مقتدائی سابق کے مقتدی ہین کون مقتدا اور
مقتدی وہ جنکا حال علامہ شامی نے رد المختار کی جلد ثالث آغاز باب البغاۃ مین یون تحریر فرمایا
کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین
وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف
اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی
کسر الله تعالیٰ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین
ومائتین والف انتہی بعینہ علامہ شامی نے منکرین محفل مولد وقیام ومانعین فاتحہ درود وسلام کے

منکرین

تو یمین کا حال خسران مآل یون تحریر فرمایا ہے کہ اون لوگون نے نجد سے نکلکر حرمین شریفین پر فوج کشی کی اور بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن اعتقاد یہ رکہتے تھے کہ فقط ہم ہی مسلمان ہین اور جو لوگ کہ ہمارے اعتقاد کے مخالف ہین وہ سب کے سب مشرک ہین اور اس اعتقاد کے سبب اہل سنت وجماعت کا مار ڈالنا اونہون نے مباح کر دیا اور اہل سنت کی علما کا قتل کرنا اون مردودون نے جائز رکہا یہانتک کہ اللہ سبحانہ نے اونکی شوکت کو توڑ ڈالا اور اونکے شہرون کو ویران کر دیا اور مسلمانون کی لشکر کو اونپر فتح دی ماہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین انتہی۔ خاکسار کہتا ہے کہ ناظرین رد المحتار پر مخفی نہین کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اہل قبلہ کی تکفیر سے بمبالغہ کثیر مانع ہین لیکن جب وہ خبیث عقائد باطلہ مذکورہ کے معتقد ہوئے اور افعال شنیعہ مسطورہ عمل مین لائے تو خود علامہ شامی نے بہی یہان قلم کے قدم کو آگے بڑہا دیا واقفان مطول اس کلام مختصر کی تعریض کو بخوبی پا سکتے ہین تصریح کی ضرورت نہین ہے سو یہ تو نجد عرب کا حال زمانہ سابق مین تہا اور چونکہ سلطنت اہل اسلام کی وہان اب تلک باقی ہے اللہ باقی اوسکو قیامت تک باقی رکہے اسوجہہ سے ان شیطانون کی مجال نہین کہ وہان کی بلاد پر تغلب یا عباد پر تسخر کر سکین یا بندگان خدا کو خیرات اور حسنات سے باز رکہین اون بلاد متبرکہ مین یہ خناسین منع عن الخیر کا اگر ارادہ بہی کرین تو شہبان بنادق غزات سے مرجوم ہون وہان یہ دیو مقید ہے اور ذریات اسکی مسلسل کیا مقدور انکا جو گوہ خوری اور بیہودہ گوئی کر سکین باقی رہا نجد ہند سو اوسکا حال یہ ہے کہ شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے اپنی ذریات کو اوسمین اسقدر دلیر اور بیباک کر دیا ہے کہ ہر ایک اونمین سے بقول عارف رومی مصرع اے بسا ابلیس آدم روے ہست * بشکل انسان متمثل ہوکر قطع نظر اس سے کہ منع عن الخیرات اونکا کام اور وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ اونکا کلام ہے تفسیق جملہ علمائے کرام اور تکفیر ہمہ اولیاء عظام وتشنیع جمیع اہل اسلام بلکہ اتہام خالق انام بصفات ناقصہ کذا مین لیام پر شب و روز کمر باندہی ہوئی ہے سبب یہ ہے کہ حاکم یہان کا اہل اسلام نہین جو حد و تعزیر اور تفنگ و شمشیر سے جیسا کہ شیاطین نجد عرب کا حال مذکور ہوا ان خبیثون کے حال کو تباہ اور انکی بستیونکو عبرت گاہ بناوے اسوجہہ سے بخوف ہوکر مخلوق کو گمراہ اور اسلام کو مورد اعتراضات کفار رو سیاہ کر رہے ہین جو مجمع انبیا دیکہتے ہین کہ وہان فرمان خدا صلواۃ علیہ وسلمو تسلیما کی تعمیل ہو رہی ہے جلجاتے ہین اور رانم آتے ہین جہان حسنات کے سامان کے تیاری ہوئی تو گویا ان شیطانونکی چہاتی پر تیر باری ہوئی اور اگرچہ ایک مدت تک یہان بہی بزنجیر تقریر و تحریر علمائے

تحریریہ دیوبند تہا مگر چند سال سے میدان خالی پا کر ہا ہو گیا ہے اوسکی ذریات نے گوہ خوری شروع کردی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سے اللہ سبحانہ نے سلاطین صوری سلطان محمود غزنوی و بادشاہ شہاب الدین غوری و شاہ قطب الدین ایبک وغیرہم نور اللہ مراقدہم و سلاطین معنوی حضرت معین الدین چشتی و خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و شیخ فرید الدین گنج شکر وغیرہم قدس اللہ اسرارہم کو ہندوستان کی ملک اور صاف کرنیکی توفیق دے اور ان بزرگون نے بامداد قادر قدیر اس ملک کو کہ سراپا کفرستان تہا کفر اور کافری سے خالی فرمایا کفار کو فی النار کیا اور ایمان لانیوالونکو مقبول کردگار بنایا خارزار کفر کو جلایا اور گلزار اسلام کو جما دیا مراسم کفر کی جڑ اوکہاڑی بنیاد اسلام کی گاڑی بتخانے اور مندر توڑ ڈالے مساجد اور مدارس کی تعمیر فرمائی پہر ہر چہار طرف سے علمائے کرام اور صوفیہ عظام اس ملک وسیع مین تشریف لانے لگے اور قیام فرمانے لگے اور سیکڑون فضلائے نامی اور ہزارون اولیائے گرامی قدس اللہ اسرارہم اس سرزمین مین متولد ہوے اور مدۃ العمر رہنمائے مخلوق رہے صدہا کتابین تصنیف کین اور ہزارہا فتوے تحریر فرمائے مولانا میر محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ علم حصولی و حضوری مین بحث کر گئے امکان و امتناع کے مطالب سمجہا گئے مولانا محمود جونپوری علیہ الرحمۃ عالم قلوب کو شمس بازغہ سے روشن فرما گئے مولانا غلام نقشبند لکہنوی قدس سرہ وغیرہ کلام حق کی تفسیر لکہہ گئے مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ علم حدیث پہلا گئی مولانا عبدالعلی بحرالعلوم لکہنوی قدس سرہ منقول و معقول کا دریا بہا گئے فقہ و اصول فقہ کے جواہر تبلا گئے مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی دام فیضہ المعنوی علوم ظاہرہ و باطنہ کے نکات و دقائق کہول گئے اور علاوہ انکے بہت سے صاحب فضل و کمال کا جاہ و جلال شہرۂ آفاق ہوا یہانتک کہ عرب و عجم سے لوگ واسطے استفادہ کے یہان آنے لگے بلخ و بخارا سے استفتا بہجوانے لگے مسجدین اور مدرسے معمور خانقاہین پرنور اور ان سب بزرگونکا مقولہ یہ رہا ؎ خوش آن مسجد و مدرسہ خانقاہے ٭ کہ در وے بود قیل و قال محمد ﷺ انعقاد محفل میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و فاتحہ اموات اہل اسلام و اجتماع باعراس بزرگان عظام کو سب مستحسن اور مندوب فرماتے رہے اور خود بہی عمل مین لاتے رہے اور یہیہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے تک کا حال ہے جب شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے یہ سامان حسنات اور مبرات کا دیکہا اور امور حسنہ پر علمائے اسلام کے اتفاق کو مشاہدہ کیا نہایت ملول ہوا اور گہبرایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیئے کہ جس سے یہ حسنات کا

سامان

سامان بگڑ جاوے اہل اسلام کا اتفاق اوکھڑ جاوے بازار فساد گرم ہو ترک دین و شرم ہو اتفاق
کی روشنی جاوے نفاق کی تاریکی آئے رعب اسلامی کم ہو جماعت مسلمانان درہم ہو اسکے لئے
اوس مردود نے کوئی اور تدبیر نپائی سوا اسکے کہ یہان ہی مثل نجد عرب کی ایک عالم ناتجربہ کار
غفر له الغفار وعفا عنه الستار کے لوح دل پر یہ نقش جمایا کہ تمہاری اجداد و آبا و خویش و اقربا جو
مرگئے وہ نعوذ باللہ منہ مداہن تھے اور جو ہین وہ سب مبتدع ہین فقط تم ہی تو اکیلے پکے مسلمان
ہو یا جو تمہارا اتباع کرے وہ پکا مسلمان رہے باقی تمام دنیا مشرک اور بدعتی ہے لہذا تمکو مناسب
نہین ہے کہ ما الفینا علیه آباءنا کے قائل اور عامل ہو اور کفار زمانہ ماضی کے روش باطل اختیار
کرو اب یہی وقت ہے اگر مضمون مذکور کے صدا دیدوگے تو کوئی بانگ بے ہنگام کہیگا یہ صاحب
عبد الوہاب مذبوحہ کیطرح شیخ نجدی کے فریب مین آگئے اور صدہا مسطور دینے لگے جب خویش و
اقربا نے یہ نفیر جس سے توہین اور تکفیر خود اپنے آبا ذوی توقیر کی لازم آتی تھی سُنے بلا کر بہت کچھ
فہمایش کی کچھہ سود مند نہ ہوئی بآخر یہ زمانہ تو گذر گیا لیکن اتباع عالم موصوف اطراف عالم مین اپنے
متبوع سے بڑھکر بمضمون ؎ بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد + زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ +
شور و شغب مچاتے رہے اور وہی اتباع عبد الوہاب مذکور کا راگ گاتے رہے کہ ہم ہی مسلمان
ہین باقی سب مشرک ہین یعنے وہ حضرت متبوع تو چونکہ اہل علم تھے موقع اور محل سے ہی بات کرجایا
کرتے تھے صراط مستقیم ہی دکھا جایا کرتے تھے پس نذر اگر بر گوشت واقع ست آن گوشت
حلال ست بھی فرما جایا کرتے تھے اور ان حضرات نے اپنے اقوال کاسدہ سے تو خود اپنے متبوع کو
بھی دہر لپیٹا اور قلمرو ہند کو یکقلم مشرک اور مبتدع ہی سمجھہ لیا اور از انجا کہ کوئی حاکم دافع یہان نہین رہا۔
اسوجہہ سے اونکا فساد روز بروز بڑہتا گیا لیکن علمائے اسلام بسیوف اقلام ہمیشہ انکے جملہ اقوال
باطلہ کی گردنین کاٹتے رہے منجملہ اون خرافات فاسدہ کی ایک یہ ہے کہ انعقاد محفل میلاد خیر الانام
علیه الصلوٰۃ والسلام کو ناجائز کہتے ہین اس قول کاسد کی رد مین علمائے اسلام نے بہت سی
کتابین اور فتاوی تحریر فرمائی منجملہ اونکے عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ محدث قدس سرہ
نے جو کہ شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے اشباع الکلام
تصنیف فرمائی اور عالم ربانی و فاضل حقانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی مہاجر قدس
سرہ العزیز نے دو کتابین بکمال متانت تصنیف کین ایک سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

دوسرے ذکر شریف در اثبات مولد منیف اوسوقت توان لوگونکا فساد فی الجملہ فرو ہو گیا تہا اب باضی
قریب کی کیفیت سنئے کہ دو فتوی اشخاص مذکورین کے درباب منع ذکر شریف مولد منیف طبع ہوئی
فاضل جلیل مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب متوطن رامپور ضلع سہارنپور نے اونکے ردمین ایک کتاب
مسمی بانوار ساطعہ کہ اسم بامسمی ہے تصنیف فرمائی اور اوسمین بکمال ملاطفت اور ملائمت بتعمیل
فقولا لہ قولا لینا اوس جماعت کو سمجہایا اور لعلہ یتذکر او یخشی کا انتظار کیا لیکن ع
بآب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ + سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
ابوجہل وغیرہ کو کسقدر سمجہایا لیکن وہ نہی عن الصلوۃ ومنع من الخیرات سے باز نہ آیا۔
ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی کا مورد بنا یہہر خالق العباد کا ارشاد ہوا کلا لئن لم ینتہ
لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ چنانچہ دنیا
مین ذلیل وخوار اور طعمہ تیغ خونخوار ہوا اور آخرت مین خوراک کژدم ومار اور فی النار ہوگا فرعون بے
بہی بڑا مغرور تہا کہ مرتے وقت بہی ایمان نہ لایا تائب نہوا کلمات استکبار ہی بولتا رہا اللہ سبحانہ
محفوظ رکہے اوس شخص کے حال خسران مآل سے کہ تمام دنیا جسکو سمجہاتی رہے اور وہ کسیکی نمانے
اور کہے کہ یہہ سب باطل پر ہین فقط مین ہے اکیلا حق پر ہون اور اس فہم اور قول سے خسر الدنیا
والآخرۃ ہو نعوذ باللہ منہ جیسا کہ ابوجہل ناہی عن الحسنات تہا یہ لوگ بہی مانع من الخیرات
ہین دیکہئے انکا انجام کیا ہوتا ہے الغرض فاضل موصوف نے اون لوگون کی فہمائش
مین کوئی دقیقہ اس کتاب مین فروگذاشت نہین کیا بلکہ اوس طبیب معنوی نے اون بیماران
مرض ضلالت کیواسطے اس سے پیشتر کئی نسخے مجرب اور بہی طیار کیئے تہے دافع الاوہام وحسرات
القلوب وغیرہ مگر افسوس ہے کہ بمضمون مصرع ہذا ع مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی +
اونکا مرض ضلالت روز بروز بڑہتا ہی گیا سچ ہے ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔ دافع
الاوہام کو دیکہکر تو اغوائے مذکورین مین سے ایک نے کچہہ مزخرفات جمع کرکے تحقیق الباطل
ایک بڑے علامہ کے نام سے شائع کی تہی اوسکے بطلان کا اظہار تو پیشتر ہی کیا گیا تہا اب
اس کتاب مستطاب انوار ساطعہ مین جو اونکو نصیحت کی اور سمجہایا اور اسکا انتظار رہا کہ
لعلہ یتذکر او یخشی کا ظہور ہو سو کچہہ نہوا بلکہ فغشیہم من الیم ما غشیہم کا مضمون
ظاہر ہوا کہ یم غم نے اونکے قلوب قاسیہ کو ایسا ڈہانپا کہ نصیحت اوسمین اثر نہ کرسکے

سچ ہے ؎ پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست + تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است
بلکہ اوس نصیحت کے مقابلہ مین اپنے ناصح مشفق کو گالیان دینا شروع کردین۔ یعنی کتاب موصوف
انوار ساطعہ کے مقابلہ مین کہ ہی عدو احمد نے ایک دفتر گالیون کا تالیف کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ
کیا اور دشنام کا نام براہین قاطعہ رکہا سچ کہا ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور + اور اوسکی
دیباچہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا جامع کوئی خلیل احمد ہے جب اس کتاب کے اندر نظر ڈالے تو
معلوم ہوا کہ علاوہ دشنام جمیع علماے اسلام کی عداوت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
تمام کتاب پر ہے اس سے یقین ہوا کہ خلیل احمد کا یہ کام ہرگز نہین ہے کہ کلمات عداوت محبوب
کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت لکہی اس شخص کو اگر کوئی چمار اپنا بڑا بہائی ثابت کرے تو آتش
غضب مین جلکر خاک ہو جاوے اور اگر کوئی گستاخ ناپاک اوس جناب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ما دام الافلاک کو اپنا
بڑا بہائی کہتا پہرے اور کسی اہل علم نے اوس گستاخ بیباک کو اس گستاخی ہر منع کیا ہو تو وہ شخص اوس مانع کو جاہل اور نافہم ثابت کرے اور
اوس گستاخ کو اور زیادہ دلیر اور بیباک بنادے اور گستاخی مذکور کے جواز کا فتوی دے اور کہے کہ اوس قائل نے
جو بڑا بہائی کہا ہے تو بنی آدم ہونیکی وجہ سے کہا ہے اور قرآن وحدیث کے موافق کہا ہے مانع
نافہم ہے اسوجہہ کو نہین سمجہا اور قرآن وحدیث پر طعن کرنے لگا یہ خلاصہ ہے اوس ذی عقل کے
کلام بے سر انجام کا صاحبو از براے خدا ذرا اس شخص کی دانشمندی کو ملاحظہ کرو کہ ہر صبی غبی بہی
اس امر کو جانتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم سے ہین اور سید آدم و اولاد آدم بہی
ہین قرآن وحدیث ہر دو مضمون ناطق ہین اسمین کسیکو کلام نہین کلام اسمین ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو ہر مسلم و کافر فاسق و فاجر اپنا بڑا بہائی جو موہم مماثلت و مساواۃ فی التقرب والکمالات
ہے علی الاطلاق اطراف آفاق مین کہتا پہرے اسکا کیا حکم ہے تو بہلا کون خلیل احمد اور محب محمد
جسکو تہوڑا بہی مساس علم وعقل سے ہوگا اسکو تجویز کریگا اور اس قول مشیر الی المماثلت المطلقہ
والمساواۃ العامہ کے جواز کا فتوی دیگا وہ یہ خیال نہ کریگا کہ قول مذکور مین اگرچہ قائل کی غرض مماثلت
ومساوات فی البشریت ہی ہو اور مماثلت ومساواۃ فی الکمالات مقصود نہو تاہم ایہام مماثلت
ومساوات فی الکمالات تو ہے اور یہ ایہام شرعاً وعرفاً عقلاً ونقلاً کب جائز ہے یا مثلاً کوئی بی ادب
سید آدم وعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا پہرے کہ پہلے ضال تہے پیچہے ہدایت پائی یا پہلے
غافل تہے پیچہے اونکو خبر ہوئی تو ظاہر ا یہ شخص اپنی دانشمندی سے اسکو بہی جائز کہے گا اور آیۂ

ووجدک ضالا فهدیٰ اور آیہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین پڑھیگا کہ قائل
قول مذکور تو قرآن کے موافق ہے کہہ رہا ہے خبردار کوئی اوسکو قول مذکور سے منع نکرے
اور جو منع کرے وہ نافہم ہے قرآن پر طعن کرتا ہے اور یہ ذی عقل یہ نہ سمجھیگا کہ ان آیتون کا
بیان کرنا بغیر ذکر ماتقدم وماتاخر والہ وما علیہ کی اور بدون اظہار اونکے فوائد ومصالح وشان نزول
وتفسیر کے مناسب نہین ہے چنانچہ آیۂ شریفہ اولی کی تفسیر مین صاحب تفسیر کبیر نے بیس قول
نقل کی ہین منجملہ اونکے ایک قول یہ ہے قد یخاطب السید ویکون المراد قومہ فقولہ
ووجدک ضالا ای وجد قومک ضالا فهدیٰهم بک وبشرعک یعنی کبھی مراد
ہوتی ہے قوم اور خطاب کیا جاتا ہے اوسکے سردار سے تو معنی اوس آیہ شریفہ کی یہ ہوئے کہ
تمہاری قوم گمراہ تہی ہمنے تمہارے سبب سے اسکو ہدایت کی اور دوسرا قول یہ ہی الضلال
بمعنی المحبۃ کما فی قولہ انک لفی ضلالک القدیم ای فی محبتک ومعناہ انک
محب فهدیناک الی الشرایع التی بها تتقرب الی حضرۃ محبوبک یعنی ضلال یہان
محبت کے معنی مین ہے جیسا کہ دوسرے آیہ کریمہ انک لفی ضلالک القدیم مین بہی ضلال
بمعنی محبت ہے تو معنی اوسکی یہ ہوئے کہ تم ہمارے دوست تھے لہذا ہم نے تمکو وہ شریعت
عطا کی جسکی ذریعہ سے تم ہمارے نزدیکی حاصل کرو اور قطع نظر ان قولون سے اگر دوسرے اقوال
بہی بیان کئے جاوین اون فوائد ومصالح کے ساتھ جن پر وہ آیہ شریفہ مشتمل ہے مع ذکر
ماتقدم وماتاخر وشان نزول کے نافع ہے نہ یہ کہ کوئی مردود فقط یہ ہی بات کہتا پھرے کہ آپ
پہلے گمراہ تھے پیچھے ہدایت پائی اور دوسرا کوئی شخص اسکے جواز کا حکم دے اور کہے کہ اس قائل
کو منع نکرو کیونکہ وہ تو قرآن کے موافق کہہ رہا ہے اگر منع کروگے تو قرآن پر طعن ہوگا سبحان اللہ
کیا عمدہ فہم اس شخص کے حصہ مین آیا ہے جو ایسا حکم دے رہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عداوت قلبی نے
اوسکو مجبور کردیا ہے کہ بے ساختہ بمضمون کل اناء یترشح بما فیہ کے مافی الضمیر اوسکا ٹپک پڑا ہے
وعلی ہذا القیاس دوسری آیہ کریمہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین کا بہی حال ہے جو
استاد کہ اپنی شاگرد پر کمال شفقت رکہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نکتہ بخوبی اوسکے ذہن نشین ہوجاوے
تو اوسوقت کہتا ہے کہ میان یہ بات تمکو پہلے معلوم نہ تہی اب ہم نے بتائی ہے اسکو خوب یاد کرلو
تو جو شخص کہ اوس شاگرد سے عداوت قلبی رکہتا ہوگا وہ تو یہی کہتا پھریگا کہ لو صاحب انکو لوگ بڑا

صاحب علم سمجھتے ہین آج ہمنے خود انکے استاد سے سنا کہ فرماتے تھے کہ انکو یہ ذراسی بات بھی معلوم نہ تھی اب خاکسار
منصفین اخیار سے پوچھتا ہے کہ اوس شخص کا یہ قول عداوت مین داخل ہوگا یا نہین۔ اللھم سلط علی اعداٴ حبیبک
کلباً من کلابک اب ما نحن فیہ کا حال سنو تفسیر کبیر مین ہے واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ
وسلم بان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیہ انتہیٰ تعلیما للتواضع والانکساریہ ارشاد
ہوا ہے اور وہ شخص اپنی عداوت ظاہر کر رہا ہے اور اپنا بڑا بھائی بول رہا ہے جب یہاں انکی یہ
بے ادبی ہے تو اپنے باپ کو بڑا بھائی کہنے سے کب چوکے گا اگر کوئی مرد مہذب اوسکو اس گستاخی سے
منع کریگا کہ اے بے ادب اپنے والد ماجد کی جناب مین تو یہ گستاخی کرتا ہے تو اوس مؤدب کو یہ بے ادب
جواب دیگا کہ اولاد آدم مین سے مین بھی ہون اور میرا باپ بھی ہے لہذا مین اوسکو اپنا بڑا بھائی کہتا
ہون واقعی عند اللہ وعند الناس یہ شخص بہت بڑا فرزند سعادتمند قرار پاویگا اور اوسکا باپ تو اوس وقت
یہی بول اوٹھیگا ؎ زنان باردار ای مرد ہشیار ✤ اگر وقت ولادت مار زایند ✤ ازان بہتر بنزدیک
خردمند ✤ کہ فرزندان ناہموار زایند ✤ اب منصفین اس شخص کی لیاقت علمی کو غور فرماوین کہ صاحب انوار
نے صاف لکھدیا ہے کہ اس لفظ مین ایہام دعویٰ برابری حضرت فخر الانبیا کے ساتھ ہے معاذ اللہ
منہا یہ شخص ایہام کو کیا جانتا ہے کہ کیا شے ہے مختصر کو جانتا نہین مطول کو پہچانتا نہین رسائل فارسی
دست فرسودہ اطفال مین جو ایہام کی تعریف مذکور ہے اوس سے بھی اگر واقف ہوتا تو متنبہ ہوجاتا
اور اس گستاخی کو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی جناب اقدس مین تجویز نکرتا علم ادب پڑھا نہین ادب
کہانسے ہو خزانۃ الادب مین ہے الایہام فی الاصطلاح ان یذکر المتکلم لفظا مفردا لہ
معنیان حقیقیان او حقیقۃ ومجاز احدھما قریب ودلالۃ اللفظ علیہ ظاھرۃ والاخر
بعید ودلالۃ اللفظ علیہ خفیۃ فیرید المتکلم المعنی البعید ویوری عنہ بالمعنی القریب
فیتوھم السامع اول وھلۃ انہ یرید القریب ولیس کذلک ولاجل ھذا سمی ھذا
النوع ایھاما تو جب اس بے ادب نے سید اولاد آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہا تو گو اسنے بمضمون
المعنی فی بطن الشاعر معنی بعید قصد کئے ہون اور چند ہزار برس کا رشتہ کہ ابوجہل مردود اور شداد
ونمرود لعنۃ اللہ علیہم بھی اس سلسلہ مین داخل ہین لگا یا ہو لیکن معنی قریب اوسکے کہ جب کہا جاتا ہے کہ
زید کو بھی عمرو کا بڑا بھائی سمجھو تو عرفاً وہان یہی مقصود ہوتا ہے کہ جس صفت خاص کے ساتھ عمرو موصوف
ہے زید بھی اوسمین عمرو کا شریک ہے متبادر ہونگے سو یہ امر ما نحن فیہ مین قطع نظر اس سے کہ شرعاً ناجائز

ہے چنانچہ عدم جواز اوسکا کتب شرعیہ سے آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے بفکر غائر اگر دیکھو تو یہ
گستاخی اس قائل اور مجوز کی کہان تک ان دونون کو پہونچاتی ہے نعوذ باللہ منہا اور قول مذکور
اور یہ قول کہ زید عمرو کا بڑا بہائی ہے دونون کا مفہوم قریب ہے قریب ہے اور اسکو تو اطفال دبستان
بہی جانتے ہین لیکن اس جامع خرافات نے لیاقت سے یا جہالت سے نجانا اور صاحب انوار نے
جو زبان اردو مین بکمال وضوح لکہا تہا نہ پہچانا لفظ ایہام کو ہی نہ سمجہا اردو سمجہنے کی بہی لیاقت
نہین رکہتا اس سے کتب شرعیہ عربیہ کے سمجہنے کا حال معلوم کرلو لہذا ہر مسئلہ شرعیہ مین اندہونکی طرح
ٹہوکرین کہاتا گیا اور منہہ کے بل گرتا گیا ہے چنانچہ عنقریب ناظرین غائرین پر مکشوف ہوا جاتا ہے
اور وہ مدعی اسکا ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست اوسکے خرافات مقطوعہ اوسکے اس ادعا پر شاہد ہے
گمان یہ ہوتا ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو ان کانٹو مین گہسیٹا ہے ولہذا اگر کوئی بے ادب ملعونین
مذکورین کے اخوت کا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ قائل ہوگا تو اوس شخص نے جیسا کہ ما نحن فیہ
مین جواز کا فتوی بعلت بشریت دیدیا اور ایہام مذکور کا بوجہہ عداوت قلبی خیال نہ کیا یہان بہی جواز
کا حکم دیگا اور بشریت کو علت گردانیگا اور آیۂ کریمہ انہ لیس من اهلك کو اپنے دل سراپا غل سے
بہلا دیگا اثبات اخوت کیواسطے کیا عمدہ علت اسنے مدنظر رکہی ہے سچ ہے علیل القدر کو ایسے ہی علت
ومعلول سوجہتے ہین اسی قسم کے سفہاء کے حقین خالق الحکماء نے فرمایا ہے فی قلوبهم مرض فزادهم
اللہ مرضا اس وجہ سے اور سوا اسکے اور بہت سے وجوہ ہین کہ اونسے متیقن ہوگیا کہ مولف کتاب مذکور
کا خلیل احمد ہرگز نہین ہے باقی رہا یہہ امر کہ اوس کتاب کے لوح پر لکہا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب
کی حکم سے یہ کتاب چہاپی گئی ہے اور اوس کتاب کے آخر اونکی تقریظ باین مضمون کہ مین نے اس
کتاب کو از ابتدا تا انتہا دیکہا نہایت خوب و مرغوب پایا درج ہے اس سے نہایت استعجاب ہوا کہ
مولوی رشید احمد صاحب نے باوجود اسکے کہ اول سے آخر تک اوس کتاب کو دیکہا کیونکر پسند فرمایا
اور اوسکو چہپوا کر لوگون کو گمراہ بنایا لہذا کاتب الحروف کو اونسے بدرجہ غایت شکایت ہے کہ باوجودیکہ
وہ کتاب مذکور کے مؤلف اور ہم مشربان مؤلف کے سرگروہ ہین اونکو اس کتاب کی اشاعت سے
مانع نہوئے بلکہ اول سے آخر تک اوسکو حق سمجہا اور بامر خود اوسکو چہپوایا بڑے رنج اور افسوس کی
بات ہے خیر اب یہ اونکو مناسب ہے کہ اگر یہ کتاب خاص اونہین کی تصنیف ہو تو سمجہہ جائین اور
آیندہ ایسی تصنیف سے باز آئین اور اگر اونکی اتباع مین سے کسیکی ہو تو اوسکو بلکہ اپنے جملہ اتباع کو

منع کرین کہ بار دیگر ایسی حرکت عمل مین نہ لائین عالم مین ضلالت نہ پہیلائین ورنہ ان بلاد مین اگرچہ
اہل سنت کے نزدیک تیغ و علم نہین ہے نیزہ قلم ہی کچہہ کم نہین ہے کاتب الحروف کا جب خیال
اوسطرف جاتا ہے تو بے ساختہ یہ شعر واصل کا زبان پر آتا ہے ؎ اَنْتَ فِیْ سِتْرٍ وَخَرَبَتَ
الْقُلُوْبَ ✤ لَوْ كُشِفَتَ الْوَجْهَ مَاذَا تَصْنَعُ ✤ خاکسار نے چاہا تہا کہ اوس کمینہ کے معائب کی ہر ہر عیب کو
جدا جدا کرکے اہل بصیرت کو دکہلاوے لیکن احباب نے منع فرمایا کہ کتاب طویل ہو جاویگی سامع
اور قاری کو ملال ہوگا بلکہ چہپنا بہی دشوار ہو جائیگا اس سبب سے مختصر کہا اور مشتے نمونہ از
خرواری اہل دانش کو دکہلا دیا کہ وہ نمونہ سے خروار کا حال خود ہی معلوم کر لینگے الحمد للہ علی احسانہ
کہ اوسنے اس مور ضعیف کی مدد کی اور زمانہ قلیل مین اس کتاب کی کہ مسمیٰ بہ بوارق لامعہ ہے تکمیل
کرا دی کارساز بے نیاز اسکے چہپنے کا سامان بہی بہم پہونچاوے اور مقبول فرماوے اور اہل غوایت کو ہدایت کرے اور اہل ہدایت کو
غوایت سے بچاوے آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین
وصل وسلم وبارک علیہم اجمعین - اور زنہار کوئی صاحب اپنی سادہ لوحی سے خاکسار کی طرز تحریر کو
خلاف تہذیب کے نہ سمجہین کیونکہ وہ صاحب جنکو ایسا خیال ہو اگر کتاب مذکور کو بچشم غور ملاحظہ
فرماتے تو کاتب الحروف کی قلم سے اونکا قلم دو قدم آگے بڑہ جاتا خاکسار کو معذور رکہتے بلکہ کم
نویس کہتے اور اگر یہ بات خیال شریف مین نہ آئی ہو تو اب بہی احقر خود اونہین سے ستفتی ہے
کہ زید کہتا ہے خدا کا جہوٹ بولنا ممکن ہی اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا بہائی کہنا جائز ہے
اور دنیا مین فقط مین اکیلا عالم ربانی و حقانی ہون اور باقی سب جاہل ہین یا عالم نفسانی اور
شیطانی ہین خصوصاً حرمین شریفین کے علما تو بڑے ہی فاسق ہین اور نصوص شرعیہ کے خلاف
فتوے دیا کرتے ہین اونکے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے اور اور اسی طرح چند مواضع کے دوسرے بلاد و قصبات
روم و شام ہند و سندہ عرب و عجم کے علما و فضلا و اولیا و اصفیا جو مجوز مولد و قیام ہین سب کے
سب مبتدع بلکہ مشرک اور کافر ہین عمرو و بکر و خالد وغیرہم نے زید کو اس ہرزہ درائی اور یاوہ سرائی
اور تفسیق ابرار اور تکفیر اخیار سے چند بار بلینیت کلام و نرمی تمام منع کیا اور موعظت حسنہ کو
کام فرمایا لیکن زید اونکی نصیحت کے مقابلہ مین عداوت سے پیش آتا ہے اور عقائد باطلہ کو اور زیادہ
پہیلاتا ہے لوگون کو گمراہ کرتا ہے بلکہ خود اسلام کو مورد اعتراض کفار بناتا ہے اور مقولہ اوسکا
یہہ ہے کہ سوائے میرے تمام دنیا کے علما نا فہم ہین کم فہم ہین سفیہ ہین نادان ہین اب ارشاد ہو

زید مذکور اگر حکومت اسلامی کے درمیان ہو تو سزائے شرعی اوسکے واسطے کیا ہے واجب القتل ہے
یا لازم التعزیر ہے دائم الحبس ہے یا ضروری الاخراج اور اگر حکومت اسلامی وہان نہو تو اوسکے ساتھ
کیا معاملہ کیا جاوی زجر اور توبیخ اوسکی زبان یا قلم سے کیجاوے یا نہین فقط وہ صاحب اسکا جواب
تحریر فرماوین بظن غالب کہتا ہون کہ میری قلم سے اونکا قلم آگے بڑہجائیگا ہان یہ خدشہ یہان باقی رہ
کہ یہ سوال تمہارا مصنوعی ہے ورنہ زید کے کلام مین یہ باتین جو تمنے لکھین نہین ہین سو جناب من
آپ اوس خرافات مطبوعہ کو سن اولہ الی آخرہ بنظر غور ملاحظہ فرماوین جو باتین کہ احقر نے یہان
بطریق نمونہ کے لکھدی ہین اونسے ہزار چند زیادہ آپکے پیش نظر ہونگے ورنہ خود اسی کتاب
فقیر سے کہ موسوم بہ بوارق لامعہ ہے معلوم کر لیجئے اور اگر منظور ہو کہ جسقدر عقائد فاسدہ اور اعمال
کاسدہ اوسمین مندرج ہین وہ سب کے سب علی وجہ الاستیعاب علیحدہ علیحدہ ہو کر بقید صفحہ و سطر اوس
دفتر ضلالت کے ملاحظہ سامی مین گذرین تو ایک خط اس نشان سے کہ در ملک گجرات شہر احمد آباد
مدرسہ طیبہ رسیدہ نزد نذیر احمد برسد ابلاغ فرماوین انشاء اللہ تعالی خاکسار اون سبکو جدا جدا
کر کے خدمت سامی مین ارسال کردیگا اور واضح ہو کہ ابتدا مین احقر کا ارادہ اس کتاب کی
لکہنے کا نہ تہا بلکہ قصد یہی تہا کہ اوس دفتر خرافات مین جسقدر عقائد اور اعمال خلاف اہل سنت
وجماعت کے مذکور ہین اون سب کو فرداً فرداً السنہ مختلفہ عربی و فارسی و اردو مین لکہون اور
اون عقائد اور اعمال کے جو جو صاحب معتقد اور عامل یا مجوز ہین اونکے نام مع مقام لکہکر بلاد
قریبہ و بعیدہ عرب و عجم کے علمائے نامی و فضلائے گرامی کیخدمت بابرکت مین روانہ کر کے
فتوی کا طالب ہون اور عرض کرون کہ ان لوگون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکہا ہے از بہر خدا رعایت
کسیکی نہ کرو خلق اللہ کو گمراہی سے بچاؤ امر حق کو نہ چہپاؤ حق کی مدد کرو باطل کو رد کرو یہ تحریر
فرماؤ کہ وہ لوگ سنی ہین یا رافضی ہین وہابی ہین یا معتزلی ہین یا کسی اور فرقہ ضالہ مین ہین حق پر
ہین یا باطل پر ہین لایق تکریم و توقیر ہین یا سزاوار توہین و تحقیر اور امور دینوی اور شرعی مین
اونکے ساتھ کسطرح معاملہ کیا جاوے ان لوگون نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اوسکا
نام براہین قاطعہ رکہا ہے یہ عقائد اور اعمال صاف صاف اوسمین لکہکر شائع کے ہین الغرض
اس مجمل کو مفصل کردون اور اون عقائد اور اعمال کی بطلان کی دلیلین بہی کتب شرعیہ سے
لکہدون پہر حسب جوابات مقامات مذکورہ سے آجاوین اون سبکو یکجا کر کے بطریق اشتہار کے

چھپوادون اور چار پانچ اشتہار ہر شہر و قصبہ مین روانہ کرون کہ ہر مقام کی ابواب مساجد مین
چسپان کردی جاوین تاکہ لوگ اونکی صحبت اور رفاقت سے محترز رہین اور اونکے عقائد مذکورہ
اور اعمال مسطورہ کو ضلالت سمجھین اور گمراہ نہون لیکن بقیۃ العلماء الراسخین حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد عبید اللہ صاحب بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ واقعہ بمبئی اور فاضل المعی جناب مولانا مولوی
محمد سکندر علیخان صاحب اصل قندہاری ثم اللکہنوی الی العصفوری مدظلہما العالی نے یہ فرمایا کہ جسطرح
دوسرون نے اونکو فہمائش کی ہر ایسے ہی ایکبار تم بھی نرمی سے اونکو سمجہا دو اور کتب شرعیہ سے اونکے خدشات رفع کردو کیا عجب ہے
کہ تمہاری تحریر مین حکیم قدیر تاثیر پیدا کردے اور اونکے قلوب مین اثر کر جاوے کہ وہ بھی صراط مستقیم پر آجاوین اور دوسرے بندگان
خدا کو نہ بہکاوین اور بلا تفہیم ہر شہر و قریہ مین بدنام کرنیسے اونکو بچاؤ ہان اسپر بھی اگر وہ نمانین اور تمہاری نصیحت کے مقابلہ مین
عداوت سے پیش آوین اور کوئی تحریر دوسری متضمن عقائد باطلہ مذکورہ و اعمال فاسدہ مسطورہ شائع کرین
تو اوسوقت تمکو اختیار رہے فقط پس امتثالاً لامر الآمرین الموصوفین خاکسار ارادہ مذکورہ سے بازآیا
اور اس کتاب کو لکہنا شروع کردیا قادر قوی جلشانہ نے اپنے فضل سے تہوڑے ہی دنون مین انجام
کو پہونچادیا اب دیکھئے کہ سامان اسکے طبع کا کب بہم پہونچتا ہے اور بعد طبع کے یہ نسخہ کیا اثر دکہاتا
ہے شافی مطلق بیماران ضلالت کو اس سے شفا دے ہلاکت سے بچاوے ایسا نہو کہ اونکی مرض کو
اور زیادہ ترقی ہوجاوے اور یہ طبیب شفیق اونکی صحت سے مایوس ہوکر بخوف سرایت آن
باشخاص دیگر بفحواے فرض المجذ وم کفرارك من الاسد اشتہارات مذکورہ بالا کے اجرا مین سرگرم
ہو اور چونکہ زندگی لایق اعتماد کی نہین ہے لہذا احقر نے اپنے دوسرے ہم شربان اہل سنت و
جماعت کو اس امر کی وصیت کردی ہے جو اخوان کہ نزدیک ہین اونسے کہدیا ہے اور جو خلان
کہ دور ہین اونکو لکہدیا ہے کہ اب تفہیم اور تلقین کی جگہہ باقی نہین ہے فقیر اگر زندہ رہا تو در صورت
ظہور اغواے عوام اس کام کو بعون اللہ المنعام خود ہی سرانجام دیگا ورنہ آپ لوگون مین سے
جسکی زندگی وفا کرے دروغگو کو تا بخانہ پہونچاوے اور اہل سنت کو حزب شیطانکی شر سے
بچاوے اس کتاب سے ناظرین کو اونکے اکثر عقائد و مکائد پر اطلاع ہوجاوگی اب چند مکائد اونکی
بطریق فہرست کے علیحدہ علیحدہ کرکے یہان ذکر کئے جاتے ہین کہ ناظرین کو آسانی ہو اور ابتدائے
نظر مین اونکو معلوم کرلین اور ہرچند کہ مکائد اونکے بیشمار ہین کوئی کہانتک اونکو لکہے اس کتاب سے
اکثر پر انشاء اللہ تعالے ناظرین غائرین مطلع ہوجاوینگے اونمین سے بعض مکائد اونکے نمونہ کے

طور پر یہان مذکور ہوتے ہین۔ کید اول یہ کہ جناب باری سبحانہ عن الکذب وجمیع النقائص کو
جامع خرافات مقطوعہ نے تہمت لگائی اور کہا کہ جھوٹ بولنا خدا کا ممکن ہے نعوذ باللہ منہا اور
واسطے فریب دہی عوام کے تہوڑی سی عبارت شامی کی بے محل نقل کی اور اوسمین سے بہی
باقی کو چہوڑ گیا گویا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو پڑہا اور انتم سکاریٰ سے منہ موڑ گیا اور جسقدر عبارت
کو نقل کی اوسکو بہی بلاوت سے نہ سمجھا اور امکان کذب کو واسطے حق سبحانہ کی ثابت کرنے لگا
یہان سے اس شخص کے علم و دیانت دونون کو معلوم کر لینا چاہیے کہ تا بکجا رسیدہ است
اور تفصیل آگے آتی ہے انشاء اللہ تعالے کید دوم یہ کہ جامع خرافات مقطوعہ چونکہ سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتھہ عداوت قلبی رکہتا ہے ولہذا تصریحاً و تعریضاً کلمات گستاخی نسبت اوس
جناب معلی علیہ التحیۃ والثنا کی لکھتا جاتا ہے اور کید یہ چلتا ہے کہ فلان آیت اور فلان حدیث
کا مین عامل ہون تا کہ عوام اوسکے دہوکے مین آجاوین اور اوسکو عامل قرآن و حدیث جانین
اور اوسکی گستاخی پردۂ اختفا مین ہو جاوے جیسا کہ آیات ثلثہ مذکورہ بالا سے ناظرین کو معلوم
ہو چکا اور بیان تفصیلی آگے آویگا انشاء اللہ تعالی اور یہ شخص تو معلوم ہو چکا کہ عقل کا پورا ہے
پہر آیات کے مطالب اور احادیث کے مقاصد جو تفاسیر اور شروح مین سلف صالحین اور
علمائے محققین بیان فرما گئے ہین اونکو کیا جانیگا لاجرم ہر جگہ اپنی عداوت قلبی ظاہر کر دیتا ہے
کید سوم یہ کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی اپنا بڑا بہائی کہتا پہرے اسکو جامع خرافات جائز
کہتا ہے اور اسکی جواز پر قل انما انا بشر مثلکم کو پڑہتا ہے تا جہلا اسکے فریب مین آجاوین اسکا
حال کچھہ تو اوپر مذکور ہوا جس سے عقلا اور علما، اور اذکیا کو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص عقل کا
پُتلا اور لیاقت کا خاکا ہے اور باقی بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالی کید چہارم یہ کہ جیسا
کہ اتباع عبد الوہاب نجدی بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے اور حال اونکا یہ تہا کہ اہل سنت کے قتل کو
مباح جانتے تہے ویسا ہی یہ شخص مع ذریات خود ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مذہب ہین لیکن چونکہ یہ
شخص سچا نہین ہے یہ مکر خود اوسکی زبان قلم سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ غیر مقلدین کی مدد کرتا ہے اور
اگر کوئی حنفی مذہب جہلائے غیر مقلدین پر بوجہہ اونکے انحراف کے سواد اعظم سے طعن کرتا ہے تو
اوس حنفی کو یہ شخص نہایت تشدد سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ غیر مقلدین کا طریق بہی موافق حدیث
کی ہے اور فلان فلان عالم بہی اسکے قائل ہین پس طعن کرنا اس حنفی کا غیر مقلدین کے طریق پر بیجا

اوسکا

اونکے کسی جزے خاص پر اون سب بزرگون پر طعن ہے کہو اب اس طاعن کی ایمان کا کیا ٹہکانا ہے
جب آنکھہ بند کرکے بزرگان دین پر اور خود حدیث پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے
معاذ اللہ انتہی یہ حاصل ہے جامع خرافات کی تحریر پرتزویر کا اس تحریر سے غرض اس شیاد کی
یہ ہے کہ عوام اسکے دام فریب مین آجاوین اور جانین کہ حنفیہ بہت ہی گرفتار ہین جو حدیث کے خلاف
کرتے ہین اور بزرگان دین بلکہ خود حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر طنز و تشنیع روا رکہتے ہین اور انکے
ایمان کا ٹہکانا نہین ہے فقیر کہتا ہے کہ عوام کالانعام ہوتے ہین شاید اس کیاد کے دام فریب مین
پہنسجاوین لیکن علما اور عقلا تو پہچان سکے کہ حال بالعکس ہے اور یہ حکایت اوسکی تحریر کے مشابہ
ہے کہ ایک مسلمان کسی مجوسی پر طعن کر رہا تہا اور اوس سے کہہ رہا تہا کہ تیرا مستند زرتشت دعوی
پیغمبری مین جہوٹا تہا آتش پرستی اوسنے جاری کی اور کتاب ژند خود تصنیف کرکے لوگو نمین
پہیلائی اور کہا کہ یہ کتاب آسمانی ہے اور حالانکہ اوسکا پیغمبر ہونا اور کتاب مذکور کا آسمانی
ہونا باطل ہے اس دلیل سے اور اس دلیل سے۔ اسی اثنا مین دوسرا ایک شخص بظاہر مسلمان
اگر پہونچا مسلمان مذکور کا بیان سنکر کہنے لگا کہ ہر قوم کیواسطے پیغمبر کا مبعوث ہونا قرآن شریف
مین موجود ہے دلکل قوم ھاد اور زرتشت مجوس کا پیشوا پیغمبر صادق اور حکیم حاذق تہا چنانچہ
فاضل شہرزوری وغیرہ اوسکو نبی اور حکیم کہہ گئے ہین پس یہ طعن بزرگان دین پر طعن ہوا بلکہ
یہ تشنیع خود قرآن شریف پر ہو گئے کہو اب طاعن کے ایمان کا کیا ٹہکانا ہے جب آنکہ بند کرکے
ائمہ دین اور قرآن شریف پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے اوس مجوسی نے
مسلمان موصوف سے کہا کہ کیون صاحب اب فرمائیے یہ آپکے ہم مذہب کیا کہہ رہے ہین
مسلمان بولنے کہا کہ اب تو اپنے گہر کی راہ لے ہم اسکی تعلیم اور تادیب کو مقدم رکہتے ہین
پہر وہ مسلمان اوسی پلید کی رد خرافات کیطرف ملتفت ہو گیا اور کما حقہ اوسکی تفہیم کردی عقلا کو
اسمین تفصیل کی حاجت نہین ہے ورنہ خاکسار اوس مسلمان کے جواب کو مفصل لکہدیتا اور ہاتھ من
نیز کے جواب کی بہی یہان گنجایش نہین دیکہتا اپنی مقام پر آویگا انشا اللہ تعالے واہ واہ
کیا عمدہ اوس مرید کی تقریر ہے اور کیا خوب اس عنید کی تحریر ہے اف کیا اس شخص کے مبلغ علم
کو جان گئے ہونگے اور اسکے لیاقت کو پہچان گئے ہونگے اس فہرست مین اشارہ ہے ہے اکتفا
کیا۔ کید تخم یہ کہ ناظرین با تمکین پر ماسبق سے واضح ہو گیا اور مالحق سے اور بہی ظاہر ہو جائگا

کہ اس شخص کو سید العبید علیہ صلوٰۃ اللہ الحمید سے عناد قلبی ہے ولہذا مَنْ کَرِہَ شَیْئًا مَنَعَ
ذِکْرَہٗ کا مظہر بنگیا ہے یعنی اس شخص کو چونکہ آنسرور علیہ سلام اللہ الاکبر سے عناد ہے باین سبب
دلسے نہین چاہتا کہ مجالس اور محافل مین آپکا ذکر خیر کیا جاوے اور صراحۃً منع بھی نہین کر سکتا
کہ کوئی ذکر آپکا نہ کرے اور درود آپ پر نہ بھیجے تولد شریف کا حال نہ بیان کرے کیونکہ علی الاعلان
اگر ان امور سے منع کریگا تو جانتا ہے کہ علمائے سنت و جماعت بلکہ پہلے جاہل ہے اسکا کام
تمام کر دینگے تو حصول غرض معلوم کیواسطے یہ کید چلتا ہی کہ جہلا کو تو یون سمجہا کر ٹالدیتا ہے
کہ انعقاد محفل میلاد کتاب سے ناجائز ہے اب رہے علما تو اونکے مقابلہ مین اسکو بہت دشواری
ہوتی ہے بہت کچہہ ہاتہہ پانْون مارتا ہے مشعبد کیطرح بہت سی شعبدہ بر روے کار لاتا
اور کہتا ہے کہ اسمین یہ مخالفت شرعی آجاتی ہے اور یہ خلاف سنت کے ہوجاتا ہے جیساکہ
بعض ظرفانے لکہا ہے کہ ایک مرد نے نہایت تنگ آکر قاضی کے پاس اپنی زوجہ کی شکایت
کی کہ نہ نماز پڑہتی ہے اور نہ رمضانمین روزہ رکہتی ہے اور نہ میری خدمت کرتی ہے اور جب
مین گہر سے باہر جاتا ہون تو دوسرے لوگون کے ساتہہ صحبت رکہتی ہے ذرا آپ اوسکو نصیحت
کرین قاضی نے بلا کر بہت کچہہ کہا اوس عورت نے جواب دیا کہ مین شافعی المذہب ہون
اور اکثر مدت حیض کی اونکے مذہب مین پندرہ ١٥ روز ہین سو مجہکو پندرہ روز حیض رہتا ہے
نماز کیونکر پڑہون کہ شرعاً ممنوع ہی اور شوہر میرا بڑا مغلوب الغیظ ہے مہینہ کے پندرہ روز
باقی مین اپنی جان کے خوف سے کہ مبادا نماز پڑہنی میں اوسکی خدمت مین قصور واقع ہوجاوے
اور وہ غصہ مین آکر مجہکو جان سے مارڈالے محافظت جان کے نماز سے زیادہ شریعت مین مؤکد
ہے اسوجہہ سے نماز کو ترک کردیتی ہون اور رمضان مین ہر روز مسافرین میرے گہر مہمان آیا
کرتے ہین اور مہمانون کی رعایت خاطر سنت ہے اگر روزہ رکہون تو خلاف سنت ہو اور سنت کے
خلاف عمل مین لانا مجکو ہرگز منظور نہین ہے اور خدمت نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اکثر اوقات
میرے شوہر کے نزدیک اجانب بیٹہے رہتے ہین اور اوسوقت وہ مجہسے کوئی چیز طلب کرتا ہے
اور اغیار کے رو برو مجکو بلاتا ہے بہلا شرعاً یہ کب جائز ہے اور لوگون کے ساتہہ صحبت یہ کہنیکا
حال جو میری شوہر نے آپسے بیان کیا سو وجہہ یہ ہے کہ ہر فرد مرد بشریت کے حیثیت سے میرا بہائی ہوتا ہے شوہر
میرا بہت ہی نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجہا لیکن مین چونکہ اسوجہ کو سمجہتی ہون لہذا ہر مرد کے

ساتھ صحبت رکھتے ہون فقط اب ناظرین غور فرماوین کہ جامع خرافات نے اس خبیثہ سے زیادہ تر اظہار
اعذار شرعیہ مین دربارۂ مجلس میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم شعبدے دکھلائے ہین اور مضمون ع خوی بد را
بہانہا بسیار۔ کو ظاہر کیا ہی اور لکھا ہی کہ انعقاد اس مجلس کا جائز نہین ہی بہلا علمای سنت وجماعت کب اس
شعبدہ بازکیاد کی فریب مین آتے ہین نیزۂ قلم سے ایک جلسہ مین اسکی سب شعبدونکو اوڑا دیتے ہین چنانچہ آگے
معلوم ہوا جاتا ہی انشاء اللہ تعالی کید ششم یہہ کہ فاتحہ اموات کا مندوب اور مستحسن ہونا چونکہ کتب شرعیہ مین
بکمال وضوح مرقوم ہی انکار کی مطلقا جگہہ باقی نہین اور جامع خرافات مقطوعہ چونکہ منع الخیر پر مجبول ہوا ہی بہت کچہہ فکر
کرتا ہی کہ کونسا حیلہ پیدا کرے جو اوسکو انکار کی گنجائش ملے بآخر سوا اسکے اور کچہہ نہ سوجہا کہ اوسی خبیثہ مذکورہ کے سے
اعذار واہیہ پیش کردیے بہلا وہ علمای فحول کے روبرو لائق اعتنا ہو سکتے ہین وسیجئی تفصیلہ انشاء اللہ تعالے
کید ہفتم یہہ کہ تمام علمای اہل سنت کو جامع خرافات مقطوعہ کسی مقام پر عوام کالانعام کے ساتھہ تعبیر کرگیا ہی
اور کہین علمائی شیطانی ونفسانی ودنیاوی کا خطاب دے گیا ہی اور اپنی نفس کو عالم ربانی وحقانی لکھکر
نقارہ انا خیر منہم کا بجا دیا ہی اور بکمال سفاہت یہہ نہ سمجہا کہ مین جو تمام فضلای متقدمین وعلمای متاخرین
عرب وعجم کو علمائی شیطانی ونفسانی لکھتا ہون اسکا انجام کیا ہوگا اور یہہ تکبر اور غرور اور یہہ گستاخی اور بیباکی کہانتک
پہونچائیگی پندنامہ سعدی علیہ الرحمہ بہی جو فارسی کی پہلی کتاب ہی اطفال ودبستان کو یاد رہتی ہی بلکہ اکثر دہقانون
اور گنوارونکو بہی اوسکے اشعار محفوظ ہوتے ہین اس مدعی انا خیر نے نہین پڑہی کہ اوسمین فرماتے ہین ؎
تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + ظاہرا اسکا جواب یہہ دیگا کہ ہمنے تو یون لکھا ہی کہ جو علما مولد
وقیام کو مستحسن جانتے ہین اور اس بارے مین رسائل تالیف کرتے ہین اور اسکے استحسان کا فتوی دیتے ہین
اور اسکے عامل یا مجوز ہین وہ عوام کالانعام ہین یا علمائی نفسانی وشیطانی ہین اور جو کہ مانعین ہین وہ عالم ربانی
وحقانی ہین اسسے یہہ کہان ثابت ہوا کہ تمام علمای اہل تسنن عوام کالانعام ہین یا عالم شیطانی ونفسانی ہین اور
تنہا ہم عالم ربانی وحقانی ہین فقط اب ہم اہل حق اسکے جواب الجواب مین کہتے ہین کہ تمام علمای اہل سنت مانحن فیہ
کے مجوز ہین تو بموجب تمہارے قول کے عوام کالانعام یا علمای شیطانی قرار پائے اور زمانہ ماضی مین اگر ایک دو
مانع بہی گذرے تو قطع نظر اس سے کہ النادر کالمعدوم معلوم ہی اونکے منع کی بہی ایک وجہ خاص تہی کہ
وہ تمہاری سمجہہ مین نہین آئی اور اس زمانہ مین تو سوائے تمہارے حزب قلیل کے کوئی مانع نہین ہی سو تم عالم
ربانی وحقانی ہوئے اور عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ اور عالم ربانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی
اور مولانا کرامت علی صاحب جونپوری ومولانا محمد شاہ صاحب دہلوی اور فاضل حقانی مولانا عبد الغنی محدث مہاجر مدنی

اور ہزارون علمای حقانی مستحسن اور مجوز اس عمل خیر کی گذری کہ اون سبکے اسمای گرامی لکھنے کیواسطے ایک دفتر علیحدہ درکار ہی قدس اللہ اسرارھم و افاض علینا من فیوضھم و برکاتھم اور اب جو بزرگان دین کہ بقید حیات ہین مولوی عبدالرزاق صاحب و مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی و مولوی شاہ محمد اکبر صاحب کاکوروی و مولوی محمد گل صاحب خالص پوری و مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری و مولوی عبدالغفار صاحب لکھنوی و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی محمد سکندر خان صاحب خالص پوری و حضرت مولوی فضل الرحمن صاحب مرادآبادی و مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب و مولانا مولوی عبیداللہ صاحب بدایونی و مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈہی و مولانا مولوی احمد حسن صاحب پنجابی و مولانا مولوی عبدالحق صاحب مجددی نقشبندی مہاجر و مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری و مولانا مولوی عبدالحق صاحب کانپوری اور خود تمہارے پیر جناب حاجی امداداللہ صاحب اور سوا اسکے ہزارون علمای عرب و عجم بارک اللہ فی اعمارہم مستحسن اور مجوز اس کار خیر کے موجود ہین سو یہہ سب عوام کالانعام یا علمای شیطانی و نفسانی ٹہرے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا واقعی اس بیباک نے سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام و علمای اسلام کثرہم اللہ الی یوم القیام کی جناب اقدس مین ابورافع یہودی کی سی عداوت ظاہر کردی ہداہ اللہ تعالیٰ او خدلہ کید ہشتم یہہ کہ جب یہ شخص خیال کرتا ہی تو دیکھتا ہی کہ روی زمین پر کوئی عالم علمای سنت و جماعت سے اپنے ساتھہ نہین ہی اس وجہ سے گھبراتا ہی اور چاہتا ہی کہ کسی تدبیر سے کوئی نامی فاضل تو اپنے ہمزبان ہوجاوے کہ کچہہ سہارا لے سو اس غرض کے حاصل ہونیکے واسطے خرافات مقطوعہ مین یہ کید چلا ہی کہ جناب مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ کی خوش آمد مین نہایت مبالغہ کر گیا باین خیال کہ جب وہ اس مدح سرائی پر مطلع ہونگے ضرور مانی الخرافات کو قبول و منظور فرماوینگے اور عقائد اور اعمال مین ہمارے شریک ہونگے اور ہر طرحسے ہماری جانبداری اور اعانت کرینگے اور یہہ بھی نہیں تو ہمکو مخالفین کے روبرو کہنے کی گنجائش تو ملیگی کہ فلان فاضل نامی ہمارے ساتھہ بھی اسوقت موجود ہے خاکسار کہتا ہی کہ مولوی صاحب موصوف تو ایک مرد پختہ جہاندیدہ صاحب علم و عقل و فہم ہین کہ جنہون نے پادری فنڈر کو عاجز اور لاجواب کردیا وہ تو بھلا کیونکر اسکے دام فریب مین آتے اس دام مین تو کوئی جاہل بھی جسکو کسیقدر حصہ عقل سے ملا ہی نہین آنیکا اب حال واقعی سنئے کہ مولوی صاحب ممدوح جب خرافات مقطوعہ متضمنہ عقاید باطلہ و اعمال کاسدہ پر مطلع ہوئے حمیت اسلامی سے نہایت غیظ مین آئے اور کلمات تشدد ملبنیت اوس تالیف اور مولف و ہم مشربان

مولف دآمر طبع کے فرمانے مولانا مولوی عبد الحق صاحب مہاجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری وغیرہما اسکے شاہد عادل ہین جو چاہے ان بزرگون سے بذریعہ کتابت دریافت کرلے اور خود اونکی تحریر مضمون مذکور طبع ہوچکی ہی اور دوسری عنقریب شایع ہونے والی ہی ناظرین کے ملاحظہ مین گذرے گی کید نہم یہہ کیا ایک خط حاجی امداد اللہ صاحب کا ان کیا اونہون نے طبع کرایا اور ظاہر کیا کہ یہہ خط حاجی صاحب کا مولوی نذیر احمد خان رامپوری مدرس مدرسہ طیبہ واقع احمد آباد گجرات کے نام مکہ معظمہ سے آیا ہے اور اوسپر حاشیہ اپنی طرف سے چڑہایا اوس حاشیہ مین الفاظ غیر مہذب نسبت اس خاکسار اور صاحب نوار اور مولوی احمد حسن صاحب پنجابی کے لکہے اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ خرافات مطبوعہ جب شایع ہوئی تو اس خاکسار نے ایک خط بنام حاجی صاحب موصوف روانہ کیا تہا مضمون اوسکا یہ تہا کہ صاحبان براہین آپکے مریدان رشید ہین اونکو آپ منع کردین کہ لوگونکو گمراہ نکرین براہین مطبوعہ مین یہ یہ عقائد باطلہ و اعمال کاسدہ درج کیے ہین فقط یہہ خلاصہ مضمون خط مذکور ہی بعد چند ماہ کے وہ خط حاجی صاحب کا جسکا ذکر اوپر ہوچکا شایع ہوا اسکی تمہید مین صاحبان براہین نے یہہ بہی لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب مولوی نذیر احمد خان کو روانہ کردیا ہی جو چاہے اونسے دریافت کرلے اور خلاصہ مضمون اس خط کا جو معتقدان براہین نے چہپوایا اور شایع کیا یہ کہ براہین قاطعہ مین عقاید حقہ ہین تمہاری سمجہہ مین نہین آئی فقط اور اوسکے حاشیہ مین تو سفاہت اور بلادت وغیرہ بہت سے الفاظ بمضمون المرء یقیس علی نفسہ کی نسبت خاکسار کے لکہی اور جناب مولوی احمد حسن صاحب پنجابی کی نسبت لکہا کہ وہ نہ سمجہے نہ بوجہے رسالہ درباب امتناع کذب باری لکہنے کو بیٹہہ گئے فقط اب سنیے کہ اوس تمہید مین جو ان مکارون نے لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب نذیر احمد کو روانہ کردیا ہی اسکے مقابلہ مین تو احقر اسی آیت کی تلاوت پر اکتفا کرتا ہی کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے وہ جواب میرے پاس نہین آیا اور ان کیا دون کو اوسکی نقل پہونچ گئی یہ طرفہ ماجرا ہی الغرض احقر نے فاضل کامل مولانا مولوی سکندر خان صاحب واصل خالص پوری نزیل بمبئی کو لکہا کہ آپ یہ خط میرا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین کسی اہل علم معتمد علیہ کے ہمراہ روانہ کردین اس خط مین فقط حاجی صاحب سے استفسار اس امر کا کیا تہا کہ یہہ خط جو صاحبان براہین نے آپکے نام سے چہپوایا ہی فی الحقیقت آپکا ہی یا نہین اور آپ اون عقائد کے جو براہین مین مندرج ہین معتقد ہین یا نہین فقط فاضل ممدوح نے وہ خط مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ہمراہ مکہ معظمہ کو حاجی صاحب کی خدمت مین روانہ کردیا جناب حاجی صاحب نے اوسکا جواب بسبیل ڈاک بشہر احمد آباد گجرات مدرسہ طیبہ مین میرے پاس ابلاغ فرمایا اوسکا خلاصہ مضمون یہ کہ ایک مدت سے

بوجہ ضعف بصارت مین اپنے ہاتھ سے خط نہین لکھتا ہون وقت ضرورت کے دوسرے شخص کے ہاتھ سے لکھوا دیا
کرتا ہون چنانچہ وہ خط بھی جو معتقدان براہین قاطعہ نے چھپوایا ہی مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے
اپنے علم پر اعتماد کرکے مضمون مذکور لکھدیا ہوگا اور براہین قاطعہ مین جو عقاید فاسدہ و اعمال کاسدہ مذکور ہین
وہ سراسر میرے عقائد و اعمال کے مخالف ہین مین ہرگز اون عقائد و اعمال کا معتقد و عامل نہین ہون فقط
صاحبان براہین کے پیر و مرشد کے اس تحریر سے براہین قاطعہ کا خرافات مقطوعہ ہونا واضح ہی کہ اونکے پیر و مرشد اون
عقائد و اعمال سے نہایت متنفر ہین اور ہمارا مدعا کہ ہم اوس کتاب کو سراسر غوایت اور اوسکے عقاید فاسدہ و اعمال
کاسدہ کو سراپا ضلالت کہتے ہین ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذلك اب رہا یہہ کہ جناب حاجی صاحب نے تحریر
فرمایا کہ وہ خط مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنی سمجھ کے مطابق لکھدیا ہوگا اس مضمون کی نسبت
خاکسار اپنی زبان سے کچھ نہین کہتا بوجہ اسکے کہ یہہ احقر کسی مسلم کی نسبت جبتک وہ غیر مشروع کا عامل یا قائل نہو کوئی کلمہ
سبکی کا کہنا یا لکھنا تجویز نہین کرنا جایز نہین رکھتا چہ جای آنکہ ایک بزرگ کہن سال کی نسبت کوئی سخن اس قسم کا
کہے یا لکھے حفظنا اللہ منہ ہان اس غرض سے کہ برادران دینی کو عبرت اور نصیحت ہو اور مجکو علم اور خبرت ہو
ناظرین ذیعقل کیخدمت مین چند استفسار رکھتا ہے اور وہ استفسار اس قسم کے ہین کہ اونکا جواب اہل علم و عقل تو دیدینگے
وہ لوگ جو کہ فقط رتوڑی عقل کی ہی رکھتے ہین جواب اون استفسارونکا دیسکتے ہین اب خاکسار ماسبق سے قطع نظر کرکے
ایک رویداد بیان کرتا ہی بعد ازان وہ استفسارات ناظرین با انصاف کے معرض عرض مین لاویگا امید کہ جواب سے
ممتاز فرماوین پہر جو صاحب عقل کہ از راہ انصاف جواب دینگے انشاء اللہ تعالی یہ فقیر اوسکو اپنا معتمد علیہ اور دستور العمل
گردانیگا اور جانیگا کہ یہہ امر ہر فرد بشر کو اسطرح عمل مین لانا چاہیے اب سنئے وہ روئداد یہ ہی کہ عمرو و بکر نے ملکر
ایک کتاب چھپوائی زید و خالد و حامد وغیرہم نے جب اوس کتاب کو دیکھا تو بہت سے ایسے مسایل اونکو اوس کتاب مین
نظر آئے کہ جن سے لوگ گمراہ ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی اوس سے مفہوم ہوا اور ذات بیعیب
پروردگار عالم کی جناب قدس مین عیب لکھتا ہوا اور اسلام مورد اعتراض بنتا ہو زید و خالد و حامد وغیرہم چونکہ اہل اسلام
ہین اور اونکے مذہب کے یہ مسایل بالکل مخالف لہذا اونکو بہت ناگوار گذرا اور طابعان کتاب مذکور بھی مسلمان ہین
زید نے بمقتضائی محبت اسلامی چاہا کہ کسی تدبیر سے اہل اسلام گمراہی سے بچین اور صاحبان کتاب بھی ہدایت پاوین
اور راہ راست پر آوین سو یہہ تدبیر اوسکے ذہن مین آئی کہ عمرو و بکر یعنے صاحبان کتاب کے پیر دستگیر مسمے بہ ضامن کو
لکھنا چاہئے کہ آپ اپنے مریدون کو منع کردین کہ ایسے افعال اور اقوال سے باز آوین امید ہی کہ عمرو و بکر اپنے مرشد
کے فرمودہ پر عمل کرینگے یہہ سوچکر زید نے ضامن کو مضمون مذکور لکھ بھیجا ضامن کے پاس جب یہہ خط زید کا پہونچا

تو ضامن نے اپنے کسی خادم کو حکم کیا کہ اسکا جواب لکھکر عمرو و بکر کو روانہ کردو چنانچہ وہ خادم حکم بجالایا اور زید کے خط
کا جواب عمرو و بکر کے پاس جو زید کے مخالف تھے روانہ کردیا عمرو و بکر نے اوسپر حاشیہ اپنے طرف سے چڑہایا اور اوس حاشیہ
مین بہت سے کلمات ناشایستہ نسبت زید و خالد و حامد وغیرہ کے لکھے اور اوسکو چھپواکر شایع کیا جب زید اسپر مطلع ہوا
تو ضامن کو اوسنے لکھا کہ حضرت یہ خط جو یہان میرے خط کا جواب مشہور کر کے چہاپا گیا ہی فی الحقیقت آپنے
ابلاغ فرمایا ہی یا نہین اور اوس خط کا مضمون یہ ہی کہ کتاب مذکور مین عقائد حقہ مسطور ہین سو آپ بہی اون عقاید
کے معتقد ہین یا نہین اس بار ضامن نے زید کو جواب بھیجا کہ وہ خط جو چھاپا گیا ہی مینے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے
اپنے قیاس سے لکھدیا ہوگا اور مین اون عقاید کا جو اوس کتاب مین مذکور ہین ہرگز معتقد نہین ہون فقط روئداد تمام ہوئی
اب وقت استفسار ہی اولاً یہ کہ زید کے خط کا جواب جو حضرت ضامن نے اوسکے مخالفین کے پاس روانہ فرمایا اور زید کو مطلق
اس سے خبر ہی نکی یہ امر دیانت اور تقوی اور اصلاح مین داخل ہے یا انکے اضداد کو شامل ہی یا عقلا کے نزدیک مناسب
یہ تہا کہ زید نے اپنے خط مین اگر بیجا لکھا ہوتا تو عمرو و بکر کو فہمائش کرنی تہی کہ زید نے مجکو یہ مضمون لکھا ہی اور بیجا لکھا ہے
تم ایسے حرکات سے باز آؤ اور زید کو بہی جواب لکھدینا تہا کہ تمہاری تحریر کے مطابق عمرو و بکر کو ہمنے منع کردیا ہی اب چاہین
وہ مانین یا نہ مانین مین اونکے عقاید و اعمال سے بری ہون فقط اور زید نے اگر بیجا لکھا ہوتا تو خود زید کے پاس زید کے
خط کا جواب باین مضمون روانہ کرنا مناسب تہا کہ میان زید تمہاری سمجہ ناقص ہی عمرو و بکر نے جو کچہہ اوس کتاب مین
لکھا ہی سب حق لکھا ہی تم اب غور کر کے سمجھلو اور اونہی عقائد کے معتقد ہوجاؤ اور اونہی اعمال کے عامل بن جاؤ یہی
صراط مستقیم ہی ورنہ راہ جحیم ہی استفسار ثانی یہ کہ حضرت ضامن نے اوس کاتب کو مضمون بتادیا تہا کہ یہہ لکھو یا یون
ارشاد فرمایا تہا کہ اسکا جواب جو تمہارے دلمین آوے وہ لکھلاؤ درصورت اولی جو کچہہ مامور نے لکھا وہ آمر کا ہوا یا نہین
اگر ہوا تو ضامن کا یہہ کہنا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا ضامن کو اوس تحریر سے بری الذمہ کریگا یا نہین اگر نہین
کریگا تو حضرت ضامن کا یہہ قول کہ اوس کتاب مین عقائد حقہ مذکور ہین اور دوسرا یہ قول کہ مین اون عقاید سے
بری ہون اور بیزار ہون ان دونو قولون مین تناقض ہی یا نہین اور صورت ثانیہ کو بہی اہل عقل ملحوظ فرماوین پہر
ضامن صاحب نے اوس خط کو سنکر ابلاغ فرمایا یا بغیر سنے اگر سنکر بہیجا تو تناقض بین القولین المذکورین ثابت ہوگا یا نہین
اور اگر بغیر سنے ارسال کیا تو نادانی مین یہہ امر محسوب ہوگا یا دانائی مین اور اس سے مداہنت فی امور الدین ثابت
ہوگی یا نہین اور چند استفسار اور بہی ملحوظ خاطر ہین برعایت ادب بحضرت ضامن زبان قلم پر نہین لاتا اب
ناظرین با انصاف ارشاد فرماوین کہ دوسرے اہل اسلام بہی یہہ روش ضامن صاحب کی اختیار کرین یا نہین غالبا
سب عقلا یہی فرماوینگے کہ نہین اس قدر لکھنے کے بعد خاکسار کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ضامن کی جناب عالی

کیطرف بجز رعایت خاطر عمرو وبکر کے دوسری کوئی برائی راجع نہین ہی بلکہ یہہ سب کیا دہی وشیا دی عمرو وبکر کی ہی ہر
وجہ یہہ ہی کہ زید کا خط بمضمون مذکور جب حضرت ضامن کے پاس پہونچا تو حضرت ضامن نے وہ خط زید کا بجنسہ بغیر جواب کے
عمرو وبکر کے نزدیک روانہ کردیا کہ تمکو اور تمہاری تصنیف کو لوگ اسطرح یاد کرتے ہین ہوشیار ہوجاؤ اور اس قسم کی
حرکات سے باز آؤ عمرو وبکر نے زید کے خط کا جواب اپنی قلم سے لکہا اور ضامن صاحب کیطرف سے آیا ہوا مشہور کیا اور
ضامن صاحبکو بہی لکہدیا کہ آپ سے اگر کوئی استفسار کرے تو کہدیجئیگا اور لکہدیجئیگا کہ ہان وہ جواب مین نے لکہا ہی پہر جب
زید نے دوبارہ حضرت ضامن کو لکہا اور خود اونکے عقاید سے بہی استفسار کیا تو حضرت موصوف نے صاف لکہدیا کہ
فلان فلان عقائد اور اعمال اوس کتابکے میرے عقاید اور اعمال کے مخالف ہین باقی رہا یہ مضمون کہ وہ جواب جو میرے
طرف سے عمرو وبکر نے چہپوایا ہی وہ جواب ہرگز میرے طرف سے اونکے پاس نہین گیا اور نہ مین اوس جواب سے واقف
ہون تمہارے خط کا جواب اونکے پاس مین کسواسطے روانہ کرتا فقط سو یہہ مضمون حضرت ضامن نے اس سبب سے نہین
لکہا کہ عمرو وبکر کے اس مکاری سے نہایت خواری ہوگی الغرض ناظرین کی خدمت مین التجا ہی کہ حضرت ضامن سے بدظن
نہون عمرو وبکر کو ہی بانیان فساد سمجہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچہہ قصور نہ تہا وہ دوسرے شخص کا فتور تہا اس کیدکو
خاکسار نے اس کتاب سے علیحدہ مفصلا لکہا ہی لہذا یہان مختصر کہا ان لوگون نے جناب مولوی احمد حسن صاحب کی
نسبت جو نافہمی کا مضمون لکہا ہی عجب نہین کہ اونکے اساتذہ وتلامذہ مین سے کوئی مستعد ہوکر اس گستاخی کا مزہ چکہا دے
کید دہم یہ کہ جب صاحب خرافات نے دیکہا کہ جملہ علمای عرب کا نہ فضلای عجم مولد وقیام کے مجوز ومستحسن ہین تو نہایت
غیظ مین آیا اور اونکی عداوت کا تخم اپنے خانہ دلمین جمایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ اون
سبکی تجویز باطل ہوجاوے سو کوئی تدبیر اوسکے ذہن مین نہ آئی سوا اسکے کہ علمای عرب کی تو پوری پوری ہجو کر گیا
کہ جاہل ہین فاسق ہین کتاب کے خلاف کیا کرتے ہین مخالف نص کی فتوی دیا کرتے ہین اور فضلای عجم بہی لاعلم ہین
مشرک ہین مبتدع ہین اون سبکی تجویز اور استحسان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور اوسی خرافات مین یہ بہی بک گیا کہ ہمارے سوا
دوسرے کسی کا قول لایق اعتماد کے نہین ہی اب ناظرین اس شخص کی بیہودہ گوئی ملاحظہ فرمایا ہین کہ کیا لکہہ گیا مفاد
اوسکا یہ ہوا کہ فقط یہ اکیلا جنتی ہی اور باقی سب جہنم مین جانیوالے ہین نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات
بہلا اس بیباک کے اس زفیر سراپا تزویر کو کوئی عاقل سمع قبول مین جادے سکتا ہی حاشا اور یہہ کلمات لعن
وطعن سب وشتم جو جمیع علمای اسلام کی نسبت لکہہ گیا فاسق بہی کہہ گیا مشرک بہی ثابت کر گیا جاہل بہی بول گیا
اسکی سزا کچہہ تو اس شخص کو فی الحال ملی ہی اور اگر تائب نہوا تو پوری پوری جزا فی الاستقبال ملیگی انشاء اللہ تعالے
کید یازدہم یہہ کہ خرافات مقطوعہ کا کوئی صفحہ باقی نہین ہی جسمین صاحب انوار کو خصوصا اور جمیع علمای

اسلام کو عموماً دشنام سے یاد نہ کیا ہوا ور نافہم اور نادان اور جاہل اور بددیانت اور شوخ چشم اور بیشرم اور بے ایمان
وغیرہ الفاظ اونکی نسبت نہ لکھے ہون یعنے صاحب انوار نے جو اقوال نقل کئے ہین وہ علمای ربانین اسلام کے کلام سے
اخذ کر کے نقل کئے ہین تو صاحب انوار کے نسبت جب وہ کلمات دشنام اس ناعاقبت اندیش نے لکھے تو گویا اون
سب بزرگان دین کی نسبت قرار پائے اس شخص نے یہ کتاب علمای اسلام کی ہجو مین تالیف کی ہو اور عوام کو فریب
دیا ہی کہ اظہار حق کیواسطے لکھی ہی سبحان اللہ اظہار حق کا نام اور اظہار باطل کا کام اگر غور کرو تو اس خرافات مین
نہ فقط ہجو علمای اسلام ہی بلکہ عداوت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام وتہمت خالق انام ذو الجلال والاکرام بہی
بہت کچہہ موجود ہی پھر جو شخص ذات بے عیب کو عیب لگانے سے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین گستاخی
سے باز نرہا تو اوسکو علمای اسلام کے دشنام سے کیا خوف ہوگا معاذ اللہ منہا اور باعث ان سب خرافات کا جامع
معلوم کی جہالت ہوئی ہی مولانا سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہی ؎ ز جاہل نیاید جز افعال بد + وز و نشنود
کس جز اقوال بد + کید دوازدہم یہ کہ عوام کو فریب دیتا ہی کہ صاحب انوار نے جو مولد و قیام و درود و سلام کا
استحسان ثابت کیا تو اوسنے ان امور خیر کے مانعین کو فی زماننا وہ دو چار شخص ہین سوا اونکو جامع معلوم
ولی اللہ کا خطاب دیکر کہتا ہی کہ صاحب انوار نے اون مانعین سے عداوت رکھی اور مانعین کے ساتھ عداوت
رکھنی گویا خدا کے ساتھ لڑائی کرنی ہی صاحبو ذرا غور فرماؤ کہ جامع براہین نے جو تمام علما و فضلا و اصفیا و اتقیای
امت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و اولیای خدای ذی الکبریا جل جلالہ وعم نوالہ کو ہدف سہام ملام بنایا اور جاہل اور نادان
اور نافہم وغیرہ کلمات دشنام کے ساتھ یاد کیا اور فاسق اور مشرک اور مبتدع قرار دیا یہ من عادی وَلِیًّا لِی فقد
آذنتہ بالحرب کا مورد ہی یا صاحب انوار کہ اوسنے بکمال ملاطفت مناعین للخیر کو سمجہایا کہ سواد اعظم کی مخالفت
اچھی نہین ہی اور مولوی رشید احمد صاحب کی عبارت مین جو رکاکت تہی اوسکو واضح کر کے اونکو بری کر دیا کہ یہہ
عبارت اونکی نہین معلوم ہوتی ہی اس تہذیب اور اخلاق والا اس حدیث قدسی کا مصداق ہو سکتا ہی حاشا و کلا بلکہ
وہی مفسق اطہار و مکفر اخیار و مجہل اخبار و مغفل ابرار و محقر رسول مختار و متہم خدای غفار اوس حدیث کا مورد
اور مصداق ہے والعیاذ باللہ منہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کید سیزدہم
یہ کہ جامع خرافات عوام کو دہوکا دینے کیواسطے لکھتا ہی کہ صاحب انوار نے انوار ساطعہ مین منکرین مولد و
قیام کو سب و شتم سے یاد کیا ہی جن لوگون نے انوار ساطعہ کو دیکھا ہی اور اسکے خرافات کو بہی ملاحظہ فرمایا ہی
وہ لوگ تو جان ہی گئے ہین کہ معاملہ بالعکس ہے اور جن بزرگون نے دونون مین سے کسیکا مطالعہ نہین کیا
وہ اس کتاب سے معلوم کر لینگے اصل یہہ ہی کہ صاحب انوار نے جو نہایت نرمی سے مناعین للخیر کے ساتھ گفتگو کی ہی

اور حال یہہ ہی کہ ؎ چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی + فزون گردش کبر و گردن کشی + مخدوم سعدی علیہ الرحمہ
تجربہ کر کے فرما گئے ہین سو وہی ظہور مین آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر و غرور افزون
ہو گیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب انوار کے اوسی اکرام اور احترام کا نام
دشنام رکہا اور یہہ بہی سبب ہی کہ صاحب انوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہی کہ تم یہ عقیدہ نہ رکہو کہ فاسد ہی اور یہ سخن
نہ کہو کہ کاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہی اور اس برہان سے اسکا کساد باہر ہی تمہارے اس قول میں تفسیق
ابرار ہو گی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکہا
اور خود جو تمام علمای عرب و عجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل و سفیہ لکہہ گیا اور فاسق و مشرک قرار دیگیا سو یہ
تجہیل احبار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہہ وہی مثل ہی کہ کوئی
نابکار خانہ پرور دگار مین بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکہکر کہا کہ اے کمبخت تُو ہی مسجد اور یہہ
کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بد تہذیب مسجد مین تہوکتا ہی اور میری نسبت خلاف تہذیب
الفاظ بولتا ہی اگر بکار خود مشغول نہوتا تو تجکو بتاتا مسجد مین حرام کاری نعوذ باللہ منہ تو اوسکے نزدیک
ادب اور تہذیب مین داخل تہی اور اوس قایل کا قول کہ اے کمبخت تُو ہی بے ادبی اور بد تہذیبی مین داخل ہوا
ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات مغلوط اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک
ادب اور تہذیب ہی اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب و شتم نام رکہے گئے اور لعن و طعن مین
محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کر لین کہ یہہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہی مجکو خوف اسکا ہی کہ مولوی
محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہہ شخص
نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم و برہم نہ کر ڈالے یعنے جب لوگونکو
معلوم ہو گا کہ وہانکے تعلیم عقائد و اعمال جملہ علمای سنت و جماعت ساکنان عرب و قاطنان عجم کے عقاید و اعمال کے
مخالف ہوتی ہی سب متنفر ہو جاوینگے اور ہر چند کہ وبال اوسکا تنہا اسیکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو
چاہیے کہ اسکو منع کریں اور کہین کہ بہائی تو گہر مین اپنے خاموش بیٹہا رہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات
کیون کرتا ہی اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہی ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت و جماعت مین سے تیری خرافات پر
اطلاع پاکر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہی جب دوسرے علما کو اطلاع ہو گی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے
اور ابہی تک خیر ہی کہ نذیر احمد نے تجکو در پردہ ہی رکہا ہی آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت و جماعت چہار طرف سے متوجہ
ہو جاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کر کے دہجیان اوڑا دین لہذا مصلحت یہی ہے

س زعلم بے خبری اے عزیز من مخروش + رموز غامضۂ علم عالمان دانند + فقط طرفہ یہ ہی کہ اس شخص نے
اپنے پیر دستگیر جناب حاجی صاحب کو بھی اغوای عوام و دشنام دہی علمای اسلام کے سبب سے اپنے ساتھ بدف سہام
ملام بنایا اور زیادہ بدنام کرنا چاہتا تھا لیکن وہ تو آخر شیخ پختہ کار دیدۂ انقلاب روزگار تھے صاف اسکے دام فریب سے
نکل گئے اور فرمانے لگے کہ مین ہرگز اسکے عقائد فاسدہ کا معتقد نہین ہون اور نہ اوسکے اعمال کاسدہ کا عامل
ہون دلمین اپنے فرماتے ہونگے کہ مین تو جانتا تھا کہ اس سے اپنی نیکنامی متصور ہی یہہ معاملہ برعکس کیسے ہو گیا
اسکے دلمین کیا سمائی جو علمائی مکہ معظمہ کو جاہل اور فاسق کہنے لگا اور فضلای ہند کو سفاہت اور جہالت کی ساتھ
منسوب کرنے لگا سرور عالم کو اپنا بڑا بہائی بولنے لگا گوہر کو ساتھ حجر کے تولنے لگا ذات باری کو عیب لگانے لگا
راگ انا خیر گانے لگا اور فی الحقیقت حاجی صاحب موصوف کا یہہ فرمودہ بجا ہی اور دوسرے بھی تو آخر
حاجی صاحب کے بہت سے مرید ہین عالم بھی ہین فاضل بھی ہین عامل بھی ہین سوا اسکے کسی نے اونمین سے یہ راہ پر خطر
آگے نہ لی گروہ منصور جمہور کے قدم بقدم چلے جاتے ہین پہر کیسے حاجی صاحب کے قلب انور پر اس شخص کیطرف سے
کدورت نہ آیگی یہ تو بدنام کنندۂ نکو نامی چند کا مصداق بن گیا قبل طبع براہین مقطوعہ کی یہ خاکسار بھی اس شخص کو
صالح جانتا تہا جب اس دفتر خرافات کو دیکھا کہ تمام علمای اسلام کی ہجو کر گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب قدس
مین بے ادبی کر گیا ذات باری تعالی کے ساتھ عیب لگا گیا العیاذ باللہ بدن کے رونگٹے کہڑے ہو گئے حمیت
اسلامی کا جوش آ گیا دل نے کہا کہ علمائی اسلام اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خالق انام کی جناب قدس سے
اسکو دفع کر اور خدا اور رسول کی محبت مین کلفت کو راحت سمجہ اور علمای اسلام کے ناصرین مین شامل ہو اور اسلام کو
اعتراض کفار سے بچا اور اوسکو تنبہ کر بایں خیال خاکسار نے بدرجہ ناچاری نیزۂ قلم اوٹہایا ورنہ احقر اوسکی طرف
التفات بھی نہ کرتا خود اپنے اشغال ضروریہ سے فرصت کہان جو کوئی تعلیم بہائم مین صرف اوقات کرے کیہ چہار دہم
یہ کہ صاحب انوار نے جہان نصوص قطعیہ قرآن و حدیث سے استدلال کیا صاحب خرافات نے وہان تاویلات
باردہ بعیدہ اس قسم کے کہ اطفال ابجد خوان اون تاویلات پر خندہ کرتے ہین پیش کردئے اور جہان کتب فقہ و اصول و کلام
و تصوف و سیر و تفسیر وغیرہ سے اپنا مدعا ثابت کیا وہان بعض مقام پر تو یہہ لکہہ گیا کہ یہہ روایات ضعیفہ و مرجوحہ لائق اعتماد
کے نہین ہو سکتی اور کہین یون بول گیا کہ یہہ اقوال نصوص کے مخالف ہین اور خود صاحب خرافات کا حال یہہ ہے کہ
نص کو فص جانتا ہی اور فص کو نص پہر اس لیاقت پر تمام علمای اسلام کی تکفیر و تحقیر و تجہیل و تضلیل پہ مستعد ہوا ہے
العیاذ باللہ اور جہان صاحب انوار نے علمای راسخین کے اقوال و فتاوی نقل کئے کہ دیکہو یہ علمائی ربانیین عرب و عجم مانحن فیہ
کے مثبت اور ہمارے ہمزبان ہین یہان صاحب انوار کیطرف اشارہ کر کے یون بڑ ہانکتا ہے کہ اس شخص کو نص سے تو

اثبات مدعا آتا ہی نہین ہے عاجز ہوکر یہہ کہدیتا ہوکہ فلان عالم کا یہ قول ہو اور فلان فاضل یہ کرتے تھے اور یہہ نہین سمجہتا کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول جب نص کے مخالف ہو تو مردود ہوجاتا ہو اور اقوال مذکورہ کے قائل تو فلان فلان جاہل ہین اور فتاوی مسطورہ کے مفتی تو فلان فلان فاسق ہین اور ہمنے تو نص سے اپنا مدعا ثابت کردکھایا پہر ہمکو مردم شماری سے کیا غرض ہو انتہی یہ خلاصہ ہے جامع خرافات کے کلام نافرجام کا کاتب الحروف کہتا ہو کہ اس مجہول اجبار اور مفسق اخیار کو اسقدر بھی وقوف نہین ہو کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول نص کے مخالف ہو ہی نہین سکتا حدیث ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ اس مدعا کی مثبت ہو اور اقوال مذکورہ کے قائل وہ علمای ربانی و فضلائی حقانی ہین کہ اونکا ادنی شاگرد ہمکو چالیس برس پڑہا سکتا ہو اور اوس شاگرد کے روبرو اسکی زبان ہی نہین کہل سکیگی او فرض کیا اگر اون قائلین مین سے دو ایک کم علم او بلباس اہل دنیا بھی ہون تو کیا حرج ہو سلک مروارید بیش قیمت مین رشتہ کم قیمت آخر ہوتا ہے ہے تو جو اس شخص کیطرح عقل کا پورا ہوگا وہ مجموع سلک مروارید کو رشتہ کے سبب سے کم قیمت کہیگا اس شخص کی دانشمندی لایق غور ہے او مفتیان اتقیا کو جو یہ شخص فاسق کہہ گیا ہو سو یہہ قول المرء یقیس علی نفسہ کیوجہ سے ہو اور اور اسکا یہ قول کہ ہمنے اپنا مدعا نص سے ثابت کردکھایا ہو اسکا حال بعون اللہ سبحانہ آگے معلوم ہوا جاتا ہے اور کوئی عالم علمائے محققین اہل تسنن مین سے اسکے ہمزبان نہین ہو مردم شماری یہہ شخص کیا کریگا او جنکو یہ شخص اپنا ہم مشرب سمجہا ہو حاشا کہ وہ اسکے ہم مشرب ہون اونکے مطلب اور مدعا کو نہین سمجہا اس سبب سے اونکو اپنا ہم مشرب تصور کیا ہوگا او جنکا کلام کہ بظاہر اسکا معین بھی ہوگا وہ بھی معدود ہونگے جمہور غیر محصور کے مقابلہ مین بالفرض اگر اونکا کلام نفس الامر مین بھی اسکا معاون ہوگا تو نامقبول رہیگا حدیث اتبعوا السواد الاعظم کی شرح مین علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری نے کہا یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین انتہی چہ جای آنکہ ما نحن فیہ کے مجوز اکثر علما او اتقیا ہون علمای محققین نے جو اس حدیث کے معنے لکھے وہ قابل قبول ہونگے یا جامع خرافات کے گہر کے تراشے ہوئے معنے لایق اصغا ہوسکتے ہین یہان ایک حکایت مولانا مولوی محمد سکندر خان صاحب واصل خالص پوری سے مین نے سنی تھی یاد آئی کہ ایک مولوی اور دوسرا تارک الصلواۃ کسی سفر مین ہم طریق ہوئے جب وقت نماز کا آیا مولوی صاحب نے وضو کر کے نماز شروع کی بعد از فراغ دیکہا کہ رفیق مذکور بیٹہا ہوا حقہ پی رہا ہو مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نماز نہین پڑھتے ہین رفیق نے جواب دیا کہ ابتدا آپ نماز کی تعریف تو بیان کیجئے کہ کیا شے ہو مولوی صاحب نے کہا کہ یہہ عبادت بارکان مخصوصہ جو مین نے ادا کی اسی کا نام نماز ہے رفیق نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اسرا او ٹہا بیٹہی کا نام آپنے نماز رکہا ہو اسکی فرضیت آپ کسی نص سے ثابت کرسکتے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ہنوز آپکو اس عبادت کی

فرضیت ہی کا علم نہین ہی قرآن شریف مین مواضع متعددہ اقیموا الصلوٰۃ وارد ہی آپنے نہین پڑہا رفیق نے
کہا کہ واہ واہ حضرت اسکا مطلب آپ بالکل نہین سمجھے اب ہمسے سنئے کہ صلوۃ ایک پہاڑی لکڑی کا نام ہے کہ
آپ نے شاید وہ نہین دیکہی وہ لکڑی کجدار ہوتی ہی اوسکے سیدہا کرنے کیواسطے اس آیۃ شریفہ مین ارشاد ہوا ہی
اقامت بمعنے راست کردن ہی عرب بولا کرتے ہین اَقامَ العودَ یعنے سیدہا کیا اوسنے لکڑی کو عود بہی عربی
مین لکڑی کو کہتے ہین اقیموا الصلوۃ یعنے چوب مذکور کو تم سیدہا کرو کہ گہر کے کام مین لانیکے لایق ہو جاوے
اس آیۃ شریفہ مین تدبیر منازل کی تعلیم فرمائی گئی ہی اور تدبیر منازل ایک قسم ہی اقسام ثلثہ حکمت عملیہ سے
اور یہہ آپکی فہم کی خطا ہی جو آپ صلوٰۃ کے معنے اس اوٹہا بیٹہی کے سمجہے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ مفسرین
او محدثین اور فقہا اور اہل لغت نے صلوٰۃ کے معنے یہان اوسی عبادت کے لکہے ہین جو مشتمل ہی رکوع و سجود
قیام و قعود پر رفیق نے کہا کہ آپ زید و عمرو و بکر و خالد وغیرہ کا نام نہ لیجئے نفس نفیس سے اپنا مدعا ثابت
کیجئے یہ آیت تو ہرگز آپکے مدعا کی مثبت نہین ہوسکتی مولویصاحب نے ناچار ہو کر دوسری آیۃ پڑہی
حافظوا علی الصلواۃ والصلوۃ الوسطیٰ رفیق نے کہا کہ اس آیۃ سے بہی ہمارا مدعای مذکور
ثابت ہوتا ہی نہ آپکا مقصود مسطور یعنے یہان بصیغہ جمع صلوات ارشاد فرمایا ہی مطلب یہ ہی کہ جب
لکڑیان بہت ہون تو اونکی محافظت کرو کہ چور نہ لے جاسکے اور بیچ والی لکڑی کہ عمدہ ہوتی ہی اوسکی
تاکیداً تخصیص فرمائی اور یہہ تو ظاہر ہی کہ اسباب اور متاع کی محافظت کیجاتی ہی کہ اوسکے واسطے
خوف ہوتا ہی کہ کوئی اوٹہا نہ لیجاوے اور یہہ بہی واضح ہی کہ لکڑیان مایہ اور متاع مین داخل ہین
واہذا اونکی خرید و فروخت جاری ہی بخلاف تمہارے اس اوٹہا بیٹہی کے کہ اوسکو کوئی اوٹہا نہین
لیجاسکتا اور نہ اوسکو لیجاکر کوئی کہین فروخت کرسکتا ہی اوسکی محافظت کیا ہوگی مولوی صاحب نے بہت کچہ
یہان محافظت فرمانیکی وجہ اور وہان اقامت کے آنیکا سبب بیان کیا رفیق نے لاانسلم کی سپر آگے
کردی واقعی لاانسلم کی وہ سپر ہی کہ مسایل اور دلائل اور کتب اور رسائل کی تیغ و شمشیر سے نہین کٹتی
ہے اور نہ ٹوٹتی ہی اسکے توڑنے کیواسطے تو یہی ڈنڈا ہی جسکو کسی مرد جنگ آزمودہ نے پنجابی زبان
مین نظم فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ آسمان سے آئین چار کتابین اور پانچوان آیا ڈنڈا الغرض
مولوی صاحب کی تیغ دلیل جب اوس سپر کو نہ کاٹ سکی اور اوس ڈنڈے سے کام نہ لیا جو کام
حاصل ہوتا بمضمون شعر صائب ؎ کام دل نتوان گرفتن از جہان بے روی سخت +
آتش آوردن بردن از سنگ کار آہن ست + مولوی صاحب کی صفرا اوس خرکی زفیر سیت رگبی

باآخر فرمانے لگے کہ دیکھو فلان اور فلان عالم عبادت مذکورہ ادا کرتے چلے آئے اور اوسکی فرضیت کے قائل رہے اور فلان اور فلان متقی فی الحال بھی اسکو ادا کرتے ہین اور اوسکی فرضیت اور وجوب کے مثبت ہین تارک الصلوۃ نے کہا وہ لوگ جنکو تو عالم قرار دیتا ہی سبکے سب جاہل اور فاسق تھے اور اس زمانہ کے لوگ بھی علی ہذا القیاس ہین اسی قول سے جہالت اونکی معلوم ہوگئی اور نص کے مخالف کسیکا قول اور فعل لایق اعتماد کے نہین ہی اور تجکو نص سے تو اثبات مدعا آتا ہی نہین ہی فقط یہی کہدیا کرتا ہی کہ فلان اور فلان یہ کرتے ہین اور فلان اور فلان یہ کہتے ہین یہ تو عین دلیل تیرے عجز کی ہی اثبات مدعا سے اور ہمنے تو نص سے اپنے مدعا کا اثبات کر دیا ہی پھر ہمکو فلان اور فلان عالم اور فلان اور فلان متقی کے قول وفعل سے سند پکڑنیکی کیا ضرورت ہی انتہی خاکسار کہتا ہی کہ سبحان اللہ کیا خوب اس تارک الصلوۃ نے نص اقیموا الصلوۃ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہی پس جیسا کہ اوس تارک الصلوۃ بمعنے ترک کنندہ نماز نے اپنا مدعای معلوم بتاویلات معلومہ نص سے ثابت کیا تہا اور اوس مولوی سے بالفاظ مذکورہ خطاب کیا تھا ویسا ہی اس جامع خرافات مقطوعہ تارک الصلوۃ بمعنے ترک کنندہ ورود نے اپنا مدعای مفہوم بتاویلات علیہ نص سے اثبات کو پہونچایا ہی اور صاحب انوار کو بکلمات ناشایستہ جواب دیا ہی شاباش ہی اوس تارک الصلوۃ کو اور آفرین ہی اس تارک الصلوۃ کو العیاذ باللہ تعالی من شرور افواهما

کید پانزدہم

یہ کہ صاحب انوار نے جہلای مالغین اور سفہای منکرین کو بہت جگہہ اونکے اغلاط فاحشہ لفظیہ اور اسقام قبیحہ لغویہ پر اطلاع دی اور جیسا کہ استاد شاگرد بلید کو غلط پڑھنے وقت تعلیم دیتا ہی کہ اے بیوقوف لفظ تو پہلے صحیح پڑہ بعد کو معنے کر اور مطلب پوچھہ بغیر تصحیح الفاظ کے معنے تو کیا کریگا اور مطلب تو کیا سمجھیگا ہمیشہ کودن رہیگا جس اہل علم کے روبرو بات کریگا یا عبارت پڑھیگا یا لکھیگا جہالت تیری اوس اہل علم پر منکشف ہو جاویگی کیونکہ علم وجہل انسان کا ایک ہی لفظ سے معلوم ہو جاتا ہی قصہ شیخ علی حزین تو نے نہین سنا اس طرح پر منکرین کو صاحب انوار نے پڑھایا اور سمجھایا اسکا حال سنئے کہ اس تعلیم کی جزا اونہون نے یہ دی کہ گالیون سے پیش آئے اور اپنے اغلاط کا عذر بدتر از گناہ یہ کیا کہ وہ اغلاط کثیرہ ہمارے نہین ہین اہل مطبع کی ہین واہ کیا خوب عذر کیا حالانکہ جہان کتاب مین غلطی ہو جاتی ہی وہ غلطی خود بزبان حال بول اوٹھتی ہے کہ کاتب سے ہی یا اہل مطبع سے ہی یا مصنف سے ہی اہل عقل پہچان لیتے ہین کہ یہہ غلطی اوسکی ہی نہ اسکی یا اسکی ہی نہ اوسکی اہل مطبع کے اغلاط اور قسم کے ہوتے ہین اور مصنف کی دوسری قسم کے بہلا اسنے جو یہ کہا کہ اغلاط اہل مطبع کے ہین عقلا کیا اسکے فریب مین آکر اسکے اغلاط اہل مطبع کے سر

تھوپ سکتے ہین حاشا چور تو یہی کہتا ہی کہ یہہ چوری مین نے نہین کی بلکہ دوسرے کا نام بتاتا ہی عقلمند تحقیق کرکے معلوم کرلیتے ہین کہ یہہ کام اسکا ہی نہ اوسکا یا اوسکا ہی نہ اسکا چنانچہ منکرین نے جہان جہان غلطی کی وہ صاف اہل دانش پر واضح ہوگئی کہ خود جہلای مولفین کی ہی ہی اور بعض جا جامع خرافات تسلیم بھی کرگیا لیکن وہان یہ جواب دیا کہ محصلین اغلاط لفظیہ کیطرف التفات نہین کرتے ہین اس شخص کو اس قدر بھی تمیز نہین کہ جب اس سے الفاظ ہی کی تصحیح نہین ہوسکتی تو محصل اور عالم کیونکر قرار پایا یہ چند جہلا نہ الفاظ کو جانتے ہین نہ معانی کو پہچانتے ہین نہ مطالب کو جہانتے ہین عالم ہونیکا دعوی رکھتے ہین اس جامع خرافات کو دیکھیے کہ خرافات مقطوعہ مین اسقدر اغلاط لفظیہ و معنویہ بھرے ہین کہ اگر کوئی اوسکو طومار اغلاط کہے تو بجا ہی اردو کا محاورہ ایسا کہ باشندگان دہلی و لکھنؤ تو درکنار بعض دہاقین بھی اوس زبان سے شرماتے ہین مذکر کو مونث بول گیا ہی اور مونث کو مذکر کہہ گیا ہی جمع کو مفرد اور مفرد کو جمع بکتا چلا گیا ہی اور تعقید لفظی و معنوی اسقدر کہ مراد کو الفاظ سے کچہہ مناسبت ہی نہین اور عربی و فارسی الفاظ جو لوگون سے سنی سنائی زبان قلم پر لایا ہی وہ ایسے کہ اگر تمام کتب صرفیہ و نحویہ و لغویہ مین تلاش کرو کہین پتہ نہ ملے اور طرفہ یہ کہ اپنے ذہن مین اونکو صحیح سمجہا ہی ورنہ کیون لکہتا کاتب الحروف نے چاہا تہا کہ اغلاط لفظیہ پر بھی اوسکو مطلع کرے اور سبکو جمع کرکے ایک انبار لگا دے لیکن جامع خرافات کو اوس سے فائدہ حاصل ہونا مظنون نہوا کہ بوڑھے طوطے کو کتنا ہی پڑہاؤ وہ ٹین ٹین ہی کرتا رہتا ہی لہذا ترک کیا اور نفس مطلب ہی سے غرض رکھی اور کاتب الحروف کا مولد اگرچہ شہر مصطفے آباد عرف رامپور ہے لیکن زمانہ طفلی سے علمای دہلی کیخدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکر تحصیل علوم مین سالہای فراوان مشغول رہا اور اسی شہر فرخندہ بنیاد کو اپنا وطن بنالیا اور یہہ شہر توصیف سے مستغنی اردوی معلی یہانکی شہرہ آفاق ہی ارادہ کیا تہا کہ اس کتابکو موافق محاورہ اہل دہلی کے لکھون لیکن دل نے کہا کہ یہ کیا خیال ہی تو خطاب کس سے کرتا ہی اور جواب کسکو دیتا ہی بہینس کے آگے بین نہ بجا بز کے روبرو شافیہ نہ پڑہ مخاطب کون ہی تیری زبان نہ سمجہیگا محنت رائیگان جائیگی مخاطب کے زبان مین مخاطب کو سمجہا ہر شخص کی تعلیم اوسیکے لہجہ مین خوب ہوتی ہی اوسیکے محاورہ مین مرغوب ہوتی ہی مضامین علمیہ بیان نکر جواہر معانی ارزان نکر ترکیب نحو و تعلیل صرف نکر بے سود اپنی عمر صرف نکر کلموا الناس علی قدر عقولہم پر نظر رکہہ ناچار اس خاکسار نے بتکلف لہجہ صاحب اہین اختیار کیا ناظرین کو اگر کہین عبارت کی غیر مربوطی معلوم ہو کاتب الحروف کو معذور رکہین کہ زبان غیر معتاد مین گفتگو بہ تصنع ہوا کرتی ہی مطالب کے طالب رہین اور مقاصد کے قاصد وَھَا اَنَا اشرع فی المقصود

بعون اللہ الودود

قال صاحب الانوار الساطعہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عزاسمہ جسکی شان عالی یہہ ہے
من اصدق من اللہ حدیثا اوسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے تمام ہوا کلام صاحب انوار کا
اب اس کلام کی رد مین جو براہین قاطعہ مین لکہا ہے وہ حرفاً حرفاً بجنسہ لکہا جاتا ہے **قال**
جامع البراہین القاطعہ صہ۲ سہ۹ - امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا بلکہ قدما
مین اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ ردمختار مین ہے - ہل یجوز
الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ
لانہ لایعد نقصًا بل جودًا وکرمًا الخ ایساہی دیگر کتب مین لکہا ہے پس اسپر طعن کرنا یوف کا
پہلے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے - ہان حقتعالی کو اپنے مخلوق کی
مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا جیسا اس سیزدہم صدی کے بتدعین نے
کہا ہے اور عجز قادر مطلق کی مقر ہوئی اور ان اللہ علی کل شئ قدیر کے خلاف عقیدہ
ٹہرایا اسپر مولف کو افسوس وعبرت نہوئی پس یہ ماجرا قابل دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حقتعالے
کی عجز پر عقیدہ ٹہرانا تو مولف کی پیشوایان کا دین ہے اور مولف اسپر افسوس نہین کرتا اور امکان
کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدما مین مختلف فیہ ہوچکا ہے اوسپر طعن کرتا ہے اس سے حال علم و
فہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکھے فقط - **اقول** میدان مناظرہ مین جامع براہین کا یہہ
اول قدم ہی اوسی مین لڑکہڑا کر ٹہوکر کہانی شروع کی دیکھئے اسی ایک قول مین کسقدر لغزشین
اور خطائین موجود ہین - **اول خطا** یہ کہ مولف نے بنا تالیف براہین قاطعہ رد بدعت و
محدثات پر اپنے زعم مین رکہی تہی پہر صدق جناب باریتعالی جسپر صاحب انوار نے آیہ کریمہ
سے شاہد عدل پیش کیا کہ من اصدق من اللہ حدیثا یہ تو بدعات ومحدثات مین
داخل نہ تہا پہر جامع براہین کلام ربانی کے مقابل مین خارج از بحث بحث کرکے کیون خطرہ
عظیم مین پڑا کیا خدائیتعالی کے صدق کلام ماننے کو ہی آپنے بدعت سمجہا معاذ اللہ منہا -
دوسری خطا جامع براہین نے خارج از بحث اگر گفتگو کی تو یہ کی کہ امکان کذب باریتعالے کا
ثبوت دیا جسپر بچے مکتبو نمین کے پڑہنے والے ہی قہقہہ مارتے ہین اور کہتے ہین ؎ دروغ آدمی
را کند بیوقار * دروغ آدمی را کند شرمسار * ؎ زنا راستی نیست کارے بتر * کزو گم شود
نام نیک اے پسر * تفسیر کبیر کی پانچوین جلد مین تحت آیت لاغوینہم اجمعین الا عباد ک

المخلصین کی لکہاہے ان الذی حمل ابلیس علی ذکر ھذا الاستثناء ان لا یصیر
کاذبا فی دعواہ فلما احترز ابلیس عن الکذب علمنا ان الکذب فی غایۃ الخساسۃ
انتہی ایسی خسیس چیز جب کذب ہوا کہ ابلیس کوبہی اوس سے احتراز کرنا پڑا توخدا تعالی کے
حق مین اسکا جائز ماننا اہل ایمان کا کام نہین ہے۔ اگر معاذ اللہ معاذ اللہ جناب باریتعالی سے
کذب صادر ہوگا تو اوسکا وہ نام نیک جو صادق ہے اوسمین نقص آجاویگا۔ ؎ توبہ توبہ ہزار
بار توبہ ٭ اس قول سے لاکہہ بار توبہ + اور امکان کذب سے مراد کذب کا ممکن الوقوع ہونا ہے
اسپر صاحب انوار کا اعتراض ہے اور جامع براہین اوسکا ثبوت دیتے ہین اور کذب کو فرع خلف
وعید کے قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ اشاعرہ خلف وعید کو ممکن الوقوع اور جائز الوقوع مانتے
ہین اسواسطے کہ وہ مجرم کی سزا عفو کرنے کو جود وکرم کہتے ہین اور یہ دونون صفتین خدا تعالے
مین موجود ہین سب اوسکو جواد وکریم کہتے ہین پس جامع براہین نے کذب باریکا ممکن الوقوع ہونا
ثابت کردیا اور جہوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ اگر کوئی جامع براہین کو جہوٹا اور کذاب کہدے تو
یقین ہے کہ طیش کہا کر لڑنے مرنے کو طیار ہوجاوین افسوس ایسی معیوب چیز اوس رب الارباب
کیطرف منسوب کرین اور ممکن الوقوع ہونیکا ثبوت دین ویجعلون للہ ما یکرہون
اور ثابت کرتے ہین اللہ کے واسطے وہ جو اپنے لئے نہین پسند کرتے اور فتاوی عالمگیری
مین ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص
یعنی کافر ہوجاتا ہے آدمی جب وصف کرے اللہ تعالی کو ساتہہ ایسی چیز کے کہ اوسکی لایق
نہین یا نسبت کرے اوسکو طرف جہل وعاجزی اور نقصان کے اور ظاہر ہے کہ جہوٹ بہت
نقصان کی بات ہے چنانچہ عنقریب روایات علماء دین ہم پیش کرینگے انشاء اللہ تعالے
تیسری خطا صاحب انوار نے یہ مجملا لکہا تہا کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ جناب باریتعالی عزاسمہ کو امکان
کذب کا دہبہ لگاتا ہے اور یہ ظاہر نہین کیا تہا کہ اس گروہ خاص دیوبندی یا گنگوہی یا انبہٹیکا
یہ مذہب ہے پس انکو بہی یہ چاہئے تہا کہ وہ بہی چپکے رہتے لیکن کسطرح ہوتا بقول شخصے چور کی
ڈاڑہی مین تنکا خود بخود بول اوٹہے کہ واہ صاحب اس مسئلہ مین تو متقدمین سے اختلاف
چلا آتا ہے اب سمجہہ دار آدمی سمجہہ گئے کہ بیشک انکا یہی مذہب ہوگا ورنہ اگر یہ تصدیق جناب باری
مین صاحب انوار کے ہم مشرب ہوتے تو اس مسئلہ مین ذرا چون وچرا نکرتے اور دوسری

ویسے انکی عقیدہ امکان کذب کی یہ بہی ہی کہ آپنے درباب حقہ وسماع نفیا و اثباتاً کچہہ گفتگو نہین فرمائی حالانکہ صاحب
انوار نے اوسکو بہت بسط سے لکہا تہا آپ اوس سے اعراض کلی فرماکر شروع صفحہ ۶۰ مین لکہتے ہین کہ کلام حقہ اور
سماع مین خارج از مبحث ہی معہذا اپنی مشرب کے بہی یہ تحریر خلاف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ امکان کذب
مین جو اس جگہہ گفتگو فرمائی ہی نہ یہ انکی نزدیک خارج از مبحث ہی اور نہ انکی مشرب کے خلاف ہے استغفر اللہ
فائدہ مولوی رشید احمد صاحب کا اعتقاد دو حال سے خالی نہین اگر وہ امکان و وقوع کذب باری کی
قائل ہین جسطرح اشاعرہ وقوع مغفرت بعض معاصی کے قائل ہین اس صورت اونپر یہ الزام ہے
کہ آپنے یہ عقیدہ کیون ٹہرایا یہ اعتقاد مخالف جمیع فرق اسلامیہ ومنافی جمیع ارباب عقول ہی چنانچہ
عنقریب آتا ہے اور اگر اونکا عقیدہ یہ ہی کہ کذب باری محال ہی تو اوسمین کئی الزام ہین اول یہ کہ اوسکو
فرع خلف وعید کیون قرار دیا حالانکہ جو معنی خلف وعید کے علمار نے کئے ہین وہ ممکن الوقوع ہین
نہ محال دوسرا الزام یہ کہ جب امکان کذب باری تمہاری نزدیک بہی باطل تہا تو صاحب انوار سے
تمنے کیون مجادلہ کیا دیدہ و دانستہ ناحق زبان زوری کرنے دین و دیانت کی خلاف ہی بلکہ حرام ہے
درمختار مین ہی کہ مناظرہ واسطے اظہار علم اپنے اور مغلوب کرنے کسی مسلمان کے اور اسلیئے کہ وہ مناظرہ
کرنیوالا لوگونمین از روے طلاقت لسانی مقبول ہو حرام ہے تیسرا الزام یہ کہ امکان کذب کو تم
حق نہین سمجہتے تو جو لوگ اسکے قائل ہین تم اونکی طرفدار کیون ہوئے قرآن شریف مین جو آیت ہے
ولا تکن للخائنین خصیماً اس سے سمجہا جاتا ہے کہ ناحق بات کا طرفدار ہونا حرام ہے چوتہا
الزام یہ ہوا کہ یہ گفتگو تمنے صاحب انوار کے مجادلہ و خواہی نخواہی اعتراض کرنے کو لکہی ہے کہ
کچہہ نہ کچہہ تردید اونکے قول کی حق یا ناحق کردینی ضرور ہے اور نفس الامر مین تمہارا یہ اعتقاد نہین
تو تمہارے ساری براہین قاطعہ کا اعتبار اوٹہہ گیا معلوم ہوا کہ تم سب جگہہ ایسا ہی کرتے ہوگے
کہ اعتقاد کچہہ ہی اور بظاہر گفتگو ایزد دشمن سے بمقتضاے عناد کچہہ ہی معاذ اللہ منہا اور ظاہر تر یہی ہے
کہ امکان کذب باری اونکا مشرب ہی اسلیئے کہ جو چیزین مثل صاحب انوار کے اونکے مشرب کے بہی
خلاف تہی اوسمین اونہون نے گفتگو نکی چنانچہ حقہ و سماع کی بابت خاص اونکا اقرار نقل کیا گیا
ہے اور اسکے سوا اور بہی مقامات ہین کہ ناظرین براہین و انوار اونکو بعد مطالعہ نکال سکتے ہین
کہ جو بات اونکے بہی مخالف ہی اوسکو رد نہین کیا۔ چوتہی خطا یہ ہے کہ لوگونکو یہ کہتے ہوئے
سنا گیا کہ اللہ اکبر علمار مین اسقدر عناد کہ اگر ایک شخص اگو سچا کہتا ہے تو دوسرا عالم اوسکی دشمنی سے

خدا مین کذب کی شاخین نکالتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر دشمن خدا کو ایک کہے تو اوسکی دشمنی سے خدا کو دو کہنے لگے کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے بعض اہل مذہب دو خدا کے قائل ہوئے ہین ایک یزدان دوسرا اہرمن پس جامع براہین نے گفتگو ایسی کیون کی جس سے خود مطعون بنگیا - **پانچوین خطا** یہ کہ غیر مذہب ہونگی ہاتہہ مین ایک عمدہ اوزار مسلمانون سے لڑنے کے لئے دیدیا کہ وہ کہتے ہین کہ مسلمانونکا وہ مذہب ہے کہ اوسمین ابہی تک صادق ہونا خدا کا یقینی بالاتفاق نہین ہے بلکہ کذب کو ممکن الوقوع مانتے ہین غیر مذہب والے کیا جانین کہ جامع براہین کون آدمی ہے غیر معتبر یا معتبر وہ تو یہی جانتے ہین کہ ایک مسلمان کا لکہا ہوا اقرار موجود ہے انا للہ وانا الیہ راجعون **چہٹی خطا** یہ کہ مختلف فیہ بیان کرنے امکان کذب سے کفار کو ایمان لانے سے شک مین ڈالدیا کیونکہ وہ یا با مید تنعیم جنت و دیدار الٰہی جل شانہ یا دوزخ کے خوف سے ایمان لاتے ہین ہو سمین امکان کذب سے متردد ہوگئے کہ معلوم نہین یہ امور واقع ہون یا نہون پہر کیا ضرور کہ ادہر اپنے قبائل و عشائر سے مہجور و منقطع ہون اور نظرون مین اونکی ذلیل و خوار و حقیر و مردود ٹہرین اودہر خدا تعالےٰ بقاعدہ امکان کذب جنت مین نہ داخل کرے تو دونون جہان سے گئی گذرے نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے - **ساتوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ جدید بات پر ہی تعجب ہوا کرے دیکہو رسول کریم صلعم سے کئی ہزار برس پہلے سے یہ بات ہوتی آئی ہے کہ حضرت نوح وغیرہ انبیاء علیہم السلام سے کفار تمسخر کرتی رہی جب اونکو کلام الٰہی سنایا جاتا وہ نہ مانتے ایمان نہ لاتے باوجودیکہ یہ باتین جدید نہ تہین لیکن جب مشرکین عرب سے بہی یہ باتین ظاہر ہوئین تو حضرت فخر عالم صلعم تعجب فرمانے لگے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی بل عجبت و یسخرون واذا ذکروا لا یذکرون یعنی تو تعجب کرتا ہے اے محمد صلعم کہ یہ کیون ایمان نہین لاتے اور اپنی قبائح نہین چہوڑتے اور کفار کا یہ حال کہ وہ تمسخر کرتے ہین جب اونکو نصیحت سنائی جاتی ہے - نہین سنتے اور نہین مانتے اور اسیطرح دوسری جگہ قرآن شریف مین خدا تعالےٰ نے فرمایا وان تعجب فعجب قولہم الی اصل تعجب کے لئے امر جدید ہونا شرط نہین جو کسی عقل سلیم کے خلاف بات ہوگی وہی موجب تعجب ہوگی بنا بر علیہ تعجب صاحب انوار کا مبنی عقل سلیم پر ہے نہ لاعلمی پر **آٹہوین خطا** آپ لکہتے ہین بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے **اقول** اسپر دو مواخذہ ہین ایک یہ کہ خود جامع براہین صفحہ ۸۵ سطر ۵ مین لکہتا ہے غیر معتبر کتب قرون سابقہ مین بہی تہین انتہی یہ تماشا دیکہئے قرون سابقہ کے کتابونکو آپ اپنے منہہ سے غیر معتبر فرماتے ہین

پہر اگر صاحب انوار بعض قدماء کی کسی قول غیر صحیح پر اعتراض کرین یا صرف تعجب ظاہر کرین تو
وہ کیون موجب نکوہش و ملامت ہوتے ہین یہ محض عناد قلبی ہی اگر فی الواقع امکان کذب
پر طعن و تعجب کرنا طعن مشائخ سابقین پر ہے اور لاعلمی ہے تو خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے
رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد کی تصحیح پر جو بداعتقادی و بداعمالی غیر مقلدین
کی بیان مین اور اونپر طعن کرنے کے بارہ مین ہی تالیف ہوا ہے سب سے پہلے اونکے عقاید باطلہ
مین سے اوسمین ایک یہ عقیدہ اونکا بیان کیا گیا ہے کہ (وہ خداے پاک کا جہوٹ بولنا ممکن کہتے
ہین) کیون دستخط کر دیا اور امکان کذب کے عقیدۂ باطلہ ہونیکا انکار نہ کیا اور امکان کذب باری پر طعن کرنا قبول کر لیا جو دقت بیان کے ان بدو
دجو و مانع کے بیان نہ کرنیسے واضح ہی انہے جو اعتراض صاحب انوار پر کرتے ہین مولوی رشید احمد گنگوہی پر وارد ہی اس سے واضح ہی
کہ اس محل مین صرف عناد اسکا باعث ہی کہ صاحب انوار پر طعن و سرزنش کرتے ہین اور لاعلمی بتاتے ہین کما لایخفی دوسرا مواخذہ یہ ہے
کہ جاہلون کے ڈرانیکو لفظ قدماء کا لکہدیا نام قدماء کے نہ بیان کئے کہ وہ کون ہین صحابہ یا تابعین
یا تبع تابعین یا ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور کسطرح انکا نام لکہدیتے انمین سے کوئی بہ نسبت
جناب باری عز اسمہ کی امکان کذب کا قائل نہین ہوا ہے نعوذ باللہ منہا نوین خطا آپ فرماتے
ہین کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ ردمحتار مین ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر
ما فی المواقف والمقاصد الخ **اقول** افسوس لوگون سے انصاف کیسا اوٹہگیا دعوی آپنے
امکان کذب کا کیا تہا اور دلیل خلف وعید کے لائے ردمحتار کی عبارت مین یہ چالاکی کی
کہ آخر کی عبارت جس سے صراحۃً واضح ہی کہ محققین اشاعرہ نے تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
خلف وعید جائز نہین ہی اور صحیح عدم جواز ہی واسطے محال ہونے کی بہ نسبت خدائیتعالی کے چنانچہ
پوری عبارت ردالمحتار کی یہ ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف و
المقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازہ لانہ لایعد نقصا بل کرما وجودا وصرح
التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح
لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ تعالی وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل
القول لدی وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح
بہ العباد خاصة انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہی کہ علامہ تفتازانی جو اشاعرہ مین سے ہین
وہ فرماتے ہین کہ محققین عدم جواز خلف وعید پر ہین اور نسفی نے اسی عدم جواز خلف وعید کو

بسبب محال ہونیکے خدا تعالیٰ کے حق مین صحیح کہا ہے اور اسمین عدم جواز خلف وعید کا آیات قرانیہ
سے محققین نے ثابت ہونا بیان کیا ہے اس عبارت مین پس عدم جواز خلف بدلیل قرآن محققین کے
نزدیک ثابت ہے اور یہی صحیح ہے اور مخالف اسکا یعنی جواز خلف وعید غیر محققین کے نزدیک ہے
اور مخالف صحیح کا ضعیف ہے اور بلا دلیل ہے اور قول بلا دلیل خلاف ہوتا ہے نہ اختلاف چنانچہ
درمختار مین ہے والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق
ان للاول دلیلا لا الثانی انتہی۔ یہ تفرقہ عرفیہ ہے ورنہ قول بلا دلیل کو بھی اختلاف کہدیتے
ہین اور اس محل مین جو جامع براہین خلف وعید مین قدما کا اختلاف بتاتے ہین بظاہر مراد
یہی معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف عرفی ہے جو مبنی دلیل پر ہوتا ہے اور اسکی اثبات مین
عبارت ردالمحتار کو حجت بنانا خطا ظاہر ہے کیونکہ اس عبارت کا خلف وعید کے جواز پر دلیل ہونا
ہرگز ثابت نہین ہے بلکہ عدم جواز پر دلیل ہونا ثابت ہے پس اختلاف ثابت نہوا اور خلاف
جو بلا دلیل ہے اور غیر صحیح ہے وہ او نکو مفید و ہمکو مضر نہین ہے اس عبارت ردمحتار کے بعد
علامہ شامی اون لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو حق مومنین مین خلف وعید کو عقلاً جائز
کہتے ہین کہ نصوص صریحہ سے جو ثابت ہوگیا یعنے عدم جواز خلف وعید اوسکا عدم شرعاً جائز نہین ہے
اور اسپر کہ لابد ہے نفوذ وعید ایک طائفہ عصاۃ کے حق مین ناقلاً عن النووی وغیرہ انعقاد الاجماع چنانچہ
اونکی پوری عبارت یہ ہے۔ وحاصلہ ان مادل من النصوص علی عدم جواز خلف الوعید
مخصوص بغیر المؤمنین اما فی المؤمنین فہو جائز عقلاً فیجوز الدعاء بشمول المغفرۃ لہم
وان کان غیر واقع للنصوص الصحیحۃ المصرحۃ بانہ لابد من تعذیب طائفۃ منہم
وجواز الدعاء یبتنی علی الجواز عقلاً لکن یرد علیہ ان ما ثبت بالنصوص الصریحۃ
لایجوز عدمہ شرعاً وقد نقل اللقانی عن الابی والنووی انعقاد الاجماع علی انہ
لابد من نفوذ الوعید فی طائفۃ من العصاۃ واذا کان کذلک یکون الدعاء بہ
مثل قولنا اللہم لاتوجب علینا الصوم والصلوۃ وایضا یلزم منہ جواز الدعاء
بالمغفرۃ لمن مات کافرا ایضا الا ان یقال انما جاز الدعاء للمؤمنین بذلک اظہار الفرط
الشفقۃ علی اخوانہ بخلاف الکافرین وبخلاف لاتوجب علینا الصوم لقبح الدعاء
لاعداء اللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واظہار التضجر من الطاعۃ فیکون

عاصیاً بذلک لا کافراً علی ما اختارہ فی البحر وقال انہ الحق وتبعہ الشارح لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً لتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت انتہی اس سے جو ہم نے بیان کیا تہا وہ بہی ثابت ہے اور عدم جواز خلف وعید عقلاً وشرعاً حق کافرین ثابت ہے جس سے مفہوم ومعلوم ہوتا ہے کہ حق مؤمنین مین خلف وعید کا قائل ہونا جود وکرم ہونے کے سبب سے باطل ہے اسلئے کہ یہ کرم وجود خلف وعید حق کافرین مین بہی ہے وہان اسوجہہ کی پائی جانے سے کیون خلف وعید کا کوئی قائل نہین ہوتا ہے اور عفو شرک شرعاً یا عقلاً کیون کوئی جائز نہین کہتا ہے پس تخلف مدلول کا دلیل سے لازم آیا یہ موجب بطلان دلیل ہی پس جود وکرم کو دلیل خلف وعید فی حق المؤمنین قرار دینا باطل ہوا تو جواز خلف وعید حق المؤمنین مین بہی باطل ہوا بسبب بلا دلیل ہونیکے **قال** الملا علی القاری فی المرقاۃ بعد ذکر الادلۃ السمعیۃ علی امتناع خلف الوعید ثم رائت صاحب العمدۃ من الحنفیۃ قال تخلید المؤمنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلاً عندہم الا الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ فیمتنع وقوعہ لدلیل السمع وعندنا لا یجوز ای عقلاً ایضاً انتہی **وقال** صاحب مجمع البحار فی تکملتہ تحت لفظ وعد وفی وعدہ لہ عقاباً فہو بالخیار ہذہ مسئلۃ مختلفۃ فیہا فمن مانع لانہ یمنع الانزجار ویوجب الخلف ومنع بانہ لم یخص بہ انساناً معیناً حتی یکون خلفاً اذا عفا عنہ انتہی **وقال** عبد الحکیم فی حاشیۃ علی الخیالی لعل مراد ذلک بقولہم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بحالہ ومقتضی کرمہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیۃ فجمیع العمومات الواردۃ فی الوعید متعلقۃ بالمشیۃ وان لم یصرح بہا زجراً للعاصین ومنعاً لہم فلا یلزم الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم یجب ان یکون قطعیا لان جواز التخلف فیہ لوم لا یلیق بشانہ فلا یجوز تعلیقہ بالمشیۃ انتہی اور امام رازی تفسیر مین تحت ومن یقتل مؤمنا متعمداً کے واحدی کی رد مین کہ اونہون نے قول جواز خلف وعید بیان کیا تہا فرماتے ہین واما الوجہ الثانی من الوجہین الذین اختارہما فہو فی غایۃ

الفساد لان الوعید قسم من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب
علی اللہ وهذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ
تعالی منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید لاجل ما قال
ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف ایضاً فی وعید الکفار وایضاً فاذا
جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص
والاخبار لغرض المصلحة ومعلوم ان فتح هذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن
وکل الشریعة انتهی۔ اس سے بہی واضح ہو کہ خلف وعید کو جائز کہنا نہایت فساد کی بات ہے اس سے
جواز کذب لازم آویگا اور یہ خطاء عظیم ہے بلکہ قریب کفر ہے اسلیئے کہ تمام عقلاء نے اتفاق کیا ہے
کہ جناب باری کذب سے منزہ ہے اگر کرم وجود ہونا اس جواز کی وجہ ہے تو وعید کفار مین بہی
خلف اسوجہہ سے جائز ہونا چاہیئے وہان کیون جائز نہین ہے اور خلف فی الوعید کرم وجود
ہونے کے سبب سے جائز ہے تو قصص و اخبار مین بہی خلف بغرض مصلحت جائز کہنا چاہیئے پس معلوم
ہوا کہ اسکا دروازہ کہولنا مفضی ہے طرف طعن فی القرآن وکل شریعت کی اس بیان رد محتار وتفسیر
کبیر سے واضح ہے کہ خلف وعید کی جواز کا قول نہایت ہی ضعیف و مرجوح و بلا دلیل ہے اور امام رازی
باوجودیکہ اشاعرہ مین سے ہین وہ قریب کفر و نہایت فساد و خطاء عظیم اسمین لازم آنا اور طعن شریعت
پر اور قرآن پر ہونا اس سے فرماتے ہین اور جناب باری کے تنزیہ پر کذب سے اجماع عقلاء کا ہونا
ثابت کرتے ہین پس امکان کذب باری مین اختلاف نہونا بہی ظاہر ہوگیا اور امکان کذب کا
مسئلہ جدید ہونا بہی واضح ہوگیا اور جب لزوم جواز کذب باری قریب کفر کے ہوا تو التزام جواز و
امکان کذب باری بالبداہت کفر ہوا ایسے خطا فاحش سے خدا تعالی مسلمان کو بچاوے اور خلف
وعید کی مجوزین کہ وہ غیر محققین ہین اور قول اونکا مبنی برہان شرعی و عقلی پر نہین ہے اونکے
قول کا ذکر جامع براہین نے اگر اس غرض سے کیا ہے کہ وہ امکان کذب باری تعالے کے بہی
قائل ہین تو یہ سراسر غلط و افترا او نپر ہے کوئی اونمین سے امکان کذب باری کا قائل نہین ہے
اور کسی کتاب مین یہ مصرح نہین ہے کہ اونمین سے کوئی اسکا قائل ہوا ہو بلکہ خلاف اسکا مفہوم
و معلوم ہے کتب سے چنانچہ اب ہی قول امام رازی رح سے جب اتفاق عقلاء کا تنزیہ باریتعالی عن
الکذب پر ثابت ہوا تو ظاہر ہوگیا کہ عقلاء مین سے کوئی بہی امکان کذب کا قائل نہین ہے

اور قائلین خلف وعید بھی اسمین داخل ہین پس اونکے نزدیک بھی کذب باری جایز نہین ہی اور عبارت آیندہ سے
بھی یہ واضح ہی اور اگر وہ امکان کذب کے قائل ہوتے تو جب اونپر یہ اعراض کیا جاتا کہ جواز خلف وعید
سے کذب باری لازم آویگا تو فقط اسقدر کہدینا اونکو کافی ہوتا کہ ہمارے نزدیک یہ لازم یعنے امکان
کذب باری تعالے باطل نہین ہی بلکہ جائز ہی اور اس لازم یعنے امکان کذب کے دفع کے واسطے جوابات
متعددہ نہ دیتے اور حال آنکہ وہ واسطے دفع لزوم کذب کے جوابات متعددہ دیتے ہین کہ بقرینہ اقتضاء
کرم اخبار مین شرط مشیت مقدر ہی اگرچہ اوسکی تصریح نکی ہووے اور وہ آیات واحادیث جنمین تصریح
مشیت کے ہی قرینہ اس تقدیر کا ہو سکتی ہین دوسرا جواب یہ دیتے ہین لزوم کذب رفع کرنیکے واسطے
کہ اخبار وعید سے مراد استحقاق عذاب ہی نہ وقوع بالفعل یا مراد اون اخبار سے انشا ہی اگرچہ صورتین
اخبار ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین بھی اسکی تصریح کردی ہی پوری عبارت
اونکی یہہ ہی حاصل کلام آن آمد کہ آدمیان دو قسم اند مومن و کافر و مومن دو قسم است مطیع و
عاصی و عاصی نیز دو قسم بود تائب و غیر تائب و کافر مخلد است در نار اجماعا و مطیع و تائب مخلد اند در جنت
بالاتفاق و عاصی و غیر تائب در مشیت پروردگار تعالی است اگر خواہد بقدر معصیت عذابش کند و بدوزخ
فرستد و بازش اخراج کند و بہشتش در آرد و اگر خواہد عفوش کند بشفاعت یا بی شفاعت و بے سابقہ
عذاب بہ بہشتش فرستد یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء این بود و احادیث در باب عفو
و مغفرت گنہگاران بسیار است یکی حدیث آن بود کہ در باب سوال ذکر کردیم و نزدیک بآن
این است کہ اللہ تعالی بندہ را در حضرتش استادہ کند و اورا بر نامہ اعمالش واقف گرداند پس
چون بیند کہ دران جز سیئات چیزی نیست و بر پشت نامہ کہ بجانب خلائق بود ہمہ حسنات نوشتہ
تا دیگران از وے جز حرف حسنات نخوانند و سیئاتش از اغیار مستور مانند پس بفرماید وی سبحانہ تعالی
کہ اے بندہ من در دنیا گناہان ترا پوشیدہ بودم و امروز آمرزیدم دیگر در بہشت در آی تا ابد جای تو
آنست و این ہمہ بحکم اوست تعالی عقل را درینجا مدخلی نیست کہ گوید کہ چرا کفر را نہ بخشد و چرا یکی را بہ بخشد
و دیگری را بگیرد یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید پس ظاہر شد کہ حکم او چنان است کہ در وعدہ
خلاف نرود و در وعید تواند کہ خلاف کند این محض کرم اوست عادت کریمان این است اگر وعدہ
انعام و احسان کند البتہ وفا کند کہ الکریم اذا وعد وفا و اگر بقہر عذاب بترساند بوجود نیارد
و بعضے برین اند کہ خلاف در وعدہ و وعید قطعا نرود و الا کذب اخبار لازم آید تعالی عن ذلک

جوابش آنست که بقرینه اقتضا، کرم در اخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچه تصریح بدان نکرده باشد و
خود وعده ختما مقتضیا باشد و آیات واحادیث که در انجا تصریح به مشیت ووقوع یافته است نیز قرینه آن
تواند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است نه وقوع یا بالفعل یا مراد بدان انشاء وعید

نه حقیقت اخبار پس کذب وتبدیل لازم نیاید فافهم واللہ اعلم انتہی اس سے واضح ولائح ہی کہ قائلین خلف وعید
امکان کذب باری تعالی کو قبول نہین کرتے ہین پس مجوزین خلف وعید کے حق مین یہ گمان کرنا کہ وہ
امکان کذب باری تعالی کے قائل وملتزم ہین سراسر بہتان اور افترا ہی اور اونکے قول سے کسی تقدیر پر امکان کذب
لازم آجاوے تو اوس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ وہ اسکے قائل ہین یہ گمان تو کوئی ادنی عقل والا بھی
نہین کرسکتا ہی پس خلاف ہونی سے جواز خلف وعید مین خلاف ہونا امکان کذب مین جو گمان جامع
براہین کا ہی ثابت نہوا اور کیونکر کوئی اہل اسلام واہل عقل وفہم خدای تعالی کے حق مین امکان
کذب کا گمان کرسکتا ہی آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا سے خدای تعالی کیواسطے صفت
صادق وسچی ہونیکی ثابت ہی اور بمقتضائے عقاید اہل اسلام واہل فہم ــه صفات الذات والافعال
طرا + قدیمات مصونات الزوال + تمام صفات ذاتیہ وافعال خدای تعالی کے قدیمہ ہین اور عدم
وزوال اونکا محال ہی چنانچہ قضیہ مقبولہ ہی ما ثبت قدمہ استحال عدمہ پس زوال صدق خدای
تعالی کا بسبب قدیم ہونیکے ممتنع محال اور بقاء ووجود اوسکا واجب وضروری ہوا اور کذب صدق
کی ضد ہے اور ثبوت ووجود ایک ضد کا مستلزم ہے رفع وزوال دوسری ضد کو لان اجتماع
النقیضین والضدین محال اور امکان ایک نقیض کا موجب رفع ضرورت کو دوسرے نقیض سے ہی مثلا رفع
حیوان کا انسان سے ممکن ہوگا تو ثبوت حیوان انسان کے واسطے ضروری نہوگا اور زوال ورفع حیوان کا
انسان سے جایز ہوگا پس اگر کذب کا وجود ممکن ہوگا جناب باریتعالی مین تو صدق باریتعالی کا ضروری نہونا لازم آویگا
اور صدق کے زوال ورفع کا امکان ثابت ہوگا اور جبکہ زوال ورفع ممکن ہو تو وہ قدیم نہین پس صدق قدیم نہوگا وہذا
خلف اور یہی استحالہ امکان وجود کذب باریتعالی سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس کذب محال ہوا نہ ممکن اور
امکان کذب باری کی تقدیر پر جب صدق کا زوال ورفع جایز وممکن ہوا تو صفت صدق خدایتعالی کی قدیمی نہوئی اور
صدق کا قیام بالفعل خدایتعالی کے ساتھ جامع براہین بھی بسبب اظہار ایمانکے ساتھ خدای تعالی کے وساتھ آیات اوسکی کے
کہ اونمین سے آیت من اصدق بھی ہی مانتا ہی ہوگا اور تقدیر مذکور پر صدق باری قدیم نہوا تو حادث ہوگا پس قیام حادث کا
ساتھ خدای تعالی کے لازم آوے گا وہو تعالی عن ذالک اور محل حوادث منافی الوہیت کی ہی

چنانچہ کتب عقاید بھی اس سے مملو ومشحون ہین پس خدا خدا نرہا نعوذ باللہ من ذلک اور اس ورطہ ظلما، ہین گرنا کذب باری کے امکان سے لازم آیا پس استحالہ اوسکا ثابت ہی اور اگر کذب باری ممکن وتحت قدرت ہوگا تو تحت قدرت ہونیکے سبب سے خدا یتعالی اوسکے ساتھ یعنے کذب کے ساتھ ازلاً وابداً متصف ہوگا اس لئے کہ جس چیز پر اوسکی قدرت ہی اوسکے ساتھ وہ ازلاً وابداً متصف ہی چنانچہ خدا ے تعالی قبل خلق واحداث مخلوق کے خالق تہا حقیقتہً اور قبل مربوب کے وہ باری تھا اور اوسکے لئے ربوبیت ثابت تھی اور اسیطرح قبل احیاء موتی وہ محیی ہی حقیقۃً بسبب ثبوت قدرتکے ان امور پر قال علی القاری فی شرح فقہ اکبر ناقلا عن الطحاوی وابن اہمام رح کما کان اللہ تعالی بصفاتہ ازلیا کذلک لایزال علیہا ابدیا لیس بخلق الخلق استفاد اسم الخالق ولا باحداثہ البریۃ استفاد اسم الباری بل لہ معنی الربوبیۃ ولا مربوب ومعنی الخالقیتہ ولا مخلوق کما ان محیی الموتی استحق ہذا الاسم قبل احیاہم کذا استحق اسم الخالق قبل انشاءہم ذلک بانہ علی کل شیٔ قدیر انتہی فقولہ ذلک بانہ علی کل شیٔ قدیر تعلیل وبیان لاستحقاق اسم الخالق قبل المخلوق فافادان معنی الخالق قبل الخلق واستحقاق اسم الخالق بسبب قیام قدرتہ تعالی علی الخلق واسم الخالق ازلی ولا مخلوق فی الازل لمن لہ قدرۃ علی الخلق فی الازل وہذا مایقولہ الاشاعرہ انتہی وفی ذلک الکتاب وقد کان اللہ تعالی متکلما ای فی الازل ولم یکن تکلم موسی ای والحال انہ لم یکن تکلم موسی بل ولا خلق اصل موسی وعیسی و قد کان اللہ تعالی خالقا قبل خلق الخلق وفی نسخۃ وکان اللہ خالقا قبل ان یخلق الخلق حقیقۃً بمعنی ان ہذا النعت فیہ محقق لا مجاز الی ان قال وایضا فرق واضح وبون لائح بین من ہو قادر علی الکتابۃ لا انہ یوخرہا الی وقت الارادۃ وبین الکاتب بالقوۃ حیث انہ عاجز فی الحالۃ الراہنیہ وتحت الاحتمال فی الازمنۃ الاتیۃ انتہی

مختصر اس سے واضح ہی کہ جو تحت قدرت ہے اوسکے ساتھ خدای تعالی ازلاً وابداً متصف ہی حقیقۃً نہ مجازاً پس کذب پر اسکے قدرت ہوگی تو ازلاً وابداً حقیقۃً اوس کذب کے ساتھ خدا ے تعالی متصف ہوگا او رنعوذ باللہ من ذالک خدای تعالی کاذب بالفعل ہوگا اور کذب کا نقص وعیب ہونا بدیہی ہی پس قیام نقص وعیب ساتھ خدا یتعالی کے لازم آویگا اور رفع صدق کا بھی لازم آویگا لاستحالۃ اجتماع النقیضین والضدین اور یہہ خلاف عقل ونقل کے ہی پس امکان کذب باری باطل ہی اور استحالہ کذب مذکور ثابت ہی اور یہہ کوئی اہل عقل وفہم نہین کہہ سکتا ہی کہ خدائی تعالی مین صفت کذب بالفعل تو موجود نہین ہی زمانہ آیندہ مین خدای تعالی چاہے تو آسکتی ہی کہ اس کہنے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدای تعالی کیواسطے کوئی صفت منتظرہ وحالت متاخرہ بھی ہے

جو آگے
عہ

جو آگے کو آجاویگی اور حال آنکہ ایسی صفت خدای تعالی کیواسطے ہونا جائز و ممکن نہین ہی کتب حکمت تو
اس سے مملو ہی ہین کتب عقائد مین بھی موجود ہی کہ کوئی حالت و صفت منتظرہ و متاخرہ خدای تعالے
کیواسطے نہین ہی چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ان واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود
من جمیع جہاتہ کاسمائہ وصفاتہ ونعوتہ لیست لہ صفۃ منتظرۃ ولا حالۃ مستاخرۃ اذ لیست ذاتہ محلا للغرض
فان ذاتہ کافیۃ فی حصول جمیع مالہ من الصفات والحالات التی بہ یتم الاعراض ولانہ لو لم یکن ذاتہ کافیۃ فی
حصول ذلک لکانت محتاجۃ الی ظہور الغیر ہنالک وکل محتاج الی الغیر فہو ممکن الوجود وقد ثبت انہ واجب الوجود
قال اللہ تعالی یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ غنی حمید ای غنی بذاتہ وصفاتہ عن ظہور مصنوعاتہ وہو حمید
بنعوتہ واسمائہ سواء حمدہ اولم یحمدہ احد من سوائہ فہو منزہ عن التغیر والانتقال بل لا یزال فی نعوتہ
الفعلیۃ منزہا عن الزوال وفی صفتہ الذاتیۃ مستغنیا عن الاستکمال ولا یلزم من حدوث متعلقات ہذہ الصفات
حدوث الصفات کالمخلوق والمرزوق والمسموع والمبصر وسائر الکائنات وجمیع المعلومات انتہی
پس معلوم ہوگیا کہ یہہ ممکن نہین ہی کہ بالفعل تو کوئی چیز خدای تعالی مین نہووے اور آگے کو حاصل ہوجاوے
پس آیندہ کو بھی کذب کا حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور عقل تقدیر اوسکے وجود کی خارج مین نسبت باری تعالی کے
جایز نہین جانتی ہی اسلئے کہ جو اول نہووے بعد کو ہو جاوے وہ حادث ہوتا ہی اور باری تعالی محل حادث نہین
ہے پس عقل کے نزدیک بعد کو حاصل ہونا بھی کذب کا ممکن نہین پس محال ہوا چنانچہ ملا علی قاری ضوء معانی
مین محال کے معنے یہ لکھتے ہین والمحال بضم المیم ما لا یمکن فی العقل تقدیر وجودہ فی الخارج انتہی اور
دوسرے معنے اونہون نے یہہ لکھے ہین المحال والمستحیل ما یقتضی ذاتہ عدمہ انتہی اور اول سے ہے
خدای تعالی کیواسطے کذب حاصل ہووے اور کذب ازلی و ابدی ہووے اسکو صراحۃً جامع براہین بھی قبول
نکریگا اور نہ کیا ہی اور استحالات متعددہ اسپر لازم آوینگے چنانچہ بعض اوپر مذکور ہوئے ہین اس ایک خطا کے
بیان مین چند خطائین جامع براہین کی ثابت ہوگئین بالاجمال اقوال آیندہ مین عنقریب بطور تفصیل کے
انکا ذکر انشاء اللہ تعالی آجاویگا اب سوائے ان عبارات مذکورہ بالا کے دوسری عبارات نقل کیجاتی ہین جنسے
تصریحات علماء کے معلوم ہوجاوین کہ کذب باری تعالی محال ہی اور اسپر اہل سنت و معتزلہ و روافض وغیرہم
بلکہ منکرین اسلام حکمائی عقلا سب متفق ہین **الاول** شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر
پارہ الم مین تحت آیت کریمہ فلن یخلف اللہ عہدہ رقم فرماتے ہین صفحہ ۱۴۲ مین یعنے ہرگز خلاف نخواہد کرد
خدای تعالی این عہد حکمی خود را زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانی است عظیم کہ ہرگز بصفات او

راہ نہی یا بد الی آخرہ **الثانی** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کتاب العقیدۃ الحسنہ مین در باب عقاید متعلق جناب باری عزاسمہ لکھتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا الباطل ولا الکذب **الثالث** غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث پاک قدس سرہ فرماتے ہین الفصل الاول مما لا یجوز اطلاقہ علی الباری عزوجل ویستحیل اضافتہ الیہ من الاخلاق یعنے فصل اول مین وہ چیزین ہین جو محال ہین جناب باری پر بیس شمار کیا حضرت نے اونہین بیئیس[٢٣] چیزونکو از انجملہ نسیان اور شہوت اور کذب ہا ہین صفحہ ۱۹۹ مطبوعہ دہلی مین یہہ عبارت دیکھے جسکاجی چاہے **الرابع** تفسیر بیضاوی[١٩٥] اور تفسیر روح البیان[٢٤٠] مین تحت قولہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ حدیثا کے لکہا ہی انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ محال **الخامس** مدارک التنزیل[١٤٢] مین آیۃ مذکورہ کے تحت مین لکہا ہی وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشیٔ بخلاف ما علیہ **السادس** امام فخر الدین رازی رح سورہ مزمل کی تفسیر مین لکھتے ہین المعنی وعد اللہ واقع لا محالۃ لانہ تعالیٰ منزہ عن الکذب **السابع** تفسیر کبیر سورہ یوسف کے آخر مین یہ رقسم فرماتے ہین لان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز مثلہ علی الرسل **الثامن** امام فخر الدین تحت آیت من اصدق من اللہ حدیثا تفسیر کبیر مین اہل سنت وجماعت ومعتزلہ دونون کے نزدیک کذب باری کا محال ہونا مع اولہ کے فرماتے ہین پوری عبارت اون کی یہہ ہی والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالیٰ صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال واما المعتزلۃ فقد بنوا ذلک علی اصلہم وھو انہ تعالیٰ عالم بکون الکذب قبیحا وعالم بکونہ غنیا عنہ وکل من کان کذلک استحال ان یکذب بانما قلنا انہ عالم بقبح الکذب وعالم بکونہ غنیا عنہ لان الکذب قبیح لکونہ کذبا واللہ تعالیٰ غیر محتاج الی شیٔ اصلا وثبت انہ عالم بجمیع المعلومات فوجب القطع بکونہ عالما بہذین الامرین واما ان کل من کان کذلک استحال ان یکذب فہو ظاہر لان الکذب جہۃ صرف لا جہۃ دعاء فاذا خلا عن معارض الحاجۃ فبقی ضارا محضا فیمتنع صدور الکذب عنہ واما اصحابنا فدلیلہم انہ لو کان کاذبا لکان کذبہ قدیما ولو کان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الضد الآخر فلو کان کاذبا لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم بہذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما انتہیٰ **التاسع** وہی عبارت امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر مین تحت آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی جاوے پر گذر چکی فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالیٰ منزہ

لہ کان امتنع الکذب حاصلا لاستحالۃ فثبت انہ لابد من القطع بکونہ تعالیٰ صادقا

عن

عن الکذب انتہی العاشر تفسیر ابی سعود میں تحت آیت من اصدق کی ہو انکار لان یکون احد اصدق منه تعالیٰ وعدہ وسائر اخبارہ وبیانه لاستحالته کیف لا والکذب محال علیه سبحانه دون غیرہ انتہی الحادی عشر خیالی حاشیہ شرح نسفی میں کذب کی نسبت لکہا ہو منتف بالاجماع یعنی اجماع ہی ماتریدیہ اور اشاعرہ کا کہ کذب جناب باری میں منتفی ہو اور اسیطرح مسلم رکہا اس اجماع کو خیالی کے محشی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے فقوله یقع لزم الکذب فی کلامه تعالیٰ وهو باطل بالاجماع الثانی عشر علامہ عضد الدین بن احمد متن مواقف میں جو کہ موضوع ہو واسطے بیان عقائد مذہب اہل سنت وجماعت کے ذیل کلام باری تعالیٰ میں لکہتے ہین یمتنع علیه الکذب اتفاقا اور مسلم رکہا اس مقام پر روایت مذکورہ متن کو شارح مواقف نے بہی اور تائید کی اوسکی الثالث عشر حاشیہ باجوڑی علی مقدمہ سنوسیہ مین تحت اس قول مقدمہ مذکورہ کے اما برهان وجوب صدقهم فلانهم لولم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالیٰ لتصدیقه لهم بالمعجزة النازلة بمنزلة قوله تعالیٰ صدق عبدی فی کل ما یبلغ عنی موجود ہی یہ عبارت اما برهان وجوب صدقهم ای فی دعوی الرسالة وفی تبلیغهم عن الله تعالیٰ لان هذا البرهان انما یدل علی ذلک کما مر وقوله فلانهم الخ تقریرہ ان نقول لولم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالیٰ لکن الکذب فی خبرہ تعالیٰ محال فما ادی الیه وهو عدم صدقهم محال ایضا واذا استحال عدم صدقهم ثبت صدقهم وهو المطلوب انتهی الرابع عشر مسلم الثبوت کے مقالہ ثانیہ فی الاحکام میں ہی لنا ان حسن الاحسان وقبح مقابلة الاحسان بالاساءة مما اتفق علیه العقلاء حتی من لا یقول بارسال الرسول الخ اسکے حاشیہ منہیہ مین خود صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہین العقلاء اه لک ان تقول ان اتفاقهم علی ذلک یجوز ان یکون لانهما من صفات الکمال والنقصان کوجوب الصدق وامتناع الکذب فی حقه تعالیٰ انتهی الخامس عشر مسلم الثبوت کے اسی مقالہ کے متن وشرح بحر العلوم مین ہے والمعتزلة قالوا ثانیا انه لولاه ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منه تعالیٰ عقلا اذ لا حکم للعقل واذا جاز الکذب علیه فلا یمتنع اظهار المعجزة علی ید الکاذب ولو اکتفی به لکفی فینسد باب النبوت وهو مفتوح والجواب انه المذکور نقص فیجب تنزیه تعالیٰ عنه کیف وقد مر انه لا نزاع فیه فانه عقلی باتفاق العقلاء الخ لفظ والجواب کے بعد جو انہ ہی اوسکا مرجع کذب ہی جسکو بحر العلوم نے المذکور کہکر تعبیر کیا ہی چنانچہ قول ملا نظام سے بہی یہی واضح ہے جواب مذکور ہوتا ہی السادس عشر قول ملا نظام الدین صاحب کا اسی قول کے تحت مین وہ یہ ہے قوله والجواب انه ای الکذب نقص وقد مر لا نزاع فیه اسے عقلیه انتهی

یہ اہل سنت وجماعت کے اقوال تھے کہ جنسے واضح ہو کہ کذب باری محال ہو اور یہ نقص ہو اور اسمین کسی کا نزاع نہین ہو باتفاق جمیع عقلا، محال ہے **السّابع عشر** اب مذہب معتزلہ کے پیشوا علامہ زمخشری کی عبارت سنئے تفسیر کشاف مین تحت آیت من اصدق کے لکھتے ہین لانہ عز وعلا صادق لا یجوز علیہ الکذب وذلک ان الکذب مستقبل بصارف عن الاقدام علیہ وھو قبحہ ووجہ قبحہ الذی ھو کونہ کذبا و اخبارا عن الشئ بخلاف ما ھو علیہ فمن کذب لم یکذب الا لانہ یحتاج الی ان یکذب لیجر منفعۃ اویدفع مضرۃ او ھو اغنی عنہ الا انہ یجھل غناہ او ھو جاھل لقبحہ او ھو سفیہ لایفرق بین الصدق والکذب فی اخبارہ ولا یبالی بایتھما نطق فکان الحکیم الغنی الذی لا یجوز علیہ الحاجات العالم بکل معلوم منزھا عنہا کما ھو منزہ عن سائر القبائح

الثامن عشر علماء مذہب شیعہ مشہور بہ امامیہ کے عقائد سنئے دو روایتین لکھتا ہون اول باب حادی عشر عقاید مین ہے من صفاتہ الثبوتیہ کونہ صادقا والصدق ھو الاخبار المطابق والکذب ھو الاخبار الغیر المطابق لانہ لو لم یکن صادقا لکان کاذبا وھو باطل لان الکذب نقص والباری منزہ عن النقص انتہی

ثانی حق الیقین مجلس در بیان صفات ثبوتیہ مطبوعہ طہران مینویسید باید دانست کہ حق تعالی صادق است وکذب و دروغ مطلقا بر و روا نیست زیرا کہ عقل حکم میکند کہ کذب قبیح است و او از قبائح منزہ است و دروغ مصلحت آمیز کہ ما را روا ست باعتبار ارتکاب امر قبیحی است و این از عجز ما ست کہ قادر نیستم کہ مفسدہ کلام راست را دفع کنیم وخدا بعجز موصوف نمیشود والیضا اجماع مسلمین وارباب عقول است بر آنکہ حق تعالی صادق است در جمیع افعال و اقوال و کتب الٰہیہ مشحون است بآن از جملہ ضروریات دین است انتہی

التاسع عشر قول ملا علی قاری صاحب کا شرح فقہ اکبر مین لم یزل ولا یزال باسمائہ وصفاتہ ای موصوفا بنعوت الکمال ومعروفا باوصاف الجلال والجمال لم یحدث لہ اسم ولا صفۃ یعنی ان صفات اللہ واسمائہ کلھا ازلیۃ لا بدایۃ لھا وابدیۃ لا نہایۃ لھا لم یتجدد لہ تعالی صفۃ من صفاتہ والاسم من اسمائہ لانہ سبحانہ واجب الوجود لذاتہ الکامل فی ذاتہ وصفاتہ فلو حدث لہ صفۃ او زال عنہ نعت لکان قبل حدوث تلک الصفۃ وبعد زوال ذلک النعت ناقصا عن مقام الکمال وھو فی حقہ سبحانہ من المحال فصفاتہ تعالی کلھا ازلیۃ ابدیۃ وھہنا سوال مشہور وھو انہ قد ورد الاخبار فی کلامہ سبحانہ بلفظ الماضی کثیر نحو قولہ تعالی انا ارسلنا نوحا وقال موسی وعصی فرعون والاخبار بلفظ الماضی عما لم یوجد یعد کذبا والکذب علیہ محال ولہ جواب مسطور وھو ان اخبارہ تعالی لا یتصف بالازل بالماضی والحال والاستقبال

معدوم

لعدم الزمان وانما یتصف بذلک فیما لایزال بحسب التعلقات فیقال قام بذات اللہ تعالیٰ اخبار عن
ارسال نوح مطلقاً وذلک الاخبار موجود ازلاً باق ابداً فقبل الارسال کانت العبارۃ الدالۃ
علیہ انا نرسل و بعد الارسال انا ارسلنا فالتغیر فی لفظ الخبر لا فی الاخبار القائم بالذات و
ھٰذا کما نقول فی علمہ تعالیٰ انہ قائم بذاتہ سبحانہ ازلا العلم بان نوحاً مرسل ھٰذا العلم باق
ابداً فقبل وجودہ علم انہ سیوجد و بعد وجودہ علم بذلک العلم انہ وجد وارسل والتغییر فی العلم لا فی المعلوم ۱۲ انتہی
(ای تعلق العلم ۱۲)
اس عبارت کے نقل سے اس محل مین فقط ہماری غرض یہ ہی کہ معلوم ہو جاوے کہ کذب باری محال ہی وہ فقط
والکذب علیہ محال سے حاصل ہی باقی عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جمیع صفات خدای تعالیٰ کا قدیمہ
ہونا بھی معلوم ہو گیا اقوال آیندہ کیواسطے کار آمد ہے پس جب ان روایات اور ادلہ سے ثابت ہوا
کہ کذب باری تعالیٰ محال ہی اور کذب باری کے محال ہونے پر علماء اشاعرہ و ماتریدیہ و جمیع فرق اسلامیہ
و غیر اسلامیہ مثل ارباب معقول و فلاسفہ و غیرہم کا اتفاق ہی تو امکان کذب مین اختلاف قدماء علماء کا
بیان کرنا اور یہہ کہنا کہ یہہ مسئلہ جدید نہین ہی لوگون کو گمراہ کرنا اور جہل صریح ہی **دسوین خطا**
یہہ کہ صاحب انوار نے قرآن کی آیت صدق باری پر پیش کی تھی اوسکے جواب مین جامع براہین کو چاہئی
تھا کہ قرآن کی آیت سے جواب دیتے جسمین صریح یہ مضمون ہوتا کہ معاذ اللہ لیس الکذب من اللہ ببعید
مگر یہ مضمون نامقبول قرآن مین نکلنا محال تھا تب بناچاری کلام بشری کیطرف رجوع کی کیونکہ انسان
سے سہو و نسیان ہوتا ہی شاید کسیسے بھول چوک سے یہ مسئلہ مان لیا ہووے تب آپنے اپنی رای سقیم
کے موافق اشاعرہ مین اپنے مقصد کی گنجائش دیکھی حال آنکہ در حقیقت اس مسئلہ کے وہان بھی گنجائش
نہین وہ کذب کے قایل ہی نہین جیسا کہ گذرا اور عنقریب آتا ہی **گیارہوین خطا** یہہ کہ جامع
براہین اور مقرظ محفل میلاد شریف و قیام کے بارہ مین تعامل و استحسان کو بھی دلیل شرعی نہین جانتے
ہین باوجودیکہ نور الانوار مین بھی جسکو ادنیٰ طالبعلم پڑھتا ہی موجود ہی صفحہ ۵ مین التعامل الناس ملحق بالاجماع
انتہی اور شامی مین ہی کہ تعامل کے معتبر ہونیکے واسطے عہد صحابہؓ کا شرط نہین اور یہہ دونون صاحب
تعامل علماء کا دلیل ہونا اور اقوال علماء سند نہین مانتے ہین چنانچہ براہین کے صفحہ ۱۴۲ مین ہے
(مؤلف سے کسی مسئلہ کا جواب ادلہ اربعہ سے نہین دیا جاتا ہی ایک داب ہی کہ علماء نے یون کہا ہی
یون کیا ہی سو جواب چند دفعہ ہو لیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ مین کسی کا قول لایق التفات نہین ہے
اگرچہ عمدہ ہزار ہون) اور صفحہ دو سو بہتر مین ہی (اور یہ احقر بار بار اسکو بھی ظاہر کر چکا

کہ مولف کے پاس کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے اپنے مقصود پر کہ اثبات جواز قیود وہیئت مروجہ کا ہی نہین محض قول علماء اور تعامل اونکا پیش کر دیتا ہے) اور صفحہ ۱۶۶ مین ہی (تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم ہی نے انکار کیا مگر اوسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو جو مزعوم مولف کا ہی باطل کر دیا) الی ان قال اجماع اور حاضر ہونیسے مشائخ اور علماء کی کچھ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علما بھی ہمتوی دیوین بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین) اور اسی صفحہ مین کہا (ایک دو عالم موافق نصوص صریحہ کے فرماوے اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر ومنصور و عند اللہ مقبول ہوینگی) اسی صفحہ مین کہا (پس خود ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب وسنت کے کھے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہی اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہو تو مردود ہی) اور اسی صفحہ مین یہ بھی لکھدیا ہی کہ سبط ابن جوزی کا قول کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا کوئی دلیل شرعی نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت شرعیہ نہین علی ہذا علی قاری کا لکھنا کہ تمام ملکون مین یہ رائج ہی) یہ تمام اقوال جامع براہین کے باعلی صوت ندا کرتے ہین کہ نص کے مقابلہ مین لاکھون کروڑون علماء فتوے دیوین تو معتبر نہین ہی اور بطور بناء فاسد علی الفاسد سبط ابن جوزی وملا علی قاری وسخاوی وغیرہم کی اقوال ور تعامل تمام بلاد کے علماء کو غیر معتبر وتمام دنیا کے علماء کے اتفاق کو مردود جامع براہین فرماتے ہین باوجودیکہ اہل علم وفہم پر بطلان اسکا واضح ہی پس مولف انوار نے جو نص ومن اصدق من اللہ حدیثا کے مخالف کذب باری کا امکان معلوم کرکے نص مذکور پیش کرکے امکان کذب باری کا انکار کیا تو جامع براہین نے قول اون لوگون کا جنکو اوسی نے قائلین امکان کذب خیال وزعم کر لیا ہی کیون بمقابلہ نص مردود نجانا کیون مولف انوار کو جو نص من اصدق کے موافق امکان کذب باری کا انکار کرتے ہین علی الحق ومنصور ومظفر نہ کہا گیا جامع براہین صاحب کے نزدیک امکان کذب باری مخالف نص ہی تب بھی وہ مردود نہین ہی اور امکان کذب کے قائلین اگرچہ اقل قلیل ہون باوجود مخالفت نص کے اونکا قول معتبر ہی یہ عجیب بات ہی کہ جس قول سے خدای تعالی مین امکان نقص وعیب ثابت ہووے اور وہ نص کے مقابل ومخالف بھی ہووے تب بھی معتبر ہو جاوے اور اوسپر طعن لاعلمی قرار پاوے اور ایسے قول کا انکار موافق نص کے کرین تب بھی اونکا قول معتبر نہووے

اور نص

اور نص کیطرف اسوقت مین کچھ التفات نہ کیجاوے یہ معاملہ برعکس ہوگیا بیان عدم التفات طرف نص
لازم آیا اور طرفہ یہ ہو کہ نص کی کوئی تاویل بھی حق و باطل جامع براہین نے ایسی بیان نکی جس سے
معلوم ہو کہ قول امکان کذب باری تعالی مخالف اس نص کے نہین ہو اس سے لازم آیا کہ قول
امکان کذب باری نص کے مخالف ہی تب بھی جامع براہین کے نزدیک ایسا معتبر ہو کہ اوس پر طعن
کرنا بے علمی ہو ایسے لوگونکے ایمان پر افسوس ہو کہ آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کے بارہ مین
باوجود عدم مخالفت کسی نص کے اپنے زعم فاسد و فہم ناقص مین مقابلہ نص کا ٹھہر کر تعامل و استحسان علماء لاکھون
وکروڑون و تمام دنیا کو مردود بتاوین اور امکان کذب باری تعالی کے بارہ مین باوجود مخالفت
نص کے اپنے زعم مین قائلین اوسکی مقرر کرکے باوجودیکہ درحقیقت کوئی اوسکا قائل نہین ہو عقلاء
مین سے سوائے دوچار وہابیہ حمقاء کے اون قائلین مفروضین کے قول کے مقابلہ مین نص کی
طرف التفات نکرین اور موافق نص و اتفاق عقلاء کے کہنے والونپر طعن کرین اور باینہمہ ادعاء
ایمان ہو خوب خدا و رسول کی قدر ان لوگون نے پہچانی ہے **بارہوین خطا** جو شخص یہہ کہتا ہے
کہ کذب باری تعالی ممکن الوقوع ہو لکن فی الحال واقع نہین ہے اوسکے معنے یہ ہوئے کہ ابتک
تو جھوٹ بولنا اوسکی صفت نہ تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ جھوٹ بولدے معاذ اللہ ہم کہتی
ہین کہ جب جھوٹ بولے گا اوسیوقت یہ صادق آئیگا کہ یہہ صفت خدای تعالی مین نہ تھی اب حادث
ہوئی اور خدای تعالی محل حادث بنا اور محل حادث قدیم نہین ہوتا ہو اور حال آنکہ خدای تعالے کی
ذات قدیم ہو محل حوادث نہین ہے چنانچہ عقائد مین ٹھہر چکا ہے کہ لایقوم بذاته حادث اور اوپر
کچھ بیان اسکا گذر بھی چکا ہو شرح فقہ اکبر کے حوالہ سے **تیرہوین خطا** مومن کو ضرور
ہے کہ کہے امنت باللہ کما ھو باسمائه وصفاته ایمان لایا مین اللہ تعالے پر جیسا وہ ہے
اپنے اسماء و صفات کے ساتھ اور اسماء الٰہی مین سے صادق بھی ہو جیسا کہ حدیث ابن ماجہ مین
ابوہریرہ سے روایت ہے اور قرآن شریف مین بھی آیا ہو وانا لصادقون اور یہہ عقاید مین مقرر ہے
کہ اسمائہ وصفاتہ قدیمہ ہین اور ثابت ہولیا ہو کہ جس چیز کا قدم ثابت ہو اوسکا عدم محال ہو بناءً علیہ
جناب باری سے سلب صدق محال ہے اور امکان کذب ماننے کو امکان سلب صدق ماننا
لازم ہو پس مومن موحد نے جب اللہ کو صادق لایزال مان لیا اب کس منہ سے امکان سلب
صدق تسلیم کرتا ہو جس شخص نے امکان سلب صدق تسلیم کیا اوسکا ایمان آمنت باللہ کما ھو باسمائه

پہر کہان رہا انا للہ وانا الیہ راجعون **چودہوین خطا** آپ سند لاتے ہین ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ **اقول** جامع براہین نے حنفی ماتریدی ہوکر کیون اپنے مطلب نکالنے کو اشاعرہ کیطرف رجوع کیا مذہب اشاعرہ پر علم عقائد مین حنفی جابجا معترض ہین از انجملہ یہہ کہ صفات فعلیہ جناب باری تعالی کو اشاعرہ حادث کہتے ہین اور ہم حنفی ماتریدی اونکو قدیم مانتے ہین چنانچہ عبارت ضوء المعانی تصنیف ملا علی قاری مین یہ بات موجود ہی فعن کونہا قدیمۃ نزاع فمذہب ائمتنا الحنفیۃ انہا قدیمۃ ومذہب الاشاعرۃ والمعتزلۃ انہا حادثۃ اور ملا علی قاری کا قول شرح فقہ اکبر سے اوپر اس بارہ مین گذر چکا ہی کہ کل اسما و صفات خدای تعالی کے قدیم ہین ورنہ محال لازم آویگا اس سے اختلاف ہونا درمیان حنفیہ و اشاعرہ کے واضح ہے یہ ایک مثال اختلاف کی دی ہے باقی ایسے اختلافات بہت ہین جسنے کتب عقائد پڑھے ہین اوسکو خوب معلوم ہے اور اس عبارت ملا علی قاری سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اونھون نے ائمہ حنفیہ کو مقابل اشاعرہ کے ڈالا ہی اسلئے کہ حنفی علماء عقائد مین تابع ہین امام ابو المنصور ماتریدی کے فتاوی برہنہ مین لکھا ہے ابو المنصور الماتریدی رئیس الحنفیۃ الیہ انتہت ریاستہم انتہی اور وجہ میلان حنفیون کے اونکی طرف یہہ ہی کہ وہ تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے ہین اسطرح پر کہ ابو المنصور شاگرد ہین احمد بن اسحق کے اور وہ ابو سلیمان کے اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے اور شرح مقاصد کی فصل رابع فی الامامۃ مے پہلے انکے حق مین یہ لکھا ہی ابو منصور الماتریدی تلمیذ ابی النصر العیاضی تلمیذ ابی بکر الجورجانی صاحب ابی سلیمان الجورجانی تلمیذ محمد بن حسن الشیبانی بہرصورت امام اعظم رحمہ اللہ کے بواسطہ شاگرد ہین پس قول ماتریدیہ کو چھوڑ کر اشاعرہ کیطرف جانا کوئی وجہ نہین رکھتا سوا اسکے کہ از روئے عناد کچھہ نہ کچھہ صاحب انوار پر نقض کیجئے اور تماشا یہ کہ سب کچھہ کر کے صاحب انوار کا ایک نقطہ بھی نہ مٹا سکے جیسا کہ اوپر تحقیق ہوا اور آیندہ مین آتا ہے **پندرہوین خطا** یہ ہے کہ آپ اشاعرہ کی دلیل لکھتے ہین کہ لانہ لایعد نقصا بل جودا و کرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکھا ہی **اقول** اس عبارت و استدلال سے سب صاحبون پر حال خوش فہمی جامع براہین کا کھل گیا کیونکہ اشاعرہ کی دلیل جواز خلف وعید پر یہ لکھی ہی کہ لانہ لایعد نقصا یعنے خلف وعید نقصان کی بات نہین دیکھئے اسمین اشاعرہ انکار کر گئے کہ خلف وعید کو کذب نہ کہنا چاہیئے کیونکہ کذب بالاتفاق نقصان کی بات ہے اور سخت قبیح ہے کوئی عاقل کذب کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ جود و کرم ہے عرب کا دستور تہا کہ اگر مجرم کیوا سطے کوئی سزا معین کرتے جب وقت سزا کا آتا اوسکو معاف کر دیتے یہ معاف کرنا اونکا رحمت اور بخشش اور کرم شمار کیا جاتا تہا

اسکی بہت تعریف کیجاتی تھی اس معاف کرنیکو یہ نہین کہتے تھے کہ اسنے جھوٹ بولا اور اب بھی یہی دستور ہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے قانون مقررہ کے موافق سزا نہ دے تو اوسکو کوئی جھوٹ نہین کہتا ہو معاف کردینا اور بخشدینا کہتے ہین پس اسیطرح اگر خدا کسی گنہگار کو اوسکا گناہ روز قیامت مین معاف کردے تو اوس معاف کردینے کو جھوٹ نہ کہینگے یہ مذہب اشاعرہ کا ہو کہ وہ اسکو جھوٹ نہین مانتے اور اوپر بھی معلوم ہوچکا ہو کہ کذب و جھوٹ کا لزوم اپنے اوپر سے جوابات متعددہ دیگر رفع کرتے ہین پس نہ وہ اس خلف وعید کو جھوٹ قرار دیتے ہین اور نہ جھوٹ کا لزوم اوسمین تسلیم کرتے ہین پس اشاعرہ کے قول سے امکان کذب باری ثابت نہوا یہ خوش فہمی جامع براہین کی ہے کہ اونکے قول سے امکان کذب باری کا اثبات کرتا ہو **سولھوین خطا** آپ نے رد محتار کی عبارت بقدر مطلب لکھکر قلم کو تھام لیا اوسکے آگے کی عبارت جو ماقبل کے خلاف تھی اوسکو نقل نکیا سب صاحب ملاحظہ فرماوین وہ عبارت ہمنے اقوال سابقہ اپنے مین نقل کردی ہے پھر واسطے یاددہانی کے لکھی جاتی ہے یہ ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ تعالیٰ ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح بہ العباد لخاصتہ انتہی یعنے کھولکر لکھا علامہ تفتازانی وغیرہ نے کہ علما ثابت کرنے والے حق امر کے قائم اسبات پر ہین کہ خلف وعید جائز نہین ہے اور صاف لکھدیا نسفی نے کہ یہی صحیح ہو اسلیے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کا محال ہو کیونکہ اوس نے خود کلام الٰہی مین فرمادیا ہو کہ نہین بدلا جاتا قول میرے پاس اور فرمادیا کہ نہین خلاف کریگا اللہ اپنا وعدہ یعنے وعید اور خلف وعید کے ساتھہ ممدوح ہونا خاصہ بندونکا ہے نہ اللہ تعالیٰ کا انتہی مضمون ردالمحتار دیکھیے اسمین صاف ثابت ہو کہ خلف وعید ائمہ محققین کے خلاف ہو پس جب کہ جامع براہین اپنے نزدیک قول اشاعرہ سے امکان کذب سمجھا تہا اور عبارت مین لکھا ہوا ہو کہ اونکا مذہب خلاف محققین ہو جیسا کہ ہمنے ابھی عبارت اوسکی نقل کی ہو پس یہ سمجھا ہوتا کہ اوس مقام پر صاحب انوار مذہب محققین کے موافق مذہب مقابل پر طعن کرتا ہو اور مذہب غیر محقق پر طعن کرنا کچھہ عیب کی بات نہین ہو چنانچہ اوپر گذر چکا ہو تفسیر کبیر امام رازی سے کہ اونھون نے واحدی پر خلف وعید ہی کے بارہ مین طعن سخت کیا ہو اور خلف وعید کے جواز مین فساد عظیم و قریب کفر و طعن شریعت و قرآن پر ہونا فرمایا ہے عبارت اونکی اوپر مذکور ہے لکن یہ بات کسطرح سمجھہ مین آتی غیظ و غضب آدمی کی دیدۂ حق بین کو اندھا کردیتا ہے اب ہمسے سنو مذہب محققین یہی ہو کہ خلف وعید

جائز نہین ہی **اولاً** شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر پارہ الم مین فرماتے ہین و آنچہ بعض از ظاہر بنیان گفتہ
اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است در وعید بد کرم و لطف است مبنی است بر قیاس غائب بر
شاہد در حق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص است خلاف خبر مطلقاً نقصان است خواہ نیک باشد
خواہ بد زیرا کہ لطف و کرم او تعالی را راہای بسیار وارد جائز است کہ معاملہ لطف و کرم نماید و خلف در وعید
ہم نہ کند بخلاف آدمیان کہ بسبب عجز بشری بغیر از خلف در وعید ایشان را لطف و کرم کردن ممکن نمیشود
پس در حق ایشان خلف در وعید بہتر جمیع نقصانی بر نقصان است کہ اشد از نقصان اول است و در حق
او تعالی نقصان محض است بے حاجت بتکمیل فافہم فاشاید جامع براہین دونون پیر و مرید شاہ عبد العزیز
صاحب کو بھی وہی کہدین جو صاحب انوار کو کہا ہے کہ اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور اسپر طعن کرنا
مشائخ پر طعن کرنا ہے اور امام رازی جنہون کا طعن کرنا خلف وعید کے بارہ مین واحدی پر اوپر معلوم
ہو چکا ہی اونکو بھی یہ دونون یہی کہدین **ثانیاً** تفسیر خطیب شربینی صفحہ مین تحت قولہ تعالی فلن یخلف
اللہ عہدہ لکہا ہی فیہ دلیل علی ان الخلف فی خبر اللہ محال **ثالثاً** تفسیر کشاف صفحہ ۴۳ مین تحت قولہ
تعالے ذلک جزینا ہم ببغیہم وانا لصادقون لکہا ہی فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا نخلفہ کما لا نخلف ما وعدناہ
اہل الکتاب **رابعاً** جلالین مین آیہ مذکورہ کی تفسیر لکہی ہی انا لصادقون فی اخبارنا و مواعیدنا
خامساً بیضاوی صفحہ مین ہے انا لصادقون فی الاخبار والوعد والوعید **سادساً**
تفسیر کبیر مین تحت آیت وما یبدل القول لدی کی لکہا ہی لا خلف فی ایعاد اللہ تعالی کما لا اخلاف فی میعاد اللہ
سابعاً تفسیر جمل صفحہ ۲۲ مین تحت آیت مذکورہ لکہا ہی المراد بالقول ہو الوعید بتخلید الکافر فی النار
ومجازاۃ العصاۃ علی حسب استحقاقہم ان روایات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مذہب حق یہی
ہے کہ خلف وعید جائز نہین اور امام رازی کا قول تحت آیت ومن یقتل کے واحدی کے رد مین اوس سے
بھی بخوبی واضح ہی کہ خلف وعید جائز نہین ہی پس وہ وجہ ثامن ہوئی **تحقیق انیق** واضح ہو کہ حق سبحانہ
نے اپنے کلام پاک مین یہہ فرما ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اوس سے معلوم
ہوگیا کہ خدای تعالی کافرونکو ہرگز نہ بخشیگا اور مسلمانون مین جو گنہگار ہونگے جسکو چاہیگا اوسکی گناہ
بخشدیگا لیکن اللہ تعالی نے اپنے چاہنے کو ہمپر ظاہر نہ کیا کہ ہم کس کس کو بخشینگے وہ خود اونکو جانتا ہی
قیامت کے روز جب اونکے گناہ بخشیگا ہم لوگ جو بے خبر تھے یون جانینگے کہ یہہ خلف وعید ہوا کیونکہ
اللہ تعالے نے ان گناہون پر وعید عذاب ارشاد فرمایا **تھا** اور اسکو کچھہ بھی عذاب ندیا اور واقع مین

یہ خلف وعید ہرگز نہین ہوا کیونکہ جب اوسنے گناہونکی سزا بیان فرمائی تھی وہ خود جانتا تھا کہ فلان فلان آدمی
جنکو ہم بخشینگے وہ اس وعید عذاب سے جو کہ ہم بیان فرماتے ہین مستثنیٰ ہین یعنے خدای تعالیٰ نے وعید عذاب
اونکے غیر کے حق ہین فرمایا ہی جنکو بخشدیگا اور سزا نہ دیگا اور اونکے غیر کہ وہ مسلمان گنہگار ہین جنکو بدون
سزا کہ نہ چھوڑیگا سزا دیکر چھوڑیگا اپنے الواقع جنکے واسطے اوسنے یہہ مقرر کرلیا ہی کہ سزا دونگا اونکو نہ چھوڑیگا
اور جنکے واسطے یہہ پہلے سے ٹھہرالیا ہی کہ بدون سزا کے بخشدونگا اونکو سزا نہ دیگا اگرچہ وہ دونو فریق جدا
جدا ہمکو نہین بتائے ہین معین کرکے پس یہ خلاف وعید نہوا فی الواقع خلاف توجب ہوتا کہ اول سے یہہ اوسنے
مقرر کیا ہوتا کہ مثلاً زید کو اوسکے گناہ کے سبب سے دوزخ مین ڈالونگا اور پہر اوسکو نہ ڈالتا اور جب مجملاً فرمایا ہی تو
یہہ مقرر ہونا مفہوم نہوا اور بعض فریق کا دوزخ مین جانا لابد ہی اسپر اجماع ہی چنانچہ اوپر شامی وغیرہ سے معلوم
ہوچکا ہی فی الواقع وہ وعید و سزا اونہین کو دیجاویگی اور وہی مراد خدای تعالیٰ کے ہین کہ جو گروہ دوزخ مین
جاویگی اور وہی مشیت سزا کے تحت مین داخل ہین ازل مین ہی اونکی سزا پر مشیت واقع ہوچکی ہی اور جو
بخشے جاوینگے ازل مین ہی اونکی عفو کی مشیت ہوچکی ہی اور خلاف مشیت و ارادہ الٰہی کے ہرگز نہین ہوسکتا
ہے پس خلاف وعید فی الواقع نہین گو ہم لوگ اپنے عدم علمی سے خلاف سمجھین خلاصہ ہوا کہ جمیع وعیدات
الٰہی کافرین کے حق ہین جزمی اور قطعی ہین اور مسلمانون کے حق مین جب ہین کہ خدای تعالیٰ نے اونکے عفو کو
نہ چاہا ہووے گو وہ مشروط بشرط عدم عفو ہین یہی امام رازی تفسیر کبیر جلد دوم ص ۱۱ مین فرماتے ہین جمیع الوعیدات
مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب یعنے تمام وعیدات شرط کئے گئے ہین ساتھہ
عدم عفو کے پس اگر کسیکے نسبت اللہ تعالیٰ نے عفو روز ازل مین جان لیا اور اوسپر مشیت و ارادہ ازلیہ واقع
ہوچکا ہی اور اوسکے موافق اظہار روز قیامت کو کردے تو اس معافی سے کلام الٰہی مین کذب نہین خلل
ہوسکتا ہی یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ کذب ہوا خدای تعالیٰ سے معاذ اللہ معاذ اللہ بلکہ یہہ کہینگے کہ یہہ
مصداق یغفر مادون ذلک لمن یشاء کا ہوا اقوال سابقہ مین بہی تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث
دہلوی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہے کہ خلف وعید مین کذب لازم نہین آتا ہی اب طالبان حق خیال
فرماوین کہ اس تقریر کے موافق مسلمان کا گناہ بہی معاف ہوگیا اور کذب بہی جو جمیع اہل ملل کے نزدیک
ناجائز تہا حق سبحانہ اوس سے منزہ اور مقدس بالکل بے لوث رہا تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً
اب اختلاف اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اتنا باقی رہا کہ علماء ماتریدیہ اسپر ہین کہ خلف وعید کا اطلاق
ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ اوپر تحقیق ہوچکا کہ وہ درحقیقت خلف وعید نہین ہے اور علماء اشاعرہ غیر محققین نے

اوسپر اطلاق خلف وعید کردیا کیونکہ ظاہر نظر وین ایساہی نظر آتا ہی گو درحقیقت نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا اور امام رازی کے قول سے تم معلوم کرچکے کہ موافق مذہب اشاعرہ کے بھی کذب لازم نہین آتا ہی لقولہ فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب اور اسیطرح شرح عقائد کے محشی خیالی نے اشاعرہ کیطرف سے توجیہ کی ہے اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیتہ وان لم یصرح بذلک فلاکذب ولا تبدیل یعنے شان کریم سے یہہ ہی کہ جب وہ خبردے مجرم کو ساتھ وعید یعنے سزای جرم کے مبنی کری اس اخبار کو مشیت پر یعنے اگر ہم چاہین گے تو یہہ عذاب دینگے پہر اس صورت مین نہ کذب لازم آتا ہی کہ خدای تعالی نے جھوٹ بولا ہے معاذاللہ اور نہ تبدیل لازم آتی ہی کہ خدای تعالی نے اپنے کلام کو بدل دیا انتہی اور ایسے ہی اوپر تکمیل الایمان سے گذرچکا ہی جس سے کذب و تبدیل کا لازم نہ آنا قول اشاعرہ قائلین خلف وعید سے ظاہر ہے دیکھیئے سب علما خلف وعید کے ساتھ کذب اور تبدیل کو اشارہ سے دور کرتے ہین افسوس جامع براہین پیر و مرید دونون بے ساختہ بول اوٹھے جو چاہا اور ذرا کتب دینیہ کا مطالعہ نکیا اور حق سبحانہ جزای خیردے صاحب انوار کو کہ ہدایۃ لاہل الاسلام قواعد اسلامیہ و فوائد دینیہ انوار ساطعہ مین بیان کردئے کہ جسمین عناد معاندین اور فساد مفسدین سے ذرہ بہر بل نہین آسکتا ہی **ستر ھوین خطا** آپ فرماتے ہین کہ پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہی **اقول** صاحب انوار نے اشاعرہ پر خلف وعید کا طعن نہین کیا بلکہ امکان کذب پر طعن کیا ہی اور جو شخص اللہ کی ذات پاک مین امکان اور قابلیت کذب ثابت کرے پہر مؤمن موحد اسپر طعن نہ کرے ہم اوسکے ایمان پر افسوس کرتے ہین اور اشاعرہ کے کلام مین امکان کذب کے الفاظ نہین بعض علما نے بنظر ظاہر خلف وعید کے لفظ سے اونکو الزام کذب باری دیا تہا تو اونکے جواب دوسرے علما مانند علامہ خیالی وغیرہ نے خلف وعید کی حقیقت سمجہادے کہ وہ امکان کذب کے عقیدہ سے پاک ہین اونپر یہہ لازم نہین آتا ہے **اٹھارھوین خطا** صاحب انوار نے یہہ مضمون لکھا ہی کہ کوئی جناب باری پر امکان کذب کا دہبا لگاتا ہی انوار ساطعہ موجود ہے پڑہکر دیکہلو پہر اسکو جامع براہین نے کیون اسقدر طول دیا ہم کہتے ہین کوئی مسلمان سچے دل اور سچی زبان والا انصاف سے کہدے کہ خداوند کریم کو امکان کذب کی نسبت کرنے سے یہ دھبا لگتا ہی یا نہین اور صاحب انوار نے سوائے لفظ دہبا لگانے کے اور کوئی طعن نہین کیا اور یہ

بات حق صاحب انوار نے لکھی اونکو فقط حق بیان کرنا منظور ہی کسی پر طعن کرنا مد نظر نہین ہی اگر امر حق بیان کرنے مین کسی پر طعن ہوجاوے تو صاحب انوار پر کیا مواخذہ ہی جامع براہین مغت مین شرائر خانی کرتا ہی تمام بلاد کے علما و لاکہون وکروڑون کے فتوی اور تمام دنیا کے علما کو عمل و اعیان علما و صوفیہ کرام کے فعل کو محفل میلاد شریف کے بارہ مین مردود کہتا ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہے مع حوالات صفحات کے تو اوسکو طعن مشایخ پر نہین جانتا ہی اور خدای تعالی کے تنزیہ کذب سے بیان کرنیکو طعن زعم کرتا ہی برین فہم و دانش بباید گریست **اونسیوین خطا** آپ فرماتے ہین اور اسپر طعن کرنا نہایت لاعلمی ہی **اقول** ناظرین رسالہ ہذا اسوقت تک جو طرفین کا کلام نقل ہوا ہی دیکھکر خود سمجھ جاوینگے کہ لاعلمی کسکی طرف ہی اپنے منہ سے کیا کہین مشک آن است کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید اور جب مولوی رشید احمد صاحب نے رسالہ جامع الشواہد پر کہ اوسمین غیر مقلدین کے عقائد و اعمال کا بیان بطور طعن کرنیکے کیا گیا ہی اور اول مسئلہ اوسکا یہی ہے کہ وہ امکان کذب کے قائل ہین مہر کردی اور طعن کرنیوالون مین امکان کذب باری تعالی کے قائلین پر شامل ہوگئے تو اوسوقت لاعلمی محض مولوی صاحب کی ہوئی یا نہین کچھ بھی عقل ہے تو کہدو یا انکار کرجاؤ کہ ہمنے اسپر مہر یا دستخط نہین کئے ہین لکن سال گذشتہ تک خاموش رہنا اس انکار سے آپ پر شاہد عدل ہی کہ یہہ انکار آپکا صحیح نہین ہی اب سخنوران مہذب اور سنجیدہ گویان مؤدب کی خدمت مین ایک امر انصاف طلب پیش ہوتا ہی یعنے انوار ساطعہ مین ایک عبارت مولوی رشید احمد صاحب کی آئی ہی تو صاحب انوار نے اس تہذیب سے اوسمین کلام کیا ہی کہ باید و شاید یعنے یہ لکھا ہی کہ اس کلام کی رکاکت اور سخافت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہین ہی اسلئے کہ اوسمین یہ رکاکت ہی اور یہہ اعتراض ہی تو دس باتین کثیف و سخیف جو اونکی تین چار سطرون مین بھری ہوئی تہین بیان کرکے آخر مین لکھا کہ ہم ایسا گمان اونپر نہین لیجاتے کہ یہہ عبارت اونھون نے لکھی ہوگی اور جو کوئی خواہے نخواہی اونکو نشانہ ان اعتراضات کا بناوے اور یہہ عبارت اونکے ذمہ لگاوے اوسکو اختیار ہی انی بریٔ مما یعملون انتہی دیکھئے اس عبارت مین کیا بلاغت اور کیا متانت اور کیا تہذیب ہی لیکن اون حضرت سے اس کلام مہذب کی بھی برداشت نہوئی اوسکا انتقام اسطور پر لیا کہ صاحب انوار نے خدای تعالی کی تصدیق مین کوشش کی تو حضرت جی نے عناد مین آکر اوسکو بھی رد کیا امکان کذب کا ثبوت دیا صاحب انوار نے تین رکعت وتر کی لکھی تو آپ نے ایک رکعت ثابت کی علاوہ برآن توہین

اور تحقیر اور تجہیل صاحب انوار کی اسقدر کی ہی کہ اگر کوئی شخص اس کتاب براہین قاطعہ سے مضامین جدا کرے
اور صاحب انوار کی ہجو اور مذمت اوسمین سے نکالکر علیحدہ کرے تو اغلب ہی کہ چوتھائی کتاب تبرا سے
بھری ہوئی نکلے گی لا علم جاہل بے حیا بے شرم حق پوش خائن وغیرہ ایسے ایسے جلے بھنے الفاظ
سینہ تصوف گنجینہ سے نکالے ہین کہ العظمۃ للہ لوگ اونکو صوفی اور عالم کہتے ہین مقتضاے عالمیت کا
یہی تھا کہ لغو سے پرہیز کرکے نصیحت کرتے غیظ و غضب مین یہہ آیت بھی یاد نرہی ادع الی سبیل ربك
بالحکمة والموعظة الحسنة اور مقتضاے فقر و تصوف یہہ تھا کہ اگر کوئی برا بھی کہتا تو صبر کرتے فقیر
لوگ بدلا لینا تو کیسا رنج کرنے کو بھی منع کرتے ہین اور یہہ لکھتے ہین ؎ عارف کہ برنجد تنک آب است
ہنوز ٭ اور دوسری جگہہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا ٭
دل دشمنان ہم نکردند تنگ ٭ اور کسی عارف باللہ نے فرمایا ہی ؎ وفا کنیم و
ملامت کشیم و خوش باشیم ٭ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن ٭ بنا بر علیہ اگر صاحب انوار کیطرف سے
کچھہ کج ادائی بھی ہوئی تو یہہ حضرت فضول و لغو سے کنارہ کرکے محض نصیحت فرمادیتے قال السعدی رح
؎ اگر من ناجوان مردم بکردار ٭ تو بر من چون جوان مردان گذر کن ٭ اور فرماتے ہین
؎ بدی را بدی سہل باشد جزا ٭ اگر مردی احسن الی من اساء ٭ لکن آپ ایسے کہان تھے معاملہ
بالعکس ہوا کہ صاحب انوار نے اونکا نام تک مخفی رکھا کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا معلوم نہین
ہوتا ہے اور آپنے اوسکے جواب مین یہ کیا کہ صاحب انوار کا نام صراحۃً لکھکر تبرا کیا اور اسقدر کہ چوتھائی
کتاب کو بدگوئی سے بھر دیا اور ہم سب مضامین کو اونکی طرف منسوب اسلیئے کرتے ہین کہ مشہور عام
یہی ہی کہ یہہ کتاب اونھون نے خود اپنے مرید مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے لکھی ہی بالفرض
والتقدیر اگر وہ اس سے انکار فرماوین تو یہہ بات ہرگز کتاب سے مٹنے والی نہین کہ اوسمین اہل مطبع نے صاف
لکھدیا کہ یہہ رسالہ بامر مولوی رشید احمد صاحب چھپا ہی دوسرے یہ کہ آخر مین مولوی رشید احمد نے لکھا ہی
کہ مین نے اول سے آخر تک اسکو بغور دیکھا ہی چنانچہ ہم اوسکا ذکر اوپر کر چکے ہین پس اگر تسلیم بھی
کرلین کہ ہانصاحب آپکے مرید نے یہہ کتاب لکھی لیکن آپ تو اول سے آخر تک بغور دیکھکر اوسکے مضامین
کاذبہ اور سب و شتم و فضول و لغو وغیرہ کو نور علم قرار دیکر پھر ایسے مطالب باطلہ کیلیئے دعاے مقبولیت کرکے
اوسکو سعی تمام سے چھپوا کر عمدہ طرح پر طرفدار اور ذمہ دار ہوگئے اور کیونکر نہوتے مرید کو جو کچھہ حاصل ہوتا
ہے پیر سے ہی حاصل ہوتا ہی مریدون کی زبان حال پیر و مرشد کی جناب مین یون نغمہ سرائی کرتی ہے

؎ میرے مرشد مین گھر سے کیا لایا + ہو یہہ سب کچہہ حضور کی مایا + اور اگر یہ مضامین مرید ہی کی ہوتی
تو ہدایت فرماکر کتاب سے نکلواتے سبکو کٹواتے اگر مرید اونپر قلم نہ پہیرتا تو خود اوسکو نہ چہپواتے ذمہ وار طرفدار
ہوتے لیکن چونکہ یہ باتین ہرگز نہین ہوئین تو اصل مدعا ظاہر ہوگیا ؎ راز کتنا ہی چہپایا جاوے
افشا ہوگیا + اب ہم مدعا اصلی پر آوین براہین قاطعہ مین جابجا صاحب انوار کو بےعلم لاعلم جاہل وغیرہ
الفاظ سے یاد کیا ہی اور اس مقام پر بھی لاعلمی صاحب انوار کی ثابت کی کہ عبارت ردمحتار درباب خلف وعید
نقل فرمائے تاکہ لوگ جانین کہ صاحب انوار کو کتب بسیط پر عبور نہین ہی حال آنکہ دیکہو خود جامع براہین صـ۲۷ سـ۹
مین اقرار کرتا ہی اور یہہ لکہتا ہی کہ مولف کو یعنے صاحب انوار کو اس مقام پر ردمحتار پر نظر ہوا انتہی اور صـ۱۳
سـ۵ مین لکہا ہی عالمگیریہ پر مولف کی نظر ہے اور صـ۲ سـ۱۴ مین تحصیل علم صاحب انوار کی خود سند لکہی کہ
مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی
شیخ محمد صاحب محدث تہانوی سے تحصیل علم کی ہی انتہی گو اوس مقام پر از روی عناد کیسی ہی الفاظ سے
لکہا لیکن اسناد اونکے تحصیل علم کی ان اساتذہ مشہورین سے گذار دی اور واضح ہو کہ جناب مولانا شیخ محمد
صاحب محدث سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی حدیث پڑہی تہی صاحب انوار اور وہ دونون استاد بہائی
ہوئے اور صـ۱۵ سـ۵ براہین مین ثابت کردیا کہ یہہ دونون باہم پیر بہائی ہین اور واضح ہو کہ مولوی احمد علی
صاحب محدث سے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے بھی حدیث پڑہی تہی اور صاحب انوار نے بھی
اور مولوی سعادت علی صاحب سے مولوی احمد علی صاحب محدث نے شروع مین علم پڑہا ہے اس
طریق سے وہ استاد بھی ہوگئی غرض یہ کہ جامع براہین نے اس مقام پر اسناد تحصیل صاحب انوار گذاردی
اور صـ۱۳۱ سـ۳ لکہتے ہین پہر جو احقر نے لکہا ہی تمام کتب شرعیہ مین موجود ہی اور خود مولف بھی یعنے
صاحب انوار اسکو جانتا ہی انتہی الحاصل اگرچہ وہ لفظ جاہل اور بےعلم وغیرہ لکھکر لوگونکے دلون مین
تحقیر اور توہین صاحب انوار کی چاہتے ہین لیکن امر حق مین ایک تاثیر ہے کہ وہ بے اختیار حق پوشونکی
زبان سے بھی ٹپک ہی جاتا ہی بناءً علیہ جامع براہین سے جابجا ایسے الفاظ بے اختیار نکل گئے کہ جس سے
صاحب انوار کی اسناد تحصیل علم بھی معلوم ہوگئی اور نظر کتب مبسوطہ پر ظاہر ہوگئی اور یہہ بھی خوب
ظاہر ہوگیا کہ جامع براہین نے جو عبارت ردمحتار نقل کی ہی وہ خود اوسکا مضمون تحقیقی نہین سمجھے
اور صاحب انوار اوسکی ماہیت بہت ٹہیک سمجھے ہوئے ہین اسلئے کہ اونہون نے اشاعرہ کے
خلف وعید پر نہین بلکہ کذب پر طعن کیا ہے **بیسوین خطا** یہہ کہ جب ثبوت امکان کذب وعید کی

سند گذار کر خوب زور لگایا ہی تو یہہ جاننا چاہئے کہ مومنین کو امید جنت سے بھی سخت مایوس بنایا ہی
کیونکہ جو خلف وعید پر قادر ہی وہ عقلاً خلاف وعدہ پر بھی موافق مسلک جامع براہین کی قادر ہے
تم خود میان جامع براہین امکان نظیر کے بارہ مین لکھتے ہو ان اللہ علی کل شیئ قدیر جب کل شے مین
ایسا عموم مانا کہ خلف وعید کو اوسمین شامل جانا ہی تو خلاف وعدہ کے شمول کو کسطرح انکار کرسکتے
ہو اسکو شامل ماننا بھی ضرور ہوا اور خبر وعید کا خلاف جیسے عقلاً درست ہوا تو خلاف خبر وعدہ کا
کیونکر عقلاً درست نہوگا اور جود وکرم کو علت خلاف خبر وعید قرار دیتے ہو تو خلاف خبر وعدہ مین
بھی ایسی وجہ مانند مصلحت کے نکل سکتی ہی جیسا کہ امام رازی سے اوپر گذر چکا ہی در بارہ رد واحدی کے
اور ایسے ہی کافرین کی وعید مین بھی جود وکرم کو وجہ جواز خلف وعید بناکر خلاف وعید کافرین کا
بھی قائل ہو جانا تم پر لازم ہی اور بھی جود وکرم وجہ خلف وعید مومنین ہی تو عرفاً وعادتاً ہی نہ عقلاً
پس مومنین تو مایوس ہوئے دخول جنت سے اور کافرین کو خوف دوزخ نہ رہا پس تمنے اس عقیدہ
کذب باری کے امکان سے بیخ دین محمدی صلعم کے اوکھاڑنا چاہئے اور جسقدر اخبار ونقص
قرآن مین موجود ہین جب کذب باری ممکن ہوا تو ممکن ہر وقت ممکن ہوتا ہے اسلئے کہ انقلاب
ماہیت مفہومات ثلاثہ ممکن وواجب وممتنع مین محال ہے پس کذب بارے کی تقدیر پر کہا جاسکتا
ہے کہ معاذاللہ جسقدر جزین قرآن مین ہین ممکن ہے کہ جھوٹ ہون کوئی دلیل
اسکے رفع کی بر تقدیر مذکور موجود نہین ہے اور ایسے ہی جب کذب باری ممکن ہوا تو بدکاذب پر
اظہار معجزہ کا جائز ہوگیا اسلئے کہ بدکاذب پر امتناع معجزہ کا تو اسواسطے ممتنع تہا کہ امکان کذب کا
نہ تہا چنانچہ اوپر عبارت حاشیہ باجوری ومسلم الثبوت سے واضح ہوگیا ہے پس ثبوت نبوت
وقرآن کے اخبار کا کچہ اعتبار نہ رہا اس سے بڑہکر اور کونسی بے دینی ہوگی جس سے یہ استحالات لازم
آوین کہ نبوت کا ثبوت بھی نہو سکے اور قرآن کے اخبارات کا کچہہ اعتبار نہ رہے ایسے لوگون کے
ایمان پر ہم افسوس کرتے ہین **اکیسوین خطا** یہہ کہ ہان حق تعالی کو اپنی مخلوق کی مثل
پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا **اقول** کسی مخلوق کے مثل پیدا ہونے
یا نہونے مین کلام نہین سوائے نظیر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سبحان اللہ
جامع براہین کا ادب دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت ختم النبوۃ علیہ الف الف تسلیم وتحیہ کو کن الفاظ
مابہ الامتیاز سے تعبیر کرتا ہے کہ اپنے مخلوق کی مثل الخ واضح ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین فرمایا بنائٔ علیہ اہل سنت وجماعت نے کہا کہ اب کوئی نبی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا نہوگا کیونکہ اگر خدا نبی بعد آپ کے پیدا کریگا تو ظاہر ہے کہ اب وہ خاتم ہو جائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت باقی نرہیگی پس جناب باری کے کلام مین کذب لازم آویگا اور جھوٹ بولنا خدای تعالی کا محال ہی بنائٔ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کا پیدا ہونا بھی محال وممتنع ہی اور طرف مقابل کے ضدی آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے الفاظ لکھتے ہین کہ وہ ہمارے بہائی ہین ہمارے طرحکے بشر ہین ایسے مخلوق ہین جیسے ہم ہین اونکو سخت ناگوار ہے کہ آپ کو بے نظیر کہا جاوے کیونکہ کسی چیز کو بے نظیر کہنا اوسکے کمال وخوبی پر دلیل ہی اگر اونکو ایسا مانا گیا تو پہر بہائی کسطرح بنینگے ایسے لوگ کہدیتے ہین اگر خدا چاہے تو سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئی قدیر اور جب جواب دیجیے کہ آنحضرت صلعم تنہا خاتم النبیٔن مقرر ہوچکی بقولہ تعالے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیٔین اور بدون تعذر معنے حقیقی کے معنے مجازی لینا درست نہین ہین کما تقرر فی مقرہ اور معنے حقیقی خاتم کے یہی ہین کہ سبکے آخر ہووے اور جسکے فرض وقوع سے محال لازم آوے وہ محال ہوتا ہی کما لایخفی علی الماہر پس اگر کسی دوسرے نبی کا وقوع بعد آنحضرت صلعم کے مانا جاوے تو خلاف مقرر لازم آویگا کہ فرض ومقرر یہہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم خاتم ہین اب وہ نبی خاتم ہوجاویگا آنحضرت صلعم خاتم نرہینگے اور انکا خاتم نہونا باطل ہے کہ خلاف مقرر ومفروض کے بھی ہوا اور کلام الٰہی مین کذب بھی لازم آیا جو محال ہے تمام عقلا کے نزدیک بسبب نقص وعیب ہونیکے اور یہہ محال فرض وقوع مثل آنحضرت صلعم سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس مثل آنحضرت صلعم محال ہوا تو ضدی آدمی کہدیتے ہین کہ کذب باری تعالی جو لازم آیا وہ محال نہین ہی بلکہ ممکن ہی پس وقوع دوسرے نبی کا بعد آنحضرت صلعم کے محال نہوا اور کذب کے ممکن ہونیکی دلیل بھی یہی آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر معاذ اللہ معاذ اللہ اور جب اونپر اعتراض پڑتے ہین تو ایک بزرگ کے سند لاتے ہین سبحان اللہ کلام رسول اللہ صلعم تو آپ بلا اسناد صحیح تسلیم نہین فرماتے اور ایک بزرگ کا کلام وہ بھی کیا معلوم اونکا ہے یا کسینے ملا دیا ہی اور اگر اونہی کا ہی تو کس جذبہ و کس حالت مین کہا ہی اوسکی ٹٹی پکڑکے اپنا مطلب بناتے ہین بہرکیف وہ جو چاہین کہین ہم بوجہ ادب جناب باری تعالی کے یہ لفظ نہین کہہ سکتے کہ اگر خدا چاہے تو معاذ اللہ اپنے کلام کو جھوٹا کرکے سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے سب عاقل جانتے ہین کہ اسمین نہ کوئی صفت عالیہ اللہ تعالی کی نکلتی ہی نہ صفت عظمت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائٔ علیہ ہم تو یہی کہینگے کہ خدا ایک بھی نبی اب پیدا نہ کریگا اسکو یہہ صاحب جل جلکر جو چاہین ارشاد فرماوین خواہ یہ اتہام لگاوین کہ اونھون نے خدا کو عاجز سمجھا ہی خواہ یہ بہتان باندہین کہ خدای تعالی کی قدرت کے قائل نہین جو شخص دانا ہوگا وہ ہمارے اعتقاد کو سمجھہ لیگا کہ مراد کیا ہی اور امید قوی ہی کہ سخن فہمان

وقین نظر یہ بھی سمجھہ گئے ہونگے کہ جامع براہین نے اول امکان کذب باری ثابت کیا اوسکے بعد حضرت صلعم کے مثل پیدا کرنیکا مسئلہ کیون لکھا اسکی وہی بنیاد ہی جو بندہ اوپر عرض کرچکا ہی استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللھم صلی علی امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم **پانسیوین خطا** آپ فرماتے ہین جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے **اقول** اللہ رے غفلت اول خود جناب باری تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا خاتم النبیین اسکے معنے یہہ ہین کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہوگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ختم بی رسل انا خاتم النبین کذا فی الصحیحین بعد ازان حضرت امام اعظم کے وقت مین ایک شخص نے دعوی نبوت کیا اوسنے لوگون سے کہا کہ مجھکو مہلت دو مین علامت نبوت تمکو دکھادون حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا کہ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کریگا وہ اوسیوقت کافر ہوجائیگا اسلیئے کہ جو شخص اوس سے معجزہ طلب کرے گا یہہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے ممکن الوقوع سمجھتا ہی حال آنکہ آپ فرما چکے ہین لانبی بعدی یہہ قصہ امام صاحب کا تفسیر روح البیان مین ہے اور عقائد اہل سنت کی پرانی کتاب مین جسکو حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے بھی پڑہا ہی اور قدمائے اہل سنت مین اوسکا درس جاری رہا یعنے کتاب تمہید اوسمین لکھا ہی من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزۃ فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص یعنے جو کوئی دعوی کرے نبوت کا اب وہ کافر ہوجائیگا اور جو کوئی اوس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر ہوجائیگا کیونکہ اوسنے آیت وحدیث مین شک کیا چنانچہ اسی کے موافق صاحب انوار نے اپنی کتاب مظہر الحق جو واسطے تعلیم عقاید ومسائل ضروریہ نماز کے آخر تیرہوین صدی یعنے سنہ ۱۲۸۷ھ مین تالیف کی ہی لکھا ہی

ـــــــہ نبی بعد حضرت نہوگا کوئی + سمجھہ خاتم الانبیا ہین وہی + نہین شرع مین مصطفے کے سوا + کسیکا لقب خاتم الانبیاء + اور اسیطرح صاحب انوار نے اپنی دوسری کتاب مسمّٰے بہ بہار جنت مین لکھا ہی ـــــــہ نبی الیسا بھیجا بشیر ونظیر + ہوا ہے نہو جسکا ہرگز نظیر + اور حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مہر پیغمبران است بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد اور علامہ تورپشتی نے معتمد مین تحریر فرمایا ہی وآنکس کہ گوید بعد ازین نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآن کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافرست این ست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وذریاتہ انتہی وکیف ما قال واصل رَبُّنَا اللّٰهُ لَا عِدْلَ لَهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ كَيْفَ لَا يَنْبَغِي لَهُ × سب صاحب سُن چکے کہ وقت نزول کلام ربانی سے تیرہوین صدی تک عرب وعجم مین سبکا یہی مذہب رہا ہی افسوس ہی کہ جامع براہین اوسکو تیرہوین صدی کے مبتدعین کا عقیدہ بیان فرماتے ہین تو اوسکے نزدیک صاحب انوار سے لیکر اوپر تک سب اہل سنت جنکا اس عقیدہ پر اجماع ہے مبتدع ٹھہرے معاذ اللہ خدا جانے یہ عناد صاحب انوار کا انکو کہان کہان ٹھوکرین کھلائیگا

تیئیسوین خطا آپ فرماتے ہین عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھہرایا **اقول** جو لوگ یہہ بات کہتے ہین کہ دوسرا خاتم ممتنع ہی سبب لزوم خُلف وکذب باری کے کما مرآنفا اور امام صاحب کا قصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ ممتنع ہی ورنہ امر ممکن کے طلب سے کفر کا لزوم کسطرح ہو سکتا ہی اشقیاء ازلیہ مانند ابی جہل کے ایمان نہ لانے کے خدای تعالیٰ نے خبر دی فہم لا یؤمنون فرمایا اور اونکے عدم ایمان کو خدا یتعالیٰ نے جان لیا تہا تاہم امکان ذاتی کے سبب سے اونسے طلب ایمان جائز رہا کفر نہوا اور اشاعرہ تو تکلیف بالمحال کی ہے اسکو دیکہکر قائل ہوگئے پس امکان ہوتا تو یہان بھی طلب معجزہ سے کفر لازم نہ آتا جیساکہ ابی جہل سے ایمان کے طلب مین کفر وفسق لازم نہین آتا ہی پس اس قصہ امام صاحب سے بھی امتناع ہی ثابت ہوتا ہی دوسرے خاتم النبیین یعنے نظیر ومثل آنحضرت صلعم کے ممتنع کہنے والونکے حق مین یہہ ہرگز مستقیم نہین ہی کہ وہ قادر مطلق کے عجز کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف اونہون نے عقیدہ ٹھہرایا ہے اسلئے کہ عجز کا اقرار تو اوسوقت لازم آتا اور خلاف آیت کے توجب ہوتا کہ دوسرے خاتم حقیقی کو ممکن بالامکان الخاص جانکر اور مانکر کہتے کہ تحت قدرت دوسرا خاتم نہین ہے اسواسطے کہ ممکن بالامکان الخاص وظیفہ قدرت وارادہ الٰہی کا ہی اوسکو تحت قدرت نجاننا خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہی اور جب خاتم حقیقی دوسرا اونکے نزدیک ممتنع ومستحیل ہے تو وہ وظیفہ تعلق قدرت کا نہین ہی اونکے نزدیک کیونکہ علماء نے تصریح کی ہی محال تحت قدرت نہین ہی اور واجب بھی تحت قدرت نہین ہے اور واجبات ومستحیلات اوسکے وظیفہ مین سے نہین ہین جو تحت قدرت نہونے سے عجز لازم آوے مقدمہ عقائد سنوسیہ مین ہے بیچ بیان صفات باری تعالیٰ کے وہی القدرة والارادة المتعلقان بجمیع الممکنات والعلم المتعلق بجمیع الواجبات والجائزات والمستحیلات اس سے واضح ہی کہ قدرت وارادہ فقط ممکنات سے ہی متعلق ہوتے ہین اور علم واجب وجائز ومستحیل تمام سے متعلق ہوتا ہے پس ظاہر ہوا کہ واجبات ومستحیلات قدرت وارادہ سے متعلق نہین ہوتے ہین اسکے تحت مین حاشیہ باجوری مین قدرت کی یہہ تعریف لکہی ہی ہی صفة وجودیة قائمة بذاته تعالیٰ یتاتی بہا ایجاد کل ممکن واعدامه اس سے بھی یہہ ظاہر ہے کہ ایجاد واعدام ممکن ہی کا صفت قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور قوله لجمیع ممکنات کے تحت مین حاشیہ باجوری مین لکہا ہے کہ ممکن سے مراد ممکن خاص ہے اور ممکن عام مراد لینا صحیح نہین ہے تاکہ واجبات ومستحیلات داخل نہو جاوین کہ انکے ساتھ یعنے واجبات وممکنات کے قدرت وارادہ متعلق نہین ہوتا ہی اسلئے کہ واجبات ومستحیلات قدرت وارادہ کے وظیفہ مین سے نہین ہین اور اسلئے کہ قدرت واجبات ومستحیلات سے متعلق ہوگی تو یہ فساد لازم آویگا کہ خدای تعالیٰ اپنے ذات کے معدوم کرنے پر اور سلب الوہیت پر بھی قادر ہوگا اور اون مبتدعہ کا قول ساقط ہونا بیان کیا جو کہتے ہین کہ خدا یتعالیٰ اتخذ ولد پر قادر ہے اگر اتخذ ولد یعنے بیٹا بیٹی اپنا

بنا لیے پر خدای تعالیٰ قادر نہوگا تو وہ عاجز ہوگا جس سے واضح ہوتا ہے کہ مستحیل پر قدرت نہیں ہی عبارت حاشیہ مذکورہ
کی یہہ ہے قولہ بجمیع الممکنات ای الامور التی یجوز وجودھا وعدمہا بحیث یستوی الیہا نسبۃ الوجود و
العدم فہی من قبیل الممکن بالامکان الخاص وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرفین ای الطرف الموافق
لما نطقت بہ والطرف المخالف لہ فاذا قلت زید موجود بالامکان الخاص کان المعنی ان الطرف الموافق
لما نطقت بہ وھو ثبوت الوجود لہ لیس بواجب وکذلک الطرف المخالف لما نطقت بہ وھو عدم ثبوتہ لہ
لا من الامکان العام وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرف المخالف فقط فاذا قلت اللہ موجود بالامکان
العام کان المعنی ان الطرف المخالف وھو عدم ثبوت الوجود لہ تعالیٰ لیس بواجب واما الطرف الموافق فہو واجب
ھہنا وانما لم یصح ارادۃ الامکان العام ھہنا لدخول الواجبات فی الممکنات حینئذٍ مع
ان کلاً من القدرۃ والارادۃ لا یتعلق بہا کما لا یتعلق بالمستحیلات ولا یلزم من عدم تعلق
القدرۃ بہما عجز لانہما لیسا من وظیفتہا ولانہا لو تعلقت بہما لزم الفساد اذ یلزم علیہ
تعلقہا باعدام الذات العلیۃ وبسلب الالوھیۃ ونحو ذلک وبہذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر
علی ان یتخذ ولداً اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزا انتہی مختصر القدر الحاجۃ اور حاشیہ ۲۳ مذکورہ میں ہی تحت قول مقدمہ
مذکورہ والعلم المتعلق الخ کہ علم خدای تعالیٰ کا متعلق جائزات و واجبات و مستحیلات سے اسلئے ہی کہ علم صفات تاثیر سے
نہیں ہی بخلاف قدرت وارادہ کے کہ وہ سوائے ممکن کے دوسری چیز سے متعلق نہیں ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ دونوں
یعنے قدرت وارادہ واجبات سے متعلق ہونگے تو یا وجود کا اثر اونہیں کرینگے تو وجود تو اول سے ہی پس تحصیل حاصل
لازم آویگی یا اثر عدم کا کرینگے اور واجب کو معدوم کرینگی تو قلب الحقائق لازم آویگا کہ واجب جو قبول عدم کو نہیں کرتا ہی
ممکن ہو جاویگا جو قابل عدم ہے اور مستحیل سے قدرت وارادہ متعلق ہوویگا تو اگر اثر وجود کریگا اور مستحیل کو موجود کرے گا
تو قلب الحقائق امتناع سے جو قابل وجود نہیں طرف امکان کے ہوگا جو قابل وجود ہی یا مستحیل میں اثر عدم کا ہی کریگا
اور وہ تو اول سے ہی معدوم ہی پس تحصیل حاصل لازم آئی اور یہہ دونوں قلب حقائق و تحصیل حاصل محال ہیں پس
تعلق قدرت وارادہ کا واجبات و ممتنعات سے محال ہوا یہہ مراد حاشیہ کے عبارت کی ہی وہ عبارت یہہ ہی وانما تعلق
بالواجبات والجائزات والمستحیلات لانہ لیس من صفات التاثیر بخلاف القدرۃ والارادۃ ولذلک لم یتعلقا
الا بالممکن اذ لو تعلقتا بالواجبات لا ثرتا فیہا الوجود فیلزم تحصیل الحاصل او العدم فیلزم قلب
الحقائق لان حقیقۃ الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات لا ثرتا فیہا الوجود فیلزم قلب
الحقائق لان حقیقۃ المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل فہو ما قیل فی الواجبات فتامل انتہی اس سے واضح ہوگیا

کہ قدرت خداوندی فقط ممکن سے متعلق ہے اور محال و واجب تحت قدرت خداوندی داخل نہین ہین اسیطرح
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر کی ملحقات صفحہ ۱۶۹ مین فرماتے ہین منہا انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل انتہی پس یہہ بات معلوم ہوئی
کہ محال تحت قدرتیہ الٰہی کی نہین ہے اور محال کے تحت قدرت نہونے سے عجز لازم نہین آتا ہے اسلئے کہ محال وظیفہ
قدرت کے تعلق کا نہین ہے اور اس سے یعنے تعلق قدرت سے فساد لازم آتا ہے کہ اتحاد شریک وزوجہ وولد کا
بھی خدای تعالیٰ کی قدرت مین داخل ہوا جاتا ہے مع انہ باطل تو خاتم دوسرے کو محال کہنے والے لوگ تحت قدرت
خاتم دوسرے کو نہ کہنے سے قائل عجز خدای تعالیٰ کا نہوئے اور آیت ان اللہ علیٰ کل شیئی قدیر کے خلاف بھی عقیدہ
اونکا نہوا ہان جامع براہین نے یہہ ثابت کردیا ہوتا کہ خاتم دوسرے ممکن بھی وہ لوگ مانتے ہین اور باوجود ممکن
ماننے کے پھر تحت قدرت نہین کہتے یا دلیل قطعی سے لازم کردیا ہوتا کہ خاتم دوسرا ممکن ہی تو یہہ اعتراض اونپر پڑتا اور
بدون اسکے یہ اعتراض جامع براہین کا اونپر کرنا جامع براہین کی خوش فہمی ہے اور عبارت ملا علی قاری سے معلوم
ہوا کہ معتزلہ خدای تعالیٰ کو قادر ظلم پر جو محال ہی کہتے ہین اور عبارت حاشیہ یا جوڑی سے ظاہر ہوا کہ بعضے مبتدعہ
خداے تعالیٰ کو اتخاذ ولد پر بھی جو محال ہے قادر کہتے ہین اور نہ قادر ہونے مین عجز خداے تعالیٰ کا تصور کرتے ہین
تو اس سے واضح ہوا کہ مبتدعہ کا اول سے ہی یہہ مذہب ہی کہ خدائے تعالیٰ کو مستحیلات پر بھی قادر مانتے ہین جامع براہین
بھی اوسی بنا پر خاتم حقیقی دوسرے پر جو محال ہی خداے تعالیٰ کو قادر کہتے ہین اگر امکان خاتم حقیقی کا جامع براہین
نے بدلیل قاطع وبرہان ساطع ثابت نہین کیا تو پس اس صورت مین معاملہ بالعکس ہوگیا کہ خاتم دوسرے کو تحت
قدرت داخل نہ کہنے والونکو جامع براہین بدعتی بتاتے تھے یہان انقلاب اس قول کا اونہین پر ہوگیا اور قائلین
امتناع مثل خاتم حقیقی سے بدعت دفع ہوکر اونکے طاعنین پر جا پڑے اور اون سے یہ بہتان دفع ہوگیا کہ خدای
تعالیٰ کو عاجز کہتے ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنکو امام حجۃ الاسلام کہتے ہین وہ فرماتے ہین اس عالم سے
بدیع عالم امکان مین نہین ہے بقاعی نے بنا بر اس مسئلہ کے کہ مستحیل علیہ تعالی العجز عن ممکن ما
یہہ خیال کرکے کہ مثل اس عالم کے اور احسن اس سے بھی ممکن ہے امام غزالی پر یہہ اعتراض کیا کہ احسن اس عالم سے
امکان مین نہ کہنا ممکن سے خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہی جو اوس تعالیٰ کے نسبت محال ہی پس امام غزالی کے قول مین
نسبت عجز کی خدائے تعالیٰ کیطرف ہوئی تو امام غزالی رح کی طرف سے بقاعی کو یہہ جواب دیا گیا کہ امام غزالی کی مراد
یہ ہے کہ اس عالم سے احسن عالم کی ایجاد ممکن نہین ہے اسلئے کہ علم وارادہ خدای تعالےٰ کا اوسکے ایجاد سے متعلق
نہین ہوا اگر مشیت خداوندی پائی جاتی تو احسن اس عالم سے ایجاد ہوتا پس کلام امام غزالی مین وہ چیز موجود نہین

جو متقضی نسبت عجز کی ہووے طرف خدای تعالیٰ کے جیسا گمان و توہم بقاعی نے کیا اور اوس توہم کے موافق امام غزالی
پر اعتراض کیا ہی اور بعض علما سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی اسطرح کہے کہ خدای تعالی کو قدرت نہین ہی کہ مجھکو
اپنی مملکت سے نکال دے ایا اس قول سے کافر ہوتا ہی یا نہین جواب دیا کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلئے کہ خدای تعالیٰ کی
مملکت سے خارج ہونا محال ہی بہ سبب نہونے مملکت کسی دوسرے کے کہ اوسکی طرف خدای تعالیٰ اوسکو نکال دے
اور قدرت متعلق مستحیل سے نہین ہوتی ہی پس اس قول مین نقصان نہین ہی جسطرح اس مین نقصان نہین ہی کہ کوئی
کہے کہ خدای تعالیٰ کو قدرت اپنی زوجہ و اولاد پر نہین ہی یہہ تمام حاشیہ باجوڑی مین موجود ہی الفاظ اوسکے یہہ ہین
اعترض البقاعی علی الغزالی فی قوله لیس فی الامکان ابدع مما کان بان فیه شبهة العجز الیه تعالی لکن اجیب
عنه بان المراد انه لایمکن ان یوجد ابدع من العالم لعدم تعلق علم الله وارادته بایجاده ولو شاء الله لاوجد ابدع
منه فلیس فی کلامه ما یقتضی نسبة العجز الیه تعالی کما توهم البقاعی فاعترض علیه وسئل بعضهم عمن قال
لایقدر الله ان یخرجنی من مملکته هل یکفر اولا فاجاب بانه لایکفر لان خروجه من مملکته
تعالی مستحیل لعدم امکان وجود مملکة لغیره یخرجه الیها والقدرة لاتتعلق بالمستحیل فلا ضیر فی ذلك کما
لا ضیر فی ان یقال لایقدر الله علی ان یتخذ ولدا او زوجة او نحو ذلك انتہی امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کی طرف سے جو جواب
بقاعی کو دیا گیا ہی اوس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جو چیز خدای تعالیٰ کے علم و ارادہ مین نہین وہ ممکن نہین ہی پس اسیطرح نظیر
خاتم النبیین صلعم جب علم و ارادہ الہی مین نہین ہی تو ممکن نہین اور اس عبارت سے بھی واضح و لایح ہی کہ مستحیل پر خدای
تعالی کو قادر نجاننے سے نسبت عجز کی اوسکی طرف نہین ہوتی ہے اور اسمین کوئی خرابی نہین ہی پس اسی طرح بر تقدیر
محال ہونے نظیر آنحضرت صلعم کوئی کہے کہ خدای تعالی نظیر مذکور پر قادر نہین اسلئے کہ وہ محال ہی تو اسمین نسبت عجز کی
طرف خدای تعالی کے نہوئی اور قدیر کے یہ معنے نہین کہ محال و واجبات پر بھی قدرت والا ہی تاکہ محال پر قادر و قدیر
نہ کہنے سے عقیدہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے خلاف ہو جاوے اب بھی معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین شی سے
کیا مراد ہی اور شی کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا معنے ہین اس آیت مین اور معتزلہ کے نزدیک کیا ہین
قاضی بیضاوی فرماتے ہین اسی آیت کے تحت مین پارہ اول مین کہ شیئ خاص ہی موجود کے ساتھ اسلئے کہ اصل
مین یہہ مصدر شاء کا ہے کبھی اسم فاعل یعنے شاءٍ کے معنے مین مستعمل ہوتا ہے اس وقت شامل خدای تعالیٰ کو بھی
ہو جاتا ہی اس آیت مین قل ای شیئ اکبر شهادة قل الله یہی معنے مراد ہین یعنے اسم فاعل کی اور اسم مفعول
یعنے مشیئ کے معنے مین بولا جاتا ہی یعنے چاہا گیا و ارادہ کیا گیا وجود اوس کا اور وہ چیز کہ خدای تعالیٰ نے اوسکے
وجود کو چاہا ہووے اور اوسکے وجود کا ارادہ کیا ہووے پس وہ موجود فی الجملہ یعنے فی الحال او المآل ہے آیت

ان اللہ علی کل شیئی قدیر و اللہ خالق کل شیئی مین یہی مراد ہی پس جب یہہ معنے شی کے ہوئے ان دونون آیت مین کہ اوسکی وجود کو خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور وہ موجود فی الجملہ یعنے حال مین یا استقبال مین ہے تو آیت فقط ممکن کو ہی شامل ہے واجب و ممتنع کو شامل نہین اور یہہ اپنے عموم پر ہے تخصیص واجب و ممتنع کی اسمین حاجت نہین ہے یہہ معنے شی کے اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہوئی اور معتزلہ کہتے ہین شی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا موجود ہونا صحیح ہووے اس قول معتزلہ کے موافق شی تو واجب و ممکن کو شامل ہی ممتنع کو شامل نہین یا اوسکو شی کہتے ہین کہ صحیح ہووے کہ جانی جاوے اور اوس سے خبر دیجاوے اس تقدیر پر ممتنع کو بھی شی شامل ہے یہہ دونون معنے شی کے معتزلہ کے نزدیک ایسے ہین کہ اہل سنت وجماعت کے معنے سے عام ہین اگر ان دونون آیت مین عام مراد ہووے تو لازم آتا ہی کہ خدای تعالی واجب و ممتنع پر بھی قادر ہووے اور اونکا بھی خالق ہووے اور حال آنکہ واجب و ممتنع پر قدرت نہین ہے اور یہہ دونون مخلوق نہین ہین بناءً علیہ معتزلہ پر لازم آیا مخصوص کرنا ان دونون آیت کا ساتھ ممکن کے بہ دلیل عقل یہہ مطلب مع بعض تفصیل کی عبارت قاضی بیضاوی کا ہی عبارت اون کی یہ ہی والشیٔ یختص بالموجود لانہ فی الاصل مصدر شاء اطلق بمعنی شاءٍ تارۃً وح یتناول الباری تعالی کما قال تعالی قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل اللہ وبمعنی مشیٔ اخری ای مشییٔ وجودہ وما شاء اللہ وجودہ فھو موجود فی الجملۃ وعلیہ قولہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر واللہ خالق کل شیٔ فہما علی عمومہما بلا مثنویۃ وللمعتزلۃ لما قالوا الشیٔ ما یصح ان یوجد وھو یعم الواجب و الممکن او ما یصح ان یعلم و یخبر عنہ فیعم الممتنع ایضًا لزمھم التخصیص بالممکن فی الموضعین بدلیل العقل انتہی اور ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر مین تحت قول فقہ اکبر و ہو شیئی لا کالاشیاء کے تحت مین لکھتے ہین ثم اعلم ان الشیٔ فی اصلہ مصدر وقد یستعمل بمعنی المفعول کما فی قولہ تعالی واللہ علی کل شیٔ قدیر وھذا المعنی لا یجوز اطلاقہ علی اللہ تعالی وبمعنی الفاعل کقولہ تعالی سبحانہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل اللہ شہید بینی وبینکم وح یجوز اطلاقہ علیہ سبحانہ وقد یراد بہ مطلق الموجود الا انہ فرق بین المعبود الموصوف بانہ واجب الوجود وبین ممکن الوجود الذی یستوی وجودہ وعدمہ فی مقام المقصود فبھذا الاعتبار اطلاق لفظ الشیٔ علیہ سبحانہ احق من اطلاقہ علی غیرہ انتہی ان دونون عبارتون سے واضح ہی کہ آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر مین شی سے مراد اسم مفعول ہے جو موجود فی الحال یا آیندہ کو ہووے اور وہ چیز ہی جسکے وجود کو خدائے تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور اوسپر مشیت خداوندی واقع ہوئی ہووے پس اس سے معلوم ہوا کہ جسکے وجود کا خدای تعالے نے ارادہ نہین کیا ہی اور اوسپر مشیت ایزدی واقع نہین ہوئی ہے

خلاف المعتزلۃ ۱۲ | ای مرادہ ہو بمعنی اسم مفعول ۱۲ | فی الحال او المال ۱۲ | ای بلا استثناء الواجب والممتنع ۱۲ | یعنی نا

تو وہ ایسے شیئی نہین کہ جو تحت قدرت خدای تعالیٰ کی ہے اور خاتم دوسرے کے وجود پر مشیت خداوندی اور
ارادہ خداوندی کا واقع ہونا جامع براہین نے کسی دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین کیا ہی پس اوسکا شیئی ہونا
ثابت نہوا پس جبتک نظیر خاتم النبیین کا شی ہونا بالمعنے المذکور ثابت نہوگا اوسپر قدرت خداوندی واقع
ہونیکا دعویٰ کرنا اور اپنی خصوم کے مقابلہ مین آیت مذکورہ کو پیش کرنا اور اونکو مخالف آیت مذکورہ کے ٹھہرانا
سراسر بے انصافی و خوش فہمی جامع براہین کی ہی اور مشیت و ارادہ کے معنے اوس طلب کے ہین کہ جسمین
اختیار مکلف کا متعلق نہووے اور مشیت و ارادہ کو وجود مطلوب کا لازم ہی اگر باوجود مشیت و ارادہ
کے مطلوب موجود نہووے تو عجز خدای تعالیٰ کا لازم آویگا اور وہ منزہ ہے عجز سے شرح فقہ اکبر مین
تحت لفظ والارادۃ کی موجود ہے فان قیل ان اللہ تعالیٰ طلب الایمان من فرعون وابی جھل و
اشالھما بالامر ولم یوجد منہم الایمان فلو کان الارادۃ والمشیۃ واحدۃ کما زعمتم لوجد ذلک لان
المشیۃ ھی الایجاد قلنا الطلب من اللہ تعالیٰ علی نوعین طلب من المکلف علی وجہ الاختیار وھو المسمی
بالامر ولا یلزم منہ الوجود لتعلقہ باختیار المکلف وطلب لا تعلق لہ باختیار المکلف وھو المسمی بالمشیۃ والارادۃ
والوجود من لوازمہما اذ لو لم یکن یلزم العجز وھو سبحانہ تعالیٰ منزہ عنہ بخلاف العباد انتہی پس جب مشیت جس چیز پر
واقع ہووے اور جس کا ارادہ خداے تعالیٰ نے کیا ہووے تو وجود اوسکا کسی نہ کسی وقت
مین جو خداے تعالیٰ کے نزدیک معین ہی لازم و ضرور ہوا ور شی جو مراد ان اللہ علی کل شیئی قدیر مین ہی
وہ وہی ہے جسپر مشیت خدای تعالیٰ واقع ہوچکی ہووے تو اس آیت مین شی سے وہی چیز ہوی جس کا
وجود و قوع لازم و ضرور ہووے کسی وقت مین جو خداے تعالیٰ کے نزدیک معین ہی اور جامع براہین
نے جو آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر پیش کی اور عقیدہ اسکے خلاف ٹھہرانا قائل امتناع نظیر خاتم النبیین کا
لکھا ہے تو اس سے واضح ہی کہ جامع براہین خاتم النبیین کی نظیر کو بھی شی مین داخل جانتے ہین وہی شی ہی
جو اس آیت مین مراد ہے جبکا حال ابھی معلوم ہوا کہ بسبب مشیت و ارادہ کے اوسکا وقوع و وجود لازم
ہے اور ضرور پس اس سے یہہ لازم آیا کہ ہان حضرت یعنے جامع براہین کے نزدیک وقوع و وجود نظیر
خاتم النبیین لازم ہے اس زمانہ مین وقوع و وجود یا اس سے پہلے نہوا تو آیندہ ہونا انکے نزدیک ضرور ہوا
اور وقوع اسکا وقوع کذب باری تعالیٰ کو مستلزم ہی بالبداہت پس یہ لازم آیا جامع براہین پر کہ
وقوع کذب باری تعالے کا قائل ہے اگر جامع براہین یا اور کوئی چیلہ چانٹا یہہ کہے کہ نظیر خاتم النبیین
ممکن ہے لکن وقوع و وجود اوسکا نہوگا تو اب ھی معلوم ہوچکا ہے کہ وہ شی جو آیت ان اللہ علی کل

شی مین
عر
۸

کل شی مین مراد ہے اوسکا وقوع ووجود لازم ہے بسبب وقوع مشیت وارادہ کے اوسپر اور باوجود داخل ہونے کے تحت مشیت وارادہ کے وجود اوسکا نہوگا تو عجز باری تعالی لازم آویگا پس واقع وموجود نہونے نظیر خاتم النبیین کی سے عجز باری تعالی لازم آویگا اب جامع براہین نے اس تقدیر پر نسبت عجز کی طرف باری تعالی کے اور خلاف ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے اپنا عقیدہ ٹھرانا اور اگر آیت مین جو شی مذکور ہے اوسکے یہہ معنے جامع براہین مراد نہ لیوی کہ جسپر مشیت واقع ہوئی ہووے اور اوسکا وجود لازم ہووے تو دوسرے معنے عام لینا اس سے معتزلہ کا ساتھی ہونا بھی ہوتا ہے اور پہر بھی مطلب حاصل نہین ہے کیونکہ واجب وممتنع کو خاصکر کرنا پڑیگا اور پہر ممکن ہو مراد ہونا تسلیم کرنا پڑیگا ورنہ واجبات ومستحیلات سے قدرت کا متعلق ہونا لازم آویگا اور اوسکا بطلان بسبب لزوم تحصیل حاصل وقلب حقائق اوپر معلوم ہوچکا ہے اگر کہو کہ ممتنع بالغیر بسبب امکان ذاتی کے داخل ہے تحت قدرت تو ہم کہتے ہین ممتنع بالغیر بھی تحت قدرت داخل نہین ہے ہان کوئی نئی معنے دوسری تفسیر بالرای کرکے جامع براہین صاحب گھڑین اور اہل سنت وجماعت ومعتزلہ سبکے خلاف دوسری معنے مراد لیوین جیسے تیرہوین صدی کے بعض لوگون نے خاتم النبیین کے ایسے معنے گھڑے تھے کہ اوسپر یہہ امر متفرع کیا تہا کہ لاکھون انبیا اس طبقہ زمین یا اور طبقہ زمین پر پیدا ہووین تو منافی خاتمیت نہوگا اور آنحضرت صلعم کو متصف بوصف نبوت بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بالعرض بواسطہ فی العروض لکھا تہا جس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیا کی طرف نسبت نبوت مجازا ہو نہ حقیقۃً اور سلب نبوت دوسرے انبیاء علیہم السلام سے درست ہو باعتبار حقیقت کے اسلئے کہ جو چیز مجازا منسوب ہوتی ہے اوسکا سلب باعتبار حقیقت درست ہوتا ہے چنانچہ زید کو مجازاً اسد وشیر کہدینا درست ہے اور باعتبار حقیقت کے سلب بھی اسد وشیر کا زید سے جائز ہے باین طور کہ کہین زید اسد وشیر نہین ہے پس ایسے ہی جب مجازا نسبت نبوت کے جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کیطرف ہوئی اور باعتبار مجاز کے یہہ کہنا درست ہوا کہ مثلاً موسی علیہ السلام نبی ہین باعتبار حقیقت کے سلب نبوت کرنا اور یہ کہنا بھی درست ہوجاویگا کہ موسی علیہ السلام نبی نہین ہین اس قول کے کفر ہونے مین کیا کلام ہے ایسے حالات ان لوگون سے ظاہر ہوتے ہین خدای تعالے مسلمانون کو ایسے حالات سے اپنے حفظ و امان مین رکھے اللہم آمین ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین قبیل قول فقہ اکبر یعلم اللہ تعالی المعدوم فی حال عدمہ معدوما الخ صفحہ ۴۵ مین فرماتے ہین وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی واللہ علی کل شیٔ قدیر بما شاء لیخرج ذاتہ وصفاتہ وما لم یشأ من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیٔ تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا فلا یقال ھو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم کذبہ ولا یقال غیر قادر علیہ تعظیما مما لدیہ انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ خدای تعالی کی ذات وصفات

اور وہ چیز مخلوق ہین سے جسکو خدای تعالی نے نہین چاہا ہی اور وہ جسکا وقوع کائنات ہین محال ہے سب اس آیت ہین داخل نہین ہین اور جس سے مشیت متعلق نہین اوس سے قدرت بھی متعلق نہین ہے اور دو محال جسکا وقوع نہوگا اوسپر خدای تعالی قادر ہے نہ کہا جاوے بسبب عدم وقوع اور لزوم کذب کے پس واضح ہوا کہ جو تحت مشیت نہین اوسپر قدرت نہین اگرچہ مخلوقات سے ہووے پس قائلین امتناع کو مخالف آیت بتانا کسیطرح صحیح نہین ہے اور مخالف بتانا ثمرہ اسکا ہی کہ جامع براہین کو آیت کے معنے معلوم نہین ہین **چوبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اسپر مولف کو افسوس و عبرت نہوئی **اقول** جامع براہین پر واجب ولازم ہے کہ ثبوت اسکا کتب مؤلف صاحب انوار سے ظاہر کرے کہ کہان اور کب عجز قادر مطلق جل جلالہ کا اونہونے اقرار کیا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا عقیدہ یہہ ہی کہ قدرت کو صفات ذاتیہ جناب باری ہین شمار کرتے ہین اور عجز ثابت کرنے والے کو کافر کہتے ہین کما مر من الفتاوی العالمگیریۃ اون کے کتب کا مطالعہ کرو ایک شعر صاحب انوار کا یہہ ہے **ع** ارادہ ہے پورا تیرا اے خبیر + کہ ہی تو علی کل شیئی قدیر اور مثل خاتم النبیین کے تحت قدرت نہ ماننے سے عجز لازم نہ آنا ابھی بخوبی معلوم ہوگیا اسمین عجز بتانا بیعلمی جامع براہین کی ہی **پچیسوین خطا** آپ فرماتے ہین پس ماجرا قابل دید ہی کہ تمام امت کے خلاف حق تعالی کے عجز پر عقیدہ ٹھرانا تو مولف کے پیشوایان کا دین ہے اوسپر افسوس نہین کرتا **اقول** صاحب انوار کے پیشواؤنکو جو صفحہ ۲ براہین قاطعہ ہین شمار کیا ہے وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے پیشوا ہین اور صفحہ ۱۵ ہین جنکو صاحب انوار کا مرشد بیان کیا ہی وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے مرشد ہین پس پیشوا دونون کے ایک ہی ہین علم ظاہر و باطن ہین پھر پیشواؤنکو ان الفاظ سے یاد فرمانا اور منجملہ ان پیشواؤنکے ایک مولوی شیخ محمد صاحب فقیہ مرحوم تھانوی بھی ہین چنانچہ اوپر ذکر اونکا بالتفصیل ہوچکا ہے اونہون نے رسالہ قسطاس ہین اس مسئلہ کو خوب تحقیق کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہرگز پیدا نہوگا اور تیرہوین صدی کے آخر علما مثل مولوی امیر احمد وغیرہ نے جو چھہ خاتم النبیین حضرت صلعم کے نظیر بناکر کھڑے کر دیے تھے اوس عقیدہ فاسدہ کو جناب مولوی صاحب مرحوم نے خوب بیخ و بن سے اوکھاڑ دیا ہی اور حق سبحانہ کی شان ہین لکھا ہی صفحہ ۲ ہین کہ خدای تعالی صادق الوعد ہے نہ کہ مخلف الوعد بموجب قولہ تعالی ان اللہ لا یخلف المیعاد وکریمہ لن یخلف اللہ وعدہ رسالہ اب دونون پیر و مرید جامع براہین کو چاہیے کہ اوس رسالہ قسطاس سے اپنی آنکھہ روشن کرین کیونکہ مولف اوس رسالہ کے خود مولوی رشید احمد صاحب کے اوستاد ہین وکفی بہ حجۃ **چھبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے **اقول** اوپر تحقیق ہوچکا کہ خلف وعید کے معنے عند الاشاعرہ یہ ہین کہ وہ یغفر ما دون ذلک کا ظہور ہے خدا ے تعالی کو خود معلوم تھا کہ ہم فلان فلان

شخص کے گناہون کو بخشین گے پس جس مقام پر خدای تعالے نے گناہونکی سزا کا ذکر فرمایا ہی وہ لوگ علم الٰہی مین اوس
سزا سے مستثنی ہین پس معنے وعید کے اوس مقام پر فی الحقیقۃ یہہ ہین کہ اس گناہ کی یہ سزا ہی جسکو ہم سزا دینا
چاہینگے اس صورت مین جس جس مسلمان فاسق کو اللہ سزا دینا نچاہیگا اور معاف فرمائیگا تو وہ خود قانون
آیت مذکورہ یعنی یغفر ما دون ذلک لمن یشاء مین داخل ہین اور وعید سے خارج گویا اونکے حق مین یہ فرما
دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے جب یہہ گویا فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے اور پہر نہ دیا تو یہہ کذب کہان ہوا کذب تو جب
ہوتا کہ جن لوگون مخصوص کو قیامت مین سزا نہ دیگا خدای تعالی نے اونہین مخصوص کے حق مین یہ فرما دیا ہوتا
کہ انکو سزا دینگے اور پہر نہ دینا اور اسکا ثبوت نہین ہوا تو کذب چہ معنے دارد کذب کے معنے ہین خبر دینا خلاف
واقع کے بیان یہ تعریف کہان صادق آتی ہی تفسیر ابی سعود مین تحت آیت ومن یقتل مومنا متعمدا کی ہے
وقد روی عن ابن عباس جواز المغفرۃ بلا توبۃ ایضا حیث قال فی قولہ تعالی فجزاءہ جہنم الآیۃ ھی
جزاءہ فان شاء غفر لہ وروی مرفوعا عن النبی صلعم انہ قال ھو جزاءہ ان جازاہ بہ قال عول بن عبد اللہ و
بکر بن عبد اللہ وابو صالح قالوا قد یقول الانسان لمن یزجرہ عن امران فعلتہ فجزاءک القتل والضرب
ثم ان لم یجازہ بذلک لم یکن ذلک منہ کذبا قال الواحدی والاصل فی ذلک ان اللہ عز وجل
یجوز ان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد بھذا وردت السنۃ عن رسول اللہ صلعم فی
حدیث انس رض اللہ علیہ السلام قال من وعدہ اللہ علی عملہ ثوابا فھو منجز لہ ومن اوعدہ
علی عملہ فھو بالخیار والتحقیق انہ لا ضرورۃ الی تفریع ما نحن فیہ علی الاصل المذکور
لانہ اخبار منہ تعالی بان جزاءہ ذلک لا بانہ یجزیہ بذلک کیف لا وقد قال اللہ تعالی
جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ولو کان ھذا اخبارا بانہ تعالی یجزی کل سیئۃ بمثلہا لعارضہ قولہ تعالی ویعفو عن کثیر انتہی
اس عبارت سے واضح ہی کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وعید جزا ہے چاہے تو بخش دے اور حضرت صلعم نے
فرمایا اگر جزا دیوے تو جزا ہے یعنے وعید کا جزا ہونا موقوف جزا دینے پر ہے اور عول بن عبد اللہ وبکر بن عبد اللہ
وابو صالح کا قول ہے کہ کوئی شخص کسیکو کسی امر سے زجر کے واسطے کہے اگر تو یہہ فعل کریگا تو تیری جزا
قتل وضرب ہی اوس مزجور سے وہ فعل صادر ہووے اور اوسکو جزا نہ دے تو یہ جزا نہ دینا اوسکا جہوٹ وکذب
نہین ہے اور واحدی نے انسؓ کی حدیث نقل کی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ خدای تعالی نے جو ثواب
دینے کا وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کریگا اور وعید وسزا مین خیار خدائے تعالے کا ہے اور تحقیق یہہ ہی کہ وعید مین
اخبار اس امر کی ہے کہ فعل کی یہہ جزا ہے اور اخبار اس امر کی وعید مین نہین ہین کہ یہ جزا خدائے تعالی دیویگا

اوس شخص کو خود خدائے تعالی فرماتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها یعنے جزاء سیئہ کی سیئہ ہی اس سے واضح ہی کہ فقط
اخبار اس امر کی ہے کہ وعید فعل کی جزا ہے نہ یہہ کہ اوسکو خدای تعالے دیویگا بھی یہ جزاء اگر اس آیت مین مثلاً
اخبار یعنے خبر دینا اس امر کا ہوتا کہ خدائے تعالی جزا دیگا ہر سیئہ گناہ کے مثل اوسکے باین طور کہ کوئی گناہ اور کسی
گنہگار کو بغیر سزا دینے کے نچھوڑیگا تو اس آیت کے معارض و مناقض ہوتی یہ آیت یعفو عن کثیر جس سے واضح
ہے کہ بہت گناہ اور بہت گنہگار سے عفو بھی کر دیگا لان نقیض الموجبة الکلیه سالبة جزئیة اور معارضہ و مناقضہ کلام
آلہی مین باطل ہے پس یہ اخبار کہ ہر سیئہ و گناہ کی خدای تعالے جزا دیگا باطل ہے پس جب ہر گناہ پر سزا دینا
ثابت نہوا تو بعض گناہ اور بعض لوگونکو سزا ندینے سے کذب کے لازم آنے یا اسپر متفرع ہونیکے کیا معنے ہین پس
ہرگز کذب خلف وعید کی فرع نہین کوئی شخص کہے کہ فلان فعل میرے ارادہ و مشیت پر ہے تو اوسکے یہہ مراد ظاہر ہے
کہ چاہون کرون چاہون نہ کرون تو وہ شخص وہ فعل کریگا تب بھی اوسکو کاذب اہل عقل و عرف نہین کہین گے
اور نہ کریگا تب بھی نہ کہینگے ویسے ہی اگر کہے کہ میرے اختیار مین اس فعل کا کرنا یا نہ کرنا ہے تب بھی کسی طرح
اوسکو کاذب کرنے نہ کرنیمین نہین کہ سکتے ہین ایسے ہی اگر کہے کہ فلان کام میرے کرنے پر موقوف ہے
تب بھی کرنے نہ کرنے کی دو حالت مین وہ کاذب نہین یہ مطلب بالتفصیل اس عبارت کا ہوا پس خلف وعید کی
فرع کذب کا ممکن ہونا حق جناب باری مین جو جامع براہین نے بیان کیا ہے خلاف عقل و نقل کے ہی افسوس ہی کہ جامع براہین
امکان کذب باری تعالی کو فرع کذب فرماتے ہین یا اولی الالباب ان هذا الشی عجاب یہہ بات
بھی ارباب عقول خیال فرماوین کہ اشاعرہ جسکو خلف وعید کہتے اور اوسکا جواز مانتے ہین تو وہ جواز و وقوعی مانتے ہین
باین طور کہ بعض عصاة کو عذاب خدائے تعالی نہ دیگا اور یہہ ندینا قیامت کے روز واقع ہوگا اشاعرہ یا دوسرے اہل سنت
یہ نہین فرماتے کہ یہہ مغفرت مؤمنین عصاة سے فقط عقلاً جائز ہی اور وقوع اسکا نہوگا بلکہ وقوع اس مغفرت کے قائل ہین
اور بدون عذاب دینے کے بعض گنہگارونکو بخشش دینا صراحةً احادیث سے ثابت ہے اور مغفرت بعض عصاة جسکو
اشاعرہ خلف کہکر تعبیر کرتے ہین اوسکا واقع ہونا مسلم الثبوت ہے پس امکان کذب باری کو جامع براہین صاحب
فرع خلف کی فرماتے ہین تو ضرور کذب باری کا وقوع ہونا جامع براہین کے قول سے ثابت ہی اسلئے کہ کذب کو فرع
خلف وعید قرار دینا و وقوع و ظہور و ثبوت کذب کا جناب باری مین مان لینا ہی کیونکہ جب کذب فرع خلف وعید بزعم
جامع براہین ہوا تو خلف وعید اصل ہوا اور حکم اصل کا یہان یہ ہے کہ وقوع اوسکا ہوگا تو یہی حکم فرع کا ہونا ضرور ہے
ورنہ فرع ہونیکے کیا معنے ہین پس صفت و وقوع کذب کا جناب باری مین ہونا قول جامع براہین سے ثابت ہے
انا لله وانا الیه راجعون **ستائیسوین خطا** آپ جو فرماتے ہین جو قدما مین مختلف فیہ ہو چکا ہی

اوسپر طعن کرتا ہے **اقول** تحقیق گذر چکی ہے کہ اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اختلاف مسئلہ خلف وعید مین
نہین بلکہ خلاف ہی اور مسئلہ کذب باری مین ان سبکا اجماع ہے کہ وہ جناب باری کی ذات مقدس منزہ مین محال ہے
اور علاوہ انکے باجماع جمیع اہل ملل ونحل وعقل بطلان اور عدم امکان اسکا ثابت ہے پس صاحب انوار کا طعن
انر امکان کذب باری پر ہے نہ خلف وعید پر انوار ساطعہ کی عبارت پڑہکر دیکھو جب صریح عبارت کو بگاڑ کر اولٹے معنے
اپنی طرف سے نکالنے لگین اور جھوٹا بہتان باندہین ایسے عناد اور بغض سے اللہ سبحانہ پناہ دے **اٹھائیسوین**
خطا آپ فرماتے ہین اسکے حال علم وفہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکھے **اقول اولاً** یہ کہ امتحان
کسی استعداد مخفی کا ہوا کرتا ہی کہ ایک کمال کے جوہر شناس قرائن سے معلوم کیا کرتے ہین کہ فلان امر کی استعداد فلان
شخص مین اس درجہ کی ہے یہان امتحان کی کیا حاجت ہی بقول مشہور **ع** ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ سب صاحب
جانتے ہین کہ صاحب انوار اثبات صدق جناب باری مین کوشش کر رہے ہین اور جامع براہین امکان کذب کے طرفدار
ہین اور سچون کی وہ شان ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سچون کے ساتھ رہو کونوا مع الصادقین اور
جھوٹون کی جو صفت ہی وہ سبکو معلوم ہے ہین کیا کھون **ثانیاً** یہہ کہ حسب درخواست جامع براہین ہم امتحان لیتے
ہین اور ترازوی عدل مین طرفین کا کلام تولتے ہین صاحب انوار نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی ایسا سچا ہی کہ کوئی اسکے
برابر سچا نہین اس معنے مین کلام الٰہی پڑہ دیا کہ خود حق سبحانہ فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اور جامع براہین نے
اسپر یہہ کہا کہ اللہ تعالے کے کذب ممکن ہونے مین قدیم سے اختلاف ہی اوسپر دو دلیلین گذارین ایک ظاہر طور پر یعنے
قول اشاعرہ سوا اوسمین خلف وعید کا ذکر ہے امکان کذب کا پتا نہین اور یہہ قول اشاعرہ کا کذب باری پر کسی
دلالت دلالات ثلاثہ مطابقت وتضمن والتزام مین سے دال نہین ہی بلکہ اونکا کذب سے تحاشی کرنا اوپر معلوم ہو چکا
ہے اور باتفاق جمیع عقلاء اہل اسلام وغیر اہل اسلام وادلہ عقلیہ قطعیہ کے کذب کا محال ہونا واضح ہو چکا ہی دوسری دلیل
خفی طور پر گذاری یعنے رسول اللہ صلعم کا مثل ممکن الوقوع ہونیکے لئے لکھا ان اللہ علی کل شیئی قدیر اپنے نزدیک دونون
امکان اسمین ثابت کر دیے امکان نظیر حضرت صلعم وامکان کذب باری تعالے وتقدس شانہ یہ سمجھکر کے کہ کذب
باری تعالی ونظیر آنحضرت صلعم بھی شئی ہین ان آیت کے تحت مین داخل ہین اور حال آنکہ یہہ غلط ہے اس لئے کہ
اوپر بخوبی معلوم ہو چکا ہی کہ اس آیت مین شیئی سے مراد وہ چیز ہے جسکے وجود کو خدای تعالے نے چاہا ہووے اور
اوسپر اوسکا ارادہ واقع ہوا ہووے کہ وہ فی الجملہ موجود ہے حال مین یا استقبال مین بلکہ اس بناء پر کہ مشیت ارادہ
جسکا خدای تعالے کرے تو اوسکو وجود و وقوع لازم ہے ورنہ عجز باری تعالی لازم آویگا چنانچہ شرح فقہ اکبر سے گذر
چکا ہے کہ اوس چیز کا وقوع و وجود ضرور ہے اور کذب باری ونظیر کا حال یا مآل مین پایا جانا اور یہہ کہ اونکا وجود لازم ہے

بدیہی البطلان ہے نزدیک اہل علم وفہم کی اسلیئے کہ کذب باری نقص ہی وہ بنسبت خدای تعالی کے مستحیل ہے اور مستحیل تحت
قدرت نہین ہے ورنہ تحصیل حاصل یا انقلاب حقائق لازم آویگا اور وقوع نظیر خاتم النبیین سے بھی وقوع کذب لازم آویگا
اور اسکا محال ہونا اب بھی معلوم ہوا اور اسکے استحالہ پر اتفاق کل عقلا کا معلوم ہوچکا ہے پس کذب باری ونظیر خاتم النبیین صلعم
بسبب عدم مفعولیت مشیت وارادہ کے شیی جو مراد اس آیت مین ہے نہوئی اور تحت قدرت ہونا اون کا ظاہر نہوا اور امکان
دونون کا بھی اس آیت سے یا دوسری دلیل سے ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے ہان جامع براہین تفسیر بالرای کے طور پر تمام
اہل عقل ونقل کے خلاف ہو کر شی سے مراد عام بدون تخصیص بالممکن کی رکھتا ہے تو واجب وممتنع دونون کو ممکن وتحت قدرت
الٰہی اس آیت کی جہت سے مانکر خدای تعالے کو اپنی ذات کے اہلاک پر اور سلب الوہیت پر واپنے شریک پر وظلم پر اور اتخاذ ولد
وزوجہ وجماع وکھانا وپینا وتمام حوادثات وعیوب پر قادر جانے پھر تو معاذ اللہ خدا خدا ھی کا ہیکو ہوا
جامع براہین کا بھائی ہوگیا اور بشر بن گیا ایسے صورت مین پھر ایمان خدا پر کہان ہوا نظر برین وجوہ لکھا جاتا ہی کہ قول
جامع براہین بالکل غلط اور دعوی وقول صاحب انوار نہایت صحیح ہے بیجئے آپ نے امتحان کرایا تو آپکے فہم وعلم
کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ کیسی اوسمین دناءت وقباحت ہی اور صاحب الانوار کا دعوی اور منور وروشن ہوا کہ کس درجہ کا
صاف وپاک ومتجلی ومنجلی ہے **اونتیسوین خطا** اس عبارت براہین سے عوام کیلیئے دو عقیدہ فاسدہ
ایسے پیدا ہوتے ہین کہ نعوذ باللہ منہما ایک دروغ گوئی جناب باری تعالے وتقدس کا ممکن ہونا اسلیئے کہ آپ فرماتے
ہین کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ شروع اجرائے دین سے معاذ اللہ یہہ عقیدہ نکلا ہی پھر آپ کا یہ فرمانا
کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک اختلاف قائم ہی یعنے جو اختلاف اب ہو رہا
ہے یہہ جدید نہین ہے بلکہ قدیم سے ابتک جاری ہی پھر آپ نے عبارت لکھی رد محتار کے اور لکھدیا کہ کتب دینیہ جو
اسکے سوا اور ہین اونمین بھی یہی ہی اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کتب دینیہ اس سے بھری ہوئی ہین معاذ اللہ
پھر آپ نے اس عقیدہ پر طعن کرنے سے سخت منع کیا اور ظاہر ہے کہ عقیدہ ناصواب پر طعن کرنیکو کوئی منع نہین کیا
کرتا ہے بناء علیہ عوام اس عقیدہ کو ناصواب نہین بلکہ صواب غیر مطعون جانینگے کیونکہ بقول جامع براہین قدیم سے
ابتک یہ عقیدہ اہل اسلام مین موجود ہے اور سب کتابین اوس سے بھری ہوئے ہین اور اوسپر طعن کرنا ناجائز ہے
دوسرا عقیدہ فاسدہ کلام جامع براہین سے یہ پیدا ہوتا ہی کہ اگر اب کوئی نبی پیدا ہو جاوے تو ممکن ہے وجہ اوسکی
یہہ کہ خدا کا قادر نہونا اپنے مخلوق کے مثل پر تیرھوین صدی تک کسی نے نہین کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
مخلوق ہین پس خدای تعالے اونکے مانند دوسرا نبی پیدا کرنے پر بالاتفاق جامع براہین کے نزدیک قادر رہے
جب اوسکو قدرت حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اوسکو روکنے والا کون ہے اگر وہ اپنے صدق کلام کی رعایت نہ بناتا تو ممکن تھا

لیکن صدق کلام تو بقول جامع براہین کچھ یقینی مسئلہ نرہا کیونکہ قدیم سے اوسمین اختلاف مان رہے ہین بنا ٔ علیہ جب کذب
ممکن ہوا تو صدق قطعی نرہا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بھی کچھہ یقینی نہوا اس لئے کہ یقین عبارت ہی
تصدیق جازم مطابق للواقع ثابت سے اور تعریف یقین مین جازم ماخوذ ہی جو مشتق جزم سے ہی اور جزم عبارت ہی عدم احتمال
نقیض و جانب مخالف سے جسنے چھوٹے چھوٹے رسالہ معقول کے پڑھے ہونگے وہ بھی یہہ جانتا ہی پس جب خدائے
تعالےٰ کے صدق کے نقیض کا کہ وہ کذب ہی امکان واحتمال ہوا تو جزم جو عبارت عدم احتمال نقیض سے تہا صدق
مین نپایا گیا تو صدق بسبب عدم حصول جزم و بقا احتمال نقیض کے بالبداہتہ یقینی نہوا جب نعوذ باللہ من ذلک صدق
یقینی و قطعی نہوا تو نہ پیدا کرنا نظیر آنحضرت صلعم کا بقا صدق کے سبب سے تھا اور جب صدق ہی یقینی نہین تو نہ پیدا
کرنا یقینی نہوا جب نہ پیدا کرنا یقینی نہ ہوا پیدا کرنا جو اوسکے نقیض ہے وہ ممکن و محتمل رہا اور جب پیدا کرنے نظیر کا
امکان واحتمال ہی تو ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا مضمون قطعی و یقینی نہوا معاذ اللہ علاوہ اسکے جسقدر اخبار
قرآن شریف مین اونکا یقینی ہونا تو اوسیوقت ثابت ہووے کہ اونکے جانب مخالف کا امکان واحتمال نہووے اور جب
یہہ احتمال باقی ہے کہ شاید خدای تعالےٰ نے نعوذ باللہ من ذلک جھوٹ بولا ہووے کیونکہ جھوٹ بولنا ممکن ہی اوسکا تو کوئی
خبر قرآنی یقینی و قطعی نہوئی پھر تو قل ہو اللہ احد سے یقیناً خدائے تعالےٰ کا واحد اور محمد رسول اللہ سے یقیناً آنحضرت صلعم کا
رسول ہونا بھی ثابت نہوا اور احتمال وامکان عدم قیام قیامت اور عدم ادخال مشرکین و کافرین کا دوزخ مین باقی ہی اور علی
ہذا القیاس اور امور اخرویہ تمام یقینی نہین رہے پس ممکن ہوا کہ موافق اخبار قرآن شریف کے خدائے تعالےٰ کچھ نہ کرے کیونکہ
ان اللہ علی کل شیئی قدیر پر ایمان واجب ہی کیا جامع براہین یون کہدینگے کہ خدائے تعالےٰ عاجز ہو گیا کافرون کو جنت مین
داخل کرنے سے اور اگر یہہ کہین کہ وہ فرماچکا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اس سبب سے وہ داخل بہشت نہ کریگا تو یہ بات
جامع براہین امکان کذب کو مسئلہ اختلافی مانکر مشکوک کر چکے ہین اس جواب کے لائق منھہ باقی نہین رکھا یہ جواب وہ دیگا
جو ہماری طرح عقیدہ رکھتا ہوگا کہ کذب کلام باری تعالیٰ مین محال و ممتنع ہی ہرگز ممکن الوجود نہین پس ہم لوگ کہہ سکتے ہین
کہ اوسکا وعدہ خلاف ہونا محال و ممتنع ہی بناءً علیہ وہ بعد حضرت صلعم کے کوئی نبی بھی پیدا نہ کریگا لا تبدیل لکلمات اللہ اور
اسی طرح ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ کافرونکو جنت مین داخل ہرگز نہ کریگا اونکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا قال اللہ تعالیٰ ہم فیہا خالدون
تبصرہ مبصران ذی ادراک سمجھہ گئے ہونگے کہ جامع براہین قاطعہ کے مضامین خاطئہ کسقدر لغو ہین اول قدم پر جسنے
ٹھوکرون پر ٹھوکرین کھائین ہنوز دہلی دو منزل پھر یہ کیونکر طے کریگا جسکا اول قول سر نوشت پیشانی امکان کذب باری
ہو پھر باقی حال اوسکا کیا پوچھتے ہو بقول مشہور رویش ہین حالش میپرس ؎ خشت اول گر گذارد بر زمین
معماکج + گر برآرد تا فلک باشد ہمہ دیوار کج + اگرچہ اس قول سے جو اول نتیجہ طبع وقاد جامع براہین ہی خاصی طرح

حال ابتری براہین قاطعہ کا کھل گیا لیکن چونکہ شرع مین دو گواہ معتبر ہین جی چاہتا ہو کہ اب دوسرا قول جامع براہین کا جو اس قول کے آگے اوسی صفحہ مین واقع ہو مع عبارت صاحب انوار نقل کر کے اوسکا بھی کم و کیف ظاہر کیا جاوے واللہ ہو الموفق

قال صاحب الانوار الساطعہ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ایکم مثلی یعنے کون ہے تم مین میرے مانند لست کاحد کم کہ ایک تم مین میرا سا نہین ہے اور وہ تو وہی ہین اونکے بیبیونکی یہہ شان ھی کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء پھر اس زمانہ مین ایک ادنیٰ سا آدمی ہو کہ وہ کہتا ہو رسول اللہ میرے بھائی ہین واضح ہو کہ بھائی جس قدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھہ ہو معاذ اللہ منہا **قال جامع البراہین القاطعہ** ایکم مثلے مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالےٰ کی مراد ہو چنانچہ لفظ مابعد کا یطعمنی و یسقینی خود ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لستن کاحد من النساء مین نفی مماثلت شرف زوجیت و لوازم زوجیت کے مقصود ہے پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات مین کسیکو مماثل آپکا نہین جانتا البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکے جملہ بنی آدم ہین کہ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد اسکے یوحی الی کی قید سے پھر وہی تشرف تقرب کو بعد اثبات مماثلہ بشریت کی ثابت فرمادیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکی آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کی کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہی اور فخر عالم نے بھی فرمایا ودت انی قد رأیت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن و حدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن و حدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص کے مخالف ہو لہذا چونکہ جسنے آپ کو اخ کہا ہے بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہا ہو او تقرب کے مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہین تو اوسپر طعن سوائے مخالفت نصوص کے اور کیا ہو ویگا اور آپ کی ذات کو بشریت سے نکالکر (جو اشرف المخلوقات ہے) کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی اور ہتک شان رفیع آپ کا ہے سو مولف کو ہنوز یہہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے اور طعن مولف کا خود قرآن و حدیث پر ہوتا ہو مگر اپنے کم فہمی کی کہانی کہنی ضرور ہے علی ہذا حال آیت لستن کاحد من النساء **اقول** و باللہ التوفیق سخن فہمان ژاف نگاہ خیال فرمائین کہ صاحب انوار نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بشریت کو منفی نہین کیا جامع براہین نے کیون اثبات بشریت مین طول بیجا دیکر مغز خراشی فرمائی اور جو دلیل صاحب انوار نے لکھی یعنے لزوم ایہام مساوات جو مانع اطلاق لفظ اخوت ہو اسمین ایک حرف بھی آپکی زبان مبارک سے نہ نکلا ؏ بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است ؞ اب اگر اس مقولہ کی تردید مثل قول اول حرفاً حرفاً کیجاوے تو ظاہر ہے کہ مولف نے اسمین طول لاطائل دیکر سلسلۂ ژاژخائی دراز کیا ہے پھر حرف حرف کی تفضیح

یا توضیح کرنیسے طول ہین طول پیدا ہوکر موجب ملال طبع ناظرین ایجاز پسند ہوگا بنا برعلیہ عنان اس وادی سے موڑ کر بعض
امور ضروریہ پر تنبیہ کیجاتی ہو **قولہ** ایکم مثلی ہین مماثلت تقرب الی اللہ تعالے کی مراد ہے الخ **اقول** و باللہ التوفیق
جامع براہین کی مراد یہہ ہے کہ بشریت مین سب بشر آپکے مماثل ہین تقرب الی اللہ ہین کوئی مماثل نہین بر تقدیر تسلیم
مماثلت فی البشریہ جو کی ہم لکھتے ہین یہہ غلط فہمی ہے تقرب کے معنے ہین نزدیکی طلب کرنا اور یہہ دو طرح ہو ایک بالایمان
دوسرا بالاعمال تقرب بالایمان یعنے توحید و احکام خداوندی مان لینے مین سب مؤمنین و انبیاء ایک ہین آمن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن الاٰیۃ فرق باکدیگر ہے تو مدارج کمالات یقینیۃ مشاہدہ وغیرہ مین ہو نفس تصدیق
مومن بہ مین سب برابر ہین کسی کا ایمان کسی سے زیادہ و کم نہین ہے چنانچہ فقہ اکبر و شرحہ مین ہو ایمان اہل السماء
ای من الملائکۃ و اہل الجنۃ و الارض من الانبیاء و الاولیاء و سائر المؤمنین من الابرار و الفجار لا یزید و لا ینقص
ای من جہۃ المومن بہ نفسہ للمؤمنۃ مستوو بل ای متساوون فی الایمان ای فی اصل والتوحید ای فی نفسہ انتہی
مختصرا بقدر الحاجۃ اسیطرح بالاعمال شامل ہے جمیع عابدین کو من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الحدیث
اور ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ عام ہے جمیع تقرب طلبون کو اور قرآن مین ہو کل لہ قانتون
ابن عباس اور مجاہد اور مقاتل اور سدی اور عطائی اسکے معنے یہ کئے ہین کہ سب اوسکے مطیع ہین اور حضرت صلعم کا ارشاد ہو
صلوا کما رأیتمونی اصلی اور قرآن مین وارد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ نصوص مذکورہ
سے ثابت ہو کہ سبکو خدائے تعالے کی قرب جوئی ایسی چاہئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہو تو نفس تقرب
الی اللہ مین سب شریک ٹہرے ہان کمالات مدارج قربت مین فرق ہو پھر یہی بات بشریت مین بھی ہو یعنے نفس بشریت
مین سب شریک اور منتہا سے کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین حتی کہ جمال صورت و اعتدال خلقت مین بھی
شیخ شہاب الدین قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۴ جلد اول مین لکھتے ہین اعلم ان من تمام الایمان
بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالی جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ
اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین پس تقرب الی اللہ اور بشریت دونونکا ایک حال
ہے یعنے نفس بشریت اور قرب خدا طلب کرنے مین سب شریک ہین اور منتہی کمالات تقرب اور اعلی کمالات بشریہ مین
کوئی آپ کا شریک نہین بناء علیہ جامع براہین نے ایک لفظ چھوڑکر دوسرا لفظ اختیار کیا مغز تحقیق کو نہ پہنچا اس مقام پر
یہ کہنا چاہئے تہا کہ آثار محبوبیت خاصہ مراد ہین اسمین کوئی آپ کا شریک نہین اسلئے آپنے ارشاد فرمایا ایکم مثلی پس
مفاد کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ ٹہرا کہ کوئی تم مین مثل میرے نہین تو بڑا ناسعادتمند وہ آدمی جو مقابل مین کہے
کہ مین مثل ہون آپکا یا رسول اللہ بشریت اور انسانیت مین آپ بڑے بھائی ہین چھوٹا بھائی معاذ اللہ معاذ اللہ

نفی مماثلت کے مقابلہ مین اثبات مماثلت کرنا گستاخی وبیباکی عظیم ہے خواہ کسی نیت سے ہو حق سبحانہ انسانیت و تہذیب
نصیب کرے شرح شفاء قاضی عیاض صفحہ ۹۴ جلد ثانی مطبوعہ مصر مین ملا علی قاری لکہتے ہین قد روی فی مجلس
ابی یوسف انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احب الدباء فسل لہ السیف وقال جدد الاسلام
والا قتلتک نظرا الی ظاہر معارضتہ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے واضح ہو کہ فقط ظاہر معارضہ آنحضرت
صلعم سے قبیح ونامشروع ہونے وخوف زوال ایمان کے واسطے کافی ہو پس نا سعادت مندی معارض مین کیا کلام
ہے اور شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام وابدان متصف صفات بشریہ کے ساتھ ہین اسلئے
جو عوارض مانند امراض وموت وقوت شہویہ وغضبیہ اونکو عارض ہوتے ہین یعنے دوسرے بشرون کو انبیاء علیہم السلام کو
بھی عارض ہوتے ہین اور بواطن وروحین اونکے متصف ہین ساتھ ایسے صفات کے کہ وہ اوصاف بشریہ سے اعلی
ہین متشابہ ہین سات صفات ملائکہ کے بیچ دوام ذکر وحضور بدون ملالت وفتور کے اور قوت طاعت وعبادت
بغیر ملالت کے کہ وہ سلیمہ ہین تغیر وآفات سے اس لئے اونکے ارواح کو اکثر عجز بشری وضعف انسانی لاحق نہین
ہوتا ہے اور یہہ معنے ظاہر اونکے مشابہ بشر سے ہین وباطن وارواح ملائکہ سے اس واسطے ہین کہ اگر خالص بشر ہوتے
مانند دوسرے بشرون کے تو طاقت اخذ وحی کے ملائکہ سے اونکو نہوتی اور نہ اونکے ساتھ خطاب ومخالطت کر سکتے
اور نہ دیکھہ سکتے جیسے کہ دوسرے بشر یہ نہین کرسکتے ہین اگرچہ ولی ہووین وہ دوسرے بشر اور اگر اجسام و
ابدان بھی اونکے مانند ملائکہ کے ہوتے اور اجسام وابدان مین بھی مشابہ بشر کے نہوتے تو دوسری بشر نہ اونسے
مل سکتی اور نہ اونکو دیکھہ سکتی اور نہ اونسے خطاب کرسکتی اور نہ احکام لے سکتی اسلئے اجسام وابدان مین مشابہ
بشر سے اور ارواح وباطن مین مشارکت ملائکہ سے اونکو ہے یہہ تمام شفا وشرح ملا علی مین ما تن وشارح نے فرماکر
یہ شرح ومتن مین لکھا ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمرو ابی ہریرۃ وانس وعائشۃ جوابا
لقولہم انک تواصل فکیف تنہانا انی لست کہیئتکم ای علی صفتکم وماہیتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی اس سے
واضح ولائح ہو کہ انبیاء علیہم فقط ابدان واجسام کی جہت سے بشر ہین نہ ارواح وبواطن کی جہت سے اور خالص بشر
نہین ہین کہ ظاہر وباطن دونون مانند دوسرے بشرون کے اونکے ہووین اور خود آنحضرت صلعم کا فرمانا اس
عبارت سے ظاہر کہ مین تمہاری صفت وماہیت پر نہین ہون جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہیت آنحضرت صلعم کی
دوسرے بشرون صحابہ وغیرہم سے مخالف ہو فقط ظاہری بشریت ہو آپکی پس آنحضرت صلعم کی بشریت کہ باعتبار
بدن وجسم کی ہے نہ باعتبار باطن وروح کے مخالف صحابہ وغیرہم کی بشریت سے ہوئی تو مساوات بشریت مین
کہان ہے جلد ثانی تفسیر کبیر مین تحت آیت ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین

امام رازی صاحب فرماتے ہین واعلم ان تمام الکلام فی ھذا الباب ان النفس القدسیة النبویة مخالفة بماھیتھا لسائر النفوس۔ اور امام رازی صاحب سورہ کہف کی آیت وعلمناہ من لدنا علماً کی تحت مین فرماتے ہین فنقول جواہر النفوس مختلفة بالماھیة عبارت اول سے واضح ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت مخالف باقی نفوس کی ماہیت کی ہے اور عبارت دوسری سے واضح ہو کہ جواہر نفوس مختلف بالماہیت ہین پس آنحضرت صلعم کی ماہیت ہماری ماہیت کے مخالف ہوئی تو نفس بشریت مین مساوات آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہوئی پس مثلیت فی البشریۃ کا قائل ہونا جہالت وحماقت صرف ہو ایک امر مین مشابہت ہونے سے اور اشتراک پائی جانی سے مساوات ثابت نہین ہوتی ہے دیکھو انسان وفرس مین حیوانیت مین اشتراک ہوا تو انسان وفرس مین مساوات کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگرچہ دونون کو حیوان کہہ سکتے ہین اسلئے انسان کو بھائی فرس کا کہنا عرف ولغت مین صحیح نہین اب دیکھو بشریت بھی آنحضرت صلعم کی باقی رہی اور اطلاق اخوت بھی صحیح نہوا بسبب عدم مساوات کے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح مکتوبات کے مکتوب صدم جلد ثالث مطبوع نولکشور مین فرماتے ہین

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوة والسلام خلقت من نور اللہ دیگران را این دولت میسر نشدہ است الی ان قال المجدد رح وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوة والتسلیمات ناشی ازین امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم کائن است ہرچند بدقت نظر صحیفہ ممکنات را مطالعہ نمودہ می آید وجود آن سرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشاء خلقت وامکان او علیہ السلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است وچون لطیفتر از وی در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد انتہی پس جب کہ خلقت وپیدائش مین کوئی فرد افراد سے مناسب وموافق آنحضرت صلعم کے نہین ہے اور آپکی پیدائش نور الٰہی سے ہو کہ اوسمین کسیکو شرکت نہین ہے اور کسیکو یہہ دولت حاصل ہی نہین ہے اور آپکا امکان وہ امکان نہین ہے جو عالم کا امکان ہے اور کشف صریح مین وجود آنحضرت صلعم کا کہین ممکنات کے صحیفہ مین معلوم نہین ہوتا ہے موافق فرمانے حضرت مجدد الف ثانی رح کے تو اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کے مساوی کوئی فرد بشر نہین ہے خلقت وپیدائش مین سوائے تقرب وتشرف ومحبوبیت کے بھی پس مساوات بشریت مین ہے آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہین ہے اور نص سے مساوات بشریت مین ہرگز معلوم نہین ہوتی ہے اور لفظ مثلکم کا مقتضی یہہ نہین ہے کہ ماہیت بشریت مین مساوات ہے چنانچہ اوسکا حال عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے فانتظر

قولہ البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکی جملہ بنی آدم ہین **اقول** اس وقت تک اس فرقہ کے آدمی یہہ دلیل پیش کیا کرتے تھے انما المؤمنون اخوۃ حضرت فخر عالم صلعم کو عموماً مومنین مین شامل کر کے بہائی بناتے تھے لکن اس شخص کی جرائت پر ہزار افسوس کہ اس نے ایمان کے بھی شرط قائم نہ رکھی صرف بنی آدم مین شریک ہونا واسطے جواز اطلاق اخوت کی علت ٹہرا دیا اولی الابصار دیکھین کہ بنی آدم مین کون کون قومین اور اہل حرفہ ہین معلوم نہین کہ آنحضرت صلعم کو یہہ ناعاقبت اندیش کس کسکا بہائی تجویز کرینگے معاذ اللہ معاذ اللہ لیکن جناب مولوی صاحب کی زبان اسی مسئلہ مین چلتی ہے ہم تو اوسوقت جانین کہ کوئی شخص مولوی صاحب کو فرعون کا بہائی کہکر پکارے آپ ذرا آزردہ نہون اور یہہ فرماوین کہ واقعی اسنے بوجہ بنی آدم ہونیکے فرعون کا بہائی کہا ہے تو کیا خلاف نص کے کہدیا اور اسیطرح جس قدر آپ کے ہمشرب ہین اگر اونکے حلال خور اونکو بہائی اپنا کہین یا اونکی جورو اونکو بہائی کہکر پکارے اس دلیل سے کہ تم بوجہ اولاد بنی آدم ہونیکے ہمارے بہائی ہو اور یہہ ان صاحبون کو ذرا ناگوار خاطر نہو وے بلکہ اور زیادہ خوش ہوکر بولین کہ اونہون نے بڑی قدردانی کی جو وقت آدم کا پرانا رشتہ یاد دلانے والا یعنے بہائی کہنے کا نکالا اور اگر یہہ صاحب اس بات سے ناراض ہون کہ ہم فرعون وحلال خور کے بہائی نہین بنتے تو اپنے اس قاعدہ سے ہاتھ اوٹہائین کہ بباعث اشتراک بشریت ہر ذلیل ارذل آدم اعلی سے اعلی درجہ کے فرد بشر کو بہائی کہا کرے **فائدہ** اگر خاوند اپنی جورو کو بہن کہے یا جورو خاوند کو بہائی کہے اوسکو مولوی قاسم ان لوگونکے پیشوا تغزیر دلپذیر مطبوعہ مطبع بحر العلوم لکھنؤ ص ۱۳۱ مین نامناسب موجب مضحکہ لکھتے ہین حال آنکہ اونمین اخوت باہمی از روے نص ثابت ہے معلوم نہین یہہ لوگ اونپر کیا فتوی لگائینگے کہ موافق نص کو اونہون نے نامناسب موجب مضحکہ لکہا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جو اپنی زوجہ مطہرہ رض کو بسبب خوف ظلم بادشاہ ظالم کے بہن کہدیا تو وہ کذب صورۃً قرار دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین کذب اونسے صادر ہوے ایک اونمین جو آنحضرت صلعم نے فرمائے ہین یہہ ہین یعنے اپنی زوجہ کو بہن کہنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حشر کو اپنے کذبات صوریہ کے سبب سے کہ ایک اونمین سے یہی زوجہ کو بہن کہنا ہے شفاعت اول وہلہ مین نہ کرین گے اور ان تینون کے خیال سے شفاعت کرتے ہوئے شرماوین گے چونکہ انبیاء علیہم السلام کذب سے معصوم ہین صدور کذب کا اونسے ممتنع ہے علماء محققین اونکے اس بہن کہدینے کو توریہ وتعریض فرماتے ہین کہ اونہون نے اخوت دینے کے اور اسلامی کے سبب سے اونکو بہن کہدیا تہا اور اونکے چچا کی بھی بیٹی تہین اگر نفس بشریت مین ابراہیم علیہ السلام سے اونکی زوجہ مساوات تہین اور یہہ نص کے موافق ہے جیساکہ حضرت جامع براہین فرماتے ہین تو علماء مین سے کسی نے آجتک یہہ وجہ رفع کذب کے کیون نہ گذاری اور عرصہ صدہا برس کا ہوا کہ علماء اس اعتراض کے جواب مین جو لکھتے ہین تو یہی

لکھتے ہین کہ اخوت اسلام کے سببسے کہا تہا اور چچا کی بیٹی ہونیکے وجہ سے فرمایا تہا تمام محققین نے اس سے کیون اعراض
کیا جسکو نص کے موافق جامع براہین بتاتے ہین اگر علما محققین و فضلاء مدققین کے نزدیک یہہ موافق نص ہوتا تو
کوئی تو اونمین سے اسکو بھی ذکر کرتا تمام کا اس وجہ سے غفلت کرنا اور اس جواب کی طرف متوجہ نہونا باوجود جواز او
موافق نص ہونیکے اس جواب کے عقل سلیم و فہم مستقیم کے نزدیک بہت مستبعد ہے ہان جامع براہین یہہ کہدے کہ اونکو
یہ جواب سوجہا ہی نہین ہمکو ہی سوجہا ہے تو بات علحدہ ہی مگر ایسے تو بنیچریہ بھی جو قرآن کے معنے اپنی رای سے
مخالف تمام جہان کے گہڑنے لگے ہین وہ بھی یہہ کہہ سکتے ہین اور اونکے معانے بھی صحیح ہوجاوینگے اور اگر
یہہ کہو کہ بعض وجوہ جواب کے کافی ہین دوسرے بعض کے ذکر نکرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ صحیح ہو تو
تو اسکے جواب مین ہمکو یہ کہنے کی گنجایش ہے کہ ایسے مقامات مین جو بہ متعدد وجوہ علما ذکر کرتے ہین اور جتنی الامکان جو
جوابات ہوسکتے ہین سب ذکر کرتے ہین اگر ایک محقق کل کو ذکر نہین کرتا ہے تو ہر ایک اپنے پسند کے موافق
بعض بعض جوابات ذکر کردیتے تمام جوابات ممکنہ معلوم ہو جاتے اور جب کہ یہہ جائز تہا کہ مساوات فی البشریۃ
کے سببسے وہ بہن نہین تو یہ جواب تو بہت ظاہر تہا اسکو کوئی بھی ذکر نکرے یہہ کسطرح عقل سلیم قبول کریگی پس
سواے اسکے دوسری وجہ ترک اس جواب کی کوئی معلوم نہین ہوتی کہ یہہ جواب علما محققین کے نزدیک جائز
عقلاً و شرعاً کسیطرح نہین ہے **قولہ** خود حق تعالے فرماتا ہی قل انما انا بشر مثلکم الخ **اقول**
نزول اس آیت کا ان صاحبون نے شاید اپنے بہائی بنانے کیواسطے سمجہا ہے چاہئے تہا کہ مفسرین کا کلام دیکہتے
شیخ محی السنہ رحمہ اللہ سورہ حم السجدہ[صفحہ ۲۹۰] مین اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین قال الحسن علمہ التواضع
اور روح البیان[صفحہ ۳۲۲] مین بھی اس جگہہ لکھا ہے قال الحسن رضی اللہ عنہ علمہ التواضع بقولہ قل انما انا بشر مثلکم اور یہہ
آیت سورہ کہف مین بھی ہے وہان بھی شیخ محی السنہ لکھتے ہین معالم مین قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
علم اللہ رسولہ التواضع الی آخرہ اور تفسیر کبیر سورہ کہف مین امام رازی فرماتے ہین امر محمدا صلی اللہ
علیہ وسلم ان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم الی آخرہ سید التابعین امام حسن بصری
رضی اللہ تعالے عنہ اور سند المفسرین ابن عباسؓ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے انما انا بشر مثلکم نازل
فرماکر طریق تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اب تواضع کے معنے معلوم کرنی چاہئے کہ زبان
عرب مین کسکو کہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تواضع فروتنی کردن اور قاموس مین ہے تواضع تذلل و تخاشع
اور غیاث اللغات مین ہے فروتنی نمودن و خود را فرو نہادن اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ یعنی ایک آدمی ہون
جیسے تم سب آدمی ہو عجز اور فروتنی اور کسر نفسی کا کلمہ ہے اور کسر نفسی کو سب جانتے ہین کہ اوس کلمہ مین ہوا کرتی ہے

جو متکلم کی شان سے کم درجہ کا ہوتا ہے پس یہ کلمہ فرمانا آپ کا بہ نسبت شان عالی حضور کے کم درجہ ٹھہرا اور لفظ کم درجہ کا
قاعدہ یہی ہے کہ اگر کوئی ذیشان خود اپنی نسبت کہے تو وہ بُرا نہین بلکہ اوسکے حق مین محمود و داخل حُسن خلق گنا جاویگا
اور اگر دوسرا آدمی اوس ذیشان کو لفظ کم درجہ سے مخاطب کرے تو قبیح و مذموم شمار کیا جاتا ہے اور وہ آدمی گستاخ
و بے ادب ٹھہرتا ہے مثلاً سردار عظیم الشان نے ماتحت کے آدمیون کو از راہ اشفاق فرمایا کہ مین تم سب صاحبون کا
خادم ہون یا مثلاً کسی وزیر اور بادشاہ نے اپنے سائیس کو بھائی کہکر پکارا تو یہ کہنا اوسکا خوش اخلاقی مین داخل ہے
اور اگر وہ آدمی بھی کہنے لگین ہان بیشک تم ہمارے خادم ہو اور وہ سائیس بھی اوس وزیر و بادشاہ کو بھائی کہکر پکارا
کرے تو یہ اون سب کی نہایت درجہ کی گستاخی قرار دیجاویگی بناءً علیہ امتیون کا یہ کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین
کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی اور بشریت و آدمیت مین ہمارے برابر تھے پس ادنی آدمی کے بھی وہ بھائی
ہوئے کلمہ گستاخی کا ہے اور آپ نے جو خود فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون جیسے تم سب آدمی ہو یہ اسواسطے کہ آپ کو
حکم ہوا تھا قل انما انا بشر مثلکم اور عاجزی اور فروتنی کرنے کا حکم اللہ تعالی نے دوسرے جگہہ بھی صراحۃً دیا ہے
واخفض جناحک للمؤمنین یعنے پست رکھہ بازو اپنے واسطے مومنین کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مامور تھے
جناب باری تعالے سے ساتھ عجز و فروتنی اور پست کرنے بازو کے تم کہان مامور ہوئے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فروتنی کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی ہین وہ بھی ہمارے بھائی تھے جیسے سب بنی آدم
قولہ پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ خود نص کے موافق
کہتا ہے **اقول** جامع براہین کو اپنے محدث اور فقیہ اور اصولی ہونے کا اس قدر دعوی اور لن ترانی اور مقام
استدلال مین ایسی حواس نبادہ ہوئی کہ لفظ نص کے معنے بھی نہ سمجھے کہ اصول مین کیا لکھا ہے قال فی مسلم الثبوت
وشرحہ بحر العلوم النظم ان ظہر معناہ فان لم یسق لہ بالذات لا یکون مقصودا اصلیا فہو الظاہر وان سیق لہ
بالذات فان احتمل مع ذلک السوق التخصیص والتاویل فہو النص انتہی اس سے واضح ہو کہ جس لفظ کی مراد ظاہر ہووے
یعنے ہر عارف باللغۃ اوس مراد کو بغیر قرینہ کے فقط لفظ سنی سے پہچان لی اور اوس مراد کیواسطے بالذات وہ لفظ
نہ بولا گیا ہووے اور مقصود اصلی وہ نہووے تو اوسکو ظاہر کہتے ہین اور اگر مراد تو اوس لفظ کی ظاہر ہووے
لکن بالذات بولا گیا بھی اوسی مراد کیواسطے ہووے اور مقصود اصلی متکلم کی وہی مراد ہووے اور احتمال تخصیص
تاویل کا بھی رکھتا ہووے تو وہ نص ہے پس نص ہونے واسطے مراد کا ظاہر ہونا اور اوسی مراد کیواسطے
بولنا متکلم کا ضرور ہے اب جامع براہین دونون پیر و مرید ارشاد فرماوین کہ یہ آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم
اللہ تعالے نے کیا اسیواسطے نازل فرمائی تھی کہ تم لوگ رسول اللہ صلعم کو بھائی کہا کیجو اور یہ بھی بیان فرماوین کہ

آیت مین کونسا لفظ ہی جسکی مراد ظاہر یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو بشر کا لفظ یا مثل کا تو ایسا نہین ہے کہ عارف باللغۃ بدون قرینہ اوس سے بہائی سمجہتا ہووے کسی عربی فارسی اُردو دان سے دریافت کرو ان دونون لفظ مین سے کسی سے یہہ مراد کوئی جانتا ہووے اور کسی نے لغت مین معنے بشر و مثل کے بہائی کے لکہے ہوو ین یا کسی قوم خاص کی اصطلاح جاری ہوئی ہووے کہ ان دونون لفظ مین سے کسی کے معنے بہائی اون لوگون نے قرار دیئے ہوو ین یا عرف عام مین بشر و مثل کے معنے بہائی کے لیتے ہوو ین پس ان لفظون کے معنے بہائی کسیطرح نہین ہین تو موافق نص کے بہائی کہنا کہان ہوا اگر نص سے مراد یہان تمہاری فقط آیت قرآنیہ ہی نہ مصطلح اہل اصول تاہم تمہارا مقصود حاصل نہین ہے اس آیت قرآنیہ مین اسپر دلالت ہی کوئی دلالت ہووے دلالت معتبرہ مین سے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو عبارت نص و اشارت نص و دلالت نص و اقتضاء النص کسی طرح اسکا ثبوت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس آیت مذکورہ کے یہہ معنے بیان کرنا کہ اس سے یہ ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کو بہائی ادنی آدمی کا کہنا درست ہی تفسیر بالرای ہی جو اوسپر وعید ہے وہ ماہرین خوب جانتے ہین اور بشر کا لفظ تو عام ہی بہائی و بیٹا و باپ و مرید و پیر و شاگرد و استاد و زوجہ وغیرہم تمام رشتہ دارون و تعلق دارون وغیرہم کو شامل ہے حاکم و بادشاہ و ہر قوم والے سبہی اسمین شامل ہین بہائی مراد لے لینا بالخصوص اس سے کسطرح صحیح ہو سکتا ہے دعویٰ خاص و دلیل عام کی قباحت تو ہر ادنی و اعلی طالب بہی جانتا ہے دلیل عام سے تخلف مدعی جائز و ممکن ہے جیسے حیوان کی تحقق سے انسان کا اور انسان کے تحقق سے خاص زید کا تحقق لازم نہین ہی پہر اس دلیل کو دعویٰ سے کیونکر مناسبت ہو سکتی ہے آدمی کچہ سوچکر تو کہے آنحضرت صلعم کو اپنے بہائی بنانے کی خوشی مین سب کچہ پس پشت ڈالا ذرا بہی قواعد کا لحاظ نہ رکہا اور کچہ ادب کا خیال نہ کیا رعیت و ماتحت لوگ حاکمون کو اپنا مان باپ وقت عاجزی کے کہتے ہین یہ اونکا کہنا مذموم نہین قرار دیا جاتا ہی اگر اس فرقہ کے لوگون مین ذرہ بہی ادب ہوتا اور اپنا رشتہ ہی آنحضرت صلعم سے قرار دینے تو یہی کہتے کہ آنحضرت صلعم ہمارے باپ ہین تاکہ ادب بہی باقی رہتا اور ایہام مساوات کا جو لفظ بہائی مین لازم ہے نہ آتا اور باپ کہنا آنحضرت صلعم کو شرعاً بہی گنجائش رکہتا ہی اور عرفاً بہی حاکم و سردار و آقا کو باپ کہدینا مذموم نہین گنا جاتا ہے عرفاً مذموم نہونا تو ظاہر ہے اور شرعاً بہی اہل علم منصفین پر واضح ہے معاندین و جاہلین کے واسطے لکہا جاتا ہے کہ مشکوٰۃ کے آداب الخلا مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انا لکم مثل الاب لولدہ یعنے مین تمہارے واسطے ایسا ہون جیسا باپ اپنے بیٹے کیواسطے ہوتا ہے اور نیز قرآن شریف مین ہی و ازواجہ امہاتہم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیان مومنین کی مان ہین پس بیبیون کا مان ہونا مقتضی ہی کہ اونکے خاوند مثل باپ کے ہوو ین نہ مانند بہائی کے اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت کریمہ والآخرۃ خیر لک من الاولیٰ لکہتے ہین والآخرۃ خیر لک

تجمع عندنا امتك اذ الامة كالاولاد قال تعالى وازواجه امهاتهم وهو أبٌ لهم الى آخره اور صاحب تفسير روح البيان نے سورہ احزاب مین لکہا ہی کہ اُبَی کے قرآن شریف مین اور قرأت عبد اللہ بن مسعود مین یہ لفظ اسطرح آیا ہی وهو اب لهم وازواجه امهاتهم اس تقریر پر مثل باپ کے ہونا آپ کا خود قرآن شریف سے ثابت ہوگیا اس فرقہ وہابیہ مین اگر ادب و تمیز ہوتا اور آنحضرت صلعم سے برابری حاصل کرنا انکی غرض نہوتی گو بشریت مین ہی سہی تو آنحضرت صلعم کو باپ کہتے نہ بہائی اس لئے کہ ہر نبی اپنی امت کیواسطے باپ ہی اگرچہ حقیقی نہو کیونکہ امت کو او سنے یعنے اپنے نبی سے حیات ابدی اور تعلیم ادب دینی حاصل ہوا ہے اسیواسطے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین خدائے تعالے فرماتا ہے ملة ابیکم ابراہیم اور قرأت شاذہ مین آنحضرت صلعم کے حق مین پڑہا گیا ہی هو ابٌ لهم اور اسواسطے بہی نبی اپنی امت کے باپ ہین کہ تمام مؤمنین اصل واحد کیطرف منسوب ہین کہ وہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سے حاصل ہے پس تمام مومنین آپسمین بہائی ہوئے قال اللہ تعالی انما المؤمنون اخوة چنانچہ یہ تمام شفاء و شرح شفاء ملا علی مین موجود ہے ازواجه امهاتهم اے هن فی الحرمة كالامهات حرم نكاحهن عليهم بعده تكرمة لهم اوخصوصية ولانهن له ازواج فی الاخرة وقد قرء اى فى الشواذ فيل وهى قرأة مجاهد ونسبت الى ابى بن كعب ايضا هو ابٌ لهم اذ كل نبى اب لامة كما قال الله تعالى ملة ابيكم ابراهيم من حيث ان به حياتهم الابدية وتعلم الاداب الدينية ومن ثم صاروا اخوة فى الدين كما قال الله تعالى انما المؤمنون اخوة من حيث انتسابهم الى اصل واحد هو الايمان الناشى عنه صلى الله تعالى عليه وسلم اس تمام کو چہوڑ کر اس فرقہ نے آنحضرت صلعم کو اپنا بہائی بنانا چاہا اور ماكان محمد ابا احد من رجالكم مین ابوت حقیقی نسبی کی نفی ہے جسطرح بہائی کہنے والے بہی آنحضرت صلعم سے اخوت حقیقی نسبی کو نفی کرتے ہین ولكن رسول الله وخاتم النبيين جو متصل اسکے ہی یہہ استدراک مفید ثبوت ابوت مجازی و غیر حقیقی کو ہے باین طور کہ جب ابوت کی نفی کی تو توہم ہوا کہ آنحضرت صلعم کسی اعتبار سے باپ نہین ہین تو اس توہم کو جو ناشی کلام سابق سے ہی خدای تعالی نے دفع فرمایا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین یعنے اس سبب سے اور اس اعتبار سے باپ ہین پس ابوت کا ثبوت ہوگیا یہ معنے نہونگے تو استدراک کی صحت نہوگی اور محققین علم حقائق نے تشریح کی ہے کہ آپ کی روح ابو الارواح ہی اور یہہ بہی کہ آپ کا نور اصل وجود ہے باقی جمیع موجودات کی شاخین اوسمین سے پہوٹی ہین ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست + بنا برعلیہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ لوگ مثل باپ کے کہتے تو جمیع اصول و فروع و قرآن و حدیث و اقوال محققین سے بہی تطبیق ہوجاتی اور نص انما انا البشر مثلكم کی بہی تصدیق ہوجاتی کیونکہ بشر کا باپ بہی مثل بیٹے کے

بشر ہوتا ہی

بشر ہوتا ہے اور گستاخی وایہام مساوات کا الزام بھی انپر نہ آتا جامع براہین نے بڑے برہان قاطع قرآن شریف سے بہائی
بنانے کیواسطے جو پیش کی تھی وہ تو پیش نہ چلی ناچار اب تنزل فرما کر حدیث سے دلیل پکڑ کر اپنا دل خوش کرتے ہین وہ یہہ ہے
قولہ اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث **اقول اولاً** مسلم اور مشکوۃ اور
مجمع البحار مین دیکھو صحیح روایت اس حدیث کی یہہ ہے وددت انا قد راینا اخواننا یعنے میرا جی چاہتا ہی کہ کاش مین
اور جو لوگ میرے ساتھ ہین ہم سب دیکھتے اپنے بہائیون کو یعنے اون لوگون کو جو آگے کو ہونگے انتہی یہہ ترجمہ کیا
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث مین آیا ہے
کہ آپ اپنی امت کو بلفظ امت یاد فرماتے تھے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ اور فرمایا ستفترق امتی اور فرمایا رب
ہبلی امتی اور فرمانا آپ کا امتی امتی جمیع امت کو روشن ہے کہان تک نظیرین بیان کیجاوین بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ یہان بھی
آپ وددت انی قد رایت صلحاء امتی موافق عادت شریفہ کے فرماتے لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے دل مین فقط یہہ تمنا
نہ تھی کہ فقط آپ ہی اونکو ملاحظہ فرماوین بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی اونکو دیکھیں اس صورت مین اگر آپ
فرماتے وددت انا قد راینا اہل امتنا توصحابہ پر صادق نہ آتا کیونکہ مؤمنین ومومنات صحابہ کی امت نہین ہین بناءً علیہ
لفظ اخواننا فرمادیا اس قاعدہ کو عربی مین تغلیب کہتے ہین کہ دو چیز جدا جدا کو اگر ایک جائے بالاختصار ذکر کرنا چاہتے
ہین تو ایک ہی لفظ مین اوسکو شامل کر لیتے ہین مثلاً چاند و سورج کہنا منظور رہتا تو ایک لفظ کو غلبہ دیکر دوسریکو اوسکے تابع کر دیا
اور کہدیا کہ شمسین یا قمرین اسیطرح حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عمرین اور مان و باپ کو ابوین کہتے ہین بناءً علیہ
اس مقام پر آنحضرت صلعم کو یہہ فرمانا منظور تہا کہ مین اپنی صلحاء امت کو دیکھون اور صحابہ اپنے بہائیون کو دیکھین آپنے
بقاعدہ تغلیب بہائیون کا لفظ لیکر امت کو اوسمین مندمج فرمادیا انا قد راینا اخواننا اور اگر کوئی کہے کہ امت کے
لفظ کو کیون تغلیب ندی بہائیون کو اوسمین مندمج فرمادیتے جواب یہہ ہی کہ آپ اپنی ذات مبارک سے ایک تھے اور صحابہ بہت
تھے پس مستحق لفظ امت ایک تھے اور مستحق لفظ اخوت بہت بناءً علیہ بہت کو ترجیح دیکر لفظ اخواننا فرمادیا اور جامع براہین نے
اس غرض سے صیغہ جمع متکلم کی جگہہ واحد متکلم کو یعنے اخواننا بدلہ اخوانی روایت فرمایا تاکہ یہہ احتمال ساقط ہو جاوے یہہ
حرکت آپکی اہل دین کو قابل یادگار رہیگی **ثانیاً** بالفرض تنزلاً اگر روایت لفظ اخوانی مانکر یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ
آپ نے خاص اپنی اخوت ثابت فرمائی ہے تو جواب یہہ ہے کہ شراح حدیث اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اسمین اون لوگونکی
دیکھنے کی تمنا ہی جو ابہی تک پیدا نہین ہوئی اور یہہ بات بہت صاحبونکو معلوم ہی کہ تمنا اوسکے دیدار کی ہوا کرتی ہے جو افراد
کاملین دیکھنے قابل ہوتے ہین آپکی امت مین بڑے بڑے مقبول اولیاء غوث قطب ابدال اوتاد اور ائمہ مجتہدین جنکی
تعریفین احادیث مین وارد ہین بعد عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی جائز ہی کہ آپ نے اصحاب کے سامنے اونکو

بہائی کہکر اور تمنا دیدار بیان فرماکر اصحاب مین اونکا شرف ظاہر کیا ہو اور جو امتی آپ کے مرتکب اعمال شنیعہ اور صاحب عقاید
باطلہ ہین آپ اونکو کسطرح بہائی کہکر اونکے دیدار کی تمنا صحابہ مین بیان فرماتے اور محبت اور پیار اون بدکارون سے ظاہر
فرماتے اونسے خود روح نبی کریم علیہ التسلیم بیزار ہی وہی حدیث جسکا ٹکڑا وددت انا قد رأینا اخواننا ہی صحیح مسلم مین
نکالکر دیکہو اوسمین لکہا ہی کہ بہت سے ایسے امتی ہونگے جو حوض کوثر کے پاس سے ذلت وخواری کے ساتھ ہٹا دیئے
جاوینگے اور صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرماوینگے سحقا سحقا یعنے دوری ہوجیو انکو دوری ہوجیو انکو پہر اونکو بہائی کہنا اور تمنای
دیدار ظاہر کرنا سخت بعید ہی اور ظاہرا یہہ فرقہ بے ادب گستاخ جو لبس خوردہ چاٹنے والا **عبد الوہاب نجدی** کا ہی
شامل اونہین لوگون مین معلوم ہوتا ہی جنکی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سحقا سحقا فرماوینگے اسلئے کہ انسے بہت فتنے اور تفرقے
اہل اسلام مین پڑے ہین مشکوۃ کے باب الیمن والشام مین بخاری سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا فرمائی یا اللہ برکت دے ہمارے شام ویمن مین صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم دعا فرمایئے اللہ ہماری
نجد مین بہی برکت دے آپ نے پہر وہی فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے شام ویمن مین پہر صحابہؓ نے دوبارہ
عرض کی کہ نجد کے لئے بہی دعا کیجیئے راوی کہتا ہی کہ مین گمان کرتا ہون کہ پہر تیسرے بار بہی صحابہؓ نے وہی عرض کی تب
تیسرے بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہان یعنے نجد مین زلزلی اور فتنے ہونگے اور نکلے گی وہان سے
گروہ شیطان کے پس جب یہہ فریق تابع عبد الوہاب نجدی ہوکر وہابی کہلایا اور وہ نجد کا ہے اور نجد موافق حدیث صحیح کے
مقام شیطان کے گروہ کا ہے بہلا ایسے ذات شریفہ جنکے یہ صفات لطیفہ ہون اونکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وسلم کسطرح محبت اور پیار سے یہہ پیارا نام بہائی کا صحابہ کے سامنے فرماتے اور تماشا یہہ ہے کہ جناب صلی اللہ
علیہ وسلم کو بہائی بتانے پر جو لڑتے مرتے ہین وہ بہی فریق نجدیہ ہین اور جو لوگ کہ ائمہ دین اور رہنمائی حق و
یقین تہے جنکی تمنای دیدار آپ نے ظاہر فرمائے اون لوگون نے کبہی یہہ مباحثہ نہ کیا بلکہ صحابہؓ نے بہی نہ کیا کہ ہم
بہائی ہین رسول اللہ صلعم کے اور کبہی عبد اللہ بن عباس و فضل بن عباس علی و عقیل وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت
صلعم کو لفظ بہائی یعنے اخی سے خطاب نہ کیا اور کبہی روایت احادیث مین بہی قال اخونا رسول اللہ صلعم کسی نے صحابہؓ
مین سے نہ کہا اور نہ یہہ بہائی کہنا تابعین وتبع تابعین مین جاری ہوا اور نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر علماء صالحین نے ایسے
لفظ سے آنحضرت صلعم کو تعبیر کیا اگر اسکا جواز تہا اور موافق نص تہا اور کوئی اسمین حرج نہ تہا تو سلف و خلف تمام نے اس سے کیون
اعراض کیا عجب بات ہی کہ موافق نص کے ہووے بر عکس جسا مع براہین کے اور کوئی بہی اسپر عامل سلف وخلف متقدمین ومتاخرین
مین سے نہووے سوائے فرقہ بدعتیہ وہابیہ کی اہل سنت جماعت کے اعمال صالحہ کو تو فقط اس وجہ سے کہ زمانہ ثلاثہ مین بحیثیت کذائیہ موجود نتہی
بدعت وضلالت کہا جاوے اور اسکا وجود بعد زمانہ ثلاثہ کی بہی نہوا تب بہی جائز بنایا جاوے اور موافق نص کے اسکو کہا جاوے اسلئے بعض معتقدون نے اسکو

ارتکاب ہوگیا ہو وہی دلیل شرعی انکی واسطے کافی وافی ہے نعوذ باللہ من ذلک اور یہہ بھی واضح ہو کہ جامع براہین نے اثبات اخوت مین اسلام و ایمان کی بھی شرط نہین لگائی آیہ انما انا بشر مثلکم سے یہ فائدہ نکال چکے ہین کہ اولاد آدم ہونا علت اخوت ہو جس نے آپ کو بوجہ بنی آدم ہونے کے بھائی کہا موافق نص کے کہا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جسقدر قوم مین شریف و رذیل کافر و مومن دنیا مین ہین معاذ اللہ گویا وہ سب بھائی ہین پس تقریر کے موافق گویا آپنے اون سب بھائیون کے دیدار کی تمنا اس حدیث مین بیان فرمائی کہ انا قد رأینا اخواننا توبہ توبہ استغفر اللہ اور اگر یہہ لوگ اس حدیث سے کفار و مشرکین وغیرہم کو خارج فرماوین گے تو ہم کہینگے اسیطرح تم بھی اس حدیث سے خارج ہو کیونکہ اس حدیث مین اونھی لوگون کو بھائی فرمایا ہے جو باعث نور عرفان و تجلی ایمان و ہدایت عام و ارشاد تام اس قابل ہین کہ اونکے دیکھنے کی تمنا کیجائے من الصدیقین والشہداء والصالحین پھر ایسے اُمتی لوگون نے تو آپ کو بھائی کہا نہین اور آنحضرت صلعم کو آپنے بھائی بنانے مین منازعہ نہ کیا تیرا صدی کے لوگون فرقہ وہابیہ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے اور صاحب انوار نے تو تشنیع اسبات پر کی تھی کہ ذلیل ذلیل آپ کو اپنا بھائی کہہ رہا ہو چنانچہ عبارت صاحب انوار ساطعہ صاف یہ مضمون ادا کر رہی ہے بشرطیکہ کوئی نور بصیرت والا اوسکو دیکھے وہ عبارت یہ ہو (اس زمانہ مین ایک دنی سا آدمی ہے کہ وہ یہہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بھائی ہین) افسوس معاندین کے حال پر کہ مغز کلام صاحب انوار تک ذرہ بھر نہ پہنچے قلم یا وہ گوئی پر اوٹھا کر جو چاہا لکھنے لگے ؏ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر + پس جامع براہین پر لازم تھا کہ ایسے دلیل بیان کرتا جس سے یہہ واضح ہو جاتا کہ ذلیل ذلیل آدمی آنحضرت صلعم کو بھائی کہے تو جائز ہے اور حدیث مذکور مین جس سے آنحضرت صلعم کو بھائی فرمانا ثابت ہو اوسکا شمول ذلیل ذلیل آدمیون کو نہین ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ جو شرعًا ذلیل ہون مانند فرقہ نجدیہ کے اون کے رویت کی تمنا آپ نے نہین فرمائی پس اونکو بھائی و اخواننا بھی نہین فرمایا پس اس حدیث سے مقصود حاصل جامع براہین کا کہ وہ رد قول صاحب انوار ہے نہوا اور ذلیل آدمی کا بھائی فرمانا ثابت نہوا **ثالثًا** اگر یہ تمہارا مضمون معاذ اللہ انما انا بشر مثلکم کہ سب آدمی خواہ صالح خواہ فاجر خواہ کافر سب آپکے بھائی ہین اور آپ نے اون سب کے دیکھنے کی آرزو فرمائے ہی معاذ اللہ بطور تنزل و فرض محال لتسلیم بھی کیا جاوے تب بھی تمہاری حجت پوری نہین ہوتی کہ تمکو اپنے مُنھ سے یہ کہنا جائز ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی ہین اسلیئے کہ آپ نے اگر امتیونکو بھائی فرمایا تو وہ تواضع و فروتنی اور کسر نفسی سے فرمایا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب عشرۃ النساء مین ایک حدیث ہو کہ آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا مہاجرین و انصار صحابہؓ موجود تھے اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپکو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہین پھر ہم تو اونسے زیادہ مستحق ہین کہ آپ کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا اعبدوا ربکم اکرموا اخاکم یعنے عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو

اپنے بہائی کی صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم ھضمًا لنفسہ اور شیخ عبد الحق دہلوئی بہی تحت حدیث اکرموا اخاکم کے فرماتے ہین اپنے شرح مشکوۃ لمعات مین یرید نفسہ الکریمۃ تواضعًا وتنبیہًا علی انہم بشر مثلہم فی عدم جواز السجدۃ والعبادۃ لہ انتہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بہائی سے مراد اپنے ذات مبارک رکھی ہے اور یہہ لفظ اپنی نسبت اپنی واسطے کسر نفسی کے فرمایا ہضم کے معنے عربی مین توڑنا ہے چنانچہ منتخب اللغات وغیرہ مین موجود ہے پس آپ نے اپنی ذات مبارک کو جو بہائی قرار دیا اوسکا شارحین حدیث لکھتے ہین کہ آپ نے اپنے نفس کو توڑا جو لفظ کم درجہ بولا اب دانایان اسرار سمجہین کہ آپ نے اوسوقت اکرموا اخاکم صحابہؓ کو خطاب فرمایا تہا کہ اونمین وہ بہی تہے جو آپ کے نسب شریف مین شریک تہے باعتبار اشتراک نسب بہی اونکو بہائی کہدینا بجا تہا لیکن اونکے بہائی کہدینے کو تم سُن چکے کہ صاحب مجمع البحار وغیرہ محدثین محمول تواضع اور کسر نفسی پر کر رہے ہین پہر افسوس ان بے انصافون کے حال پر کہ باوجود اپنی حالت روی وذلیل ہونیکے آنحضرت صلعم کو بہائی کہکر اپنے منہ سے کسر شان عالی آنحضرت صلعم کے کرتے ہین اور یہہ ہم اوپر تحقیق کر چکے کہ کوئی عظیم القدر اگر اپنے مُنہ سے اپنی نسبت کلمہ کسر نفسی کا کہے تو وہ حسن اخلاق مین داخل ہے دوسرونکو جائز نہین کہ کسر شان کا کلمہ اوس ذیشان کی نسبت کہا کرے جامع براہین اپنے آپکو احقر الناس بعض جگہہ لکہتا ہے اوسکے مرید وچیلہ ومعتقد وشاگرد وغیرہم ماتحت اس کلمہ کو اوسکے حق مین کسر نفسی کا کلمہ قرار دیتے ہین اور وہ ماتحت لوگ جامع براہین کو یہ کیون نہین کہتے کہ جامع براہین ہمارے پیر واستاد احقر الناس ہین اگر ایسے کلمہ سے کوئی جامع براہین کو تعبیر کرے اور خطاب کرے یا خط مین لکہے تو جامع براہین و دیگر لوگ تمام اوس شخص کو بے ادب وگستاخ قرار دینگے اور یہہ کوئی نہ کہیگا کہ جامع براہین نے خود اپنے آپ کو یہہ لکہا ہے پس اسیطرح یہان جان لینا چاہیئے کہ گو آنحضرت صلعم بطور کسر نفسی کے خود کو بہائی فرماوین لیکن دوسرون کو یہہ کلمہ کہنا اور اپنا بہائی بتانا درست وجائز نہین ہے بلکہ وہ کہنے والا بے ادب وگستاخ ہے ہان جسکے دلمین آنحضرت صلعم کی عظمت نہین ہے اور رسول مقبول صلعم کے توقیر سے وہ خالی ہے تو وہ ایسے کلمات جس سے کسر شان آنحضرت صلعم ہو کہنا درست قرار دیگا اور تاویلات بعیدہ سے اوسکو جائز بنا دیگا اور منصفین اذکیا تو جانتے ہین کہ یہہ تاویلات پیش نہین چل سکتے ہین شفاء قاضی عیاض وشرحہ للملا علی قاری مین ہے کہ ابن حاتم منفقہ نے آنحضرت صلعم کو یتیم وختن حیدرہ مناظرہ کے درمیان کہدیا تہا اور آنحضرت صلعم کا زہد قصدًا نہ تہا طیبات پر قدرت ہوتی تو آپ کہاتے فقہائی اندلسؒ نے ابن حاتم مذکور کے قتل کا فتوی دیا اسواسطے کہ یہہ اختقار آنحضرت صلعم کا اوسنے کیا تہا چنانچہ بعض عبارت شرح ومتن کی لکہی جاتی ہے وافتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المتفقہ الطلیطلی وصلبہ بما شہد علیہ بہ من استخفافہ

بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولعل تفسیرہ قولہ وتسمیۃ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدرۃ وزعمہ ان
زھدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا انتہیٰ مختصرا اور اوسی کتاب مین یہی
ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حق مین کلام قبیح کہا جب کسے دیندار نے اوسکو جھڑکا کہدیا کہ رسول اللہ سے
مرادمین نے عقرب یعنے بچھولی ہے کہ وہ بچھو بھی خدائے تعالے کے پاس سے بھیجا گیا ہے اور مخلوق پر مسلط کیا گیا ہی
یعنے اوسنے رسالت عرفیہ کی تاویل ساتھہ رسالت لغویہ کے کی تو یہہ تاویل اوسکی مقبول نہو ئی اسلیئے کہ صریح لفظ
مین ادعاء تاویل مقبول نہین ہے اسلیئے کہ یہہ حقارت کرنا و استخفاف ہی اور قائل اسکا غیر معزز و مبجل و غیر معظم شان نبی کا ہی
پس اباحت اوسکے دم کی واجب ہے عبارت بقدر حاجت شفاء و شرح شفاء یہہ ہے (وقال) ای ابن ابی سلیمن (فی)
رجل قیل لہ) ای بدلما قالہ لا وحق رسول اللہ قال فعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا و ذکر کلاما قبیحا) ای لا
ینبغی ان یذکر صریحا (فقیل لہ) انکارا علیہ (ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال
اشد) ای کلاما اقبح (من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب) فانہ ارسل من
عند اللہ وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود بعند القواعد الشرعیۃ
(فقال ابن ابی سلیمن للذی سالہ یرید فی قتلہ وثواب ذلک قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل
فی لفظ صراح) معناہ خالص لا لبس فیہ ولا قرینۃ تنافیہ فیکون دعوی مجردۃ خالیۃ عن علامۃ
(لا یقبل) ای ادعاوہ لانہ امتہان) ای احتقار لہ صلی اللہ علیہ وسلم (وھو) ای والحال ان صاحب
ھذا المقال (غیر معزز) ای غیر مبجل (لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا موقر لہ) ای ولا معظم بشانہ حیث غیر وصفہ
الخالص بہ واراد بہ حیوانا استحق مھانتہ (فوجب اباحۃ دمہ لتقصیرہ فی توقیرہ وقد قال تعالے لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ
انتہیٰ مختصرا اس سے واضح ہے کہ معنے عرفی کے خلاف بلا قرینہ وعلامت کے معنے لغوی مراد بطور تاویل لینا
مقبول نہین اور تعظیم و توقیر مین تقصیر کرنیکے سبب سے اباحۃ دم واجب ہی اسمین کوئی شبہ نہین ہی کہ آنحضرت صلعم کو
ادنی کا بھائی بنانا آپ کی حقارت ہے اور تقصیر ظاہر ہے آپکی تعظیم و توقیر مین آب منصفین انصاف کرین کہ جامع براہین کا
یہ کلام کس درجہ کا قبیح و نامناسب ہی **رابعًا** یہ کہ یہہ کیا ضرور ہے جو الفاظ نص کتاب و حدیث مین ہون اون کا
تلفظ علی العموم سبکو جائز ہو حضرت آدم علیہ السلام نے خود کہا ربنا ظلمنا لکن دوسرا آدمی اونکو کہے کہ انہون نے
ظلم کیا تہا تو جائز نہین ہے اللہ تعالی نے اونکو فرمایا ہے عصیٰ ادم ربہ فغوی ہر آدمی مجاز نہین کہ آدم علیہ السلام کو
نافرمان غاوی بہکا ہوا نعوذ باللہ من ذلک کہے اسیطرح حضرت یونس علیہ السلام نے کہا انی کنت من الظالمین
ہر آدمی اونکو کہنے لگے وہ ظالمین مین سے تہے جائز نہین بناءً علیہ اگر آپ نے اپنی زبان مبارک سے براہ اشفاق

اپنے مرتبہ تنزل عالی فرماکر لفظ اخوت فرمادیا تو اُمتیون کو کب لازم ہے بلکہ کب درست ہی کہ یہہ بھی وہی کلمہ تنزل اپنے
مُنہ سے جاری کرین کہ ہم تو موافق نص کے کہتے ہین اور طرفہ ماجرا یہہ ہی کہ یہہ نص کہان وارد ہے کہ اے اُمتیو
تم بھی بہائی کہا کیجو صیغہ امر موجود نہین پہر موافق نص کہان ہوا نص ہین تو فقط اسیقدر ہی کہ آنحضرت صلعم نے
ہمارے بہائی فرمایا ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ یہہ بطور کسر نفسی و براہ اشفاق فرمایا ہے پس موافق نص کے
یہ ہوتا ہے کہ اسطرح کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم نے بطور کسر نفسی و براہ اشفاق بہائی فرمایا ہی یہ موافق نص کے
ہرگز نہین ہے کہ ادنی ادنی آنحضرت صلعم کو بہائی کہے تو درست ہی این ہذا من ذلک ع ببین تفاوت رہ از کجا
است تا بکجا ÷ خدائے تعالی انکو راہ راست دکہاوے کہ ایسے اولٹے معنے حدیث و قرآن کے کرکے ضلال
و اضلال کے مرتکب نہووین **خامسًا** یہہ کہ صاحب انوار کے کلام مین نہ نفی بشریت کا ذکر ہے نہ نفی اخوت کا
البتہ ممنوع ہونا اطلاق لفظ اخوت کا بباعث نقص ایہام موجود ہے اور یہہ بات اولی الالباب سے مخفی نہین ہے
کہ بہت سے ایسے لفظ ہوتے ہین جو فی نفسہ کسی وجہ سے صحیح ہوتے ہین لیکن ایک وجہ ایہام اونمین ایسی لگجاتی ہی
کہ بُرے معنے بھی اونمین نکلنے لگتے ہین اوس وجہ سے بولنا اون الفاظ کا قطعًا منع ہو جاتا ہے شرعًا جیسا کہ صحابہ رض
آنحضرت صلی اللہ کی خدمت مین یہ کلمہ عرض کیا کرتے تھے (راعنا) یعنے آپ متوجہ ہوجئے ہمارے طرف لیکن چونکہ
یہود بھی یہ کلمہ کہا کرتے تھے اور وہ اپنی شرارت و خبث نفس کے باعث اس لفظ کے احمق کے معنے لیتے تھے معاذ اللہ
بناءً علیہ صحابہ رض کو روک دیا گیا کہ (لاتقولوا راعنا و قولوا انظرنا) یعنے مت کہو تم راعنا و قولوا انظرنا ہرچند صحابہ جو معنے
سمجھکر کہتے تھے وہ صحیح تھے لیکن ایہام یعنے وہ معنے یہودانی نکل سکتے تھے اور یہود کیواسطے یہہ ذریعہ بُرا کہنے کا تھا
بناءً علیہ جناب رسالت مآب کے حضور مین اوس کلمہ کا بولنا حق سبحانہ نے پسند نفرمایا اور آیت ممانعت نازل فرماوی
جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ قصہ مذکور ہے اور تفسیر کبیر مین سات وجہ اسکے عدم جواز کے ذکر کئے
ہین چوتھی وجہ یہہ لکہی ہے کہ یہ لفظ موہم مساوات درمیان مخاطبین کی ہے اسلئے خدای تعالیٰ نے منع فرمایا اور بیان کیا
کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب مین کرنا ضرور ہے لقولہ تعالیٰ لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم الایہ عبارت
یہہ ہے ورابعہا ان قولہ راعنا مفاعلۃ من الرعی بین اثنین فکان ہٰذا اللفظ موہما للمساواۃ بین
المتخاطبین کانہم قالوا ارعنا سمعك لنرعيك اسماعنا فنہاہم اللہ التعالیٰ عنہ و بین ان لابد من تعظیم
الرسول فی المخاطبۃ علیٰ ماقالوا لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا انتہیٰ اس سے واضح ہی کہ ایہام
امر ناجائز سے بھی عدم جواز آجاتا ہے بلکہ تفسیر کبیر سے لائح ہے خطاب مین ایہام مساوات کے سبب سے اس قول سے
منع فرمایا یہی بعینہ صاحب انوار ساطعہ نے کہا کہ ایہام مساوات کے سبب سے بہائی آنحضرت صلعم کو ادنی ادنی کا

بتانا منع ہے اور اسکو خود مولوی رشید احمد صاحب بھی لطائف رشیدیہ مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آبادی صفحہ ۲۹ مکتوب دہم میں
دیکھو لکھتے ہین اور اسی صفحہ مین ایک مضمون دوسرا آپ یہہ بھی لکھہ رہے ہین وہ یہہ ہے (صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف
آنحضرت صلعم مین ہرگز بوجہ اذیت و گستاخی معاذ اللہ نہ تہا بلکہ حسب عادت و طبع تہا لیکن چونکہ اذیت و بے اعتنائی
شان والا کا اوسمین ایہام تہا یہ حکم ہوا یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول
کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا مقصد گستاخی نہین مگر اس فعل سے حبط اعمال
تمہارے ہو جاوین گے اور تمکو خبر بھی نہو گی انتہی کلامہ اور جامع براہین اپنے براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۱ مین مجرد ایہام منع کو
دلیل منع بیان کرتے ہین اور اسپر دو عبارتین درمختار اور ردالمحتار سے نقل کی ہین رد مجرد ایہام اللفظ مالا یجوز
کاف فی المنع کما قدمناہ انتہی دوسری عبارت یہہ ہے ان مجرد ایہام اللفظ المعنی المحال کاف فی المنع من التلفظ بہذا
الکلام وان احتمل معنے صحیحا ولذا علل المشائخ بقولہم لانہ یوہم ونظیرہ ما قال فی انا مؤمن ان شاء اللہ تعالی
فانہم کرہوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لما فیہ من الایہام کما قررہ التفتازانی وابن الہمام انتہی پہر صاحب انوار
ساطعہ ایہام منع و مانع محال کے سبب سے لفظ بہائی کا آنحضرت صلعم کی شان مین بولنا اور یہہ کہنا ادنی ادنی کا کہ رسول اللہ
میرے بہائی ہین ناجائز کہتے ہین بڑے افسوس کی بات ہے کہ خود جامع براہین ایہام منع و معنے محال کو وجہ عدم جواز
بتاتے ہین اور یہی وجہ صاحب انوار یہان گذارتے ہین اور فی الواقع یہ وجہ یہان بھی موجود ہے اور جامع براہین
یہان عدم جواز اس قول ادنی ادنی کو کہ (رسول اللہ میرے بہائی ہین) قبول نہین کرتے اور اپنے لکھے ہوئے کو یاد
نہین رکھتے مثل مشہور ہے (دروغ گو را حافظہ نباشد) بلکہ قول مذکور مین (کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین) ادعاء
رسالت کا وہم بمقتضائے اس قاعدہ کے کہ اوسکو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ مین لکھا ہے کہ (مشتق مین
مشتق منہ علت حکم کے ہوتا ہے) ہونا ضرور ہے کیونکہ لفظ رسول مشتق ہے رسالت سے اور رسول اللہ پر جو حکم قائل
مذکور کرتا ہے کہ میرے بہائی ہین بحسب قاعدہ مذکورہ مسلمہ جامع براہین اسکے علت رسالت ہو گی پس قائل نے شرکت
فی الرسالۃ کے سبب سے یہہ حکم کیا اگرچہ اوسکی نیت نہووے لکن لفظ تو اسکا موہم ہے پس ایہام ادعاء رسالت ثابت ہوا اور
یہہ لفظ قائل کا موہم معنے محال کو ہوا پس عدم جواز اسکا واضح ہوا اور اسمین یہ تاویل کہ وہ بسبب مساوات فی البشریۃ
کے بہائی کہتا ہے مع ان المساواۃ فی البشریۃ غیر مسلم رافع اس ایہام کی نہین ہے اور ایہام کیواسطے نیت قائل و ارادہ
قلبی اوسکا ضرور نہین ہے اور اگر رسالت سے قطع نظر کرے وہ قائل تب بھی اوسکو مفید نہین اور قطع نظر کرنا ایہام لفظ کو
واقع نہین ہے اور نیز مساوی سمجھنا آنحضرت صلعم کو گھٹانا شان عالی رسالت و محبوبیت و خاتمیت کا ہے اور سخت گستاخی ہے
اگرچہ بہائی کہنے والا ارادہ گستاخی کا نہ کرے لیکن ایہام گستاخی موجود ہے مبادا اوسکے اعمال حبط ہو جاوین اور اوسکو

خبر نہووے جیسا کہ مسئلہ رفع اصوات مین حکم تسلیم کیا ہوا مولوی رشید احمد صاحب کا گذر چکا ہی پس یہہ تاویل کہ وہ شرف و تقرب مین مساوات نہین جانتا جو جامع براہین کی ہی اوس سے صاحب انوار کو کچہہ ضرر و صاحب براہین کو کچہہ فائدہ نہین ہوا اور مساوات ثابت کرنا بشریت مین وہ بھی لغو رہا **سادسًا** یہہ کہ بعض احکام شرعیہ بہ تبدل زمانہ بدل جاتے ہین چنانچہ یہہ مضمون خود جامع براہین کا تسلیم کیا ہوا ہے صـ۵۳ براہین مین موجود ہے پس جائز ہو کہ بھائی کا لفظ اول زمانہ مین ایسا نہووے جیسا اب ہے اس زمانہ مین یہہ لفظ اکابر کی نسبت بولنا اونکی سخت گستاخی و بے توقیری مین شامل ہے مثلاً پیر یا استاذ یا آقا عالی رتبہ جیسا بادشاہ کو مرید و شاگرد و نوکر و رعیت بھائی کہے تو عرفًا اوس قائل کو غیر مہذب و گستاخ و بیباک تمام لوگ کہین گے اور اوسکا یہہ عذر کہ مین بسبب اولاد آدم ہونیکے بھائی کہتا ہون کوئی قبول نہ کریگا اور جنکو یہہ کلمہ کہا ہے کہ وہ پیر و اوستاذ و بادشاہ ہین اونکو بھی یہہ کہنا نہایت درجہ کا ناگوار خاطر ہوگا اور درمختار کے باب وصیت الاقارب وغیرہ مین ہے قیل من قال للوالد قریب فہو عاق انتہی جو شخص اپنے باپ کو قریب کہے تو عاق ہے اسکے تحت مین ردالمحتار مین ہے قال فی المعراج اذ فی الخبر من سمی والدہ قریبا عق وقد عطف الاقربین علی الوالدین فی قولہ تعالیٰ الوصیۃ للوالدین والاقربین ویعطف الشیٔ علی غیرہ حقیقۃ فعرف ان القریب فی لسان الناس من یتقرب الی غیرہ بواسطۃ کذا فی المبسوط ای والوالدان والولد یتقربان لابواسطۃ انتہی اس سے واضح و لائح ہی کہ قریب لوگون کی زبان مین اوسکو کہتے ہین جو بواسطہ قریب ہووے اور باپ سے قرابت بیٹی کی بواسطہ نہین ہے بلکہ بلاواسطہ قرابت ہی اسلئے کہ باپ کو قریب کہنے سے عاق ہو جاتا ہی اور بھائی کو قرابت بھائی سے بواسطہ مان و باپ کے ہی پس بھائی ہی قریب ہوا اور لفظ بھائی کا ہی دلالت واضحہ کرتا ہی اسپر کہ بواسطہ قرابت ہی نہ بلاواسطہ اور قریب جو بواسطہ قرابت رکھتا ہی اوسکے کہنے سے باپ کے حق مین عاق ہو جاتا ہے تو باپ کو بھائی کہنے سے بھی عاق و نافرمان ہوگا پس جب استاذ و پیر و بادشاہ کو بھائی کہدینا شاگرد و پیرو و نوکر و رعیت کا گستاخی و بے ادبی ہے عرفًا اور باپ کو قریب و بھائی کہدینا عاق ہوتا ہے شرعًا تو بہ نسبت اوس ذات عالی شان کے جنکا رتبہ بعد خدای تعالی کے ہی ؏ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر + بھائی کہدینا بطریق اولی گستاخی و بے ادبی و بے باکی و خلاف شرع کے ہی اس تحقیق سے سیری نہین ہوئی تو لیجئے خدای تعالی نے قرآن شریف مین بہت جگہہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندون کو تعلیم فرمایا ہی قولہ تعالی وعلم ادم الاسماء وقولہ تعالی علم الانسان ما لم یعلم وقولہ تعالی وعلمك ما لم تكن تعلم اور بہت سے آیات اس طرح کے ہین ان تمام آیات سے واضح و لائح ہوتا ہے کہ موافق نص خدائی تعالی کو معلم کہنا جائز ہووے کیونکہ مادہ تعلیم خدای تعالے مین موجود ہوا تو اوسکا مشتق جو معلم ہی ضرور اوسپر صادق ہونا چاہئے جیسے کلام و ترزیق و تخلیق و احیاء وغیرہ کے قیام کے سبب سے متکلم و رازق و خالق و محی وغیرہا اوسکو کہنا جائز ہے اور حال آنکہ علماء ربانی نے خدای تعالی کو

معلم کہنے سے منع فرمایا ہی چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہی لم یصح اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ
بمن یحترف انتہی یعنے خدا تعالی کو معلم کہنا درست نہین کیونکہ لفظ معلم خاص ہوگیا ہی پیشہ ورونکے
ساتھہ جو کہ بچونکو پڑہاتے ہین پس مبتدل ہوگیا یہ لفظ عرف عام مین بناءً علیہ بولنا اس کا جناب باریتعالی پر
سوء ادب ٹھہرا اسیطرح فتاوی عالمگیریہ مین ہی کہ کسی شخص نے کہا کہ جب آدم زمین پر آئے تب
اونہون نے کپڑا بنا تہا پس ہم سب جولاہے کے بچے ٹہرے یہ کلمہ کہنا اوس شخص کا کفر ہی انتہی بترجمہ
ملخصاً اب دیکھیے آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تہا اور جولاہی کا کام بہی کپڑا بننا ہوتا ہی اور جولاہہ آدمی ہی
ہوتا ہی کوئی کلب و خنزیر نہین ہوتا نعوذ باللہ من ذالک بناءً علیہ بولنا اس لفظ کا آدم علیہ السلام پر ہرگز
عقل کے خلاف نہ تہا لیکن چونکہ عرف عام مین جولاہہ لفظ ونمین ایک گرا ہوا اور کم وقعت ہی صرف اس باعث سے اطلاق
لفظ جولاہہ کا آدم علیہ السلام پر درست نہوا ان نظیرون سے ثابت ہوگیا کہ جو لفظ عرف عام مین ایسا ہوجاوے کہ ہرگز
شرف و منزلت پر دلالت نکرے بولنا اوسکا صاحب شرف و منزلت پر درست نہین ہے فَانْتَبِهُوا
يَاأَيُّهَا الْغٰفِلُوْنَ سابعًا واجب و لازم فرمائے اللہ تعالی نے ہمپر تعظیم و توقیر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی چند آیات قرآنی سے انہین سے ایک یہ آیت ہی وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کلمہ اولی کی تفسیر
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے یہ فرمائے ہین ای تُجِلُّوْهُ مشتق اجلال سے ہی یعنے جلال حضرت صلعم کا
ثابت ظاہر کرو اور کہا مبرد نے اسکی تفسیر مین ای تبالغوا فی تعظیمہ یعنی مبالغہ کرو آنحضرت صلعم کی
تعظیم مین اور ایک قرأت اس لفظ کی زاء معجمہ کے ساتھہ بہی ہی مشتق عز سے ای تعززوہ یعنی عزیز رکہو تم
انکو یہ بیان شفاء قاضی عیاض مین موجود ہی اسکی شرح مین ملا علی قاریصاحب فرماتے ہین کہ لفظ تعززوہ
دو زاء کے ساتھہ مجرد اس کا عز بمعنے شدت و قوت کے ہے جیسا کہ خدا تعالی اسی معنی مین فرماتا ہے
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ تخفیف و تشدید کے ساتھہ اور اس جگہہ یعنی تعززوہ مین تعزیز کیطرف منقول ہوئے
جو باب تفعیل ہے مبالغہ و تکثیر کیواسطے اس بیان ملا علی قاریصاحب سے واضح ہی کہ معنی تعززوہ کے یہ ہین
کہ بہت عزیز رکہو آنحضرت صلعم کو اور آیت کریمہ کا کلمہ ثانیہ یعنی توقروہ خود ظاہر ہی کہ مشتق
توقیر سے ہی یعنی ادب رکہو آنحضرت کا اور تعظیم کرو اور اوپر وجوہ مذکورۃ الصدر میں معلوم ہو چکا
ہی کہ بہائی کا لفظ موافق عرف عامہ کے ایک کلمہ مساوات ہی اور مساوات کو تعظیم سے منافات ہے بناءً علیہ
بہائی کہنا مخالف اوس نص کے ہوگیا جو تعظیم کیلئے وارد ہوئی ہی لیکن جناب مع مریدین
کو چاہیے کہ خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اوس عقیدہ سے تائب ہون جو اٹہایا ہی کہ اولیاء آدمی جو رسول مقبول

علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بھائی کہنے پھرتے ہیں کبھی اُنکو موافق نص کہے اس سے خود بھی توبہ کرے اُنسے بھی توبہ کرائے اور آیندہ کو ہمیشہ یہہ کہا کرے کہ بھائی کہنا مخالف نص تعظیمی کے ہے **قولہ** پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن حدیث کی ہوا **قول** جامع براہین نے قرآن شریف کی آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لکھی اور حدیث وَدِدْتُ اَنِّي قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانِي لکھی بھائی کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ آیت سے ثابت نہ حدیث سے آیت میں لفظ بشر ہے اخ نہیں اور بشر کو یہ ضرور نہیں کہ بھائی ہوا کرے جایز ہے کہ بادشاہ و حاکم و پیر و استاد و باپ ہو جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ باعتبار جسم و ظاہر کے انبیا علیہ السّلام بشر ہیں نہ حسب باطن کے اور یہہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے میں نہیں ہوں مانند صفت و ماہیت تمہاری کے چنانچہ بھی تفسیر لست کھیئتکم کی ملا علی قاری سے گذر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ بطور کسر نفسی کے حکم ہوا تھا اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ اوس سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ دوسرا کوئی آنحضرت صلعم کو کہے کہ میرے بھائی ہیں تو جایز ہے پس لفظ بشر منصوص فی القران سے مقصود جامع براہین ہرگز حاصل نہیں ہوا اور لفظ مثلکم سے اگر جامع براہین ثابت کرنا چاہئے تو لفظ مثل سے بھی اخوت کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا ہے مماثلت بین الشئین مستلزم اخوت کو نہیں ہے مماثلت فقط اشتراک ہے کہ کسی امر خارجی میں بھی ہو وے تو ثابت ہو جاتی ہے دیکھو خدائے تعالی فرماتا ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ اس آیت میں خدا تعالی نے تمام جانوروں اور پرندوں کو مثل تمہارے فرمایا ہے اسمیں خنزیر وغیرہ سبھی ہیں پس جو شخص مماثلت کو مستلزم اخوت کا جانے تو خود کو بھائی خنزیر کا ہونا بھی قبول کرے اور علما تو اس آیت میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت جانتے ہیں اور آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت فرماتے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر آیت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ کی تحت میں مماثلت کے باب میں تین قول نقل کیئے اول قول منقول ابن عباس رضی اللہ سے ہے کہ جانور مماثل تمہارے یعنی انسان اور بشر کے اس امر میں ہیں کہ معرفت و توحید و تسبیح و تحمید مانند انسان و بشر کے ان سے بھی صادر ہوتی ہے اس قول کی طرف طایفہ عظیمہ مفسرین کا گیا ہے عبارت تفسیر کبیر یہہ ہے الاول نقل الواحدی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال یرید یعرفوننی ویوحدوننی ویسبحوننی ویحمدوننی والی ہذا القول ذہب طائفۃ عظیمۃ من المفسرین الخ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جانور مثل تمہارے امت و جماعت و مخلوق ہوتے ہیں کہ بعض بعض کے مشابہ ہے بعض بعض سے اُنس پکڑتا ہے اور بعض بعض سے پیدا ہوتا ہے مانند انسان کے عبارت یہہ ہے والقول الثانی المراد الامم امثالکم کونہا امما وجماعات وفی

كونها مخلوقة بحيث يشبه بعضها بعضاً ويأنس بعضها ببعض ويتوالد بعضها من بعض كالانسان
اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس امر میں مماثلت ہے کہ مانند انسان کے انکو بھی خدا تعالی نے پیدا کیا اور انکی تدبیر کی
اور انکے رزق کا کفیل ہوا عبارت یہ ہے القول الثالث المراد انها امثالنا في ان دبرها وخلقها وتكفل برزقها
انتہی چوتھا قول یہ ہے کہ جسطرح خدا تعالی نے کتاب یعنی لوح محفوظ میں بشر کے حالات عمر و رزق اجل و سعادت
و شقاوت کا احصا کیا ہے ایسے ہی یہ تمام حالات حیوانات کے احصا کئے ہیں پانچوان قول یہ ہے کہ
مماثلت اسمین ہے کہ مانند انسان کے حشر حیوانات کا اور ان کے حقوق کا پہونچانا ہوگا عبارت یہ ہے القول الخامس
اراد تعالی انها امثالنا في انها تحشر يوم القيمة يوصل اليها حقوقها انتہی چھٹا قول یہ ہے کہ کفار نے
آنحضرت صلعم سے معجزات طلب کئے تھے اسکے جواب میں خدا تعالی نے بیان فرمایا کہ خدا تعالی کی عنایت
عام حیوانات پر ایسی ہے جیسے انسان پر پس جس ذات کا رحم و فضل ایسا ہے کہ بخل حیوانات کے ساتھ بھی رحمت
و فضل کرنے میں اوسکو نہیں ہے تو وہ رحمت و فضل کرنے میں انسان کے ساتھ بطریق اولی بخل نکریگا
پس معجزہ مطلوبہ ظاہر نکرنے میں طلب کرنے والوں کے واسطے مصلحت ہے ہوا اسکے اظہار میں اونکا ضرر
ہے عبارت یہ ہے القول السادس ما اخترناه في نظم الآية وهو ان الكفار طلبوا من النبي صلى الله عليه وسلم
الايتان بالمعجزات القاهرة الظاهرة فبين تعالى ان عنايته وصلت الى جميع الحيوانات كما وصلت
الى الانسان ومن بلغت رحمته وفضله الى حيث لا يبخل به على البهائم ثم كان بان لا يبخل به على الانسان
اولى فدل منع الله من اظهار تلك المعجزات القاهرة على انه لا مصلحة لاولئك السائلين في اظهارها
وان اظهارها على وفق سؤالهم واقتراحهم يوجب عود الضرر العظيم اليهم اور قول ساتوان سفيان
بن عیینہ سے منقول ہے کہ اونہوں نے بیان کیا کہ ہر آدمی کو مشابہت بعض حیوان سے ہے بعضے مثل قدمی مانند شیر کے
کرتے ہیں بعض مانند بھیڑئے کے دوڑتے ہیں بعضے مانند کتے کے آواز و نوحہ کرتے ہیں بعض فعل مانند طاوس
کے کرتے ہیں بعض مشابہ خنزیر کے ہیں کہ وہ جسطرح طعام طیب نہین کہاتا ہے گندگی انسانی کہاتا ہے
ایسے ہی اس کے مشابہ جو انسان ہے وہ بکہاس میں حکمت علم کی نہیں محفوظ رکھتا ہے اور کلمہ خطا اور برے کو
محفوظ رکھتا ہے ایک بار سنکر اور جس جگہ بیٹھتا ہے اوس بدکلمہ کو ذکر کرتا ہے عبارت یہ ہے القول
السادس ما رواه ابو سليمن الخطابي عن سفيان بن عيينة انه لما قرأ هذه الآية قال ما في الارض آدمي الا وفيه
شبه من بعض البهائم فمنهم من يقدم اقدام الاسد ومنهم من يعدو عدو الذئب ومنهم من ينبح نباح الكلب
ومنهم من يتطوس كفعل الطاوس ومنهم من يشبه الخنزير فانه لو القى اليه الطعام الطيب تركه واذا

قام الرجل عن رجيعه ولغ فيه فكذلك نجد في الآدميين من لو سمع خمسين حكمة لم يحفظ
واحدة منها فان اخطئت مرة واحدة حفظها ولم يجلس مجلسا الا رواه عنه ثم قال فاعلم يا اخي انك انما
تعاشر البهائم والسباع فبالغ في الحذار والاحتراز فهذا جملة ما قيل في هذا الموضع انتهى یہ تمام
سماعت **قول** علماء کی اس مماثلت کی بارہ مین ہین درمیان انسان و حیوانات کی کسی سے یہ مفہوم نہین کہ مماثلت
و اخوت لازم ہووے اور یہ تمام امر خارج مین مماثلت کے مذاکر تے ہین جس سے اخوت کو کچھ علاقہ نہین ہے،
اسیطرح آیت قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہی کہ اسمین مماثلت سے مراد یہ ہی کہ جسطرح دوسرے لوگ کلمات
بے نہایت خدا تعالی کو احاطہ نہین کر سکتے ہین اسیطرح آنحضرت کو حکم ہوا کہ کہدو کہ مین اس امر مین مثل تمہارے
ہون کلمات بے انتہا خدا تعالی کا احاطہ نہین کر سکتا ہون اور اس احاطہ مین مدعی نہین ہون چنانچہ
تفسیر بیضاوی مین ہے وسبب نزولها ان اليهود قالوا اني كتابكم ومن يوت الحكمة فقد اوتي خيرا
كثيرا وتقرؤن وما اوتيتم من العلم الا قليلا (قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) لا ادعي الاحاطة على كلماته
يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ) انما تميزت عنكم بذالك انتهى پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت
صلعم کو کلمات بے غایات خدا تعالی کے احاطے کا دعوی نہین ہے پس معنے نص کے تو یہی ہوئے اور یہی
موافق نص کے ہے اس پر دلالت کہان ہے کہ آنحضرت صلعم کو یہ کہدینا درست ہے کہ آنحضرت صلعم سب کے بھائی
ہین پس یہ ادعا جامع براہین کا یہ کہ موافق قرآن کے ہے سراسر باطل ہے اور تفسیر بالرائے ایسے ہی حدیث
مین بھی جسکو جامع براہین نے پیش کیا ہے یہ لفظ موجود نہین جسکے معنی یہ ہوین کہ آپنے امر فرمایا کہ تم
مجکو بھائی کہا کیجو پھر موافق حدیث کے کہان ہوا اور آپنے لفظ اخوان فرمایا وہ کسر نفسی سے تھا
جیسا کہ مفصلاً اوپر مکرر ذکر کیا گیا ہے پھر اس کہنے کو کہ رسول اللہ میرے بھائی ہین موافق قرآن و حدیث کے
سمجھنا بڑی کمفہمی کی بات ہے بلکہ سراسر قرآن و حدیث پر افترا ہے **قوله** اس پر طعن کرنا
قرآن و حدیث پر طعن ہے **اقول** چہ خوش اے حضرت یہ طعن سب آپکے جہل مرکب پر ہین
قرآن و حدیث کا نام لیکر ایسے موقع مین کیون دین کی اہانت کرتے ہو اپنی شرمندگی قرآن و حدیث
پر اتارتے ہو معاذ اللہ معاذ اللہ یاد رکھو قرآن ہمارا نور ایمان ہے اور حدیث حیات بخش روح و روان ہے
اس پر طعن کرنا کار اہل کفر و طغیان ہے **قوله** آپکی ذات کو بشریت سے نکالکر جو اشرف المخلوقات
ہے کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی ہے اور ہتک شان رفیع آپکا ہے **اقول** یہ بات
تو ایسی ہے جیسے کوئی آدمی بخار کی ہذیان مین باتین کیا کرتا ہے جسکا کوئی سر ہوتا ہے نہ پاؤن اسلیے

کہ کلام صاحب انوار موجود ہی دیکھو ہمین کب شریعت سے نکالکر معاذ اللہ معاذ اللہ دوسری نوع مین داخل کیا ہے **قولہ** سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے **اقول** مولف یعنی صاحب انوار بخوبی مراد قائل کی سمجھے ہوئی ہین لیکن چونکہ موقع ایہام مین محققین قایل کی مراد سے قطع نظر کرکے بباعث ایہام حکم عدم جواز دیتے ہین جیسا کہ اوپر لفظ راعنا اُنظرنا اور دوسری تحقیقات گذر چکی ہین بناءً علیہ صاحب انوار نے قائل کی مراد کو حسب قوانین شرعیہ ساقط الاعتبار کرکے اطلاق اخوت کو باعث ایہام منع کیا چنانچہ عبارت انکی بعینہ یہ ہے اس لفظ مین ایہام دعوی برابری کی حضرت فخر الانبیاء کی ساتھ ہے معاذ اللہ انتہی کلامہ اب سخن فہمان ژرف نگاہ انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین کہ مطلب کون نہین سمجھا صاحب انوار نے دریائے عمیق کے تہ مین پہونچکر گوہر حکم شرعی نکالکر اہل اسلام کو ہدیہ کیا اور جامع براہین نے صرف سطحی نظر سے اوپر اوپر نصوص کو دیکھکر بلا تعمق نظر اہل اسلام کو مغالطہ مین ڈالدیا پھر تماشہ یہ ہے کہ اولٹا الزام کم فہمی کا صاحب انوار کو دیا جہل مرکب اسی کا نام ہے **کما قال** سے آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند **قال** صاحب الانوار الساطعہ اب کس کس اختلاف کو بیان کیجئے ایک کہتا ہے وتر ایک پڑہو تین رکعت ضرور نہین **قال** جامع البراهين القاطعة وتر ایک رکعت احادیث صحابہ مین موجود ہے اور عبد اللہ بن عمر اور عباس رضی اللہ وغیرہ ہی صحابہ اوسکے مقر اور مالک شافعی واحمد کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مولف کا ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان مولف کا کیا ٹھکانا جب آنکھہ بند کرکے ائمہ مجتہدین پر اور صحابہ اور احادیث پر تشنیع کی بس یہ نخریر بجز جہل مرکب کے اور کیا وجہ رکھتی ہے معاذ اللہ **اقول** سخن فہمان بالغ نظر براہین کا کلام جلا بھنا ہوا سنکر اسکے غیظ و عناد قلبی کو سمجھ گئے ہونگے کہ یہ شخص عدل و انصاف کا ایک شمہ رائحہ نہین رکہتا ہے کلام صاحب انوار مین کونسا لفظ طعن کا ایسا ہے کہ جس سے ایمان جاتا ہے معاذ اللہ واضح ہو کہ رسالہ انوار ساطعہ مین مناظرہ اپنی ہم عصرون سے ہے نہ امام شافعی و مالک وغیرہما سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور یہ سبکو معلوم ہے کہ ہمارے ان قرب و جوار مین کل بنی آدم قدیم الایام سے حنفی مذہب تھے اب غیر مقلدون نے یہ رایج کر دیا کہ ایک رکعت وتر پڑھا کرو حالانکہ یہہ ان کی زیادتی قابل رد ہے اسلیئے کہ اگر کوئی ایک رکعت پڑہیگا تو بعضون کے نزدیک جائز اور بعضونکے نزدیک ناجایز ہوگا اور اگر تین پڑہیگا تو بالاتفاق جایز ہوگا جو علماء وتر کو کم و بیش کرتے ہین ان کے نزدیک بھی تین رکعت وتر کی پڑہنی ناجائز ہونا ثابت نہین ہے پہر بڑا نادان وہ آدمی کہ ایسی بات مین خواہ مخواہ

سینکڑوں برس کا باہمی اتفاق ہندوستان کا توڑ کر اختلاف و فساد اہل اسلام مین پیدا کرے بنائے علیہ
صاحب انوار نے لکھا (کس کس اختلاف کو بیان کیجیئے ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑھو) جامع براہین کے
چشم انصاف کو شدت غیظ نے ایسا اندھا کیا کہ یہ بھی نہ دیکھا کہ صاحب انوار نے اپنے ہمعصرونکو لکھا ہے
کیونکہ لفظ ایک کہتا ہی صیغہ مضارع ہی صیغہ ماضی نہین جو صحابہ یا دیگر مجتہدین سلف مراد ہوتی خیر اگر اس
مین کچھ صاف طور پر صراحتہً بیان سلف و خلف کا نہ تھا تو اس مقام سے ذرا آگے چلکر خود دیباچہ
انوار ساطعہ مین یہ عبارت موجود ہے (تیرہوین صدی مین لوگون کا حال کیا غضب تھا اب چودھوین شروع
ہوئی دیکھیئے کیا قیامت ہو) یہ صریح دلیل ہی کہ اپنے ہمعصر اختلاف اندازون سے یہ کلام ہی اور انسے بھی یہ کلام
تو کچھہ شنیع الفاظ سے نہین فقط یہ لفظ (ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑھو) اسمین کونسا لفظ
سلب ایمان کا ہی خود غیر مقلدین نے اس لفظ سے برا نہین مانا اور ایسا نکھا جیسا جامع براہین نے
ہان جامع براہین کے زخم قلبی ہین مرچین خواہ مخواہ لگ گئین کہ آپ ایمان سلب کرنیکو تیار ہو گئے ہم کہتے ہین
کہ بالفرض اگر کوئی حنفی المذہب مذہب شافعیہ و مالکیہ پر بھی اعتراض کرے تو اسکو بھی یہ کہنا درست نہین
کہ اسکے ایمان کا کیا ٹھکانا ہی اسلیئے کہ برابر سب حنفی علماء رد کرتے ہین ایک رکعت وتر کو دیکھو کتاب ہدایہ جو
مذہب حنفی مین بڑی مستند درسی کتاب ہے اسمین لکھا ہے حکی الحسن رحمہ اللہ
اجماع المسلمین علی الثلث علامہ عینی نے اس قولکی شرح مین لکھا ہے کہ یہ
حسن حضرت حسن بصری ہین انہون نے حکایت کیا اجماع مسلمانونکا تین رکعت پر اور اسی ہدایہ
کے باب سجود السہو مین ہے لان الرکعة الواحدة لا تجزیه لنهیه علیه السلام
عن البتیراء تبیراء کے معنے حنفیہ نے رکعت واحدہ کے کیئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس سے منع فرمایا ہے پس رکعت واحدہ حنفیہ کے نزدیک از روئے حدیث ممنوع
اور منہیہ عنہ ہوئی اور اجماع مسلمین کے خلاف ٹھہری اب جامع براہین بیان کر دے کہ مخالف
اجماع اور مخالف حدیث کو اگر انسان رد نکرے تو کیا کرے خود صاحب ہدایہ امام شافعی اور مالک کو الزام
دیتے ہین اسطرح والحجة علیهما ما روینا جامع براہین نے نہ فقط صاحب انوار کو بلکہ تمام علماء و مشائخ
حنفیہ و امام حسن بصری و مجمعین علی الرکعات الثلث کو مطعون کیا اور ان کے ایمان کا ٹھکانا نہ ہونا
بتاتا ہی کیونکہ جو وجہ طعن کی صاحب انوار مین ہی کہ وہ انکار و رد ایک رکعت وتر کا ہی وہی وجہ ان اکابر مین موجود
ہی کہ یہہ سب تین رکعت کو ثابت اور ایک رکعت کو رد کرتے ہین اور جامع براہین ان سب کے

مقابلہ میں زور لگا رہے ہیں کہ احادیث صحاح اور صحابہ اور شافعی اور مالک اور احمد سے ایک رکعت ثابت ہے تو گویا جامع براہین نے ان تمام اکابر وامام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ مثبت رکعات ثلاثہ ہیں مخالف احادیث صحاح و مخالف صحابہ ٹھہرایا اور میدان مناظرہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابرین مذکورین کو ایسا اکیلا چھوڑ دیا کہ انکی ایک دلیل بھی درج کتاب نکی ناظرین رسالہ کو یہ ثابت کرا دیا کہ وہ بالکل بے دلیل ہیں اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ مقلدان حنفی کی تسکین کیلئے کچھ دلایل تین رکعت وتر کی نقل کریں اور مذہب حنفی کی نصرت کریں واضح ہو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہوا ہے اس اسناد سے روی أبو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عن زبید عن عبد الرحمن بن ابزی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات اور دوسری اسناد سے یوں ہوئی روی ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراهیم عن الاسود عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربك الاعلی وفی الثانیۃ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وفی الثالث قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد اور تیسری اسناد سے روی ابو حنیفہ عن مخول بن راشد النهدی عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربك الحدیث اور امام محمد نے موطا میں روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لایسلم فی رکعتی الوتر اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونھوں نے ما اجزأت رکعۃ واحدۃ قط اور یہ بھی روایت اونھوں سے فرمائی الوتر ثلث کثلث المغرب اور ابن عباس رضی اللہ سے فرمایا الوتر کصلواۃ المغرب اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ اونھوں نے فرمایا ما احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی حمر النعم اور عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلث لایسلم الا فی آخرهن اور سعد بن ابی وقاص نے جب ایک رکعت پڑھی تو انکار کیا ان پر عبد اللہ بن مسعود رض نے ماهذه البتیراء التی لانعرفها علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح انکار کیا حضرت عمر رضی اللہ نے اور فتح القدیر وغیرہ میں مدینہ منورہ کے فقہا سبعہ سے روایت ان الوتر ثلث لایسلم الا فی آخرهن ہمنے یہ چند روایتیں بنظر اختصار لکھی ہیں ورنہ بہت روایتیں تین رکعت وتر کی بابت آئی ہیں اور وہ روایتیں جو مخالفین بمقابلہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لاتے ہیں ان سبکی جوابات علما حنفیہ کی کتابوں میں مندرج ہیں

امام طحاوی فی شرح معانی الآثار مین مذہب تین رکعت کا ثابت اور ایک رکعت کا مخدوش کرکے
آخر مین یہ لکھا فہذا عندنا مما لاینبغی خلافه لما قد شهد له من حديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم ثم فعل اصحابه واقوال اكثرهم من بعده ثم اتفق عليه تابعوهم یعنی اس کا خلاف
نہین چاہئے کیونکہ اس پر شاہد ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فعل صحابہ اور اُنکے
مابعد اکثرون کے اقوال پھر متفق ہو گئے ان کے اتباع کرنیوالے انتہی دیکھیے یہ قول بھی اسی معنے
مین ہی جو حضرت حسن بصری سے اجماع اہل اسلام تین رکعت پر منقول ہو چکا ہی پس معلوم ہوا کہ
اب جو کوئی اختلاف ڈالتا ہے وہ اس اجماع کے خلاف ہے افسوس جامع براہین ظاہر مین حنفی
مشہور ہوکر سب حنفیونکا دشمن نکل آیا کہ جن دلیلونکا جواب کتب علماء حنفیہ مین دیا گیا ہی وہ دلیلین
مخدوش لوگونکو مغالطہ دینے کیواسطے لکھدین اور منجملہ دلایل راسخہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھی
دلیل نہ لکھی اور یہ جو لکھا کہ مولف کے ایمانکا کیا ٹھکانا یہ صاحب انوار کے ساتھ خاص نہین یہ در پردہ کل
حنفیون پر راجع ہو گیا چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا اور پھر کچھ سنو کہ ابھی معلوم ہو چکا ہی کہ ایک رکعت کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی اور اجماع کے خلاف ہی کہ ایک رکعت سنت نہین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ سے لیکر آج تک کل حنفیہ کا یہی ایک قول ہے اسی لئے صاحب انوار نے لکھا کہ کس کس اختلافکو بیان
کیجئے ایک کہتا ہی کہ وتر کی ایک رکعت پڑہو تین رکعت ضرور نہین اسپر جامع براہین نے لکھا کہ مولف کے ایمانکا کیا ٹھکانا تو گویا اسکے
نزدیک تمام علماء حنفیہ کے ایمانکا ٹھکانا نہ رہا معاذاللہ معاذاللہ یہان حال آپکی زبانی جمع خرچ دعوی تقلید کا
کہلا گیا بہت اچھی طرح غیر مقلدینکی داد دی آفرین ہی اور جامع براہین صاحب صفحہ ۱۳۲ مین فرماتے ہین (اور
مختلفہ فیہ مسئلہ تو یون ہی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے) اور صفحہ ۹۹ مین کہتے ہین عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا یہ دونون مسئلہ خوب ظاہر طور پر جامع براہین کی لامذہبی ظاہر کر رہے ہین اکثر عوام لوگ
ہوتے ہین وہ تو یون ہی لامذہب بنے جو ایک دو مرد خاص کسی شہر مین ہونگے وہ دعوی کرینگے کہ ہم خود
مبصر ہین پس لامذہبی کو خوب مدد ملی اور مختلف فیہ مسئلہ بین الشافعیہ والحنفیہ لامذہب لوگ بے
ضرورت استعمال کرتے ہین تو وہ مولوی رشید احمد کے نزدیک جائز عمل کر رہے ہین لا
حول ولا قوۃ الا باللہ پھر صفحہ ۲۹ مین جو ثبوت تقلید کیا تو وہ منافی و مناقض و مخالف اسکے ہوا
ایسے اقوال متناقضہ کوئی برسامی کرے تو عجب نہین ہی اہل عقل و عالم مستدین کا یہ کام نہین عوام جہال
کیواسطے آزادی پر اور تقلید شخصی کی عدم وجوب پر دونون مسئلونکی حجت خوب ہاتھ لگی اور اُن کیواسطے

دروازہ ضلالت کا کہولدیا اور رستہ فسق کا فراخ وکشادہ کردیا کہ بلا ضرورت جس کے مسئلہ پر چاہیں عمل کرلیا
کریں جو امر قلبی تہا وہ کتنا ہی چہپایا آخر کہلہی گیا اور زبانی مقلدی جو صفحہ ۲۹ میں ظاہر کی اوس نے کچھ
پردہ پوشی نکی الاناء یترشح بما فیہ ؎ میت او و بیرون انچہ دراوند دل است :: قال
صاحب انوار الساطعہ اور تراویح بیس رکعت بدعت ہیں آٹھ سنت ہیں قال جامع البراہین القاطعہ تراویح
آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہیں ہے بلکہ قول سفہا کا ہے ایسے اقوال ساقط کا ذکر یہاں بیمحل
ہے البتہ بعض علمانے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکہا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہیں اقول
الحمد للہ اب تو آپنے بھی ان لوگونکو جو کہ آٹھ رکعت سے زیادہ یعنے پورے بیس رکعت تراویح
پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں لفظ سفہا رقم فرما دیا لیکن اگر صاحب انوار کے قلم سے یہہ لفظ نکلتا تو معلوم
نہیں کیا قیامت برپا ہوجاتی کاش جامع براہین کو حق سبحانہ تعالی اتنا سلیقہ عنایت فرماوے کہ وہ
عبارت انوار ساطعہ سمجہہ جاوے واضح ہو کہ صاحب انوار نے ایک رکعت وتر میں بہی ایسے ہی لوگون پر بحث
کیا کہ جنکو آپ سفہا فرماتے ہیں اسلئے کہ اس ملک میں جو لوگ فقط آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہیں
وہی وتر کو ایک رکعت کہتے ہیں اسیواسطے صاحب انوار ساطعہ نے ان دونون مسئلونکو ایک کا مقولہ بیان
کیا ہے نہ دو فریق کا دیکہو آنکہین کہولکر عبارت انوار ساطعہ یہ ہے کہ کس اختلاف کو بیان کیجے ایک
کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑہو تین ضرور نہین اور تراویح بیس پڑہنی بدعت ہیں آٹھ سنت ہیں
پس جب کہ صاحب انوار کے مخاطبین بہ نسبت ایک رکعت وتر کے بہی وہی لوگ ہین جو کہ بیس رکعت کو بدعت
کہتے ہیں تو بڑی سفاہت جامع براہین کی ظاہر ہوگئی کہ اوس نے ایک رکعت وتر میں یہ سمجہہ بوجہے امام شافعی
اور امام مالک و صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مخاطب عبارت انوار کا بنا دیا اور ایسی مقبولین کا نام خواہی نخواہی بمحل
لکہکر گستاخ بنا معاذ اللہ منہا اور مجتہد سے خطا واقع ہووے تب بہی وہ لائق سرزنش و
مذمت لوگونکی شرعا نہین ہے اور غیر مجتہد اگر اخراج و استنباط مسایل کرے گو مصیب ہووے تو
بہی اوسکا یہ صنع ناجائز ہے اوسکو اس پر سرزنش کرنا شرع سے ممنوع ثابت نہین ہے پس صاحب انوار نے
جو کچہ لکہا ہے وتر ایک رکعت کے بارہ مین تو انہین لوگونکو کہا ہے جو بدون لیاقت کے استخراج کر کے
مجتہدین و محققین کو خلاف حدیث و مرتکب بدعت بتاتے ہین اونکو ایسا کہنا شرعا ممنوع ثابت نہین ہوا
جیسا کہ صاحب انوار نے کہا ہے اور اسکو مجتہدین کے حق مین جامع براہین کا جانلینا عدم انفہام قول
صاحب انوار پر دلالت واضح کرتا ہے پس بے سمجہے مطلب عبارت انوار کی محاجت و مخاصمت کرنا منہ

آیت فلم تجاجون فیما لیس لکم بہ کا بنا ہی **قولہ** ایسی اقوال ساقطہ کا ذکر یہان بی محل ہے **اقول**
صاحب نوار نی جو قول اُن سفہا کا نقل کیا نہ وہ تو بی محل جامع براہین کے زعم مین ہو گیا اور اُنہین سفہا کا
قول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نی رسالہ مصباح التراویح مطبوعہ میرٹھہ کی صفحہ ۱۴ سطر ۶ مین لکھا
ہی اسطرح (این تماشہ دیدنی است کہ منکران بست رکعت یازدہ را سنت می شمارند و بست را
بدعت می انگارند) مولویصاحب موصوف کا لکھنا بی محل نہوا کہ انھون نے کیون سفہا کا قول نقل کیا
نہ اُسکو ذکر کیا ہوتا نہ اُس پر طعن کیا ہوتا کیونکہ وہ خود قول ساقط تھا منصف لوگ خوب ترازو سے
عدل مین تول رہے ہونگے کہ ایک قول کو دو شخصون نے نقل کیا کہ ایک کا لکھنا آمنّا و صدقنا ہوا اور دوسرے کا
لکھنا مورد طعن و تشنیع ٹھیرا یہ کیا سبب ہے یہہ بغض و عناد کی راہ ہے اللہ بچائی معاندین الد الخصام سے آمین
قولہ البتہ بعض علما نی جیسے ابن ہمام آٹھہ کو سنت اور زاید کو مستحب لکھا ہی سو یہ قول قابل طعن کے نہین ہے
اقول اولاً یہہ کہ صاحب نوار نی اون لوگون کا ذکر کیا ہی جو آٹھہ سے زیادہ کو بدعت کہتے ہین قول ابن ہمام کا
ذکر ہی نہین کیا پھر کیون جامع براہین نے بی محل اسکو نقل کیا تماشہ یہہ ہے کہ اورون کی عبارت بر محل کو بی محل
قرار دیتے ہین اور اپنی بی محل عبارتکی بیانکو خبر نہین ابھی آپنے بی محل اعتراض کیا تھا ابھی بی محل منہ کی کھائی
کیا خوب سودا نقد ہی اس ہاتھہ دے اُس ہاتھہ لے ؛ ثانیاً یہ کہ ہم کہتے ہین یہ قول ابن ہمام بھی بیشک قابل طعن ہے
کیونکہ مستحب کام کی تارک پر عذاب تو کیا ملامت و عتاب تک بھی نہین ہی کتب فقہ و اصول مین مصرح ہے
پھر اگر یہہ حکم دیا جائی کہ سنت مؤکدہ آٹھہ رکعت ہین باقی بارہ مستحب یعنی نفل ہین تو تم ایک عالم کو دیکھو گے
کہ چھوڑ کر بیٹھہ رہا کرینگی اور آٹھہ رکعت پڑھکر چلدیا کرینگی پس وہی مذہب اِس نواح مین جاری ہو جائیگا
جو غیر مقلدین نی جاری کر رکھا ہے جامع براہین نے اس مذہب کو لکھا کہ قابل طعن نہین یہ بھی تائید
لامذہبی کی کرتا ہے جامع براہین مرید و پیر چھپ چھپکر کیون باتین کرتی ہین کھل کھیلین گنگوہ اور انبیٹھہ
مین بہی ظاہر لامذہبی کا ڈنکا بجادین اور یہ معلوم ہوئی چکا ہی کہ انھون نی براہین مین کہا ہی کہ عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا اسکو اب اجرا کرنا ان پیر و مرید کی طرف سے باقی ہی یہ لامذہبی نہین ہی تو اور کیا ہی کیسا ہی کوئی اپنے
مذہب و عقیدہ پوشیدہ کرے لکن خدا تعالی کبھی نہ کبھی اُس کی اقوال یا افعال سے اسکا تشریح کرا دیتا ہی اور
ثالثاً ہم کہتے ہین کہ ابن الہمام رحہ کی قول سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اونکا یہی مذہب ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت
نہین ہی آٹھہ رکعت ہی سنت ہی اُن کے قول سے فقط اسیقدر ثابت ہی کہ دلیل جو انہون نے اوپر ذکر کی ہی اوسکا مقتضی
بھی ہی کہ آٹھہ سنت باقی مستحب اور یہہ اس امر کو چاہتا ہی کہ کوئی دوسری دلیل جہان مین موجود نہین ہی یا ایسے

دلیل کا خلل ابن الہمام رح کو نہین جس سے واضح ہو جاوے کہ تراویح بیس رکعت سنت ہے کیون نہین جانتے ہین
کہ دوسری دلیل کے جہت سے ابن الہمام سنیت بیس رکعت کے قائل ہووین اور یہی گمان ہمارا اونکے حقمین
ہے کہ وہ بھی بیس رکعت کے قائل ہین کیونکہ اسصورت مین کہ وہ اسکے قائل نہووین بھی لازم آتا ہے کہ
جم غفیر جماعت کثیر مذاہب مختلفہ علماء کی مخالف ہووینگے اور تمام جہان سے انکا مذہب نیا قرار پاویگا
تراویح کے باب مین اور انکو اسکی کب گنجایش ہے کیس بس سے بچالینے کے واسطے وہی گمان وظن نیک اونکے حقمین
کرنا اولی ہے جو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور یہہ کہدینا انکا کہ مقتضی دلیل سنیت آٹھ رکعت تراویح کا ہے
جائز ہے کہ بطور ایراد سوال وابداء احتمال ہووے اور ایسی عادت متقدمین کی تھی کہ بطور اظہار اشکال کے
فرما دیا کرتے تھے اگرچہ انکا مذہب نہین ہوتا تھا شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز کبیر مین ابن عباس رضی اللہ
کا یہہ قول کہ قران شریف سے تو پاؤن پر مسح ہی ثابت ہوتا ہے مگر لوگ دھوتے ہین اسیکو محمول کرتے ہین کہ
اظہار اشکال کے طور پر انہون نے یہہ فرمایا ہے اس سے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے اور انکے نزدیک
آیہ مذکورہ مسح کے رکن ہونے پر ہی محمول ہے چنانچہ عبارت انکی یہ ہے انما ہو تفتیش علمی یعرض
بعض المجتہدین علی بعض و الفقیر علی ہذا المحمل یحمل قول ابن عباس رض فی آیۃ فامسحوا
برؤسکم وارجلکم الی الکعبین لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنہم ابوا الا الغسل
فالذی یفہم الفقیر انہ لیس بذہاب الی وجوب المسح ولیس فیہ جزم بحمل الآیۃ
علی رکنیۃ المسح فالذی تقرر عند ابن عباس الغسل ولکنہم یقررون ہنالک اشکالا ویظہرون
احتمالا لیعلم بای وجہ یذکر علماء العصر التطبیق فی ہذا التعارض وای مسلک یسلکون و
من لم یطلع علی حقیقۃ محاورۃ السلف یظنہ قول ابن عباس ویعدہ مذہبا لہ حاشا
حاشاہ انتہی پس کسی منصف وذکی کو گنجایش نہین ابن ہمام رح کی قول سے یہہ سمجھ جاوے کہ فقط آٹھ
تراویح کی سنت ہونیکا اونکا مذہب ہے، اور بالفرض انکا یہہ مذہب بھی ہووے تو اس سے یہہ کہان لازم آیا کہ بمقابلہ
جمہور کی ان کے قولکو رد نکیا جاوے اور قابل طعن نہووے اور اوس پر طعن بسبب مخالفت جمہور کے جائز نہووے
اور اوس پر اعتراض واسطے طرفداری مذہب جمہور کے صحیح نہووے دیکھو حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ
احمد سرہندی صاحب قدس سرہ مکتوبات کی مکتوب دوسو بارہوین ۲۱۲ مین عدم رفع سبابہ ثابت کرکے اور احادیث
اشارہ مین اضطراب ثابت کرکے اور عدم اشارہ کا ظاہر مذہب عام ہونا بیان فرماکے فرماتے ہین شیخ ابن الہمام
نے کیون ایسا کیا کہ عدم اشارہ کو مشایخ کثیر سے منقول ہونا بیان کرکے خلاف روایت ودرایت کہدیا اور کسطرح

علماء مجتہدین کیطرف نسبت تجہیل کی جو قدرت وملکت قیاس پر رکہتے ہین کہ اصل رابع شرع کی ہی اور حال آنکہ
وہ عدم اشارہ ظاہر مذہب وظاہر روایت امام ابی حنیفہ رح سے ہی اور خود اس شیخ نے بسبب اضطراب کی جو کثرت
اختلاف رواۃ سے حاصل ہی حدیث قلتین کو ضعیف بتایا ہی بعینہ یہی وجہ ضعف کی اشارہ سبابہ کے
احادیث مین بھی موجود ہی اب دیکھو امام ربانی رح کہ مولوی رشید احمد وخلیل احمد بھی انکو اپنے پیرلین کی بار
مین سے جانتے ہین ابن الہمام کی محققین بسبب مخالفت مشائخ کثیر وظاہر الروایۃ کے ایسا فرماتی ہین اس مسئلہ
تراویح مین لیسیر امر کا خلاف ابن الہمام کرین کہ مجتہدین متقدمین ومتاخرین اسپر متفق ہین توکیون اونکا
قول قابل رد وطعن نہوگا اوسیطرح طرفداری جم غفیر نکیجاویگی جامع براہین کو خدا تعالی انصاف وفہم
عطا کرے کہ ایسی بے سمجھی کی باتین زبانسے نکالی اب کچھہ روایتین بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکے بارہ مین
مذاہب اربعہ کے پیش کیجاتی ہین امام غزالی رح احیاء العلوم مین فرماتی ہین التراويح وهي عشرون
ركعة وكيفيتها مشهورة وهي سنة موكدة یہ امام غزالی رح مذہب شافعی کے رہنما کامل بیس تراویحکو سنت موکدہ
فرماتی ہین اور حضرت سید عبد القادر جیلانی صاحب قدس سرہ غنیۃ الطالبین مین فرماتی ويكون فعلهما
بعد صلوة الفرض بعد ركعتين سنة لان النبي صلى الله عليه وسلم هكذا اصلاهما وهي
عشرون ركعة وينوي في كل ركعتين اصلي ركعتي التراويح المسنونة یہ حضرت شریعت وطریقت
کے پیشوا غوث اعظم مذہب حنبلی کے محدث وفقیہ بیس رکعت سنت ہونا فرماتے ہین اس سے ظاہر ہوا کہ امام احمد رح
کی روایت بیس کی اونکے مقلدین کے درمیان مین مفتی بہا ومعمول بہا ہی نہ آٹھہ کی اگرچہ روایت آٹھہ کی
بھی اُن سے یعنی امام احمد رح سے ہووے لیکن مفتی بہا اور معمول بہا نہین ہی اور عینی شرح ہدایہ مین ہے وعند
مالك تسع ترويحات ستة وثلثين ركعة غير الوتر واحتج على ذلك بعمل اهل المدينة اس سے
امام مالک صاحب کے نزدیک ۳۶ ثابت ہوتی ہین اور ایک روایت ان سے چالیس کی بھی ہی الغرض انکی
مذہب مین بھی آٹھہ نہین بیس تو ہین بلکہ بیس یا سولہ اور زیادہ ہین اونکی یہان اب مذہب حنفی جاننا چاہئے
منیۃ المصلی وکنز الدقایق وشرح وقایہ اور قہستانی اور ابو المکارم اور ہدایہ غرر الافکار وشرح وقایہ
وملتقی الابحر اور متن تنویر الابصار وسراجیہ وغیرہا کتب مین بیس رکعت کو سنت لکھا ہی اور در مختار مین ہے
التراويح سنة موكدة وهو عشرون ركعة الخ علامہ شامی فرماتی ہین هو قول الجمهور وعليه
عمل الناس شرقا وغربا اور عینی شرح ہدایہ مین ہی احتج الشافعية بمذهبهم بما رواه البيهقي
باسناد صحيح عن سائب بن يزيد الصحابي قال كانوا يقومون على عهد عمر رضي الله عنه

بعشرین رکعۃ وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہما مثلہ وفی المغنی عن علی رضی اللہ
عنہ انہ امر رجلاً ان یصلی بہم فی رمضان بعشرین رکعۃ قال ھذا کالاجماع اس سے
ظاہر ہے کہ بسند صحیح کے ثابت ہے کہ خلفاء ثلاثہ حضرات عمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعت
پڑھتے تھے اور حضرت علی رض نے امر بیس رکعت کا فرمایا اور یہ مانند اجماع کے ہے اس لیے کہ انکار بیس کا کسی نے نہیں کیا
اور اسی مغنی میں چند سطور کے بعد ہے قیل من اراد ان یعمل بقول مالک ینبغی لہ ان یفعل
کما قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ یصلی عشرین رکعت کما ھو السنۃ ویصلی الباقی فرادی
کانہ لیس من التراویح بل ھو نفل مبتداء اذ الجماعۃ فیہ مکروھۃ انتہی اس سے واضح
ہے کہ بیس سنت ہیں امام ابی حنیفہ رح کے نزدیک اور زیادہ اس سے جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہے نفل ہیں اس لئے اون
زیادہ کو جماعت سے نہیں پڑھنا چاہئے ہمارے نزدیک اور آنحضرت صلعم کا بیس رکعت پڑھنا بھی حدیث میں
وارد ہے تخریج احادیث ہدایہ للزیلعی میں ہے روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی
والبیہقی من حدیث ابراھیم بن عثمان ابی شیبۃ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر
زاد الفقیہ ابو الفتح سلیم بن ایوب الرازی فی کتاب الترغیب فقال ویوتر بثلث
وھو معلول بابی شیبۃ ابراھیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبۃ وھو متفق
علی ضعفہ انتہی لکن یہ ضعف جو سند کی جہت سے اس حدیث مرفوع میں ہے ہمارے مدعا کو کہ وہ ثبوت بیس
رکعت تراویح پڑھنا آنحضرت کا ہے مضر نہیں ہے اس لئے کہ حدیث کی صحت اس سے بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ علماء اسکے
موافق عمل کریں اور اسلئے کہ صحت ثابت ہو جاوے ترمذی وغیرہ بعد روایت حدیث غریب کے کہہ دیتے ہیں کہ
یہ معمول بہ ہے نزدیک علماء کے اور اس پر عمل مسلمانوں کا ہے اور امام مالک رح جو نجم الحدیث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
شہرت حدیث کے مدینہ منورہ میں صحت سند سے بے پرواہ کر دیتی ہے چنانچہ شیخ امام ابن الہمام رح فتح القدیر جلد
ثانی کے صفحہ ۱۶۰ میں فرماتے ہیں ومما یصحح الحدیث ایضاً عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی
عقیب روایتہ حدیث غریب والعمل علیہ عند اھل العلم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرھم وفی الدارقطنی قال القاسم وسالم عمل بہ المسلمون وقال مالک
شہرۃ الحدیث بالمدینہ یغنی عن صحتہ سندہ انتہی اور شیخ ابن الہمام جلد ثانی کتاب
مذکور صفحہ ۱۹۹ میں فرماتے ہیں وقولہ فی اسانیدھا مقال لا یضر بعد تلقی الامۃ بالقبول

انتہی اس سے واضح ولائح ہی کہ جب علمای صحابہ وغیرہم کسی حدیث ضعیف الاسناد کی موافق عمل کرین اور امت محمدیہ
تلقی بالقبول کرے تو وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اور اُسکے سند کا متکلم فیہ ہونا مضر نہین ہوتا ہی پس اسیطرح
حدیث بیس رکعت تراویح پڑہنی آنحضرت صلعم کی ہی کہ جب حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد مین
بیس رکعت تراویح کا بدون انکار و اختلاف کے عمل ہوا اور اجماع سکوتی صحابہ کا اس پر قرار پایا اور بعد کو بھی آئمہ
مجتہدین مذاہب کے اسی کے عامل ہوئے شرقا و غربا اسیہی پر عمل ہوا تو بلا شبہ یہ عمل موافق حدیث مذکور کے ہی
اس سے صحیح ہونا اور ضعف سند مضر نہونا واضح ہوگیا پس حدیث مرفوع و عمل خلفاء راشدین و من بعدہم سے
سنیت بیس رکعت ثابت ہوئی اور حدیث نبوی علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین مین کلمہ
علیکم بمعنے الزموا کے ہی چنانچہ نحو میر پڑہنے والا بھی جانتا ہی جس سے یہ مفہوم ہوا کہ میری سنت لازم پکڑو اور سنت
الخلفاء الراشدین کا عطف آنحضرت صلعم کے سنتی پر کیا اور معطوف و معطوف علیہ کا ایک حکم ہونا واضح ولائح ہی پس
سنت خلفاء راشدین کے حق مین بھی حکم صادر ہوا کہ انکی سنت کو بھی لازم پکڑو اس سے سنت نبوی و سنت خلفاء
دونوں کا ایک حکم معلوم ہوا جسطرح آنحضرت صلعم کی سنت کی تاکید اکید مفہوم ہی ایسی ہی سنت خلفاء راشدین رض کے
تاکید اس حدیث نبوی سے معلوم ہی کیونکہ کلمہ الزام کا دونوں کے حق مین وارد فرمایا ہی اور یہ تراویح بیس رکعت سنت
خلفاء راشدین ہونا حدیث صحیح سے اور پھر معلوم ہولیا پس اسکے لازم پکڑنیکا حکم بھی واضح ہوگیا پس تراویح کے بیس رکعت
سنت مؤکدہ ہونا اس دلیل سے معلوم و مفہوم باحسن وجہ ہی اب اگر امام ابن الہمام استحباب سنت خلفاء رض
فرماتے ہین تو یا تو کلمہ علیکم کو الزموا کے معنی مین نہین لیتے ہین جو معنی حقیقی اسکے ہین اور بلا تعذر حقیقت کی اور بلا وجود
قرینہ صارفہ کی معنی حقیقی سے طرف معنی مجازی انصراف فرماتے ہین تو یہ انصراف اُنکا جائز نہین ہے بسبب قاعدہ
کیونکہ علم اصول مین مبرہن ہولیا ہی کہ بدون تعذر حقیقت و بلا قرینہ صادقہ رجوع حقیقت سے مجاز کے طرف درست
نہین اور علم کلام سے واضح ہو چکا ہی کہ صرف نصوص کا ظاہر سے بدون معارض کے جائز نہین ہی پس یہان امر نا جائز
لازم آتا ہی اور یہ بھی لازم آتا ہی کہ جب لفظ علیکم حدیث مذکور مین اپنے معنی حقیقی پر نہین ہوا اور الزام اس سے
مراد نہین ہی اور یہی ایک کلمہ سنت نبوی و سنت خلفاء راشدین دونوں کے حق مین وارد ہی تو دونوں سنت کا الزام
ثابت نہین دونوں عمل مندوب و مستحب ہوئے پس کوئی سنت نبوی بھی لازم ہمیشہ نہوئی جیسے سنت خلفاء راشدین لازم
نہین اور آٹھہ رکعت بھی سنت مؤکدہ نہوئی کیونکہ جب سنت نبوی کا لزوم ثابت نہین ندب ثابت ہوا تو مؤکدہ
نہونیکی کیا معنی ہین پس انکا آٹھہ سنت کو مؤکدہ فرمانا بھی باطل ہوا جاتا ہی اور اگر اسیہی ایک لفظ علیکم سے جو حدیث
شریف مین وارد ہی آنحضرت صلعم کی سنت کا الزام اور خلفاء راشدین کی سنت کا ندب و استحباب مراد لیتے ہین

نو جمع درمیان حقیقی و مجاز لازم آتا ہی وہ بھی ہمارے نزدیک جائز ہی اور عموم مجاز کا قایل ہونا وہ بھی مجاز کا ہی قایل ہونا ہے
کیونکہ عموم مجاز بھی قسم مجازی ہی پھر وہی اعتراض اول کے انصراف معنی حقیقی سے طرف مجازی کی بدون قرینہ صارفہ
و بلا تعذر حقیقت و صرف نص کا ظاہر سے بدون معارض کے لازم آتا ہی پس یہ کہنا انکا کہ مقتضی الدلیل ما قلنا کسطرح
درست ہوسکتا ہی اور کیونکر اقوال صریحہ جم غفیر سے جو سنیت بیس تراویح کی محققین واقع ہین انحراف فقط
ایسا قول دیکھکر کیا جاوے اور بمقابلہ جمہور کے انکی اس قول کو غیر مقبول و مطعون ٹھہرا اور صحابہ یعنی خلفائے راشدین نے
جو بیس رکعت تراویح مقرر فرمائی ہین تو وہ بھی اپنی طرف سے نہین مقرر فرمائی کیونکہ جب حدیث سے جسکی صحت ابھی تمکو معلوم ہوگی
اور عدم اضرار ضعف سند جانا گیا ہے بیس رکعت تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہی تو ظاہر ہی کہ وہی بیس رکعت تراویح
آنحضرت صلعم کو صحابہ کرام یعنی خلفاء راشدین رضوان علیہم اجمعین نے اجرا اور احیاء فرمایا ہی جسکو بخوف افتراض
آنحضرت صلعم نے ترک کیا تھا فتح المنان بمذہب النعمان مین شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہین فالظاہر انہ
قد ثبت عنده صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرین رکعۃ کما جاء فی حدیث ابن
عباس فاختاره عمر رض انتہی اور کیونکر ہوسکتا کہ تعین بیس رکعت تراویح کی آنحضرت صلعم سے ثابت
نہووے اور حضرت عمر رض اسکو اجرا فرماوین اور تعیین بیس رکعت کی کرین اور جم غفیر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین مین سے کوئی بھی انکار نہ کرے جو چیز آنحضرت صلعم کی زمانہ مین نہین ہوئی ہوتی تھی اگر وہ چیز
ہوتی تھی تب بھی ایک نئی بات دیکھکر بعض صحابہ اوس پر جرات نہین کرتی تھے اور اس سے انکار کا اظہار کرتے تھے
چنانچہ جمع کرنا قران شریف کا خیر و احسن تھا لکن اول وہلہ مین صحابہ نے انکار کیا کہ جو چیز آنحضرت صلعم نے نہین کی
ہی ہم کسطرح کرین اگرچہ آخر مین اتفاق ہوگیا اور اس بارہ مین کسی صحابی کی گفتگو ثابت نہین ہی پس اگر
آنحضرت سے کسیطرح ثبوت بیس تراویح نہوتا تو صحابہ رض کا گفتگو نکرنا اور سب کا چپ رہنا شان صحابہ رض سے
لبا لبعید بلکہ ابعد ہی اور نعمت البدعۃ ہذہ فرمانا حضرت عمر رض کا اس امر کا مقتضی نہین کہ بیس رکعت کی ہی حقیقین ہے،
کیون نہین جائز ہی کہ دوسرے بعض حیثیات کی سبب ہووے مثلاً اول شب مین پڑھنا یا اور کوئی دوسری حیثیت
سے ہونا پس جب یہ بیس رکعات سنت آنحضرت صلعم کی ہوئی اور اسکو حضرت عمر و دیگر صحابہ رض نے اختیار کیا اور
اجرا فرمایا تو سنت نبوی جسطرح آٹھ رکعت قرار دیکر امام ابن الہمام سنت مؤکدہ کہتے ہین ایسے ہی یہ بیس رکعت
بھی جب سنت نبوی ہوئی تو یہ بھی تمام سنت مؤکدہ ہوئین نہ فقط آٹھ بہر صورت فقط آٹھ رکعات سنت مؤکدہ
کہنا اور باقی کو مستحب کہنا نہ مقتضی دلیل کا ہی اور نہ یہ مذہب منصور جمہور کا ہی بلکہ یہ قول ساقط و غیر مقبول و قابل رد و
طعن کے ہے اور حضرت عائشہ رض سے جو آٹھ سے زیادہ کا انکار مروی ہی تو اس سے حدیث ابن عباس رض مثبت بیس کل رد ہونا

لازم نہین آتا اسلیئے کہ حضرت عایشہ رض تو فقط وہ حال آنحضرت کا جانتی تہین جو حضرت عایشہ کے موجودگی
مین صادر ہوا ہی آنحضرت صلعم سے باہر یا مسجد مین یا سفر مین یا ہر بی بی صاحبہ ام المومنین کے حجرہ مین جو آنحضرت
صلعم نے عبادت وغیرہ کی ہی حضرت عایشہ رض کے موجود نہونیکے سبب سے انکو حال معلوم نہوا اور اس حال کی نفی اونکی
قول سے ہرگز نہین ہوتی ہی ایسے کسی صحابی رض سے جو روایت آٹھہ کی ہی تو وہ بہی محمول بعض اوقات و احیانا پر ہوسکتے ہین
پس روایت آٹھہ سے رفع بیس رکعات کا ہرگز متصور نہین اور جو شخص اکتفا فقط آٹھہ تراویح پر کرتا ہی تو وہ حدیث بیس
رکعات والے و سنت خلفاء راشدین کہ انکے سنت بیس تراویح ہین جسکا لازم و موکد ہونا حدیث قولی علیکم سے
ثابت ہی مخالف ہی پس سنت بیس تراویح کی ثابت ہی اور قول ابن الہمام ساقط ہی و قابل رد و طعن کے ہی جامع براہین
جو قابل طعن نہ ہونا کہتا ہی صرف بی علمی و نادانی سے کہتا ہی خدا تعالی اسکو ہدایت نصیب کرے اب جامع براہین
کا ایمان ساتھہ خدا تعالی کے اور آنحضرت کے اور اعتقاد و حسن ظن مجتہدین امام ابی حنیفہ و دیگر حنفیہ کے
ساتھہ معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو کاذب بالامکان بتایا ہی اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بہائی کہہ دینا درست
رکہا ہی اور وتر کی ایک رکعت کی منکر کی ایمان کا ٹھکانا نہونا لکہتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ نعوذ باللہ من ذالک
امام ابی حنیفہ و بعض صحابہ کرام رض جو منکر ایک رکعت وتر کی ہین و امام حسن بصری و تمام حنفیہ علماء وغیرہم
کی ایمانکا ٹھکانا اسکے نزدیک نہین ہی کیونکہ یہی انکار ایک رکعت وتر علت اس حکم کی یہان بہی موجود ہے
پس ایسی شخص کے ایمان و اسلام و دعوی تقلید کا کیا ٹھکانا ہی اور یہ قول جامع براہین کا صفحہ ۱۳۱
مین اور پہر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہی کہ شافعی اسکو جائز فرماتی ہین کہ اسکی اصل شرع سے
اونکی نزدیک ثابت ہی تو اوسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون بہی بلا ضرورت
جائز ہو جاتا ہی کسقدر بی علمی ہے استغفر اللہ انتہی جامع براہین کی لامذہبی خالص پر باحسن وجہ
دال ہی اہل سنت مقلدین و اہل بدعت و لامذہب لہم کا اسی امر مین اختلاف ہی کہ مقلدین اہل سنت
محققین بلا ضرورت کی مثلا مسئلہ امام شافعی کا مقلدین امام ابی حنیفہ کی حقمین استعمال کرنا جائز نہین کہتے ہین
اور لامذہب لہم جائز کہتے مین یہی جامع براہین کہتا ہے اور اس قول جامع براہین سے واضح ہی کہ اسکے
نزدیک کوئی حنفی فاتحہ خلف الامام پڑہے اور رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کرے اور منی لگی ہوئی
کپڑے سے نماز پڑہلے اور قلتین سے وضو کرکے نماز پڑہے اور ضب کو کہائے اور پاؤن پر مسح کرکے نماز پڑہلے اور دوسرے مسائل مختلف
فیہا عمل مین لاوے بلا ضرورت کی تو درست ہی پس یہ خالص لامذہبی ہے اور تقلید شخصی کے عدم
وجوب کا اظہار کامل ہی اور یہ مناقض ہے اوس قولکے جو صفحہ ۲۹ مین آیت فاسئلوا اھل الذکر

انکنتم لا تعلمون الایہ کو دلیل وجوب تقلید شخصی کے قرار دی ہے اور تصریح کی ہے کہ اسمین وجوب تقلید کا حکم
اور باطلاقہ شخصی وغیر شخصی دونونکو محتوی ہے الخ اور یہ تناقض و تدافع بین القولین دلیل جہالت و بے علمی
جامع براہین کی ہے اب بتائیے بے علمی تمہاری ہے یا صاحب انوار ساطعہ کی پس اب یہ بہی وہی مصرع
ہے الزام ہم انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا پس اسی بے علمی و لامذہبی جامع براہین کے واضح ہے اور صاحب انوار
اُسکی بہتان سے بری ہے اور ایمانکا حال بہی معلوم ہے اور آیت فاسئلوا اہل الذکر سے تقلید مطلق
کا ثبوت بلاریب ہے لیکن تقلید شخصی کے وجوب کے دلیل اُسکو قرار دینا خوش فہمی جامع براہین کی ہے
اگر تقلید شخصی کے مفہوم سے یہ شخص واقف ہوتا تو ایسا نکہتا علماء محققین نے اسی سبب سے کہ یہ دلیل تقلید
شخصی کی نہین ہوسکتی ہین ادلہ تقلید شخصی کے دوسری قرار دی ہین اور یہ واضح ہے کہ تقلید شخصی مقید ہے
قید تعین اسمین مطلق پر زائد ہے اور یہ قائل یعنے جامع براہین دلیل مطلق کا شمول تقلید شخصی کو مانتا ہے
پس دلیل مطلق شامل مقید کو ہوئی اور دلیل مطلق سے بحسب قول اُسکے اُسکے نزدیک امر مقید خصوص کا ثبوت ہو جاتا ہے
اسی واسطے یہ تقلید شخصی کی ثبوت کی یہ دلیل قرار دیتا ہے پس بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ مجلس میلاد و فاتحہ
وسوم وغیرہ کو جو بدون قید کے یہ جائز جانتا ہے اور قید تعین کے سبب سے ناجائز جانتا ہے چنانچہ اسکے
اقوال متقدمہ و متاخرہ باعلی صوت اسکی ندا کرتی ہین تو چاہیے کہ جس دلیل شرعی سے ان امور کو حالت
اطلاق مین بدون قید کے جائز جانتا ہے اسی دلیل سے مقید کو بہی جائز جانے کیونکہ وہی تقریر اُسکی ان
امور مقید مین جاری ہے کہ وہ دلیل باطلاقہ شامل مقید وغیر مقید دونونکو ہے پس اُسکے قول سے امور مذکور مقید
کا ثبوت ہو گیا اور اسی سے یہ رسالہ براہین قاطعہ بالکل مردود ہو گیا دوسری یہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ امور
متنازع فیہا میلاد شریف و قیام و طعام سوم وغیرہا مختلف فیہا ہین چنانچہ محفل میلاد کو ملا علی رح و جلال الدین
سیوطی رح و ابن جزری و ابن جوزی و سخاوی و دیگر علماء محققین جائز جانتے ہین اور فاکہانی و چند وہابیہ
ناجائز جانتے ہین اور طعام سوم وغیرہ کا جواز قول مرقاۃ ملا علی رح سے جو تحت حدیث عاصم بن کلیب
کی ہے واضح ہے اور حدیث جریر کی المحامل متعددہ نکالکر طعام سوم وغیرہ کا جواز باقی رہنا ملا علی رح نے بیان
فرمایا ہے اور قیام میلاد کا ائمہ دورایہ و روایہ نے مستحسن جانا ہے چنانچہ علامہ برزنجی اپنی میلاد شریف مین
تحریر فرماتے ہین اور بعض وہابیہ نے انکار کیا ہے پس غایۃ الامر کہ مختلف فیہا ہونا ان امور کا ثابت ہوا اور امر مختلف فیہا کا
بلا ضرورت یون بہی جائز ہونا یہ قایل بتاتا ہے پس یہ امور بہی بلا ضرورت یون بہی جائز ہوئے پس اول
سے آخر تک جو قائل نے ان امور کے رد مین جانفشانی اور ہٹ دہرمی کی سو تمام اپنی تقریر سے اس نے یہ مسئلہ بیان

کرکے رایگان ولغو کروی اور اپنے رسالہ کو مردود ومہمل اسنے کردیا عاقلین پر واضح ولائح ہی کہ یہ تقریر اسکی
اسکے حقمین مفید ہی یا ہمارے حقمین الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون یہان سے مفہوم ہی کہ ہمارا مقصود
ہمارے حسود کے مونہہ سے ہی ثابت ہوگیا ان حضرتکو یہہ بھی خبر نہین کہ مین خود کیا دعوی کرتا ہون اور
کیا دلیل لاتا ہون اور کون مقصود پر ظفریاب ہوا جاتا ہے اس قسم کی امور بہت سے اس شخص غافل کے
ہین کہ اسکے اقوال کے متناقض اور اسکو مضر اور ہمکو مفید ہین اور بے علمی قواعد ومسائل شرعیہ سے اسکی
ظاہر ہی چنانچہ اسکے چند اقوال اور بیان کیجاتی ہین **قال** صاحب انوار ساطعہ الحاصل وس بارہ
کیوقت مین جب مرسوم ہی محفل میلاد شریف ہونیلگی ایک مولوی نے اسمین یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کہ خاص
ربیع الاول کی بارہوین تاریخ ہی کو ہوا کرے فرض واجب یا سنت ہوکر دہ تو کسی کے نزدیک نہین باقی رہی یہہ کہ
مستحب یا مباح ہووے سو یہ بھی نہین اسلئے کہ بدعت دین مین درست نہین پس لابد اسکو یا مکروہ کہئے
یا حرام اور سوائے اس عالم کی جسقدر علماء تھے سب نے اسکے قولکو رد کیا اور فتوی دیا کہ یہ مستحسن ومستحب ہے اور بدعت
وہ منع ہی جو سیئہ ہو یہ حسنہ ہی پس اسی فتوے پر عمل ہوگیا اور تمام اسوقت بڑے بڑے علما اور مشایخ صوفیہ
مولود شریف مین حاضر ہوتی چنانچہ سبط ابن جوزی نے لکھا ہی وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیة
اور رایج ہوگیا یہ تمام شہرون وملکون مین چنانچہ ملا علیقاری اور علامہ حلبی وقسطلانی وغیرہ نے لکھا ہی الخ **قال** جامع براہین
فی صفحہ ۱۶۶ اقول تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم نے ہی انکار کیا مگر اسکے انکار کا آجتک کسی نے جواب نہین دیا گیا
اور فقط اوسکے انکار نے اجماعکو جو مزعوم مولف ہی باطل کردیا اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہان کام
کا نہین قرآن وحدیث سے کچھہ ثبوت نہین پس سب آپکے علماء کا فتوے لایعبأ بہا ہوگیا اور بدعت
ہونا مقرر ہوگیا اور حاضر ہونیسے مشایخ اور علماء کی کچھہ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین
بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کی نہین اگر کچھہ بھی علم وعقل ہو تو ظاہر ہی پس قول سبط ابن جوزی کا کہ یحضر
عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیة بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا
دلیل شرعی نہین صلوة لیلة البرأة اور رغایب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار امر غیر
مشروعکا موجب جواز کا نہین ہوتا ہی پس سخاوی کے اس قولمین کوئی حجت نہین اور علی ہذا ملا علیقاری کا لکھنا کہ
تمام ملکون مین رائج ہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ قولہ تسلیم کیا کہ ایک علامہ نے ہی انکار کیا اور اسکی انکار
کا آجتک کسی نے جواب نہین دیا گیا انتہی سراسر خلاف واقع کی اور جھوٹ ہی بلکہ انکار فاکہانی کا جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ
نے وہ دندان شکن جواب دیا ہی کہ آجتک کسی منکر کو کلام کرنیکی گنجایش نہوسے چنانچہ انکی رسالہ حسن المقصد مین حرف

حرف فاکہانی کا جواب موجود ہے اور سیرت شامی وزرقانی میں بھی اُنکے جواب کو نقل کیا ہے اور تسلیم کیا ہے اور نقض
واہی فاکہانی اور عدم تمامیت جواب جلال الدین رح ذکر نہیں کی اور ایسے ویسے لوگونکے کلام سے کہ مجیب کی لیاقت نہیں رکھتے
رد و انکار نہ کیا اور فی الواقع جواب جلال الدین سیوطی رح کا ناقص ہے اور قول فاکہانی باطل و عاطل ہے اقوال
فاکہانی و جلال الدین کا مطلب ہم اردو میں ذکر کرتے ہیں تاکہ متانت کلام جلال الدین سیوطی رح کی اور حقیقت انکی رد کی اور سخافت
و مردودیت قول فاکہانی کی ظاہر ہو جاوے **قال** الفاکہانی نہیں جانتا ہوں میں کوئی اصل اس مولد کی کتاب
و سنت میں **قال** جلال الدین رح نفی علم سے نفی وجود و ثبوت کی نہیں لازم آتی ہے حافظ ابو الفضل ابن
حجر نے اس کے اصل حدیث سے نکالی ہے اور میں نے بھی ایک اصل استخراج کی ہے اور دونوں اصل کا ذکر آگے آویگا
مراد جلال الدین کی یہ ہے کہ فاکہانی کے علم میں اصل نہو نہیں اور فاکہانی کا عدم اصل مولد تک نہ پہونچنا اور
فاکہانیکو تتبعہ اصل پر نہو نیسے یہ لازم نہیں آتا کہ واقع میں اسکی اصل موجود نہیں ہے اور دوسرے علما و فضلا
کے علم میں بھی اسکی اصل ثابت و موجود نہیں ہے یہ کلام جلال الدین سیوطی رح کا بہت متین و قوی ہے ہمارے
حنفیہ وغیرہم نے بھی اسکی تصریح کی ہے کہ عدم علم کسیکا دین الٰہی میں صلاحیت و لیاقت دلیل ہونیکی نہیں
رکھتا ہے چنانچہ امام شافعی و سفیان بن عیینہ نے احادیث زکٰوۃ کا نہ معلوم ہونا ذکر کیا تو امام ابن الہمام جنکو
در مختار میں لکھا ہے کہ رتبہ اجتہاد کو پہونچ گئے تھے اسکے جواب میں فرماتے ہیں فدفع بان عدم علمھما لایصلح
دلیلا فی دین اللہ انتہی اور حدیث معقل بن سنان فی حق زوجہ ہلال بن مرۃ کا انکار حضرت
علی رض نے کیا چنانچہ توضیح میں موجود ہے لحدیث معقل بن سنان فی بروع مات عنہا ھلال
بن مرۃ وما سمی لہا مہرا ولا دخل بہا فقضی علیہ السلام لہا بمہر مثل نسائہا فقبلہ ابن
مسعود و ردہ علی رضی اللہ اور بہت سے اسکے نظائر احادیث و دیگر اقوال علما و فضلا میں موجود ہیں
کہ بعض نے اسکا انکار کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور منکرین کے انکار کو دلیل شرعی کسی نے قرار دیا ہے اسلئے
یعنی اُس چیز کو جسکا منکر انکار کرتا ہے بد و منکر نہیں جانتا ہے پس جب امام شافعی و سفیان و حضرت علی رض کے
انکار و عدم علم سے اور انکے نزدیک ثابت نہو نیسے عدم وجود و عدم ثبوت واقعی نہیں ہوا اور انکا انکار اور عدم علم
قابل اعتبار نہیں ہوا اور دلیل شرعی نہیں قرار دیا گیا تو فاکہانی کی انکار و عدم علم سے کسطرح عدم ثبوت
و عدم وجود فی الواقع لازم آویگا اور قول فاکہانی دلیل شرعی قرار دیا جاویگا پس یہ انکار فاکہانی بلا دلیل ہے
اور یہ انکار کسیطرح سے مضر نہیں ہے مثبتین و مخرجین اصل مولد کو **قال الفاکہانی** محفل مولد تو بدعت
بدعت ہے دعوت کہانیوالوں اور بطال لوگوں نے اسکو نکالا ہے اوسکی بدعت ہونیکی دلیل یہ ہے کہ جیسے

ہم اُسکو احکام خمسہ شرعیہ پر پیش کرتے ہیں تو یا وہ واجب ہے یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعًا وہ واجب نہیں ہے
اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہی جو مطلوب شرع کا ہووے بدون ملامت کے اسکے ترک پر اور اسکی اجازت شرع مین
نہین ہے اور صحابہ و تابعین و علماء متدینین سے اسکا ثبوت نہین ہے میرے علم مین **قال** جلال الدین سیوطی رح اول
معلوم ہو چکا ہی کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نے نکالا ہی اور قصد اسنے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے
اور اُسکے پاس اس محفل مین علماء و صلحاء بلا انکار کے حاضر ہوتے تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کے ساتھ
ابن وحیہ اور اس محفل کے بارہ مین ابن وحیہ نے اُس بادشاہ عادل و عالم کیواسطے ایک کتاب تصنیف کی
پس علماء دینداروں نے اسکو پسند کیا ہے اور اُسکو ثابت و مقرر رکہا ہے اور انکار نہین کیا ہی یہ قول علامہ
جلال الدین سیوطی کا بہی بہت درست ہے اور کتب تواریخ سے ایسا ہی ثابت ہے پس نسبت کرنا فاکہانی کا کہ بطالان
اور دعوت کہانیوالون نے اسکو نکالا ہی غلط محض ہی یہ دلیل کسیطرح نہین ہو سکتا ہی اور اپنے علم کے موافق
جو فاکہانی نے اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہی جسکا دین الٰہی مین دلیل ہونا اُوپر
معلوم ہو چکا ہی پس یہ قول بہی فاکہانی کا کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب بہی
نہین ہے کیونکہ حقیقت مندوب کے یہ ہی کہ شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب و مستحب
کبہی نص سے ثابت ہوتا ہی اور کبہی قیاس سے اگرچہ اسکے بارہ مین نص وارد نہوئی ہووے تب بہی اس کا استحباب
و مندوبیت دو اصلون آیندہ آنیوالیون پر قیاس کر کے ثابت ہی اس قول جلال الدین سے واضح ہی شرعًا
استحباب و مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہی اور ثبوت استحباب و مندوبیت نص صریح پر موقوف نہین ہے
پس رد قول فاکہانی کا قول جلال الدین رح سے واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بہی نہین ہے کیونکہ
ابتداع دین مین باجماع مسلمین جائز نہین ہے **قال** جلال الدین رح یہ کلام مستقیم و راست نہین
اور یہ مسلم نہین کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ مین نہین بلکہ بدعت کبہی مباح ہوتی ہی و کبہی مندوب
و کبہی واجب امام نووی نے تہذیب الاسماء و اللغات مین فرماتے ہین کہ بدعت شرع مین وہ چیز ہی جو بعد عہد
آنحضرت صلعم کے احداث کی گئی ہووے اور اسکی دو قسم ہین حسنہ و قبیحہ شیخ عزالدین بن سلام نے فرمایا ہے
قواعد مین کہ بدعت کی پانچ قسمین ہین واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنیکا یہ ہی کہ قواعد
پر بدعت پیش کیجاوے قاعدہ ایجاب کے تحت مین داخل ہو تو واجب ہے قاعدہ تحریم کی تحت مین داخل
ہو تو حرام ہے قاعدہ ندب کے تحت مین داخل ہووے تو مندوب ہے قاعدہ مکروہ کے تحت مین داخل ہو تو مکروہ ہے
قاعدہ مباح کے تحت مین داخل ہو تو مباح ہے اور ہر قسم کی ان پانچ اقسام مین مثالین ذکر کین یہان تک

کہ فرمایا

فرمایا کہ بدعت مندوبہ کے چند مثالیں ہیں انمین سے احداث مرابط و مدارس و کل احسان جو عصر اول مین نہ تھا اور اسی بدعت مندوبہ مین سے تراویح باین ہیئت مخصوصہ و کلام دقایق تصوف و جدل مین سے اور اسیمین سے جمع ہونا محافل کا واسطے استدلال فی المسائل کے بشرط قصد لوجہ اللہ ہو وے اور امام بیہقی نے اپنی اسناد کی ساتھ مناقب شافعی مین امام شافعی رح سے روایت کی کہ فرماتے ہین یعنی امام شافعی امور محدثہ کی دو قسمین ہین ایک وہ جو مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اثر و اجماع کے ہو اور یہ بدعت ضلالت ہی اور **دوسری** وہ جو ان چارونمین سے کسیکے مخالف نہووے اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے حضرت عمر رضی نے قیام شہر رمضان کے حقمین فرمایا ہی نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اچھی بدعت ہے یہ اسلئے کہ اول نہ تھی اور اسمین کسی دلیل قران و سنت و اثر و اجماع کا خلاف نہین ہی یعنے اچھی ہونیکی وجہ خلاف دلیل سے نہونا ہی یہ آخر کلام شافعی کا ہی اس سے پہچانا جاتا ہی ممنوع و مردود ہونا کلام فاکہانیکا جو یہ ہی کہ مباح جائز نہین اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا ہی کہ یہ بدعت مکروہ ہے اور ممنوع اور مردود ہونا کلام فاکہانیکا اس نے اس دلیل سے پہچانا جاتا ہی کہ یہ محفل مولد شریف کی ایسی بدعت مین سے نہین ہی جو مخالف قرآن و حدیث و اثر اجماع کی ہووے پس بدعت غیر مذمومہ ہی جیسا کہ عبارت امام شافعی رح سے ظاہر ہے اور یہ ایسی نیکی و احسان مین سے ہی کہ عصر اول مین معہود و معروف نہ تھا اسلئے کہ کہانا کہلانا بدون اقتراف گناہ کے احسان ہی پس وہ بدعت مندوبہ مین سے ہوئی جیسا کہ عبارت ابن سلام مین ہی یہ تمام کلام جلال الدین سیوطی کا مطلب ہی اس سے ظاہر ہی کہ فاکہانی نے بدون تدبر و فکر کے خیال کرنے اقسام بدعت کی کہ واجب و مندوب مباح بہی ہوتی ہی بدعت کو منحصر مکروہ و حرام مین کر کے کراہت و بدعت ہونا محفل مولد کا منہ سے لگا دیا اس سبب سے کلام فاکہانی غیر مستقیم و ممنوع و مردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہین جانا کہ بدعت مکروہ و حرام جب ہوتی ہی کہ قران یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہووے یعنے جس سے کسی حکم کا رفع جو آیت و حدیث و اثر اجماع سے ثابت ہووے لازم آوے اور اسمین کوئی حکم جو ان ادلہ سے ثابت ہووے مرتفع نہین ہوتا ہی پس قول فاکہانی باطل و مخالف قواعد شرعیہ کے ہوا پس ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدون فرق کرنیکے درمیان بدعت مکروہہ و مندوبہ و مباحہ و واجبہ کے ہی جو فاکہانی سے صادر ہوا ہی کیونکر مقبول عند الشرع ہو سکتا ہی پس قول فاکہانیکا بہی کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہی اسواسطے علماء فحول و فضلاء اطول محققین و مدققین کے نزدیک قابل التفات نہوا اور وہابیہ کے نزدیک اسواسطے مقبول ہوا کہ اونکے مذہب فاسد کے موافق ہوا تو اس سے اسکا دلیل شرعی ہونا لازم نہین آتا ہی **قال** الفاکہانی ثانی وجہ یہ ہی کہ اوس محفل مولد مین خرچ کرنا اور دنیا خوشی سے ہووے

ہم اُسکو احکام خمسہ شرعیہ پر پیش کرتے ہین تو یا وہ واجب ہے یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعًا وہ واجب نہین ہے
اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہی جو مطلوب شرع کا ہو وے بدون ملامت کے اسکے ترک پر اور اسکی اجازت شرع مین
نہین ہی اور صحابہ و تابعین و علماء متدینین سے اسکا ثبوت نہین ہے میرے علم مین **قال** جلال الدین سیوطی رح اول
معلوم ہو چکا ہی کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نے نکالا ہی اور قصد اسنے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے
اور اُسکے پاس اس محفل مین علماء و صلحاء بلا انکار کے حاضر ہوتے تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کی ساتھ
ابن دحیہ اور اس محفل کے بارہ مین ابن دحیہ نے اُس بادشاہ عادل و عالم کیو اسطے ایک کتاب تصنیف کی
پس علماء دیندارون نے اسکو پسند کیا ہی اور اُسکو ثابت و مقرر رکھا ہی اور انکار نہین کیا ہی یہ قول علامہ
جلال الدین سیوطی کا بہی بہت درست ہی اور کتب تواریخ سے ایسا ہی ثابت ہی پس نسبت کرنا فاکہانی کا کہ بطال
اور دعوت کہانیوالون نے اسکو نکالا ہی غلط محض ہی یہ دلیل کسیطرح نہین ہوسکتا ہی اور اپنے علم کی موافق
جو فاکہانی نے اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہی جسکا دین الٰہی مین دلیل نہونا اُوپر
معلوم ہو چکا ہی پس یہ قول ہی تھا کہانیکا کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب بہی
نہین ہے کیونکہ حقیقت مندوب کے یہ ہی کہ شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب و مستحب
کبہی نص سے ثابت ہوتا ہی اور کبہی قیاس سے اگرچہ اسکے بارہ مین نص وارد نہوئی ہووے تب بہی اس کا استحباب
و مندوبیت دو اصلون آیندہ آنیوالیو نپر قیاس کر کے ثابت ہی اس قول جلال الدین سے واضح ہی شرعًا
استحباب و مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہی اور ثبوت استحباب و مندوبیت نص صریح پر موقوف نہین ہے
پس رد قول فاکہانیکا قول جلال الدین رح سے واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بھی نہین ہے کیونکہ
ابتداع دین مین باجماع مسلمین جائز نہین ہے **قال** جلال الدین رح یہ کلام مستقیم و راست نہین
اور یہ مسلم نہین کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ مین نہین بلکہ بدعت کبہی مباح ہوتی ہی کبہی مندوب
و کبہی واجب امام نووی نے تہذیب الاسماء و اللغات مین فرماتے ہین کہ بدعت شرع مین وہ چیز ہی جو بعد عہد
آنحضرت صلعم کی احداث کی گئی ہووے اور اسکی دو قسم ہین حسنہ و قبیحہ شیخ عز الدین بن سلام نے فرمایا ہے
قواعد مین کہ بدعت کی پانچ قسمین ہین واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنیکا یہ ہی کہ قواعد
پر بدعت پیش کیجاوے قاعدہ ایجاب کے تحت مین داخل ہو وے تو واجب ہے قاعدہ تحریم کی تحت مین داخل
ہو تو حرام ہی قاعدہ ندب کے تحت مین داخل ہو وے تو مندوب ہی قاعدہ مکروہ کے تحت مین داخل ہو تو مکروہ ہے
قاعدہ مباح کے تحت مین داخل ہو تو مباح ہے اور ہر قسم کی ان پانچ اقسام مین مثالین ذکر کین یہان تک کہ

فرمایا کہ بدعت مندوبہ کے چند مثالیں ہیں اسمیں سے احداث مرابط و مدارس و کل احسان جو عصر اول میں نہ تھا
اور اسی بدعت مندوبہ میں سے تراویح ہاین ہیئت مخصوصہ و کلام در دقایق تصوف و جدل میں سے اور
اور اسی میں سے جمع ہونا محافل کا واسطے استدلال فی المسائل کے بشرط قصد لوجہ اللہ ہووے اور امام بیہقی نے
اپنے اسناد کے ساتھ مناقب شافعی میں امام شافعی رح سے روایت کی کہ فرماتے ہیں یعنی امام شافعی امور محدثہ
کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اثر و اجماع کے ہو اور یہ بدعت
ضلالت ہے اور **دوسری** وہ جو ان چاروں میں سے کسیکے مخالف نہووے اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے
حضرت عمر رض نے قیام شہر رمضان کے حقمیں فرمایا ہے نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اچھی بدعت ہے یہ اسلئے کہ اول نہ
تھی اور اسمیں کسی دلیل قران و سنت و اثر و اجماع کا خلاف نہیں ہے یعنے اچھی ہونیکی وجہ خلاف دلیل سے
نہونا ہے یہ آخر کلام شافعی کا ہے اس سے پہچانا جاتا ہے ممنوع و مردود ہونا کلام فاکہانی کا جو یہ ہے کہ مباح جائز
نہیں اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا ہے کہ یہ بدعت مکروہ ہے اور ممنوع اور مردود ہونا کلام فاکہانیکا
اس سے اس دلیل سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ محفل مولد شریف کی ایسی بدعت میں سے نہیں ہے جو مخالف قرآن
و حدیث و اثر اجماع کی ہووے پس بدعت غیر مذمومہ ہے جیسا کہ عبارت امام شافعی رح سے ظاہر ہے اور یہ
ایسی نیکی و احسان میں سے ہے کہ عصر اول میں معہود و معروف نہ تھا اسلئے کہ کھانا کھلانا بدون اقتران
گناہ کے احسان ہے پس وہ بدعت مندوبہ میں سے ہوئی جیسا کہ عبارت ابن سلام میں ہے یہ تمام کلام جلال الدین
سیوطی کا مطلب ہے اس سے ظاہر ہے کہ فاکہانی نے بدون تدبر و فکر وہی خیال کرنے اقسام بدعت کی کہ واجب
و مندوب مباح بھی ہوتی ہے بدعت کو منحصر مکروہ و حرام میں ہے کرکے کراہت و بدعت ہونا محفل مولد کا منہ
سے لگا دیا اس سبب سے کلام فاکہانی غیر مستقیم و ممنوع و مردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہیں جانا کہ بدعت مکروہ
و حرام جب ہوتی ہے کہ قران یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہووے یعنے جس سے کسی حکم کا رفع جو آیت و حدیث
و اثر اجماع سے ثابت ہووے لازم آوے اور اسمیں کوئی حکم جو ان ادلہ سے ثابت ہووے مرتفع نہیں ہوتا ہے پس قول
فاکہانی باطل و مخالف قواعد شرعیہ کے ہوا پس ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدون فرق کرنیکے درمیان بدعت
مکروہہ و مندوبہ و مباحہ و واجبہ کے ہے جو فاکہانی سے صادر ہوا ہے کیونکر مقبول عند الشرع ہو سکتا ہے پس قول فاکہانیکا
بھی کوئی دلیل شرعی و عقلی نہیں ہے اسواسطے علمائے فحول و فضلاء اطول محققین و مدققین کے نزدیک قابل التفات
نہوا وہابیہ کے نزدیک اسواسطے مقبول ہوا کہ انکے مذہب فاسد کے موافق ہوا تو اس سے اسکا دلیل شرعی ہونا
لازم نہیں آتا ہے **قال** الفاکہانی ثانی وجہ یہ ہے کہ اوس محفل مولد میں خرچ کرنا اور دنیا خوشی سے ہووے

اور دینوالیکو افسوس وحسرت اوس خرچ کرنے اور دینے کے ہووے اور اس دینے کے سبب سے دینے والیکا دل درد و رنج
مین آوے تو یہ مثل غصب کرنیکے ہی ساتھہ تلوار کی خصوصاً جب اسکی ساتھہ گانا و طبل و دیگر آلات لہو باطلہ دف
وغیرہ کے ہووے اور مرد عورتین مجتمع ہووین اور عورتین گانی والے اور رقص وانعطاف واستغراق لہو وغیرہ مین
پس اسکی حرمت مین اختلاف نہین ہی **قال** جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ یہ کلام فی نفسہ صحیح ہی مگر یہ تحریم ان امور محرمہ کے
سبب سے آئی ہی اجتماع لاظہار شعار المولد کی حیثیت سے یہ تحریم نہین ہی اگر یہ امور محرمہ اجتماع نماز جمعہ مین بہی مثلاً
پائی جاوین تو قبیح وشنیع ہوجاوینگی لیکن اس سے اصل اجتماع نماز جمعہ کا مذموم و قبیح نہو جاویگا جیسا کہ یہ ظاہر ہے اور ہمنے بعضے
ایسے امور رمضان مین تراویح کی اجتماع مین بہی دیکہے ہین ان امور کے سبب سے تراویحکے واسطے مجتمع ہونا منع نکیا جاویگا بلکہ یہ ہم کہینگے کہ
اصل اجتماع واسطے نماز تراویحکے سنت وقربت ہی اور یہ امور غیر مشروعہ جو مضموم اسکیطرف ہین وہ قبیح وشنیع ہین اسیطرح ہم کہینگے کہ اصل اجتماع واسطے
شعار مولد کے مندوب ہے اور قربت اور امور مذمومہ اوسکی طرف جو مضموم ہین وہ مذموم و ممنوع ہین یہ کلام
علامہ جلال الدین رح کا بہی بہت قوی و متین ہی اور فاکہانی نے جو بیان کیا ہے مذموم ہونا امور غیر مشروعہ
کا کہ خرچ کرنیوالا ناراضی قلبی کے ساتھہ خرچ کرے اور طبل و دیگر آلات لہو و رقص وانعطاف و مردون و عورتونکا
خلط ہونا تو ان امور کا وجود اس ہمارے محفل مین جو متنازع فیہ ہی ہرگز نہین ہی فاکہانیکے زمانہ مین ہوتی ہوگی
اوسکا رد فاکہانی نے کیا ہی اس ہمارے محفل متنازع فیہ کا رد اوس سے نہین ہوتا ہی یا فرضی ٹہرائی ہوگی یا کسی
جای پر یہ ہوتی ہوگی ایسے محفل سے کہ ان امور کو یعنی ناچنے اور باجے بجانے اور عورتین ناچنی اور گانیوالیون
اور گویا بزور شمشیر مال و زر لے لینے کو منع ہم بہی کرینگے اور ناجائز قرار دینگے لیکن اصل اجتماع کے
منع ہونے پر کوئی دلیل فاکہانی نے قائم نہین کی اور کسی دلیل شرعی وعقلی سے یہ ثابت نہین کیا کہ
اجتماع لاظہار شعار مولد سے بہی منع کرنا چاہئے اور ان امور ممنوعہ کا انضمام مستلزم اس اصل اجتماع
کی ممنوعیت کو نہین ہے **قال** الفاکہانی جس مہینہ مین آنحضرت صلعم پیدا ہوئی ہین کہ وہ مہینہ
ربیع الاول کا ہی اسیہی مہینہ مین آنحضرت صلعم نی وفات پائی ہے پس خوشی وسرور اس مہینہ مین اوس سے
غم وحزن سی بہتر نہین ہی **قال** جلال الدین سیوطی رح علیہ جواب اس قول فاکہانیکا یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کی
ولادت ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور وفات آپکی ہمارے واسطے بہت بڑی مصیبت ہی شریعت سے حث وترغیب
شکر نعمت پر ثابت ہی اور شارع علیہ السلام نی وقت ولادت کی کہ نعمت الہی ہے واسطے اظہار فرح وسرور
مولد کے اور واسطے اداء شکر کے عقیقہ کرنا فرمایا ہی اور وقت نزول مصیبت کے صبر وسکون کا امر فرمایا ہے
اور نوحہ واظہار جزع سے منع فرمایا ہے اور وقت موت کے ذبح کے کرنے وغیرہ کا امر نہین فرمایا

پس قواعد شریعت دال ہین کہ اس مہینہ مین اظہار فرح وسرور بسبب ولادت آنحضرت صلعم کے حسن و نیک ہی اور اظہار غم وحزن بسبب وفات آنحضرت صلعم کے حسن و نیک نہین ہی یہ قول بھی جلال الدین سیوطی کا بہت متین ہی اور موافق قواعد شرعیہ کی ہے اور فاکہانی نے بدون تدبر و بلا لحاظ قواعد شرعیہ اظہار فرح و سرور کو اولی اظہار غم و حزن سے نہونا بتا دیا ہی پس تمام اقوال فاکہانی کے مردود و باطل ہوگئے اور مخالف قواعد شرعیہ کے بلا دلیل ہونا واضح ہوگئے ساتھ بیان جلال الدین سیوطی رحمہ کے پس باطل و دروغ ہو گیا قول جامع براہین کا جو کہتا ہی کہ فاکہانی کے انکار کا جواب آجتک کسی سے نہین دیا گیا ایسی دروغگوئی اہل علم کی شان سے بہت بعید ہی اس فرقہ وہابیہ کو جھوٹ بولتے بھی کچھ شرم نہین آتی ہی جہلاء وسفہاء انکو ایسی ہی دروغگوئیون اور بازیون سے گمراہی مین ڈالتے ہین خدا تعالی انکی اضلال سے مسلمانون کو اپنے حفظ و امان مین رکھی اور یہ جو کہا کہ فقط اس کے انکار نے یعنے فاکہانی کے انکار نے اجماع کو جو مزعوم مولف ہے باطل کر دیا کلام بے معنی ہے کیونکہ اب ہی معلوم ہو چکا ہی اوپر کہ فاکہانی کا انکار یعنی دلیل شرعی پر نہین ہے فاکہانی کے اقوال سے واضح اوپر ہو چکا ہی کہ وہ اپنے علم مین دلیل جواز نہونا بیان کرتا ہی اور عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت دلیل شرعی ہونیکی نہین رکھتا ہے اور امر واقعی کسیکے بی علمی سے مرتفع نہین ہو سکتا ہی اور بدعت کو منحصر مکروہ و حرام مین کرنا مخالف نص من سن سنۃ حسنۃ کی اور اقوال آئمہ کی ہو کر ساقط و باطل ہوا پس اس پر جو مبنی کیا تھا کراہت و حرمت محفل کو اوسکا بطلان اظہر من الشمس ہوا اور ایسے انکار بلا دلیل کو تمام علماء غیر معتبر جانتے ہین اور اسکو خلاف کہتے ہین نہ اختلاف اور معتبر معتد بہا اختلاف ہوتا ہی نہ خلاف قال فی الدر المختار والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی انتہی چونکہ انکار فاکہانی خلاف ہی نہ اختلاف اسواسطے یہ انکار صحیح القضاء و معتبر نہین پس اجماع واتفاق کو ہرگز مضر نہین ہی اور مخالفت فاکہانی دلیل اجتہادی کے سبب سے نہین ہے چنانچہ اسکے اقوال جو اوپر گذرے اونکا حال معلوم ہی کہ ایسے اقوالکو کوئی دلیل اجتہادی نہین کہہ سکتا ہے کوئی معاند و متعصب کہے تو منصفین کے نزدیک اسکا کیا اعتبار ہی اور جب دلیل اجتہادی کے سبب سے مخالفت نہ ہوئی تو اجماع کو مضر نہین دیکھو تمام مہاجرین اور تمام انصار خزرج و اوس نے بیعت حضرت ابی بکر صدیق رض سے کی اور صدیق رض کا خلیفہ ہونا قبول کیا حضرت سعد بن عبادہ رض نے بیعت کرنے مین مخالفت کی چونکہ انکی مخالفت اجتہادی نہتی اور دلیل اجتہادی قابل قبول پیش انہون نے نکی

تو علماء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ ان کے مخالفت مضر اجماع کو نہیں شرح مسلم الثبوت بحر العلوم کی بحث اجماع
میں ہے فبایع الانصار کلہم من الخزرج والاوس ولم یبایع سعد لما کان لہ حب السیادۃ
واذا لم یکن مخالفتہ عن الاجتہاد فلا یضر الاجماع انتہی مختصرا پس ایسے صحابی انصاری بدری
جنتی کی مخالفت جو دلیل اجتہادی کے سبب سے نہ تھی مضر اجماع کو نہوئی تو فاکہانی کی مخالفت بلا فکر تا
و انکار کیونکر مضر اجماع کو ہوجائیگا اگر فقط انکار کسی کا خواہ وہ مبنی دلیل اجتہادی پر ہووے یا نہووے
موجب بطلان جامع براہین کے نزدیک ہے تو لازم آتا ہے کہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اجماعی
نہووے اور حالانکہ تمام اہل سنت وجماعت قائل ہیں کہ خلافت حضرت صدیق رض کی اجماعی ہے باوجودیکہ
سعد بن عبادہ رضی نے بیعت سے تخلف اختیار کیا اور آخر تک اونسے رجوع محقق نہیں ہے اور کوئی روایت
قابل قبول اس پر دال نہیں ہے من ادعا فعلیہ اقامۃ البرہان پس اسی صورت میں کہ خلافت ابی بکر
صدیق باوجود خلاف سعد بن عبادہ رض کے اجماعی نکہیگا جامع البراہین تو عقیدہ اہل سنت وجماعت کے
مخالف عقیدہ رکہنا خود کا قبول کریگا اور اپنے منہ سے بدعتی بنیگا اور اگر اجماعی ہونا قبول کریگا باوجود
خلاف ایک صحابی رض کے تو اسیطرح فاکہانی کے خلاف ہوتی ہوئی محفل مولد کا اجماعی ہونا ماننا پڑیگا
بڑی تعجب کی بات ہے کہ خلاف سعد بن عبادہ رض صحابی بدری کے سے تو اجماع کا بطلان نہ قبول کرے اور فاکہانی کے خلاف سے اجماع کا
بطلان قبول کرے باوجودیکہ خلاف اجتہادی دونوں میں نہیں ہے اس سے لازم آویگا کہ فاکہانی جامع براہین کے نزدیک صحابی
رسول اللہ صلعم سے بہی معتبر ومعتمد زیادہ ہے پس فاسد العقیدہ ہونا ظاہر ہوگا جامع براہین کے عقلکو
معلوم نہیں کیا ہوا کہ فاکہانی کے انکار سے اجماع محققین کا بطلان گمان کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ
جسطرح فاکہانی نے انکار جمہور کا کیا ہے اسیطرح جمہور نے انکار قول فاکہانی کا کیا ہے اور کسی نے
اون جمہور میں سے اسکے قولکو معتبر وقابل التفات نہیں جانا پس انکار موجب بطلان قول
جمہور ہوا تو انکار جمہور موجب بطلان قول فاکہانی کیوں نہیں ہوسکتا ہے اور یہ کسطرح عقل سلیم وفہم
مستقیم میں آسکتا ہے کہ جمہور کے انکار کا تو یہ اثر نہووے کہ قول فاکہانی باطل ہوجاوے اور فاکہانی کے
انکار کا یہ اثر ہووے کہ جمہور کا قول باطل وغیر معتبر قرار پاوے اور فاکہانی کا قول معتبر مانا جاوے اور اسکو
دین قویم وصراط مستقیم بنایا جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین نے کیا ہے شعر راستی سے اسعد وہ کج ادا بیگانہ ہے
اسکے ابروئے کماں کو تیر کی حاجت نہیں .... کہ قول فاکہانی غیر معتبر عند الجمہور کو ایسا معتبر قرار
دیا ہے کہ قول جمہور کو بدعت ضلالت جانتا ہے ایسی ضلالت ونادانی کا کیا ٹھکانا ہے (برین عقل ودانش بباید گریست

علماء محققین معتبرین تو اپنی تصانیف میں تصریح فرماتے ہیں کہ بمقابلہ جمہور کے قول اقل قلیل بدعت قرار دیا جاتا ہے
اور مخالفین کی ایک جماعت معتد بہا بھی بمقابلہ جمہور ہووے تب بھی ملامت سے خالی نہیں ہے اور عاقبت ثمرہ
نہ ہونیکا خیال ہے خصوصاً ایسی الاصابۃ چنانچہ صاحب مجمع البحار محمد بن طاہر پٹنی مجمع البحار میں فرماتے ہیں وانکار
ذلک البعض من اہل السنۃ فلا شک فی وجہ اذ مخالف الجمہور خصوصاً اذا کان المخالف اقل
قلیلا یبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد یبدع ولو سلم ان المخالف فیہ جمع معتد بہ فلا
یخلو عن الملامۃ فان مخالفۃ الجمہور لمن لیس لہ رای لا یحسن وای فائدۃ ولعلہ
یترتب علیہ ما لا یحمد عواقبہ انتہی نخعی وشعبی رحمہما اللہ تعالی کا قول کراہت زیارت قبور کے بارہ میں
جو اگر صادر ہوا تو انکا قول بسبب اجماع غیرہما شاذ و غیر معتبر قرار دیا ہے اور ابن تیمیہ نے تحریم زیارت نبی صلعم کا
قول کیا تھا اُسکی تکفیر بعض نے کی ہے اجماع وغیرہ کے سبب سے چنانچہ شرح شفاء قاضی عیاض کی
بحث زیارت قبور میں ملا علی قاری رح فرماتے ہیں وما وقع للشعبی والنخعی مما یقتضی کراہۃ زیارۃ
القبور شاذ لا یعول علیہ المخالفۃ اجماع غیرہما وقد فرط ابن تیمیۃ من الحنابلۃ حیث حرم السفر
لزیارۃ النبی صلعم کما افرط غیرہ حیث قال کون الزیارۃ قربۃ معلوم من الدین بالضرورۃ وجاحدہ
محکوم علیہ بالکفر ولعل الثانی اقرب الی الصواب لان تحریم ما اجمع العلماء فیہ بالاستحباب
یکون کفرا لانہ فوق تحریم المباح المتفق علیہ فی ہذا الباب انتہی بقدر الحاجت اور
فتوی حمادیہ کی کتاب الوقف احکام المسجد میں ہے صفحہ ۳۴ ذکر فی التجنیس فی موضعین فی الوقف والبیوع
ونحن لا ناخذ بقول محمد رح ولا نفتی بجواز بیعہ وان خرب ما حولہ تعظیما للمسجد و
احتراما لہ من السغناقی ولما اجتمع فقہاء الامصار علی شیء فقول واحد یخالف
قولہم یکون خلافا ولا یکون اختلافا انتہی ان عبارت علماء سے واضح ہے کہ بمقابلہ جمہور کے قول شاذ و نادر
کا اور اقل قلیل کا اعتبار نکیا جاوے تا کہ قول جمہور باطل نہو جاوے اور غیر معتبر قرار نہ پاوے اگر علم وفہم جامع
براہین کو ہوتا تو ایسا نکتہ ناظرہ اُس پر یہ کہ اپنی بی علمی و بی فہمی سے صاحب انوار پر قصور علم کا بہتان لگاتا ہے
یہ وہی مضمون ہے کلام شاعر کا **رباعی** ایک روز وقت پاکے کہا میں نے اُس سے یوں :: آزردہ خاطروں کو ستانا نہیں فائدہ
بولی وہ واقعی بڑی بیداد گر ہوں میں :: ہم سے کسی کو دل کے لگانے میں فائدہ کسی سے آپنے سن لیا ہے کہ کتب
اصول میں لکھا ہے کہ ایک کا انکار بھی مانع اجماع ہے اُسکا مطلب بی علمی کے سبب سے کچھ کا کچھ سمجھ گیا
اور یہ نہ سمجھا کہ وہ انکار بدلیل اجتہاد ہووے تو معتبر ہے نہ یہ کہ کیف ما کان معتبر ہو جاوے گو فاکہانیکا انکار

ہی معتبر قرار دیا جاوے اور اسکے معتبر ہونیکی یہ معنی نہین کہ اُس ایک قولکا اعتبار کیا جاوے اور اُس ایک کے قول کے موافق جو
مسئلہ ہووے وہی حق ہووے باقی تمام علماء اہل اجتہاد و تحقیق کا قول باطل ہوجاوے جیسا کہ یہ جامع براہین جانگیا ہے اور اُسی
پر عمل درآمد اُسکا اسی رسالہ براہین مین ہے کہ موافق قول فاکہانی کے محفل کو بدعت ضلالت بتاتا ہے یہ تو کوئی
احمق سے احمق بھی گمان کریگا بلکہ اوسکے معتبر ہونیکی یہ معنی ہین کہ تحقق اجماع کا نہوگا اور تحقیق اجماع نہونے سے یہ
لازم نہین آتا کہ جمہور کا قول کسیطرح معتبر ہرگز نہووے اور اسکو ضلالت و جمہور کو ضالین اعتقاد کیا جاوے یہ تو اہی جہالت
صرف ہی بلکہ وہ قول جمہور قوی و عمدہ قرار دیا جاویگا اور اُس بعض کا قول غیر قوی و غیر عمدہ بلکہ شاذ و غیر معمول قرار دیا
جاویگا چنانچہ ان عبارات مذکورہ بالا سے یہی مفہوم ہے اہل فہم پر روشن ہے کم فہم کیلیے سمجھے مسائل واقعہ کو اور
یہی جامع براہین صفحہ ۱۳۱ مین یہ قول کہچکا ہے (اور پھر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہا ہے کہ شافعی اوسکو جائز فرماتے
ہین کہ اُسکی اصل شرع سے اونکے نزدیک ثابت ہے تو اُسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون
بھی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے کسقدر بی علمی ہے استغفر اللہ) انتہی دیکھو اُس قول سے اسکی واضح ہے
کہ مختلف فیہ مسئلہ بلا ضرورت جائز ہے اور جسکی کراہت مختلف فیہ ہوئی تو وہ بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے
یعنی مکروہ بھی نہین ہوتا پس اسیطرح محفل مولد کے بارہ مین یہ قول اپنا جاری اسنے کیون نہین کیا کہ محفل
مولد کی کراہت جو قول فاکہانی سے مفہوم ہے اوسمین اختلاف جمہور علماء کا ہے اور مختلف فیہ مسئلہ
کہ یہان محفل مولد ہے یون بھی بلا ضرورت جائز ہے پس اسی جامع براہین کے قول سے جواز محفل مولد لازم آتا
ظاہر ہے اب یہی تقریر اُسکی یہان جاری ہے یہان اُسکا اعتبار نہین کرتا ہے اور معتبر نہین جانتا ہے اور اجرت
علی التعلیم کے بارہ مین کہ جو مفید مطلب تھے کہ اہل دیوبند کی روزی حرام و مکروہ ہوتی تھی مکروہ نہ ملنے کے سبب سے
اس تقریر کو جاری کرنا اور معتبر ماننا کسقدر بی علمی ہے اور امام شافعی رح کہ مخالف مذہب ہمارے کے ہین اُنکے
نزدیک اصل ثابت ہونا اگرچہ اپنے نزدیک اصل شرعًا ثابت ہووے اسنے معتبر قرار دیا ہے جس سے واضح و لائح ہے
کہ مخالف کے نزدیک اصل ثابت ہونا جواز مسئلہ کیلیے کافی ہوتا ہے پس اسیطرح یہان بھی جاننا چاہیے تھا کہ جمہور
کے نزدیک اصل ثابت ہونا محفل مولد کے جواز کے واسطے کافی ہے اس بیچارہ کو اپنے اقوال اگلے پچھلے کی بھی خبر نہین اور اسقدر
تمیز بھی نہین کہ اسکے اقوال باہم متناقض ہین اور اسی کے اقوال اسکے مدعی کی بیخ کنی کرتے ہین اور اپنے
بی علمی دوسرون پر ڈالتا ہے اہل شرمندگی مٹانیکو اسواسطے مضمون کلام مومن خان دہلوی کا اس محل پر
خوب راست آیا **رباعی** جب کہا مین نے کہ تم بیداد گر نا آشنا ؛ بیمروت بیوفا بیگانہ احباب ہو
ہنس کے فرمایا کہ مین تو خیر جو کچھہ ہون سو ہون ؛ تم بھی تو بیصبر ہو بیچین ہو بیتاب ہو اگر کسی عالم کی صحبت بھی ہوئی

ہوئی تو

ہوتی تو اون عالم کی سُنی سنائی بات اسکو یاد ہوتی کہ رسم مفتی مین ثابت ہو چکا ہو کہ اگر آئمہ مذاہب سے کسی حادثہ
مین کوئی جواب ظاہر نہ پایا جاوے اور مشائخ متاخرین کا جواب ایک ہی ہووے اوس مسئلہ مین تمام متفق ہو جاوین تو
اسکو اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہئے اور اگر مشائخ متاخرین کے درمیان اختلاف ہووے تو اکثر کا قول اخذ کرنا
اور قبول کرنا چاہئے رد المحتار حاشیہ در مختار مین یہ مصرح ہے واذا لم یوجد فی الحادثۃ عن واحد
منہم جواب ظاہر وتکلم فیہ المشائخ المتاخرون قولاً واحداً یوخذ بہ فان اختلفوا یوخذ
بقول الاکثرین انتہی پس نقل سابق مین آئمہ مذاہب اربعہ سے جواب منقول نہین ہے غایت
یہ قرار دیجاوے کہ بالفرض یہ مسئلہ مختلف فیہا درمیان علماء ومشائخ کی ہے کہ ایک جانب مین فقط فاکہانی اور
دوسرے جانب مین تمام علماء رہین تو اون تمام علماء کے قول کو قبول کرنا موافق رسم مفتی مصرح رد المحتار کے چاہئے نہ
یہ کہ جیسے جامع براہین نے کیا کہ کچھ خوف وخشیت خداتعالی سے نہین کیا صدق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا لم تستحی فاصنع ما شئت الٹکل بچو جو منہ مین آیا کہنا شروع کر دیا ایسی جرأت سوائے جاہل
شقی کے کوئی دوسرا مسلمان نہین کر سکتا ہے ایسے مواقع مین مفتی کو نظر تامل چاہئے اور لیاقت
ہو تو نظر تدبر واجتہاد کرے اور بدون لیاقت کے زبان ہلانا کیونکہ اسطرح درست ہے فقہائے
ایسی جرأت کو منع فرمایا ہے وان لم یوجد منہم جواب البتۃ نصاً ینظر المفتی فیہا نظر
تامل وتدبر واجتہاد لیجد فیہا ما یقرب الی الخروج عن العہدۃ ولا یتکلم فیہا جزافاً
ویخشی اللہ تعالی ویراقبہ فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاہل شقی انتہی ایسے شخص کو
جیساکہ جامع براہین ہے لیاقت نظر اجتہاد کرنیکی کہاں ہے اور خصوصاً بمقابلہ جماعت کثیرہ وجم غفیر علماء
نحاریر اسکی یا اسکے فاکہانی کی کب چلسکتی ہے مثل مشہور نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے
خیر فاکہانی تو پھر صاحب علم ہین گو اس مسئلہ مین خاطی سخت ہین لکن یہ جامع براہین بیچارہ کس شمار مین ہے
اپنی خود کو کیا خیال کرکے دست اندازی اسمین کی طرفداری جمہور علماء کی کرتا تو اسمین سرزنش نہ تھی
اور ملا علی قاری اپنے مورد روی فی مولد نبوی مین بادشاہان عادلین قامعین بدعت ملک مصر
وملک اندلس وملک مغرب وملک ہند وحرمین شریفین وملک روم وملک شام ودیگر بلاد اسلام مین
اس محفل کا جاری ہونا اور علماء اعیان وصوفیہ ذیشان کا بلا انکار ومنع کے شامل ہونا بیان کرتے ہین
اور علامہ سخاوی وابن حجر وابن جزری ودیگر متبحرین ومحققین کا اس محفل کو جائز کہنا بتاتے ہین
قدرے عبارت بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے انکے رسالہ کی تاکہ یہ امر ظاہر ہو جاوے وقال الاصل

عمل المولد الشريف لم ينقل من احد من السلف الصالح في القرون الثلاثة الفاضلة
وانما حدث بعدها بالمقاصد الحسنة والنية للاخلاص الشاملة ثم لا زال اهل
الاسلام في سائر الاقطار والمدن العظام يحتفلون في شهر مولده صلعم وقال
الامام شمس الدين الجزري المقرئ والمجرب من خواصه انه امان تام في ذلك
العام وبشرى تعجيل بنيل ما ينبغي ويرام قال واكثرهم بذلك عناية
اهل مصر والشام ولسلطان مصر في تلك الليلة من العلم اعظم مقام قال ولقد
حضرت في سنة خمس وثمانين وسبعمائة ليلة المولد عند الملك الظاهر برقوق رحمه الله
بقلعة الجبل العلية فرأيت ما هالني وسرني ولا ساءني وحررت ما انفق في
تلك الليلة على القراء والحاضرين من الوعاظ والمنشدين وغيرهم من الاتباع
والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب العين
ما بين خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغيرها مما يستقيم به الضلوع
قال السخاوي قلت ولم يزل ملوك مصر خدام الحرمين الشريفين من وفقهم الله
لهدم كثير من المناكير والشين ونظروا في امر الرعية كالوالد لولده وشهروا
انفسهم بالعدل فاسعفهم بجنده ومدده واما ملوك الاندلس والغرب فلهم فيه ليلة
تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان فمن يليهم من كل مكان وتعلو ما
بين اهل الكفر كلمة الايمان واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذلك اقتفاء بغيرهم من الملوك
فيما هنالك وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير كما اعلمنيه بعض اولي النقل والتحرير قلت واما
العجم من حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام
للقراء الكرام والعلماء العظام وللفقراء من الخاص والعام وقرآت الختمات والتلاوات
المتواليات والانشادات المتعاليات واجناس المبرات والخيرات وانواع السرور واصناف الحبور حتى بعض العجائز
من غزلهن ونسجهن يجمعن ما يقمن لجمعهن الاكابر والاعيان وضيافتهن ما يقدرنا عليه
في ذلك الزمان ومن تعظيم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا يأباه
احد في حضوره رجاء ادراك نوره وسروره وقال السخاوي اما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون
الى المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك المقصده ويزيد اهتمامهم

به علی یوم العید حتی قل ان یتخلف عنه احد من صالح وطالح وشقی وسعید سیما الشریف صاحب
الحجاز ولاهل المدینه کرمهما الله احتفال علی فعله اقبال انتهی اس عبارت سے ان تمام بلاد اسلام
مشہور ومعروف مین محفل میلاد شریف کا ہونا اور بلا انکار علماء متبحرین کا شامل ہونا ثابت ہے اگر بالفرض فاکہانی کا انکار
بدلیل انتہا دی ہونا اور مسئلہ مختلف فیہا قرار دیا جانا تب بھی بعد زمانہ فاکہانی کی بلا نکیر جاری ہونا مثبت اجماع کے ہے
اگرچہ زمانہ لاحق مین اجماع ہوا ہے اور اصول دان پر واضح ہے کہ ایک زمانہ کے علما مختلف ہوویں اور دوسرے زمانہ کے علما
بعد زمانہ اختلاف کے یعنی وہ زمانہ دوسرا ہے ایک طرف پر اتفاق کر لیں تو اجماع ہو جاتا ہے اور اختلاف زمانہ سابق
مانع اجماع لاحق کو نہیں ہوتا ہے اور اختلاف کرنیوالے کی دلیل اگرچہ موافق شرائط تھی وہ دلیل باقی نہین رہتی ہے اسلیے
کہ وقت اجماع کے اس دلیل سے قوی تر دلیل پیدا ہو گئی کہ وہ اجماع ہے اور اختلاف والے کی دلیل اسوقت مین تھی
اب وہ نہین رہی فی التوضیح اذا اختلفوا واقام کل واحد منهم الدلیل مقرونا بشرائط لا یکون
احد منهم ضالا ولا مخطیا بالنظر الی الدلیل ثم اذا انعقد الاجماع بعدهم علی احد الطرفین
فدلیل المخالف لم یبق الآن دلیلا لانه حدث دلیل اقوی وهو الاجماع انتهی وقال بعید
ذلک لان دلیلهم کان دلیلا فی ذلک الزمان لکنه لم یبق دلیلا فی زمان حدوث الاجماع
انتهی وفی مسلم الثبوت اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی العصر الاول ممتنع عند
الاشعری والمختار انه واقع حجة وعلیه اکثر الحنفیة والشافعیة لنا علی الوقوع اجماع التا
بعین علی جواز متعة العمرة وقد کان امیر المؤمنین عمر وامیر المؤمنین عثمان ینهی عنه ولا
یلزم تضلیل بعض الصحابة لان رأیه کان حجة قبل حدوث الاجماع وانما یلزم خطاءه وهو لازم
فی کل اختلاف لان الحق واحد انتهی مختصرا پس جب بعد زمانہ فاکہانی کے اتفاق تمام متبحرین علماء وفضلاء
صالحین کا اسکے جواز پر ہو گیا جیسا کہ بیان ملا علیقاری سے واضح ہے اگر زمانہ ملا علیقاری مین مثلا مخالف کوئی
اسکا ہوتا تو منقول ہوتا اور بدون نقل صحیح معتبر فقط احتمال سے مخالفت ثابت نہین ہوتی ہے پس زمانہ اتفاقین
اجماع متحقق ہو گیا اور اختلاف زمانہ فاکہانی کا مرتفع ہو گیا اور دلیل فاکہانی بعد تسلیم موافق شرائط ہونیکے باقی
نہ رہی اگرچہ اسکے زمانہ مین وہ دلیل بالفرض والتقدیر تھی اگر اجماع کے تحقق کیواسطے مجتہدین کا ہونا
شرط مانو اور اتفاق کرنیوالونکو مجتہد نہین مانتے ہو تو بعد تسلیم کے ہم کہتے ہین کہ اتفاق محققین علماء
علی ممر الاعصار اس محفل پر ہونا واضح ہے اور انکار اسکا مکابرہ ہے اور یہ بھی عبارت ملا علیقاری سے واضح ہو چکا
ہے اور اتفاق علماء محققین علی ممر الاعصار حجت ہے بھی مثل اجماع کے کتب اصول مین لکھا ہے قال فی المسلم وشرحها

لبحر العلوم (ان اتفاق العلماء المحققین علی ممر الاعصار) وان کانوا غیر مجتہدین (حجۃ کالاجماع)
فانہ یابی العقل من اجتماعہم من غیر ان یکون واضحاً الدیہم وانکان باستماع عن مجتہدین لہم انتہی
اگر بالفرض اتفاق نہوتا تب بہی اکثر اس محفل کے جواز میں اور اختلاف کی حالت میں اکثر کے قول کا اخذ کرنا ردمحتار
سے اوپر گذر چکا ہے پس مدعی ہمارا بہرحال ثابت ہے الغرض قول فاکہانی یا اسواسطے دلیل شرعی نہیں ہے کہ بلا دلیل شرعی
ہے وہ اپنے عدم علم کا اس امر میں اظہار کرتے ہیں اور عدم علم کسی کا دین الہی پر دلیل نہیں ہوسکتا ہے اور باوجود اسکے
فاکہانی نے جو اس محفل کو کراہت یا حرمت میں داخل کیا تو بدعت کو حرمت وکراہت میں منحصر جانکر کیا اور یہ بہی دلیل شرعی
نہیں بدعت کا حسنہ ہونا بہی حدیث من سن سنۃ حسنۃ سے واضح ہے اور واجب ومستحب ومباح ہونا بہی اقوال علماء سے
اوپر گذر چکا ہے پس بدعت کو منحصر کرنا حرمت وکراہت میں کوئی دلیل شرعی نہوئی تو اس پر متفرع کرنا حرمت وکراہت
محفل کو بلا دلیل شرعی ہوا ایسے خلاف فاکہانی مضر اجماع محققین اسکے اہل زمانہ کو نہیں ہے یا یہ قول فاکہانی اکثر
کے مخالف ہے اسواسطے مقبول نہیں ہے یا یہ کہ قول فاکہانی اگرچہ دلیل شرعی اسکے زمانہ میں تہا بعد کو جب
اختلاف نرہا اور اتفاق محققین واقع ہوا تو دلیل فاکہانی کی دلیل شرعی نرہی بسبب حدوث اتفاق واجماع
لاحق کی پس اب قول فاکہانی پر حکم کرنا اور فتوی اسکے موافق دینا بسبب اسکی کہ غایت یہ ہے کہ قول فاکہانی کو باطل
نکہا جاوے فقط ضعیف کہا جاوے تب بہی جہالت وخرق اجماع سے خالی نہیں ہے کیونکہ قول ضعیف پر حکم فتوی دینا علماء
نے جہل وخرق اجماع قرار دیا ہے قال فی الدر المختار وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع انتہی
اب خوب ظاہر ہوگئی بے علمی وناوانی حزب شیخ نجدی کی جو فاکہانی وامثال اسکے اقوال ضعیفہ ومرجوحہ وغیر مدللہ ومردودہ
سے حجت اوپر عدم جواز محفل میلاد شریف کی لاتے ہیں اور واضح ولائح ہوگیا جواز محفل میلاد شریف کا اور
سالم رہنا اجماع کا بہی بطلان سے جو زعم فاسد جامع براہین نے کیا تہا کہلگیا اور جامع براہین کا ہی قول فی الواقع
باطل ہونا معلوم ہوگیا اور صفحہ ۱۹۹ میں جو کہا ہے کہ ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی نے فرمایا الخ اور یہ جس جس
محل میں اول وآخر اس سے فاکہانی کے قول کو پیش کیا ہے سب کا جواب شافی یہاں ہوگیا ہر جگہہ علیحدہ علیحدہ تردید
کی ضرورت نرہی **قولہ** اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہاں کام کا نہیں اور قرآن وحدیث سے
کچہہ ثبوت نہیں ۲ اقول باللہ التوفیق فاکہانی کے قول کا بطلان وبلا دلیل وغیر معتبر ہونا وضعیف ومرجوح وکمقابلہ
جمہور ساقط ہونا یا بالفرض اول اسکے پاس دلیل کا وجود ہوے مع انہ باطل بعد کو زمانہ اتفاق کل علماء میں
بعد فوت فاکہانی کے اوس دلیل کا باقی نرہنا بخوبی ابہی معلوم ہوگیا ہے اور اس محفل کی اصل جو علماء نے نکالی ہے اور دوسرے
متبحرین ومحققین نے اوسکو تسلیم کیا ہے اسکو یہ جامع براہین کہتا ہے کہ انپر قیاس کرنا کام کا نہیں ہے امام جلال الدین

سیوطی و ابن حجر و علامہ ملا علی قاری وغیرہم منجملہ فضلاء و علماء تو اس قیاس کو جائز و پسند کریں اور یہ
گنگوہی کہ بمقابلہ ان علماء کے طفل مکتب ہونیکی بھی لیاقت نہیں رکھتا ہے اور ان کی کلام کی فہم کی بھی اسکو
تمیز نہیں چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ اس قیاس کو کام کا نہ بتاوے بلکہ اوسکو بیفہمی و بے علمی سے رد کرے
مولوی احمد علی سہارنپوری جو ہمارے معاصرین تھے اور ہم انسے اچھی طرح واقف ہیں کہ جمیع علوم کما حقہ
کو وہ فاضل بھی نہ تھے مشکوۃ و بخاری پر حواشی مختلفہ شروح علماء سے دیکھکر اونھوں نے لکھدئے تھے اور بعض
لوگوں نے اونسے آخر عمر میں احادیث پڑھائی ہے یہ بہت بڑی علم و فضل کی کوئی بات نہیں ان کے قول کو جو مخالف
جمہور بلکہ خلاف علم و اصول کے تھا کہ ادنی طالب علم بھی انکی غلطی پر واقف ہو سکتا ہے چنانچہ معلوم ہو جائیگا
صاحب انوار ساطعہ نے رد کیا تھا تو براہین کے صفحہ ڈیڑھ سو میں جامع براہین نے یہ کہا کہ دیگر یہاں بے ساختہ
طبع نے یہ شعر لکھا ہے ظہور حشر نہ ہو کیونکہ کلجگ کی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نواسنجی سبحان اللہ مولانا
احمد علی صاحب مرحوم محدث کی حدیث نقل کردہ اور اسکے تنقید میں عبد السمیع کلام کرے قیامت آئی صادق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ رواہ البخاری انتہی دیکھو آسمان
کا تھوکا منہ کو آیا اور اسکو لگا ہدف خود مولوی رشید احمد گنگوہی او چیلہ اونکا ہوا اب ہم کہتے ہیں کہ بے ساختہ
یہ شعر مولوی رشید احمد و چیلہ پر صادق آیا اور خدا تعالی نے اندونوں کو مصداق اسکا بنایا ہے ظہور حشر نہ ہو
کیونکہ کلجگ کی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نواسنجی مولوی رشید احمد و اونکا چیلہ ابن حجر و جلال الدین و دیگر
علماء محققین مقبولین معروفین کا رد کریں اور انکی اصل نکالی ہوئے پر کلام کریں اور انکے قیاس کو کہیں کہ
کام کا نہیں قیام قیامت کیوں نہ ہووے صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر
الساعۃ رواہ البخاری سچ ہے کہ جو کوئی بھائی کیواسطے کنواں کھودتا ہے خود گرتا ہے اور جامع براہین نے حدیث
غریب کے بارہ میں صفحہ ۱۵۱ میں تقریر بالکل لچر کی ہے اور کلام صاحب انوار کو ہرگز نہیں خیال کیا ہے بھلا صاحب
انوار کے قول سے یہ کب مفہوم ہے کہ غریب حدیث منحصر ضعیف میں ہے اور شیخ کے مقدمہ میں حدیث صحیح ایک
راوی والیکو ذکر کیا ہے اسکا صاحب انوار نے کب انکار کیا ہے جو حوالہ مقدمہ شیخ و علل ترمذی جامع براہین
دیتا ہے اسکی غرض تو یہ ہے کہ بعض محل میں غریب بمعنی ضعیف و مطعون بھی آتی ہے اور عادت ترمذی
کی ہے کہ غریب کیساتھ حسن و صحیح کو ذکر دیتا ہے اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ جسجگہ ترمذی نے غریب فقط لکھا ہے
تو اسکے نزدیک اس حدیث کا حسن یا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا ہے ورنہ ہر غریب ترمذی کے نزدیک
صحیح ہے یا حسن ہے مثلاً تو کہیں بلفظ صحیح و حسن ذکر کرنا اور کہیں ذکر نکرنا لغو و بیفائدہ ہوگا اور کلام عاقل کو لغو سے

حتی الامکان بچانا ضرور ہے اور اسکی یہی سبب ہے کہ غریب ترمذی کے نزدیک بھی دو قسم ہے ایک مطعون
وضعیف و دوسری غیر مطعون و غیر ضعیف پس جگہہ مطعون نہین ہوتی تو اوسکو حسن یا صحیح کہدیتا ہے
اور جسجگہہ مطعون وضعیف ہوتی ہے وہان فقط غریب کہکر چپ ہو جاتا ہے اس احتمال غریب کے ساتھ حالت مین
قول ترمذی مین لغو بیفائدہ ہونا لازم نہین آتا ہے شیخ کے مقدمہ کی عبارت خود جامع براہین نہین سمجھا ہے
شیخ کی عبارت سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ سوائے صاحب مصابیح کے دوسرے کسی سے حدیث غریب سے یہ مراد
نہین ہوتی ہے بلکہ شیخ کی عبارت هذا هو المراد من قول صاحب المصابیح من قوله هذا حدیث غریب
کما قال بطریق الطعن کا یہ ظاہر مطلب کہ صاحب مصابیح کے قول مین غریب سے مراد یہی مطعون حدیث غریب
مراد ہوتی ہے اس سے یہ مفہوم ہوا کہ کسی دوسرے محدث کی یہ مراد ہوتی ہی نہین ہے مثلاً کوئی شخص کہے کہ
زید جب لفظ عالم کا اطلاق کرتا ہے تو اس سے عمر ہی مراد لیتا ہے اب اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ کوئی دوسرا
اطلاق لفظ عالم کا کرتا ہے تو اوس سے عمر ہرگز نہین لیتا ہے اور ترمذی کی اصطلاح جدید فقط حسن حدیث
مین ہے باقی اقسام مین ترمذی بھی مانند دیگر محدثین کی ہے جس معنے مین جس لفظ کو مانند غریب صحیح کی دوسرے
محدثین استعمال کرتے ہین ترمذی بھی کرتا ہے قال فی شرح النخبة فعرف بهذا انه انما عرّف الذی یقول فیه
حسن فقط اما ما یقول فیه حسن صحیح او حسن غریب او حسن صحیح غریب فلم یعرج علی تعریفه کما لم یعرج علی
تعریف ما یقول فیه صحیح فقط او غریب فقط فکانه ترک ذلك استغناء لشهرته عند اهل الفن واقتصر
علی تعریف ما یقول فی کتابه حسن فقط اما لغموضه واما لانه اصطلاح جدید ولذلك قیده بقوله عندنا ولم
ینسبه الی اهل الحدیث انتهی پس غریب و صحیح کے بارہ مین جب ترمذی کی کوئی اصطلاح جدید نہین ہے تو اوسکو
غریب کہدینا بھی مانند دوسرون کے ہوا پس جسطرح صاحب مصابیح غریب سے مراد مطعون لیتا ہے اسطرح ترمذی
بھی لیتا ہے بعض مواقع مین چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین یہہ حدیث ابی ہریرہ رض کی ہے قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم الكلمة الحكمة ضالة الحكیم فحیث وجدها فهو احق بها رواه الترمذی وابن ماجة
وقال الترمذی هذا حدیث غریب ابراهیم بن الفضل الراوی یضعف فی الحدیث اس سے ظاہر ہے کہ ترمذی کے
نزدیک غریب ضعیف کیساتھ جمع ہو جاتی ہے اور ہر غریب اوسکے نزدیک صحیح نہین یہ فی الواقع بیفہمی جامع براہین
کی ہے اور صاحب انوار پر اتہام بیفہمی و نادانیکا صفحہ ۱۵۲ مین لگاتا ہے اور حدیث غریب کو بدون اثبات بحسب قواعد
واصول حدیث کے صحیح بتاتا ہے اور یہ شعر ~ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمہ آفتاب را چہ گناہ پیش
کرتا ہے اب ہماریطرف سے یہی شعر جامع براہین پر وارد ہے اور جہل مرکب کا تحقق اوسکے حق مین ہی یہ دوسرا ادیہ ہماریطرف سے

۵/۱۱/۱۲

ہر بیت آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند :: در جہل مرکب بدالدہر بماند :: اب صاحب انوار سے پوچھنا ہے اور حدیث سالم بن عبید جو جامع براہین گنگوہی صاحب بنی نہش نہی سے صفحہ مذکور بالا مین ذکر کرتے ہین اس سے یہ کہان ثابت ہوا کہ وقت عطسکے زیادت والسلام علی رسول اللہ کی بعض ابن عمر کا نہی کے سبب نہین تہا اس حدیث سے یہ مفہوم ہوا کہ عاطس نے چونکہ وظیفہ کیا تہا اوسپر تنبیہ آنحضرت صلعم نے اوسکو کی یہ صاحب انوار کے مخالف نہین ہے بلکہ موافق ہے کیونکہ نہی صریح اور ترک سنت معنیہ دونون کا ایک حکم ہے اور ایک حکم کا مستلزم ہونا نہی ضد اسکی کو جیسا کہ مافی پر روشن ہے اور یہ حدیث مفید منع زیادت کی نہین ہے بلکہ یہ مفید منع ترک وظیفہ کی ہے اور دعوی تمہارا کراہت اثبات زیادت کا تھا اور نہی زیادت سے تم مدعی تھے اور تمنے ترک کسی سنت کا ادعا کیا ہوتا اور ترک سنت کی کراہت و ممنوعیت پر اس سے حجت لاتے تو درست ہوتا اس حجت کو دعوے سے کچھ علاقہ نہین ہے پس اسکا ذکر تمہاری نافہمی صرف ہے اب آپ ہی فرمائی فہمید رفوب آپکی ہے یا صاحب انوار کی :: ہنوز طفلی وازنوش نیش خبر ہے زعشق ماچہ کرا زحسن خویش بیخبرے :: اور کیا ضرور تہا کہ عماانا ان نصلی فی ھذا المواطن صراحۃ ابن عمر کہدیتے ایک مقصود چند عبارات سے ادا ہوسکتا ہے جو مفید وقت ہوتا جاتا وہ فرمایا مقصود تو حاصل ہوگیا الغرض اسی قسم کے بہت سے ہذیانات و وسواس دیغابات جامع براہین کے جس سے سراسر بیعلمی ظاہر ہوتی ہے اور ابعد تسلیم اس امر کی کہ یہ حدیث مفید منع زیادت کی ہے ہم کہتے ہین کہ جامع براہین کو یہ خبر نہین کہ بعض امور شرعیہ محدود و مقدر ہین اور بعض غیر محدود و غیر مقدر محدود و مقدر مین زیادت نقصان جائز نہین اور غیر محدود و غیر مقدر مین زیادت کا جواز ہے چنانچہ تلبیہ مین اسیواسطے ہمارے علما زیادت کے جواز کے قائل ہوئے ہین اور امام شافعیؒ اذان والتحیات پر قیاس کرتے ہین کہ جسطرح اذان و تشہد مین زیادت درست نہین ہے تلبیہ مین بھی درست نہین ہے فی الھدایۃ ولو زاد فیہا جاز خلافا للشافعی فی روایۃ الربیع رح وھو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم انتہی اور ہمارے علما حنفیہ یہی جواب دیتے ہین کہ تشہد حرمت و عزت نماز مین ہے اور نماز مین وہی جائز ہے جو وارد ہے اور وارد کے ساتھ ہی مقید ہے غیر وارد اوس مین جائز نہین ہے فی فتح القدیر بخلاف التشہد لانہ فی حرمۃ الصلوۃ والصلوۃ یتقید فیہا بالوارد ولانہا لم یجعل شیء عاما لحالۃ عدمہا ولذا قلنا یکرہ تکرارہ بعینہ حتی اذا کان التشہد الثانی قلنا لا تکرہ الزیادۃ بالماثور ولانہ اطلق فیہ من قبل الشارع نظرا الی فراغ اعمالہا انتہی اس سے واضح ہے کہ امور نماز کے اور اذان و تشہد کے اسی قسم کے ہین کہ انمین زیادت و کمی جائز نہین ہے اور تلبیہ مین زیادت جائز ہے وہ اس قسم مین نہین ہے کہ زیادت جائز نہووے رد المحتار مین بھی ہے کہ امور صلوۃ کے امام صاحب کے نزدیک محصور و محدود ہین لھذا قال فی السراج ویکرہ ان یزید فی التشہد حرفا و یبتدی بحرف قبل حرف قال ابو حنیفۃ ولو نقص من

تشہد او زاد فیہ کان مکروہا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا انتہی پس امور شرعیہ کا دو قسم ہونا واضح
ہوگیا اور ذکر عطسہ کہ الحمد للہ واسطے عاطس کے محدود و محصور ہے وہ بھی مانند اذان وغیرہ کے ہے کہ زیادت و نقصان کا
محتمل نہیں ہے قال الشیخ فی اللمعات شرح المشکوۃ تحت الحدیث المعہود انما علمنا فیہا ان نقول
الحمد للہ علی کل حال فقط من غیر زیادۃ سلام فیہ علی انہ ینبغی فی الذکر والدعاء الاقتصار علی الماثور
من غیر ان یزاد او ینقص فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما الایزاد فی الاذان بعد التہلیل
محمد رسول اللہ وامثال ذلک کثیر انتہی پس جب امور شرعیہ دو قسم کے ہوئے کہ ایک میں زیادت درست اور
دوسری قسم میں زیادت درست نہیں جو ذکر مخصوص اوسمین وارد ہو وہی درست ہے اور مقام عطسہ بھی اونہیں امور
محدود و محصور میں سے ہے تو اس حدیث عطسہ سے استدلال کراہت محفل پر پکڑنا نہایت درجہ کی بیعلمی و نافہمی ہے
کیونکہ محفل میلاد میں کسی امر محدود و محصور شرعی کا ثبوت اول ہو لیا ہوتا اور اوسپر کوئی امر زیادہ کیا جاتا تو
اس سے استدلال ممکن تھا اور محفل میلاد میں تو کوئی امر محصور و محدود موجود ہی نہیں ہے کہ اوس پر زیادت ممنوع
ہووے اگر کسی وہابیکو ادعا ہے کہ فلان امر اس موقع محفل میلاد شریف میں بفرمان شارع علیہ السلام محصور و محدود
معین ہے کہ زیادت اوسپر جائز نہیں تو ثابت کرے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس
والحجارۃ کا مصداق یہ فرقہ وہابیہ ہے اور اس محفل میلاد شریف میں تقیید ہرگز نہیں ہے فقط اپنی جہالت و عدم
اطلاع سے اوپر معنے و ماہیت تقیید کے کوئی تقیید مطلق بتاوے تو اوسکو اپنی جہل مرکب پر رونا چاہیے
انشاء اللہ اقوال آیندہ میں حال تقیید مطلق کا بھی آتا ہے جس سے بیعلمی جامع براہین کی واضح ہوجاویگی کہ اوس بھلے
آدمی کو معنی تقیید مطلق سے بالکل خبر نہیں ہے اور کسی اہل علم سے تقیید مطلق کے معنے اوس نے سنے بھی نہیں ہیں
فقط لفظ سُن بھاگا ہے الغرض اس جامع براہین نے قبل بیان اُسکی کے قیاس جلال الدین و ابن حجر کا دونون
اصلوں پر باطل ہے اس قسم کی ہذیانات فاسدہ لکھکر اپنے نامۂ اعمال سیاہ کئے ہیں اور اپنی بیعلمی و نافہمی کا اظہار
اوز کیا ہے بخوبی کردیا ہے اور دیکھو اپنے مطلب فاسد کی ثابت کرنیکو عبارت حسن المقصد جلال الدین سیوطی رحمہ کے
جو یہ ہے وان لم یرد فیہ نص ففیہ القیاس علی الاصلین جامع براہین نے بدلدیا ہے باین طور کہ ولیس فیہ نص
ولکن فیہ قیاس علی الاصلین اور اس سے یہ ثابت کیا کہ نص و اجماع بلکہ ہر سہ حجت کا سیوطی نے صاف انکار کیا اور
اور جامع براہین صاف فرماتے ہیں کہ اجماع کے ہوتے ہوئے قیاس کی کیا ضرورت جامع براہین کو یہ خیال نہیں کہ
قطع بحث کیواسطے سند اجماع کے اظہار کا قصد سیوطی نے کیا ہو اسواسطے قیاس کی ضرورت جائز ہو فلا بد لرفع
ھذا الاحتمال من دلیل اس سے انکار اجماع جاننا جامع براہین کی فہم بیہودہ کا ہے پھر جو عبارت نور الانوار اسنادہ میں پیش کی

کہ اجماع کیواسطے اتفاق مجتہدین صالحین چاہئے اور منار کی عبارت کہی کہ شرط اجماع کل کا ہو اور خلاف واحد مانند
خلاف اکثر کے ہو یہ بھی عدم علمی پر دال ہے اسواسطے کہ عبارت نور الانوار ومنار سے یہ واضح نہیں ہے کہ بلا دلیل
والے لوگ ویا دلیل والے سب کا اتفاق ہو وے تو اجماع ہے ورنہ نہیں اور خلاف دلیل اجتہادی وبلا دلیل فقط عدم علم کے
سبب سے اور توہمات کے باعث سو بہی کوئی خلاف کرے تو اجماع کا تحقق نہیں ہو سکتا ہے یہ اوپر علم اصول سے
معلوم ہو چکا ہے کہ خلاف جو مضر اجماع ہے وہ وہی جو دلیل اجتہادی سے ہو وے اور عدم علم واختصار بدعت کرا ہت
وحرمت میں شرعًا وعقلاً کوئی دلیل نہیں ہے اور فاکہانی کا انکار ایسا ہی بلا دلیل ہے پس وہ ہرگز مضر اجماع کو
نہیں مگر یہ بات پڑہا ہوا آدمی وصحبت یافتہ علما جانے جامع براہین جیسے کیا جانے اور گنگوہی ہر قرن میں علما کا خلاف کرنا
بیان کرتا ہے اگر یہ دعوے سچا ہے تو زمانہ فاکہانی سے آجتک ہر قرن میں خلاف کرنیوالوں کا نام اور انکے ادلہ شرعیہ جنکی سبب سے
انہوں نے خلاف کیا ہو بیان کرے اور انکا لائق خلاف کرنیکی ہونا ثابت کرے ورنہ جسطرح جامع براہین نے بیچ صفحہ ۱۴۹
صاحب انوار ساطعہ کے حق میں لعنت اللہ علی الکاذبین لکھا ہے اوسکا مرجع اپنے کو جانے اور جسطرح نذیر حسین غیر مقلد
دہلوی نے معیار میں لکھا ہو کہ اجماع کی سند معلوم ہونا چاہئے ورنہ اجماع باطل ہے ہو وہی یہ گنگوہی صاحب بھی فرماتے
ہیں اور عبارت تلویح وتوضیح دونوں میں خیانت کر کے آخر سے اوڑاکر لکہتے ہیں (اور پہر سند اجماع کی بھی
ضروری ہے علی المختار قال فی التوضیح وسند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا والجمہور علی انہ
لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارة لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل
خطاء انتہی من تلویح) یہ عبارت جامع براہین صاحب کی ہے اس سے انکی اگر یہ غرض ہو کہ سند اجماع کی ہمکو معلوم
ہونا ضرور ہے ورنہ اجماع باطل ہے تو فساد اوسکا اظہر من الشمس ہے کہ اسواسطے ہر کس وناکس کو سند اجماع کی
معلوم ہونا ضرور نہیں فقط مجمعین کو معلوم ہونا چاہئے اور اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع واقع میں ضرور ہوتی ہے تو
یہ آپکو اس محل میں مفید نہیں اور نہ کسی کو مضر ہے پس ذکر اوس کا لغو بیفائدہ ہے اور سند موقوف علیہ اجماع کے
باینطور کہ سند نہو وے تو اجماع لذاتہ حجت نہو وے ہرگز نہیں ہے بلکہ اجماع لذاتہ حجت ہے توضیح وتلویح میں اسہی عبارت
کے ساتھہ یہ موجود ہے جامع براہین نے وہ عبارت نقل نہیں کی ہے اور خیانت ظاہر کی ہے پوری عبارت توضیح کی
یہ ہے واما الخامس ففی السند والناقل یجوز ان یکون سند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا وعند البعض
لابد من قطعی قلنا یکون الاجماع لغوا وکونہ حجۃ لیس من قبل دلیلہ بل بعینہ کرامۃ لہذہ الامۃ انتہی اس عبارت توضیح میں لفظ یجوز
ان یکون کے لفظ کو اول ہی جامع براہین نے اوڑا دیا کہ اسکا معنی خلاف تہا اسنے سند کی ضروری ہونیکا دعوی کیا اور لفظ مذکور جواز پر دال ہے کا
لفظ عندنا سے لیکر آخر تک تمام عبارتکو اوڑا دیا جس سے ثابت ہے کہ اجماع حجت دلیل وسند کے سبب سے نہیں بلکہ بعینہ وکرامتا حجت ہے بلکہ جامع براہین سمجھے

قلع قمع ہی اسمین یہ عبارت جامع براہین نے کی اور تلویح کی بہت سی عبارت آخر سے کاٹ ڈالی چونکہ قطعًا و قاطبۃً اوسکے حق مین
سم قاتل تھی اور آخر تلویح کی عبارت یہ ہی وجوابہ ان کون الاجماع حجۃ لیس مبنیا علی دلیلہ ای سندہ بل ہو حجۃ
لذاتہ کرامۃ لہذہ الامۃ واستدامۃ لاحکام الشرع انتہی اس عبارت تلویح سے بھی واضح ہی کہ اجماع لذاتہٖ حجت ہے
مبنی سند پر نہین ہی صاحب انوار ساطعہ پر فقط اس سبب سے کہ جامع براہین کی زعم مین ترجمہ بعض عبارت شیخ کا نہین لکھا تھا
اردو مین اور پوری عبارت نقل کر دی تھی صفحہ ۱۱ براہین مین یہ مصرع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد
لکھدیا اب منصفین انصاف کرین کہ دزدی و خیانت یہ ہی کہ گنگوہی جامع براہین نے عبارت توضیح و تلویح مخالف
اپنے مقصود کو اوڑا دیا ہی یا وہ جو صاحب انوار نے کیا ہی شاید جامع براہین کے نزدیک عبارت مین فرو دے درست ہے
اور خیانت عبارت کی جائز ہی اور ترجمہ نکرنا درست نہین ہے یہ بھی کسی شرع جدید وہابیہ مین لکھا ہوگا نعوذ باللہ
من ہذہ الخباثۃ والضلالۃ بعد ان واہیات مزخرفات کے اس دریدہ دہن سوء ادبی و جہل کے مرکب مین جامع براہین
آنکہ گر اکہ دو اصلین کہ وہ دو حدیثین ہین جو ابن حجر و جلال الدین سیوطی نے استحباب محفل میلاد شریف کی نکالی ہین
صفحہ ۱۶۱ براہین گنگوہی وحیلہ نے کہا کہ (وہ دونون اصل فاسد بھی ہین) اور کہا کہ (مگر حق یہ ہی یہان قیاس بھی
صحیح نہین ہے اسواسطے کہ منجملہ شرائط صحت قیاس کے یہ بھی شرط ہی کہ فرع مین کوئی نص مخالف حکم قیاس کے موجود نہو اگر ایسی
نص موجود ہوگی تو قیاس باطل ہو جاویگا اور یہ بھی شرط ہی کہ قیاس فرع مین حکم نص کو متغیر نکرے یعنی مطلق
مقید مثلاً قال فی التوضیح ولا یصح القیاس ان کان فی الفرع نص لانہ ان کان موافقا للنص فلا حاجۃ الیہ
وان کان مخالفًا یبطل وان لا یغیر القیاس حکم النص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ قیاسًا علی الکسوۃ
لانہا تغییر حکم قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین وکذا شرط الایمان فی کفارۃ الیمین قیاسًا علی کفارۃ
القتل لمخالفۃ اطلاق النص انتہی ما تفوہ گنگوہی اب منصفین کو غور کرنا چاہیے کہ چھوٹا منہ بڑی بات جامع براہین
جس کا علم و امانت کا حال اوپر کچھ معلوم ہوگیا اور فہم کا حال کھلگیا وہ متبحرین و محققین کے قیاس کو باطل کرے
اور اصل انکی فاسد بتاوے یہان وہ جو اوپر ہمنے لکھا ہے اور اوسکا لکھا ہوا سبھی پر منقلب کیا ہی یعنے
ظہور حشر نہو کیونکہ کلمڑے کھنچے :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے :: اس پر کیونکر صادق نہو کہ اب گنگوہی کے
فہم کو اور علم کو یہان بھی معلوم کرنا چاہیے توضیح کی عبارت تو نقل کر دی لکن اس سے کچھ بحث نہین کہ یہ اس محل مین
منطبق ہی یا نہین پس جاننا چاہیے کہ توضیح کی عبارت کا جو مطلب ہی وہ تو درست و بجا ہے لکن وہ مطلب قیاس
جلال الدین سیوطی و ابن حجر پر مستقیم نہین ہے جس سے بطلان قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر لازم آوے
اس لئے کہ صاحب توضیح اس قیاس کو باطل فرماتے ہین جو مخالف نص ہووے یا حکم نص کو متغیر کر دے جسکو نص اصل

اصول

اصول نے لکھا ہے اور وہی مراد صاحب توضیح کی اس محل میں ہے تو وہ نص اس محل میں موجود نہیں ہے کہ قیاس جلال الدین
وابن حجر اس سے مخالف ہو کر اوسکے حکم کا متغیر ہو کر باطل ہوجاوے اور اہل اصول صاحب توضیح وغیرہ تمام اہل اصول
اوس لفظ کو نص کہتے ہیں کہ اوسکی مراد نفس صیغہ سے ظاہر ہووے اور اوسکے ہی واسطے اوس لفظ کا سوق بھی ہو
قال فی الحسامی الظاہر ہو ما ظہر المراد منہ بنفس الصیغۃ والنص ہو ما ازداد وضوحا علی الظاہر بمعنی
فی المتکلم نحو قولہ تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیۃ فانہ ظاہر فی الاطلاق نص فی بیان العدد لانہ
سیق الکلام لاجلہ انتہی وقال فی التوضیح اللفظ اذا ظہر منہ المراد یسمی ظاہرا بالنسبۃ الیہ ثم زاد الوضوح
بان سیق الکلام لہ یسمی نصا انتہی اور یہ ظہور مراد کا نفس صیغہ سے بہ نسبت عارف باللسان ہے کہ جب کوئی
عارف باللسان لفظ سنے تو مراد جان لیوے یہ مخصوص مجتہد کی یا عالم محقق کے ساتھ نہیں ہے چنانچہ کتب
فن سے ماہر پر واضح ہے اور باوجود ایسے ظہور مراد کے متکلم نے اوسیہی مراد ظاہر کیواسطے اونکا سوق بھی کیا ہوا
ہووے اور یہ امر بدیہی ہے کہ ایسی کوئی آیت حدیث موجود نہیں کہ جس سے کہ محفل میلاد کی ممانعت ثابت ہووے
کہ قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر جو مثبت جواز ہے اوس نص صریح الدلالہ وسوق لاجل ممانعت محفل
میلاد کے مخالف ومضاد ہو اور باطل قرار پاوے اور کوئی نص مثبت وجوب اطلاق ہووے اور قیاس مقید
مطلق ہو اور متغیر نص جانکر فاسد قرار دیا جاوے اور جسکو یہ جامع براہین نص بتاتا ہے اپنے زعم فاسد سے اوسپر تعریف
نص کی ہرگز صادق نہیں ہے اور جسقدر امثلہ نصوص کے علمائے ذکر کئے ہیں اونکے موافق قرار دادہ جامع براہین
ہرگز نہیں ہے وہ تمام امثلہ ایسی ہی ہیں کہ صراحتہ اونسے مقصود واضح اور مراد لائح وسوق لاجلہ ہیں ہر عارف باللسان
اونکی مراد ظاہر سے جانتا ہے توضیح کی عبارت منقولہ جامع براہین میں قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ کی مراد عارف باللسان جانتا ہے
کہ کھانا کھلانا دس مسکین کو مراد ہے صراحتہ لفظ سے ثابت ہے اسی غرض کیواسطے اوسکو خدا تعالی نے بیان فرمایا ہے
اور تحریر رقبہ سے مراد آزادی غلام کی ہے ایمان والا ہو یا نہو اور قولہ مثنی وثلاث ورباع سے مراد اعداد بیان اور
اور احل اللہ البیع وحرم الربو جواب میں کفار کے ہے جو انما البیع مثل الربو کہتے ہیں جس سے مراد ظاہر ہے اور
سوق لاجلہ واضح ہے کہ واسطے فرق کے درمیان حکم بیع وربو کے یہ قول باریتعالی نے فرمایا ہے وعلی ہذا القیاس
تمام نصوص عند العلماء ایسے ہی ہیں کہ ایسی دلالت ظاہری بہ نسبت عارف باللسان اونمیں موجود ہے اور سوق
متکلم نے اوسیہی مراد ظاہری کیواسطے کیا ہے اب منصفین غور کریں اول وآخر جو کچھ یہ گنگوہی پیش کرتا ہے اور اوسکو نصوص
بتاتا ہے وہ ایسے کہاں ہیں پس کوئی عاقل وعالم اونکو نصوص منزل حق محفل میلاد شریف میں نہیں کہہ سکتا ہے
گنگوہی اور اتباع اوسکے نصوص اونکو محفل میلاد کے حق میں بناویں اپنی بے علمی سے تو کوئی عالم تو کیا ادنی طالب

علم جس نے ناشی بڑی ہوگی وہ بھی ہرگز انکو نصوص فی حق محفل المولد نہیں تسلیم کریگا اور کان نہ کہیگا اور ثبوت مطلق ذکر آن
حضرت صلعم کا بطور کلیت کے کسی آیت سے مستلزم اس امر کا نہیں کہ وہ آیت نص مصطلح اہل اصول ہوجاوے جو کہ
مراد عبارت توضیح وغیرہ ہی کہ جس سے مخالفت و تغیر حکم سے قیاس کا باطل و غیر مقبول ہونا بتایا ہے صاحب توضیح وغیرہ نے
پہ جب کسی نص کے مخالفت اور نص مطلق کی تغیر قیاس سے بسبب عدم وجود نص ثابت نہیں ہی تو موافق عبارت توضیح بطلان
قیاس کا بھی ہرگز ثابت نہیں ہوا اور اس عبارت توضیح کے بعد جو جامع براہین کا یہ ہذیان ہے (پس اب سنو کہ سابقاً
محقق ہوچکا کہ احادیث سے ثابت ہولیا کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع ہے کہ تغیر حکم شرع کا ہی اور اوس پر اجماع
تمام امت کا ہی اور شرح منیہ سے بہی اوسکو خوب واضح اسیواسطے لکہا تھا اور ذکر فخر عالم اور شکر آپ کی وجود کا
نصوص میں مطلق وارد ہوا ہی مثلاً قولہ تعالی واما بنعمۃ ربک فحدث الآیۃ والشکر وانعمۃ اللہ الآیۃ پس
مطلق نصوص ندب ذکر فخر عالم کو قیاس سے مقید کسی ہیئت میں کرنا کسطرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے
ہی اور مغیر حکم نص کو پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا ہے اور حسب قاعدہ اصول شرع کے یہ قیاس باطل ہے
کہ مغیر اور مخالف حکم نص کے ہی) کہتا ہوں میں کہ یہہ سراسر سودائی خام واثر سرسام بد انجام ہی یہ مسلم ہی کہ مطلق
کو مقید کرنا ممنوع لکن یہہ کلیۃً مسلم نہیں ہے کہ تقیید بدون واجب جانے کی بہی اور اوسکی تاثیر ماننے کی بھی جائز نہووے
چنانچہ اقوال آیندہ میں انشاء اللہ تعالی معلوم ہوجائیگا اور عدم تقیید مطلق پر اجماع بتانا ہی سراسر جہالت ہی بعض
مواضع میں تقیید مطلق وحمل مطلق پر مقید امام شافعی صاحب کا مذہب ہے چنانچہ عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر اجماع
کہاں ہی آپکو یہ بھی نہیں خبر کہ اجماع کس چیز کا نام ہے پس یہ کلام ناشی ہے فرط جہالت یا قلت تدبر سے اور جو
کچہہ شرح منیہ سے لکہا ہی اوسکا بھی حال معلوم ہوجاویگا اور انشاء اللہ تعالی حق و باطل کہلجاویگا اور آیت اما بنعمۃ
اور آیت والشکر وا سے ابہاماً واجمالاً وعموماً نہ تنقیصاً وتصریحاً تحقیقاً ذکر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شکر آپکے
وجود باجود کا ثبوت مفہوم ہی ایسی آیات کو نصوص کہنا اہل اصول کے نزدیک مستقیم نہیں عارف باللسان ذکر
میلاد کا ظہور وسوق لاجلہ یعنے بطور نص اس قسم کے آیات سے خیال ہرگز نہیں کرتا ہے پس انکو نصوص مصطلحہ
بتانا صرف جہل مرکب ہی اور یہ ابہام واجمال مانع وغیر مجوز اظہار سرور مخصوص بایام معہودہ جو قیاس سے جلال الدین
سیوطی وابن حجر ودیگر علماء ثابت کرتے ہیں ہرگز نہیں ہے اور یہ بھی جہالت محض ہی کہ ان آیات کو نصوص ندب کہا ہے
جس سے واضح ہی کہ شکر نعمت واجب نہیں ہے ندب ہی اور اس صفحہ سے دوسرے صفحہ ۱۶۲ میں آیت لقد من اللہ
علی المومنین وقولہ تعالی والشکر ونعمۃ اللہ کو ذکر کیا اور شکر کو واجب کہا ہے یہ تناقض صرف ہے جو دال جہالت
پر ہی ایسے مزخرفات جہالت وحماقت سے قیاس علماء کو باطل بتاتا ہی شرم وحیا اوسکو نہیں جو منہ میں آتا ہی وہ کہتا ہے

ہی نہ

اتنی تمیز وفہم بہلا انکو کہان ہی جو سمجھے کہ یہان قیاس سے کوئی مطلق مقید نہین ہوا ہے اول یہان نصوص بالمعنی المذکور
نہین ہی کہ انکی اطلاق کا مقید ہونا جو یہ بتاتا ہی وہ ثابت ہووے دوسرے بعد تسلیم وجود نصوص کے قیاس جلال الدین سیوطے
وابن حجر ودیگر علماء سے تقیید مطلق جو ممنوع ہے لازم نہین آتی کیونکہ تقیید من حیث ہو ہو مقتضی ہوتی ہی ایجاب شیئی زائد کو
مطلق پر قال مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم ان التقید من حیث هو هو یقتضی ایجاب زائد علی المطلق
انتہے وقال فیل ورقة سیفہ ذلک الکتاب وانکانا مثبتین فان وردا معا والسبب واحد حمل المطلق
علیہ ای یراد بالمطلق المقید ضرورة ان السبب الواحد لا یوجب المتنافیین من الاطلاق والتقید فی وقت واحد
ولو لم یحمل یلزم ذلک والمعیتہ قرینة البیان کما فی التخصیص وفیہ اشارة الی ان الحمل انما هو اذا کان الحکم
الایجاب دون الندب والاباحة اذ لا تمانع فی اباحة المطلق والمقید بخلاف الایجاب فان الایجاب المقید
یقتضی ثبوت المواخذة بترک القید وایجاب المطلق اجزاءه مطلقا انتہی وقال فی التلویح اذ لو حمل المطلق علی المقید
یلزم ابطال المطلق لانہ یدل علی اجزاء المقید وغیر المقید وفی الحمل علی المقید ابطال للامر الثانی انتہے
اول عبارت سے واضح ہی کہ تقیید مطلق کی ایجاب زائد کو مقتضی ہے دوسری عبارت سے لائح ہی کہ مطلق مقید دونون
مثبت ومعا وارد ہون اور سبب بہی واحد ہو تو مطلق سے مراد مقید ہے کیونکہ سبب واحد متنافیین یعنے اطلاق وتقید دونون
کو ایکوقت مین واجب نہین کرتا ہی اور اس قول مین کہ متنافیین کو سبب واحد ایکوقت مین واجب نہین کرتا ہی اشارہ اسطرف
ہی کہ حکم ایجاب ہو تو مطلق سے مراد مقید حالت مذکورہ مین ہوگا اور ندب واباحت مین یہ نہین ہی کہ مطلق سے مقید مراد ہو
اور حمل مطلق کا مقید پر ہو کیونکہ ممانعت وتمانع اباحت مقید ومطلق مین نہین ہی یعنے مطلق اور مقید دونون مباح ہون تو
اسمین تمانع نہین اور دونونکی اباحت کی حالت مین مطلق کو مقید پر حمل کرنا نہین ہی اور عبارت تلویح سے ظاہر ہی کہ حمل
مطلق کا مقید پر کرنیسے بطلان مطلق کا لازم آتا ہی کیونکہ مطلق دال ہے اس پر کہ مقید وغیر مقید دونون کافی ہوتے ہین
اور مطلق کو مقید کرنا غیر مقید کے کافی ہونیکو باطل کرتا ہی پس قیاس جلال الدین سیوطے وابن حجر کسی صفت وہیئت کا واجب
ہونا ثابت نہین کرتی ہین جو مقتضی تقیید کہ وہ ایجاب زائد علی المطلق ہے اوسپر صادق آوے اور قیاس تقیید مطلق کہا جاوے
جب اقتضاء تقیید یہان موجود نہین تو یہ قیاس مقید مطلق کا ہرگز نہین ہی اور یہ قیاس واسطے اثبات اباحت وندب محفل کے
ہی نہ واسطے اثبات ایجاب کسی صفت وہیئت محفل کی پس تقیید مطلق ممنوع کہ جس سے ایجاب قید لازم آوے وہ یہان نہین ہے
اور دوسری عبارت مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم سے مفہوم ہی کہ اباحت مطلق ومقید کے درمیان تمانع نہین ہی یعنے
مطلق ومقید دونون جائز ہوئین کچہہ تنافی وتمانع نہین ہے پس قیاس سے جو جواز واباحت وندب ثابت ہوا تو رافع
ومانع ومخالف مطلق کے نہوا پس بطلان قیاس ہرگز نہین ہے اور عبارت تلویح سے یہ واضح ہو چکا ہی کہ مطلق کو مقید

کرنیسے ابطال غیر مقید کا ہوتا ہی اور مطلق سے مقید و غیر مقید دونوں کا کافی ہونا ثابت ہوتا ہی ور قیاس جلال الدین سیوطی
وابن حجر سے یہ امر ثابت ہوا کہ مقید جائز ہی اور قیاس مذکور سے ابطال غیر مقید ہرگز مفہوم نہین ہی پس تقید مطلق
جو مقتضی ابطال غیر مقید کو ہی قیاس سے لازم نہین آتی ہی پس قیاس مذکور سے تقیید مطلق کا گمان کرنا سراسر نافہمی ہے
الغرض تقید مطلق و تغیر حکم نص اُسوقت ہوتا ہی کہ قید شرط جواز قرار دیجاوے اور موقوف علیہ جواز کو مانی جاوے کہ قید پائی
جاویگی تو جواز پایا جاویگا اور قید نہوگی تو جواز نہوگا جامع براہین نے جو عبارت توضیح کی نقل کی ہے اُس سے یہی واضح
ہی کہ قید کا موقوف علیہ و شرط قرار دینا مطلق مین صحیح نہین ہے چنانچہ یہ الفاظ توضیح کے ہین وان لا یغیر القیاس
حکم نص ہذا ہو الشرط الرابع فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ الخ یعنے تغیر دینا قیاس کا حکم نص کو نا جائز ہی اس پر
یہ متفرع ہی کہ تملیک طعام کفارہ مین شرط کرنا کہ جیسے بر قیاس کرکے صحیح نہین ہی اور اسیطرح کفارہ یمین مین جو غلام
آزاد کیا جاوے اوسکے مؤمن ہونیکو شرط کرنا صحیح نہین ہے دیکھو توضیح مین شرط کرنا تملیک طعام و ایمان کا غیر
صحیح کہنا سے اور شرط موقوف علیہ ہوتی ہے کہ بدون اوسکے مشروط جائز نہین ہوتا ہی یہ تقیید مطلق و مغیر حکم
نص ہے اگر قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے یہ ثابت کیا ہوتا کہ جواز ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے واسطے
ہیہات مخصوصہ شرط ہین اور بدون ہیہات مخصوصہ کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے مشروط اس تقدیر پر نہونا
ہی جائز نہین ہے تو تقیید مطلق و تغیر حکم نص مطلق ہوتا اور جب قیاس سے شرط و موقوف علیہ ہونا ثابت نکیا تو
تقیید مطلق و تغیر حکم جو توضیح کی عبارت سے واضح ہرگز نہین ہے اور قیاس سے استحباب کا ثابت کرنا مبطل مطلق کا نہین ہے
اور یہ تقیید مطلق نہین ہی کیونکہ اوپر عبارت تلویح سے واضح ہو گیا کہ مقید مبطل مطلق ہوتا ہی پس واضح ہی کہ جو مقید مبطل
غیر مقید کا نہین ہی وہ مقید ہی نہین ہی اور استحباب کے ثبوت سے مطلق مرتفع و باطل نہین ہوتا ہی پس اثبات استحباب
سے تقیید مطلق لازم نہین آتی ہی بلکہ افادہ استحباب قید و فضل قید کرے تو مقید عزیمت ہی اور مطلق رخصت ہی تلویح
مین بیچ بحث مطلق کے ہی فان قیل حکم المقید یفہم من المطلق لو لم یحمل علیہ یلزم الغاء المقید اجیب بانہ
یفید استحباب القید و فضلہ وانہ عزیمۃ والمطلق رخصۃ ونحو ذلک وبالجملۃ ہو اولی من ابطال حکم
الاطلاق انتہی اسیقدر بیان سے خوب واضح ہی کہ قیاس امام جلال الدین سیوطی و ابن حجر بطلان فساد سے سالم
ہی اور عبارت توضیح سے ہرگز اوسکا رد نہین ہوتا ہی اگر جامع براہین کے فہم مین عبارت توضیح آئی ہوتی تو ہرگز اس عبارت کو
جو با علی صوت نداکرتی ہی کہ تغیر و تقیید مطلق جو مبطل قیاس سے وہ ہی جس سے قید کا شرط ہونا ثابت ہووے اور
وہ یہان مفقود ہی پیش نکرتا اور عار جاہلیت کی ظہور کر اپنے اوپر نہ لیتا جس مقام پر اس کتاب مین جامع
براہین نے قیاس مذکور کو باطل و خلاف یا کسی امر کو امور متنازع فیہا سے مقید مطلق قرار دیا تمام کا جواب یہان ہو گیا ہے

اور مولوی احمد علی سہارنپوری کی عبارت مین جو بھی تقریر واقع ہوئی ہے اور مجلس میلاد شریف کو اسی تقیید مطلق کی وجہ
سے مکروہ و ناجائز و بدعت قرار دیا ہے اوسکا بطلان بھی ظاہر ہو گیا ان حضرات کو علم اصول سے کچھ خبر نہین ہے تقیید مطلق کی حقیقت
سے بالکل واقف نہین انکی غرض یہ ہے کہ ہیئت مذکورہ مجلس میلاد کا عدم ضروری ہے جواز کیواسطے اور انکو اتنا خیال نہین کہ عدم
ہیئت کا ضروری جاننا جواز مجلس کیواسطے اور بدون اس ہیئت مروجہ کے جائز کہنا اور ساتھ ہیئت کے نکہنا بھی تقیید مطلق ہے
بیان عدم ہیئت مذکور کو یہ لوگ شرط جواز زعم کرتے ہین بیان انکے قول پر تقیید مطلق صادق آتی ہے اور یہ تقیید مطلق
ایسی ہے کہ سوائی زعم فاسد انکے کوئی دلیل یقینی و ظنی و قوی و ضعیف اس پر موجود نہین ہے جامع براہین و ہم مشرب
گنگوہی کو مطلق مقید کے معانی سے خبر ہوتی تو ایسے کلمات نکرتے خود کی تقیید مطلق کو فراموش نکرتے اور علمائے پر بہتان
تقیید مطلق کا نہ لگاتے اور ایسے انگہڑ باتین نکرتے کفارہ یمین مین رقبہ مومنہ و کافرہ دونونکی آزادی کو علمائے حنفیہ جائز فرماتے ہین
اور اسکو تقیید مطلق نہین جانتے اسواسطے کہ اسمین ابطال جواز رقبہ کافرہ کا نہین ہے ہان اسکو تقیید مطلق جانتے ہین کہ فقط
رقبہ مومنہ کافی جانا جاوے اور کافرہ کو کافی نجانا جاوے یعنے ان دونون فردون مومنہ و کافرہ مین سے ایک فرد
یعنے مومنہ مین کفایت کو منحصر کرنا جسطرح شافعیہ کرتے ہین ممنوع جانتے ہین پس جو شخص مطلق کو ایک فرد مین منحصر کرے اور دیگر
افراد کو غیر جائز جانے تو اوسنے تقیید مطلق کی اور جو تمام افراد کو جائز جانتا ہے وہ مطلق کو مقید کرنیوالا علمائے کے ہرگز نزدیک نہین ہے
ہم اہل سنت و جماعت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کو منحصر کسی فرد مین نہین کرتے اور آجتک کسی نے ہم مین سے یہ نہین کہا کہ
ہیئت مخصوصہ مروجہ ہووے تو ذکر ولادت آنحضرت صلعم جائز ہے اور بدون ہیئت مذکور کے درست نہین ہے اور ہیئت کو
مستحب کہنے سے ہرگز عدم جواز لازم نہین آتا ہے اور وہابیہ لوگ بدون ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل ہین اور ساتھ
ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل نہین ہین بلکہ غیر جائز کہتے ہین اور حال آنکہ مع ہیئت بھی فرد مطلق کا ہے پس وہابیہ نے
ایک فرد مین انحصار جواز کیا اور ایک سے نفی کی جواز کی تو یہی تقیید مطلق کی ہوئی اسکو ادنی فہم والا بھی جانتا ہے اور یہ
بزرگ تو فقط تقیید مطلق کا نام سنکر بیٹھے ہین مگر جانتے نہین کہ یہ نام کس جانور کا ہے اور اس جہل مرکب پر تمام اہل سنت سے انکی ہمسری کو مستعد
ہین تحریر دیکھو تو ایک مجذوب کی بڑ ہے جسنے صفحہ قرطاس کو نقش پست کردیا ہے اور ہمین سرقات گوناگون اور تلبیسات بوقلمون بہت بڑی کیل انکی
بزرگی کی ہے پس مولوی احمد علی سہارنپوری و گنگوہی و دیگر منکرین جو ہمپر حجت لاتے ہین وہ انہین پر ہے نہ ہمپر اہل فہم خوب
جانتے ہین نادان مجبور و معذور ہین امام جلال الدین و ابن حجر کی عبارت کے ابطال و فساد کی ثبوت مین جو کچھ اپنی
نافہمی و بیعلمی جامع براہین نے ظاہر کی ہے اوسکا تو حال معلوم ہو چکا اب جو کچھ ہذیان جامع براہین ان دونون امامونکی دو اصلکی
رد کرنے مین صادر ہوا ہے اوسکو معلوم کرنا چاہئے اور اوسکی فہم فراست پر نفرین کرنا چاہئے جلال الدین سیوطی رح نے
اصل مولد کے حدیث انس مروی بیہقی کی فرمائی اوس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت

بعد نبوت کے عقیقہ اپنا کیا تہا باوجودیکہ وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم کا عقیقہ عبد المطلب نے ساتوین دن
پیدایش سے کردیا تہا اور عقیقہ دوبارہ نہین کیا جاتا ہی پس یہ عقیقہ کرنا آنحضرت صلعم کا واسطے شکر اوس امر کے تہا
کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعلمین پیدا کیا ہی اور یہ تشریع واسطے امت کے ہی جسطرح درود اپنے نفس پر آنحضرت
صلعم پڑہتے تہے پس ہمکو اظہار شکر پیدایش باجتماع اخوان واطعام طعام ونحو ذلک من القربات وابراز مسرات مستحب ہوا
۱۶۲ جلال الدین کے کلام کا یہ مضمون ہی جامع براہین گنگوہی کا جہوٹا منہ بڑی بات وہذیانات ومزخرفات اوسکے اوس میں یہ ہین صفحہ
ہین کہ اوسمین ذبح کا ذکر ہی نہ تاریخ واجتماع واطعام کا اسمین ذکر نہین ہی پس باقی قیود سب کے سب اونکی نزدیک بہی یعنے
جلال الدین کے اصل بدعت وکراہت وحرمت وانکار پر باقی ہین انتہی گنگوہی کی خوب عقل ہے اتنی فہم نہین کہ جب عقیقہ کا
ثبوت ہوا تو عقیقہ مین اجتماع اخوان واطعام ہوتا ہی ہے ذکر کی کیا ضرورت تہی اور تاریخ کے سبب سے کہین ملے انکار کیا ہوتا تو
جلال الدین پر اوسکا جواب بہی دیتے انکو وہابیہ طاغیہ نافہم کی خبر نہین تہی کہ وہ تاریخ معین مین کرنا ہی موجب کراہت وحرمت گمان
کرینگی پہر اوسکے بعد جامع براہین گنگوہی نے وہی رونا رویا کہ یہ تقیید مطلق ہی جسکا بطلان اب ہی معلوم ہو گیا حاجت اعادہ نہین
اور تشبیہ کفار کا اور مذاہب فسقہ کا اتہام مومنین پر لگایا اور روشنی کا اسراف بتاتا ہی یہ اقوال بلا دلیل موجب بدظنی باوجود
امکان حمل نیک کی کہنا قائل کو مخالف قرآن بتاتے ہین اور فسق مین ڈالتے ہین اپنی بلا دوسرون پر گنگوہی کیون ڈالتا ہی
یہ کہنا کہ بہر حال حدیث ضعیف موجب عمل کے نہین ہوتی ہی پس قیاس اس سے کرنا ہی لائق اعتماد کی نہوگا یہ سراسر بیعلمی ہے کیونکہ
جلال الدین سیوطی بڑے محدث مشہور وامام وشیخ فن ہے اوسکا حجت حدیث سے پکڑنا اوسکے نزدیک صحت حدیث پر دال ہے جلال الدین
سیوطی رح کی کتاب موضوعات دیکہو بہت سی احادیث جو دوسرون کے نزدیک موضوع وضعیف ہین اونکا ثبوت دیگر طرق غیر
مخدوشہ سے دیکر قابل حجت ہونا ثابت کردیا ہی اور یہ کیونکر ممکن ہی کہ جلال الدین کے نزدیک حدیث قابل حجت نہووے اور جلال الدین
اوس سے حجت پکڑے پس دوسرونکا ضعیف کہدینا جلال الدین پر حجت نہین ہی اور اجماع سی صحت حدیث واضح ہی پس حدیث کا ضعف مسلم نہین ہے
اور جلال الدین کی تصانیف غیر عدیدہ ہین کسی نہ کسی مین ہوسکتا ہی کہ اس حدیث کو قابل حجت ہونا بیان کیا ہووے اور اگر حدیث
ضعیف کے موجب عمل نہونیسے یہ مراد ہی کہ واجب ہونا عمل کا اوس سے ثابت نہین ہوتا ہی تو مسلم ہی لیکن جلال الدین نے استحباب
حدیث سے ثابت کیا ہی وجوب ثابت نہین کیا ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ کوئی عمل کسیطرح یعنے اباحت واستحباب کے طور پر بہی ثابت نہین
ہوتا ہی تو یہ غلط ہی اور ناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی قول بدیع کتاب علامہ سخاوی مین ہی وعن احمد انہ یعمل بہ
اذا لم یوجد غیرہ وفی روایۃ عنہ ضعیف الحدیث عندنا احب من رای الرجال وذکر ابن حزم الاجماع علی ان
مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرای والقیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ انتہی وفی خاتمۃ مجمع البحار
قیل کان مذہب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ وکذا ابوداؤد وکان یخرج الضعیف اذا لم یجد

فی اللباب غیرہ وموجہ علی الرای انتہی ان عبارات سے حدیث ضعیف کا قابل عمل ہونا ثابت ہی جامع براہین گنگوہی کا ثبت
عمل لکھنا سراسر غلط ہی اس شخص کو کچھہ خوف خدا تعالی کا نہیں ہی اس نے اپنے زبان کو ہی حکم الہی گمان کر لیا ہی جو زبان پر آجاتا ہی
وہی مسئلہ شرعیہ قرار دیدیتا ہی نعوذ باللہ من ذلک اور حالانکہ عبارات کتب متداولہ تک کے سمجھنے کی لیاقت و استعداد نہیں ہی
جامع براہین کو دیکھو اور یہ اعتراض جلال الدین سیوطی پر دیکھو کہ عقیقہ کے معنی لغوی و شرعی دونونکو سیوطی نے ترک کر کر ایک معنی
مجازی لئے کہ دم شکریہ کا ہی سو بلا دلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہب کا اس سے نہیں ہو سکتا ہی اب وہی شعر گل محی
گنجی کا بیان صادق ہے بلکہ حق بہ ہے **بیت** شیران حق کے سامنے روباہ کی ثبات ؛ میدان معرکہ مین کہین کب لبک کے پاؤن
اور بعد تسلیم معنی مجازی لینے عقیقہ کے ہم کہتے ہین معنے مجازی لینے مین درصورت تعذر حقیقت کے کوئی محذور عقلا و شرعا
وغیرہا نہین ہی اور سیوطی نے تعذر معنے حقیقی کی ثبوت کیواسطے یہ کہا ہی کہ اعادہ عقیقہ کا نہین ہوتا ہی یعنے اعادہ عقیقہ منعقد
شرعی ہوا تو یہ معنی مجازی متعین ہوئی اور ایسی حالت تعذر معنے حقیقی مین مجازی معنے مراد ہونا قرآن و حدیث و کلام
فصحاء مین شایع و ذائع ہی اگر گنگوہی معنی مجازی لینے کو قبیح جانتا ہی تو قران و حدیث کے معنے مجازیکو بھی قبیح جانکر اپنی
ہمدانی و نادانی لوگونمین بخوبی ظاہر کر دی اور جلال الدین سیوطی رح نے جب تعذر معنی حقیقی کی وجہ گذاری تو بلا دلیل معنی مجازی
محض احتمال سے نہین لئے پس اعتراض گنگوہی کا بھی جلال الدین سیوطی پر بسبب اسکی ہی کہ کلام جلال الدین کو ہرگز گنگوہی
نہین سمجھا ہے **چوتھا** اعتراض گنگوہی کا جلال الدین سیوطی پر وہی صدا برانی بڑنکی ہی کہ مطلق کا مقید کرنا ہے
جسکا بطلان ہم اول بیان کر چکے ہین کہ بدون ابطال غیر مقید کی تقیید مطلق نہین ہی پس یہ چوتھا اعتراض جہلکا
بھی ساقط ہو رہا **پانچوان** اعتراض نا فہمی کا یہ ہی کہ حدیث عقیقہ سے تاریخ و ماہ اطعام و سرور و اجتماع ثابت نہین
اور صحابہ اور تابعین نے یہ عمل کیون نہین کیا اور ان قرونمین کیون متروک ہوا اور ان قرونمین متروک ہونا دلیل
اسکی ہی کہ اسکی کچھہ اصل بھی نہین ہی اور فاکہانیکا اعتراض کہ اطلاق حکم شکر کو زمانہ و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہی رفع ہوا
اور کوئی امر قیاس سے ثابت نہوا اس اثبات سیوطی سے تعجب ہے فاکہانیکا اعتراض قائم و سیوطی کا قیاس باطل یہ تمام
خرافات جامع براہین کے منہ سے نکلے ہین اونکو لکھکر اپنا نامہ سیاہ جامع براہین نے کیا ہی ہم عنقریب بیان کر چکے ہین کہ ادنے
فہم والا بھی جانتا ہی کہ جانور آنحضرت صلعم نے ذبح کیا تو موافق سمجہ مرتبہ کے اپنے اصحاب کو ضرور جمع کیا ہوگا اور شکر
وقت سرور کے ہوتا ہی اور اصحاب کو کہانا کہلانیکی آپکو عادت تھی اپنے ضرور کہلایا ہوگا پس اجتماع و سرور و اطعام
ثابت ہی یہ گنگوہی کا گمان صرف کہ ایسے مواقع مین آنحضرت صلعم کے اصحاب کا اجتماع و اطعام آنحضرت کی پاس نہین
ہوتا تھا یہ نہونا محال عادی ہے اس عدم کا قائل کوئی عاقل نہین ہو سکتا ہی جامع براہین ہو وے تو ہووے اوسکا
کیا اعتبار ہی اور تشریح کے طور ہونا مقتضی اعادہ کا ہی غور چاہئی اور فہم سلیم ضروری تاریخ معین کا انکار کسی دلیل سے

مفہوم ہوتا یا فاکہانی نے انکار کیا ہوتا تو اوسکا جواب بھی جلال الدین رح دیدیتے فاکہانی نے اصل مولد کا انکار کیا ہے کہ کتاب
وسنت میں موجود نہیں تو اوسکا ثبوت جلال الدین رح نے دیا اور فاکہانی کے قول سے تاریخ کا انکار بھی خیال کرنا فہم
جامع براہین کے ہے ورنہ فاکہانی کے قول میں اسپر دلالت ہرگز نہیں ہے فاکہانی کے رسالہ میں سوال وجواب دونوں میں
ذکر تاریخ معین کا نہیں ہے اجتماع ماہ ربیع الاول میں ہونیسے سوال ہے اور اُسیکا جواب فاکہانی نے یہ دیا ہے کہ کتاب وسنت وغیرہ
ہما میں اسکی اصل ہونا مجھکو معلوم نہیں ہے چنانچہ عبارت رسالہ فاکہانیکی یہ ہے اما بعد فانہ تکرر سوال جماعۃ من المبارکین
عن الاجتماع الذی یعملہ بعض الناس فی شہر ربیع الاول یسمونہ المولد ہل لہ اصل فی الشرع او ہو بدعۃ وحدث
فی الدین وقصدوا الجواب عن ذلک مبینا والایضاح عنہ معینا فقلت باللہ التوفیق لا اعلم لہذا المولد اصلا فی
کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ الخ تاریخ معین کو وجہ بدعت قرار دینا خاصہ وہابیہ ہے وخاصۃ الشیء لا یوجد فی غیرہ
اور تاریخ کی وجہ ظاہر تھی صوم اثنین واسطے شکر ولادت یوم معین اثنین ہی میں رکھتے تھے اور اوسکی وجہ بھی آنحضرت
صلعم نے ولادت گزاری صحیح مسلم میں ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت
وفیہ انزل علی شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں ف صوم اثنین ہر بہر تقدیر سبب آن شکر نعمت
وجود آنحضرت صلعم ووجود دین وشریعت اوست انتہی اس سے دن معین نزول میں ہے اعادہ شکر کرنا ثابت ہے اور خاص
اعادہ شکر ولادت کا ہی ثابت ہے اور اس روز دوشنبہ کے روزہ جو واسطے شکر نعمت ولادت وشریعت کے آنحضرت صلعم
رکہتے تھے اس سے خصوصیت شہر ربیع الاول کی بہی مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج رح فرماتے ہیں اشار علیہ السلام بفضل
ہذا الشہر العظیم بقولہ للسائل الذی سئلہ عن صوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ فتشریف ہذا الیوم متضمن
لتشریف الشہر الذی ولد فیہ الخ اور عاقلین اس سے ہی تاریخ معین بہی جانسکتے ہیں ایس تاریخ وماہ ودن بہت واضح
تھا اسواسطے کسی عالم نے اُس سے تعرض نہیں کیا منکر بداہۃ وہابیہ کا کیا اعتبار ہے اور صحابہ تابعین کا یہ عمل نکرنا استحباب کے منافی
نہیں ہے خلاصہ کیدانی سے جو گنگوہی نے اٹہا کر دکہلایا ہوتا تو جان لیتا کہ ایک یا دو بارہ آنحضرت صلعم کا ایک امر کو کرنا بھی
مثبت استحباب ہے والمستحب ما فعلہ النبی صلعم مرۃ او مرتین وترکہ اخری شاید گنگوہی یہ کہدے کہ اس عبارت
کے بعد وما احبہ السلف بہی موجود ہے جس سے یہ ثابت کرے کہ مستحب وہ ہے کہ فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ محبوب جاننا سلف کا
بہی جمع ہو وے اور عمل مذکورہ میں یہ دونوں امر موجود نہیں ہیں یہ قول بہی قابل مضحکہ اطفال ہوگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم کا
اعتبار اسکے نزدیک اوسوقت میں ہے کہ احباب سلف فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ مجتمع ہو تو معلوم ہوا اثبات کیواسطے فعل
آنحضرت صلعم کافی نہیں ہے بلکہ احباب سلف کی ضرورت ہے یہ عقیدہ تو کسی منکر صریح کا ہوگا مگر ان ذات بزرگ سے یہ
بھی کیہ اُٹھنا کچہ بعید نہیں اسیطرح مخالفت آنحضرت صلعم کو موجب دخول نار گنگوہی کہیں تو اوسوقت یہ جانیں کہ

مخالفت سبیل مومنین آنحضرت صلعم کی مخالفت کیساتھ جسوقت مضموم مجتمع ہووے اور دلیل ومن یشاقق الرسول
ویتبع غیر سبیل المومنین الآیتہ کو لاوے جسطرح عبارت خلاصہ مین وما اتبہ السلف کو عطف سے جمع ہونا ہر دو امر کا جائز
مجموع پر حکم استحباب کا کرین نہ ہر واحد پر اسیطرح آیت مین بھی کرین اور شاید کوئی طالب العلم سمجھا ہو کہ عبارت خلاصہ کا
مطلب یہ ہو کہ ہر واحد سے استحباب ثابت ہوجاتا ہے جسطرح ہر مخالفت سے دخول نار کا استحقاق ہوجاتا ہے تو ماناتب
بھی ہمارا یہ اعتراض باقی رہیگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم تنہا حجت ہے اور عمل صحابہ وتابعین پر استحباب کا ثبوت موقوف نہین ہے
تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ عمل صحابہ وتابعین نے کیون نہین کیا اور ان قرونمین کیون متروک ہوا لغو ہے کیونکہ دلیل فعل آنحضرت
صلعم اس عمل کے ثبوت کیواسطے کافی ہے اور کیون نہین جائز ہے کہ عمل اسکا سلف مین ہوا ہووے اگرچہ ایسا مشہور نہ ہوا ہووے
کہ منقول ہووے اور عدم نقل نقل عدم پر دال نہین پھر عدم عمل سلف تمنے کسطرح جانلیا کیا عدم نقل عدم عمل ہے
اور ممکن ہے عمل مذکور کلی متعدد الافراد ہونیکے سبب سے سلف مین دوسرے فرد پر عمل در آمد ہوا ہو اسلئے مقصود بالذات
عمل مین لانا اوس کلی کا ہے کسی فرد کے ضمن عمل مین آجاوے ہر ہر فرد کا علیحدہ ثبوت ضروری نہین ہے پس عمل سلف ہوا ہو
لیکن گنگوہی نے عزیت فرد کے سبب سے نہ سمجھا ہو اور قرون صحابہ وتابعین مین نہونا کسی امر کا اگر مقتضی اسکا ہے کہ اسکی
کچھ اصل نہین ہے جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے تو شروط احادیث بخاری ومسلم ونسائی وغیرہم کی بھی زمانہ تابعین مین
نہ تہین اور دیوبند کا جلسہ امتحان ودستار بندیکا بھی اون قرونمین نہ تھا اور تقویت ایمان کے اقوال متنازع فیہا دیگر امور جو
نئے ہیں وہابیہ بھی اوسکو کرتے ہین ان کل کی اصل کچھ نہونیکے سبب سے بدعت ہونا چاہئے اور یہ تمام ضلالت ماننا چاہئے
اور فاکہانیکا اعتراض جو یہ گنگوہی بتاتا ہے کہ اوسنے یہ اعتراض کیا کہ حکم شکر کو زمانہ و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہے غلط
محض ہے فاکہانی کے اقوال کا ترجمہ معہ جوابات جلال الدین سیوطی رح کے اوپر گذرچکا ہے اون اقوال فاکہانی مین یہ اعتراض
ہرگز نہین یہ سفاہت کا اعتراض تو گنگوہی وہم مشرب اوسکے ہی کو مبارک ہو اور یہ اعتراض اختراع وابتداع کیا ہوا تو فرقہ
بدعیہ وہابیہ کا ہے اوسکا جواب بھی بفضل خدا تعالی بخوبی ہوگیا کہ تعقید مطلق اسمحل مین ہرگز صادق نہین ہے سفہا
سفاہت سے زعم کرین تو اونکی کون سنتا ہے اور فاکہانی نے جو اپنے عدم علمی اصل مولد کے بارہ مین ظاہر کی تھی سو اصل نکالکر جلال الدین
وابن حجر نے پیش کردی اور بغفلت عدم تدبر کے جو بدعت کا منحصر ہونا کراہت وحرمت مین فاکہانی نے گمان کرلیا تھا اور اوسپر
کراہت وبدعت ہونا مولد کا مبنی کیا تھا اوسکا بناء فاسد علی الفاسد ہونا اور عدم انحصار بدعت کا کراہت وحرمت مین اور واجب
ومستحب ومباح ہونا بھی بوجہ احسن ثابت کردیا پس بطلان زعم فاکہانی ابین من الشمس ہے کوئی بیعلم ونافہم ہو دیتو کسی دوسرے کا
اوسمین کیا قصور ہے قیاس جلال الدین سیوطی رح سے تو بخوبی ثبوت ہوگیا گنگوہی اپنے عدم انفہام کے باعث مانند اقوام سابقہ
کہ جو اہل حق کے کلام پر تعجب کرتے تھے اور مجنون کہدیا کرتے تھے وحشت کا بیان بھی انکو حشت معلوم ہوتا تھا ایسی گنگوہی قیاس
و مسائل حقہ کو سمجھے نہ تھے اور اہل حق کی

جلال الدین سیوطیؒ رد پر تعجب ہوتا ہی اور اعتراض باطل فائدہ انکو حق بتاتا ہی اور قیاس حق کو باطل اہل باطل کی تزیین بتانا چاہتا ہے
اتنی خبر نہین کہ بہلا کوئی آفتاب پر بھی خاک ڈال سکتا ہی ؎ کیون ڈالتا ہی خاک اٹہا کر زمین سے تو ❊ پڑتی کہین ہی خاک بہلا آفتاب پر
جلال الدین سیوطیؒ کی اصل کے بارہ مین تو مصداق شعر ظہوری حشر نہو کیونکہ گل چرے گنجے ❊ حضور بلبل بستان کری نوا سنجے
گنگوہی ہو چکا ہی اور جلال الدینؒ کی جلال کی تاب نہ لا کر رنگ فاش اٹھا چکا ہی اور علامہ ابن حجر بلبل بستان علم و فضل بلکہ
طوطی ہزار داستان گلستان عقل و نقل کے مقابلہ مین گلچرے گنجے کے مانند کچہ آواز نکالنا چاہتا ہی مگر کوے کے غاغان
نغمہ عندلیب خوش الحان کے مقابلہ پر کون سنتا ہی شاید پائداری و متانت علمی اون جہل فہم و فضل سے واقف نہین زبان
حال اوس علامہ سے یہ واضح ہی انا صخرۃ الوادی اذا ما زحمت واذا نطقت فانی الجوزاء گنگوہی بیچارہ اوس جبل علم و فضل
کو ٹکر لیسے کب ہٹا سکتا ہی یہ سنگین طبع پڑ پتھر اُسکے ٹھوکر کہان اٹھا سکتا ہی بقول نظامیؒ ؎ نہ شاید زدن تیغ با آفتاب
نہ البرز را کرد شاید خراب ❊ جب جلال الدینؒ کے مقابلہ رگ پا چکا اور میدان مقابلہ مین اوندہے منہ گرا ہے کہ اٹھنے تک کی تاب نہ رہی
اور ملامت بی ادبی کی اپنے اوپر لی اور مخالفت جمہور کے موافقت دوسرے فرقون باطلہ کی کی قولہ (دوسری اصل شیخ
ابن حجر کی سنو کہ صحیحین مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو یوم عاشورہ روزہ رکہتے دیکہکر پوچہا کہ تم کیون
اُسدن روزہ رکہتے ہو یہود نے کہا کہ اس روز مین فرعون غرق ہوا اور حضرت موسی کو نجات ہوئی تو حضرت موسی نے
شکرا روزہ رکہا تہا تو ہم بھی رکہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ ہم احق ہین ساتھ موسی علیہ السلام کے تمسے پس آپنے روزہ رکہا اوس سے
معلوم ہوا کہ روز منت احسان کے اعادہ سرور اور شکر کرنا درست ہی اب سنو یہ قیاس ابھی درست نہین ہے اول تو وہی تقریر
سابق یہان بھی ہی کہ شکر وجود پر جود پر آپکا نص مطلق سے ثابت ہوا ہی پس قیاس لغو ہی اور بسبب تغیر حکم نص کے اطلاق سے
تقیید کیطرف یہ قیاس باطل ہے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق وہی شعر گنگوہی پر منقلب ہے ❊ ظہوری حشر نہو کیونکہ گلچرے گنجے
حضور بلبل بستان کری نوا سنجے ❊ ابن حجرؒ و مولوی رشید احمد گنگوہی کا اعتراض اور قیاس کو باطل بتانا باوجودیکہ اس
اس قیاسکو جلال الدین سیوطیؒ و ملا علیقاری وغیرہما علما محققین تسلیم کر چکے ہین عاقلین کیواسطے اسیقدر کافی ہے
کہ اس قیاس مین بطلان و فساد کی بو بھی ہوتی تو محققین کسطرح قبول کرتے ہان جامع براہین مانند سفہاء لامذہب
لہم کے یہ کہدیگا کہ یہ محققین متعصبین مین تھے اور بدعتی تھے اور ادلہ شرعیہ سے اعراض کرتے تھے اور قیاسات فاسدہ
پر انکا مدار تہا اور اُنمین سے کسیکو فہم فساد و بطلان قیاس کے جاننے کی لیاقت نہ تھی ایسا بیہودہ کلام سوائے چند جہلاء
و سفہاء وہابیہ عدو ذکر خیر حضرت خیر البریہ صلعم کے دوسرا کوئی عاقل نہین کہسکتا ہے اگر گنگوہی یا اوسکا کوئی چیلہ جانتا ہی کہ
مجتہد سے خطا ہوتی ہی یہ قیاس خطا ہی تو عاقلین جانتے ہین کہ مجتہد کی خطا غیر مجتہد جو کوئی درجہ اجتہاد نہ رکہتا ہو جیسا کہ گنگوہی ہے بلا اقوال ماضیہ و آتیہ دیکھکر
ظاہر ہی کہ جامع براہین کو اسقدر فہم بھی نہین کہ عبارات علماء و فضلاء کا مطلب سمجھے وہ کیونکر مجتہد کے قیاس کی خطا جان سکتا ہے

اگر یہ

اگر ایسی ہی کہ غیر مجتہد مانند جامع براہین کی تقریر پر تزویر کے مقابلہ میں اہل ترجیح کا اعتبار ہووے تو تمام لامذہب اہلِ لم قیاسات حنفیہ
کو باطل بناتے ہیں اور جامع براہین کو بھی لوعاء ظاہر کے ولسانی تقلید کا ہی اگرچہ اوسکے اقوال سابقہ سے لامذہبیت ظاہر ہی پس تمام قیاسات
حنفیہ موافق لامذہب اہلِ لم کے باطل بناوے اور کھلا ہوا لامذہب ہوجاوے تقیۃً مقلد بنا چھوڑے اور اگر کہو کہ انکے یعنی لامذہب اہلِ لم کے تقریرات
کی ہم جوابات دیتے ہیں تو ایسی ہی طرح جامع براہین کنگوہیکی تقریر پر تزویر بذبانات کی بھی ہم جوابات دیتے ہیں الغرض یہ تقریر جامع براہین کی کوئی علمی
نہیں ہے ایک زٹل ہی کہ بمقابلہ صاحب انوار ساطعہ کچھ نہو سکا تو ہمیشہ یونکی رکنی کیواسطے کہ راہ راست پر نہ آجاویں تو زٹل ہنر شرع کر دے تاکہ مشہور ہوں نہ ایدہ نہیں
ہم ہی ہیں یا نجومیں سوار و نہیں ۔ دیکھو اس قول میں بھی وہی رونا رویا کہ مطلق مقید ہوا جاتا ہے جسکو ہم اوپر کتب اصول سے بخوبی ثابت
کر چکے ہیں کہ تقیید مطلق اوسوقت ہوتی کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا بطلان و عدم جواز مفہوم قیاس سے ہوتا جسطرح امام شافعی نے
رقبہ مومنہ کا جواز و عدم جواز رقبہ کافرہ کا ثابت کرتے ہیں قیاس سے اور مقید و غیر مقید دونوں کا جواز یہ عین مقتضی مطلق کا ہے اور
جامع براہین وغیرہ وہابیہ کی غرض یہ ہی کہ ان قیودات کے ساتھ یہ محفل جائز نہیں ہے تو انہوں نے تقیید مطلق کی کہ غیر مقید کے
ساتھ جواز کو خاص کیا اور مقید کو جواز سے خارج کیا یہی تقیید مطلق کی کہ ایک فرد کو خارج کردیا اتنی فہم و انصاف ہوتا جامع
براہین وغیرہ تو راہ مستقیم پر آجاتے ایسے واہیات اقوال باطلہ سے قیاس محققین کا بطلان ثابت کرنا ایسے ہی باطل دوستوں کا کام
ہے نہ کسی مسلمانکا قول اور اس اصل سے فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے کہ اوسکی حقیقت بھی اب
معلوم ہوئی جاتی ہے اور سوائے اسکے کوئی قید قیود مولود مروجہ کے اس سے ثابت نہیں ہوتی پس مؤلف کو کیا نافع ہوا اور
خود ہیئت اجتماع جو فاتحہ کا اعتراض ہی قائم ہے **اقول** وباللہ التوفیق ابن حجر کا مقصود سمجھنے سے بمنازل جامع
براہین بعید ہے یہ جو کہتا ہے کہ فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے اس سے واضح ہے کوئی دوسرا امر ابن
حجر نے ثابت نہیں کیا جامع براہین کے زعم میں اتنی خبر نہیں کہ یہ اصل ہے اور باقی امور اوسکے فروع ہیں اور اصل کی ثبوت سے
فروعکا ثبوت ہو جاتا ہے اور حکم کلی میں جمیع مندرج ہوتے ہیں یوم ورود نعمت کو سرور لازم ہے جس دن میں نزول نعمت ہوتا ہے
سرور ضرور ہوتا ہے کوئی نعمت بدون سرور کے نہیں ہوتی ہے خواہ دینی خواہ دنیاوی اور شکر لازم کیا گیا ہے نعمت پر اور شکر
کا حکم بدون نعمت کے نہیں ہے جب اعادہ شکر کا بروز ورود نعمت کے ہوا تو ملزوم اوسکا کہ نعمت ہے جو ملازم سرور کا ہے کہ سرور
اس سے منفک نہیں ہوتا ہے اسوقت اعادہ شکر ضروریاد ہوگا اور اعادہ سرور کا ہوگا پس شکر کے اعادہ سے بروز ورود نعمت
ضرور سرور کا اعادہ ثابت ہوگا پس شکر کے ثبوت سے سرور کا ثبوت عاقلین ضرور خیال کرتے ہیں اور یہی مراد ابن حجر کی ہے
جامع براہین کو فہم حاصل نہیں تو اسمیں ابن حجر کا یا کسی دوسرے کا کیا قصور ہے باقی رہے قیود اجتماع لوگوں کا و اطعام طعام
فیروش و روشنی و شیرینی یہ تمام مناسبات و مرافقات سرور ہیں اور کل معین سرور کے ہیں اور لواحق و ملاحق سرور کے
ہیں جب سرور ثابت ہوا تو مناسبات بھی اوسکے ثابت ہوگئے اور اونمیں کوئی امر ممنوع شرعی نہیں سمجا جامع براہین اپنی

نافہمی سے انکو ممنوعات شرعیہ مین سے قرار دی تو عاقلین اہل علم خوش عقیدہ کب سنتے ہین اور علامہ ابن حجر رح نے تصریح کی ہے
کہ جس چیز سے شکر مفہوم ہووے وہ مانند تلاوت قرآن اور امور محرکہ للقلوب الی فعل الخیر والعمل للاٰخرہ کے ہین اور
جو امر مباح ہووے اور یوم ولادت کے سرور کی اعانت کرے تو وہ بھی اوس مذکور بالا کے ساتھ یعنی جن سے شکر مفہوم ہی الحق
ہی پس ابن حجر رح نے تو تمام امور متعلقہ محفل میلاد شریف کو ثابت کر دیا ساتھ احسن تقریر کے جامع براہین نہ سمجھے تو ابن حجر رح
پر کیا ملامت ہی شیخ سعدی اول ہی ایسے لوگونکی حق مین فرما گئے ہین ؏ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
پس قول جامع براہین کا کہ کوئی قید قیود مروجہ اس سے ثابت نہین ہوتی اور فاکہانی کا اعتراض ہیئت اجتماع پر قائم ہی ساقط ہوا
فاکہانی کا اعتراض بناء فاسد علی الفاسد کو اول ہی جلال الدین سیوطی رح نے ہباءً منثوراً کر دیا اور اوسکا خاکہ اوڑا دیا
اور یہ ظاہر ہو چکا کہ بدون تدبر و بغیر خیال صحیح کے فاکہانی نے بدعت کو حرام و مکروہ مین منحصر کر کے یہ اعتراض لغو کیا تھا
جب حصر باطل مقرر و مخترع فاکہانی کا بے اصل ہونا محقق ہو گیا اور بدعت کا واجب و مستحب و مباح ہونا بھی ثابت ہو گیا اور بدعت سیئہ
کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی کہ وہ ہی جو مخالف کتاب و سنت و اجماع کے ہووے اور اس اجتماع کے مخالفت کتاب و سنت و اجماع
سے ثابت نہین ہی اور یہ بنیت خیریہ اجتماع ہوتا ہی کہ ذکر ولادت نبی صلعم کا ہو کہ موجب سرور مومنین و حزن شیاطین ہی اور
بلاشبہ مستحب ہی تو قول فاکہانی رح باطل و زاہق ہو گیا جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا **قولہ** اب تحقیق اس وقعہ
کی سنو کہ بخاری و مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلعم اس روزہ کو قبل ہجرت کے مکہ مین رکھتے تھے عن عائشة قالت كان يوم عاشوراء
تصومه قريش في الجاهلية وكان رسول الله صلعم يصومه فلما قدم المدينة صامه (على عادته قسطلانى) وامر الناس بصيامه
فلما فرض رمضان (فى السنة قسطلانى) ترك يوم عاشوراء فمن شاء صامه ومن شاء ترکہ انتہی اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ یوم عاشوراء کا روزہ اول سن مین آپنے حسب عادت رکہا تھا کہ قسطلانی خود علی عادتہ لکھ رہا ہے اور خود ابن حجر عسقلانی
بھی شرح بخاری مین یہی اقرار کرتے ہین اور لوگونکو امر فرمانا بھی بامر اللہ تعالی تھا کیونکہ افتراض صوم کا بدون امر حق تعالی کے
نہین ہو سکتا پس روزہ علی عادت رکہا مگر فرض کا حکم اب زائد ہو گیا پھر دوسرے سال فرضیت منسوخ ہو گئی تو صاف ظاہر ہے کہ
شکر نجات حضرت موسی کیوجہ سے یہ روزہ نہ ہوا تہا بلکہ لعادتہ وافتراض اللہ تعالی تھا **اقول** باللہ التوفیق حدیث حضرت
عائشہ سے جو مفہوم ہوا اور قسطلانی و ابن حجر کی تفسیر سے جو واضح ہی کہ اول سن مین آنحضرت صلعم نے روزہ عاشوراء کا
بحسب عادت رکہا تھا اسمین دلالت اس پر کہان ہی کہ واسطے اداء شکر اوس نعمت کے جو زمانہ حضرت موسی علیہ السلام
مسلمانون پر وارد ہوئی تھے کہ عدو اللہ فرعون کو خدا تعالی نے غرق کیا تھا اور اوسکے رنج والم تکلیف رسانی سے نجات دی تھی
موسی علیہ السلام و دیگر مسلمانونکو کبھی آنحضرت صلعم نے یہہ روزہ نہین رکھا اور یہ کونسا استحالہ عقلی یا شرعی ہی کہ بعد بیان یہود کے
اور تحقیق اس امر کے کہ موسی علیہ السلام نے یہہ روزہ رکھا تھا بطور اداء شکر کے خواہ یہ تحقیق ساتھ وحی کے ہوا ہووے یا بنقل

متواتر ہوئی کہ تواتر میں ایمان و عدالت شرط نہیں ہے یا ساتھ بیان اُن علماء یہود کے جو اسلام کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے
آنحضرت صلعم نے بہ نیت شکر یہ روزہ رکھا ہووے اور علی عادتہ رکھنے سے یہ زعم فاسد کر لینا کہ کسی وقت میں دوسری نیت
ہو جانا نہیں ہو سکتا ہے کو صغری ہی جامع براہین کی اگر علی عادتہ ایکوقت میں ہونا منافی دوسری نیت کی ہے تو دوسرے وقت میں بطور فرضیت
رکھنا بھی دوسرے وقت منافی ہونا چاہئے اور فرضیت کے نیت سے رکھنا خود جامع براہین بھی قبول کرتا ہے اور پھر منسوخ ہونا بھی مانتا
ہے پس بہ نیت ادائے شکر بعد بیان یہود کے روزہ رکھنا ہے ویسہی طرح جاننا چاہئے کہ قبل بیان یہود کے فقط علی عادتہ تھا
اور بعد بیان بہ نیت ادائے شکر کے ہو گئی اور بعد منسوخیت فرضیت کی بھی نیت ہونا جائز ہے پس علی عادتہ پر یہ مرتب کرنا جامع
براہین کا کہ یہ روزہ شکر نجات موسی علیہ السلام کیواسطے نہوا تھا بناء فاسد علی الفاسد ہے و قول سفاہت و تقریر کاسد ہے
اس جامع براہین کو صحبت بھی علماء کی ہوتی تو جانلیتا کہ احکام شریعت انبیاء علیہ السلام کی جو سابق گذر چکے ہیں اور وہ منسوخ
نہیں ہوئی ہیں اگر ثبوت کو وہ احکام پہونچ جاویں کہ یہ احکام شریعت ماتقدم کے ہیں تو ہمکو یعنے امت محمدیہ صلعم کو کرنا اونکا
اور ماننا اونکا لازم و ضروری ہے بلکہ آنحضرت صلعم بھی اوس حکم میں شامل ہیں اور یہ مذہب جمہور حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ کا ہے طریق ثبوت
کا علماء محققین بیان فرماتے ہیں قصہ کرنا اللہ تعالی و رسول اللہ کا اون احکام شریعت ماتقدم کو ہے بدون انکار کے اور
اور دلیل یہ کہ شرع انبیاء سابقین علیہم السلام کی حکم الہی ہے زمان خطاب کے مکلفین کو اور بعد زمانہ خطاب والونکو جبتک ناسخ
ظاہر نہووے تسلیم و عمل اوس پر کرنا لازم ہے دوسرے اجماع امت کا ہے اوپر استدلال کے ساتھ **قوله تعالیٰ** کے وکتبنا
علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن وجوب قصاص
پر ہماری شریعت میں بھی روزہ عاشورا کہ آنحضرت صلعم کو جب خبر ہوئی کہ یہود لوگ واسطے اقامت سنت موسی علیہ السلام
کے رکھتے ہیں تو فرمایا کہ میں احق ہوں ساتھ اوسکے چنانچہ کتب اصول میں یہ موجود ہے مسلم الثبوت و شرحہ بحر العلوم میں بھی
یہ موجود ہے بطور اختصار کے یہ عبارت متن و شرح کی نقل کیجاتی ہے المختار انہ علیہ وعلی آلہ وسلم بعد البعث ونحن معشر الامۃ
متعبدون بشرع من قبلنا ای یجب علینا العمل به مالم یظهر ناسخ لكن على انه شرع نبينا لا على انه شرع نبي آخر وعليه
جمهور الحنفية والمالكية والشافعية وطريق ثبوته عند الحنفية قصص الله ورسوله بانه شرع نبي قبلنا بلا انكار
ومن ثم اي لاجل طريق معرفة اخبار الله تعالى او رسوله لم يكن شرع من قبلنا اصلا آخر مستقلا بل صار داخلا في الكتاب والسنة
لنا اولا ان شرع من قبلنا حكم الله تعالى فيلزم المكلفين الذين وجدوا زمن الخطاب وبعده مالم يظهر ناسخ يرفعه
ولنا ثانيا الاجماع على الاستدلال بقوله تعالى وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف
والاذن بالاذن والسن بالسن على وجوب القصاص في شرعنا ولنا ثالثا ما صح عن النبي صلعم صوم يوم عاشوراء
حين اخبر ان اليهود يصومونه اقامة لسنة موسى عليه السلام فقال انا احق بموسى انتهى اس سے واضح و لائح ہے کہ

آنحضرت صلعم وامت آپکی متعبد شریعت سابق ہین اور غیر منسوخ پر تمکو عمل کرنا واجب ہی اسطرحسے کہ یہ شریعت ہمارے نبی صلعم کی ہی نہ اسطرحسے کہ شریعت نبی دوسرے کی ہی اور اسکے چند ادلہ ہین اونمین سے ایک یہ بھی ہی کہ آنحضرت صلعم نے روز عاشورا کے بارہ مین فرمایا کہ مین موسیٰ کے ساتھ موافقت کرنیمین احق ہون جس سے واضح ہی کہ نبی سابق نے جسپر عمل کیا ہی اور وہ ثابت ہووے اور غیر منسوخ ہووے تو اوس پر عملکرنا ہمارے نبی صلعم کو اور ہمکو چاہئی اور یوم عاشورا کا روزہ بجہۃ اداء شکر الہی ہے کہ بدلیل موافقت موسیٰ علیہ السلام کے ہونا احق بسند ہے واضح ہی دوسرے طور پر رکہنا کسی دلیل شرعی وعقلی معتبر سے ثابت نہین پس بلاشبہ بناءً علیہ آنحضرت صلعم نے اداء شکر کیواسطے وہ روزہ رکہا تہا اور ہم بھی اداء شکر کیلئے رکہتے ہین بمتابعت آنحضرت صلعم کے جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے اداء حکم الٰہی جانکر رکہا تھا اوسیطرح آنحضرت صلعم نے رکہا تہا یہودنی اتباع موسیٰ علیہ السلام کی تھے ہم اپنے نبی صلعم کی اتباع کرتے ہین جسطرح اوس روزہ کی اداء شکر موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آنحضرت سے بھی ہوئی پس انکار روزہ بطور شکر رکہنیکا کرنا سراسر بیعلمی ونافہمی ہے **قولہ**
دوسری حدیث ابن حجر کی اصل یہ ہی کہ عن ابن عباس قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود صیاماً یوم عاشوراء فقال لہم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ ما ھذا الیوم تصومونہ فقالوا ھذا یوم عظیم انجی اللّٰہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ فصامہ موسیٰ شکراً فنحن نصومہ فقال رسول اللّٰہ علیہ السلام فنحن احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر الناس بصیامہ الحدیث پس اس حدیث مین اول کلام تو یہ ہی کہ یہود کا کہنا کہ فنحن نصومہ ای اتباعاً لموسیٰ خود یہود کا روزہ باتباع سنت موسیٰ علیہ السلام کے تھا نہ بوجہ شکر کے کیونکہ شکر روز نجاۃ کا تہا اور پھر شکر نعمت کا مثل سب نعماء کی بردوام رہتا ہی اس سے بحث نہین پس فخر عالم صلعم کا روزہ ہی شکر کا نہوا بلکہ اتباع حضرت موسیٰ کے سنت کا ہوا **اقول** وباللّٰہ التوفیق تقریر وتزویر جامع براہین کی دیکہو اپنی طرف سے فنحن نصومہ کی تفسیر مخالف حدیث کی کی اور اتباعاً لموسیٰ مفعول لہ اوسکا نکالا تاکہ آنحضرت صلعم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کا بناوے اور خود صحیح مسلم مین موجود ہی فقالوا ھذا الیوم الذی اظہر اللّٰہ فیہ موسیٰ وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیماً لہ فقال النبی صلعم نحن اولیٰ بموسیٰ منکم فامر بصومہ دیکہو خود حدیث مسلم مین موجود ہی نصومہ تعظیماً لہ اسکو چہوڑ گنگوہی نے اپنی طرفسے اتباعاً لموسیٰ نکالا اور یہ اسواسطے ترک کردیا جو دوسری حدیث مین وارد ہی کہ اس تقدیر پر آنحضرت صلعم کا تابع ہونا موسیٰ علیہ السلام کا ثابت نہین ہوگا اور جامع براہین کو تابع بنانا منظور ہے اور یہ قصد فساد وعناد خناس نظر ہی کہ روزہ بطور اداء شکر خدا تعالیٰ کے رکہنا آنحضرت صلعم کا ثابت نہووے تاکہ محفل میلاد آنحضرت صلعم کا ثبوت نہو ادعا امتی ہونیکا کرتا ہی اور خود امت آنحضرت صلعم کو بنا ہی اور حتی المقدور تحقیر جہانتک اوس سے ہوسکتی ہی آنحضرت کی کرتا ہی اور اسی تحقیر مین اول سے آخر تک سرگرم ہی اور انحطاط رتبہ آنحضرت صلعم کے کوشش وسعی مین اتم ہی اور واقعی امر یہ ہی کہ مدار اس فرقہ نجدیہ کا دغابازی وجعلسازی

اور تحقیر شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی کچھ بے حسبونکو خوف خدا نہیں آنکھیں بند کرلیں منہ پھاڑ لیا جو جا بکا
دین و ایمان ہو تو کچھ علاقہ نہیں شرم و حیا کا کام ہی کیا الغرض کچھ ہی ہو خواہ ایمان رہے یا نہ رہے خدا پر بہتان ہو
رسول اللہ پر طعن ہو مگر انوار ساطعہ کے رد کے نام سے جیتے ہین اور انوار کی عداوت تمکو اوس ظلمت مین ڈالیگی
کہ قبر سے ہی وجود دیکھو گے تم ان شاء اللہ تعالی اب ہم باواز بلند منکرین کی جانب خطاب کرتے ہین کہ خواب جہالت سے بیدار ہون
اور شراب سفاہت سے ہوشیار ہون اور شیران بیشہ تحقیق کے مناظرہ و مقابلہ کو تیار ہون اس عدیم الادب کو
اتنی خبر بھی نہیں ہے کہ علماء محققین کتب اصولین تصریح کر چکے ہین کہ آنحضرت صلعم متعبد بشرع سابق تہے قبل بعثت کی
ہی لکن چونکہ آنحضرت صلعم وقت خمیر آدم علیہ السلام کے یعنی اوس زمانہ مین کہ آدم علیہ السلام درمیان روح وجسد کی تہے
آنحضرت صلعم نبی تہے اور دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام گویا کہ خلفاء آنحضرت صلعم کی ہین اسواسطے آنحضرت صلعم
تعبد بشرع قبل البعثت کی حالت مین تابع کسی رسول کے نہ تہے اور تعبد آپکا اس جہت سے تہا کہ وہ حکم الہی ہے نہ کسی دوسرے کا
جیسے فی مسلم الثبوت وشرح المختار انہ صلی اللہ علیہ وسلم متعبد بالشرع قبل بعثہ قیل بشرع آدم وقیل بشرع
نوح وقیل بشرع ابراھیم وقیل بشرع موسی وقیل بشرع عیسی والاشبہ ما بلغ ای تعبد بشرع بلغہ
من الشرائع نا بل الاشبہ بشرع لم ینسخ لکن علی انہ حکم اللہ تعالی لا حکم ذلک النبی لان العمل بشرع منسوخ
حرام بغیر المنسوخ واجب علیہ وھو علیہ وآلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام معصوم من ارتکاب الحرام وترک
الواجب ثم انہ کان نبیا وآدم بین الروح والجسد فلا یتبع احدا من الرسل الذین ھم کالخلفاء لہ فلا یتعبد
الا من جہۃ انہ حکم اللہ تعالی لا غیر انتہی اس سے واضح ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم تابع کسی نبی و رسول کے قبل بعثت
بھی نہ تہے اور شرائع غیر منسوخہ رسل پر عمل احکام الہی ہونیکے سبب سے کرتے تہے و حدیث نبوی لو کان موسی حیا
لما وسعہ الا اتباعی سے ظاہر ہے کہ موسی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے حیات ظاہری مین اگر زندہ ہوتے تو بجز اتباع آنحضرت
صلعم کی اونکو چارہ و گنجائش نہوتی اور جامع براہین اس حدیث کے خلاف عقیدہ رکہتا ہے اور آنحضرت صلعم کو اس روزہ
عاشورا کے رکہنے مین تابع موسی علیہ السلام کا ٹھہراتا ہے پس یہ مخالف قول مختار علماء فقہاء و اصولین کی اور برعکس حدیث
مذکور کے ہے پس بیعلمی و بے انصافی و مخالف قول مختار و حدیث کی ہو کر انکا یہ قول بدعت ہوا اور اسکی آنحضرت صلعم کے تنقیص
کوشش منقصت شان کرنا اور اپنے فریبون سے آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کی بنانا اور فائدہ بمقصود نہو تا
ثابت ہوا یہی مقتضی محبت و ایمان ہے کہ باوجود قول مختار و حدیث نبوی کے موجود ہونیکی جو دال اسپر ہین کہ آنحضرت صلعم تابع
کسی نبی کی اور خصوصا موسی علیہ السلام کی نہین تہے اور یہ تابع ہونا ثابت کرے اور قول مختار و حدیث سے اعراض کرے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ قول جامع براہین کا کہ کیونکہ شکر روز نجات تہا جس سے واضح ہے کہ بعد روز نجات کے

بروز ورود نعمت اعادہ شکر ثابت نہیں ہی پس سراسر غلطی و بیعلمی ہی اول تو اسیہی حدیث روزہ عاشورا سی واضح ہے
کہ یہ روزہ آنحضرت صلعم نے واسطے شکر کے ہی رکہا تھا اور دوسرے حدیث مسلم سئل رسول اللہ صلی اللہ عن صوم الاثنین
قال ولدت فیہ وفیہ انزل علی جو مع ترجمہ شیخ عبد الحق اوپر گذر چکی ہی وہ باعلی صوت ندا کرتی ہے کہ اعادہ شکر کا بروز ورود
نعمت کی ثابت ہی اور آنحضرت صلعم خود اپنی پیدائش کی شکر کی اعادہ کیواسطے دوشنبہ کے دن روزہ رکہتے تھے اور یہی
ولادت کو آنحضرت صلعم نے وجہ اس روزہ کی فرمائی پس اعادہ شکر ولادت و شکر دین کا بروز ورود نعمت ثابت ہوا اور زعم
جامع براہین کا باطل و مخالف احدیث و اقوال علماء کے ہوا **قولہ** صفحہ ١٦٥ اور اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ
رکہا تھا سو یہود دو کام کرتی تھے ایک صوم کہ وہ سنت حضرت موسیٰ کی تھی یا اوپر فرض ہو گیا تھا تو مفروض من اللہ
تھا دوسری سرور و عید بیوم النجاۃ سو اسکو خود فخر عالم نے رد کر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہی تو اس صورت
میں اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس میں اعادہ شکر ہرگز نہیں اور جس فعل میں اعادہ شکر و سرور کا ہی وہ شارع نے بوجہ
مخالفت یہود کے چہوڑ ہی دیا تہا **اقول** و باللہ التوفیق یہ کہنا اوسکا کہ اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کی کہنے پر روزہ رکہا
تہا دلالت واضحہ کرتا ہی کہ یہود کا قول اسکے نزدیک مسلم نہیں ہی اور ظاہر و ہتبادر یہی ہے کہ علی الاطلاق قول یہود کا خواہ
متصف بالتواتر ہووے خواہ نہو خواہ ان یہود کا قول ہو جو ایمان آنحضرت صلعم پر لائی تھے اور وہ علماء میں تہی یا اون کے
غیر کا کہ ایمان نہ لائے تھے خواہ یہود کی قول کے موافق وحی نازل ہوئی ہو کہ واسطے تصدیق قول یہود کے یا ایسا نہو
اس جامع براہین کے نزدیک مقبول نہیں ہی اور یہ مطلقاً غیر مقبول ہونا اور تسلیم کی نفی مطلق کرنا جہالت صرف ہے
بلکہ علماء محققین نے تصریح کی ہی اسیہی روز عاشورا کے بارہ میں کہ خبر یہود تصدیق کو وحی یا تواتر کے سبب سے یا جز علماء یہود
کی جو ایمان لے آئی تھے مقبول ہی نہ ان مجرد خبر احاد یہود کفار کی غیر مقبول ہی قال النووی فی شرح مسلم فصامہ النبی
صلعم وامر بصیامہ قال نحن احق بموسی منہم قال المازری خبر الیہود غیر مقبول فیحتمل ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اوحی الیہ بصدقہم فیما قالوہ او تواتر عندہ النقل بذلک حتی حصل لہ العلم بہ قال القاضی عیاض
ردا علی المازری قد روی مسلم ان قریشا کانت تصومہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
صامہ فلم یحدث لہ بقول الیہود حکم یحتاج الی الکلام علیہ وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال فقولہ صامہ
لیس فیہ انہ ابتداء صومہ حینئذ بقولہم ولو کان ہذا لحملناہ انہ اخبرہ من اسلم من علمائہم کابن سلام وغیرہ وقال
القاضی وقد قال بعضہم یحتمل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصومہ بمکۃ ثم ترک صیامہ حتی علم ما عند اہل الکتاب
فیہ فصامہ قال القاضی وما ذکرناہ اولی بلفظ الحدیث قلت المختار وقول المازری ومختصر ذلک انہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یصومہ کما یصومہ قریش فی مکۃ ثم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومونہ فصامہ ایضا بوحی

او تواتر او جنہما ذلا بمجرد اخبار احادهم والله اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ صور مخصوصہ میں یعنے جب خبر یہود متواتر ہوگئے
تھی یا خبر یہود کی تصدیق وحی سے ہو گئی تھی یا انکے علما نے خبر دی تھی جو ایمان لائے تھے ان صورتوں میں خبر یہود مقبول ہو گئے
اور ایسی خبر کے موافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا پس روزہ شکریہ کا ہوا اگر کہو کہ یہود کے کہنے پر روزہ نہ رکھا تھا اور مجرد وحی و خیال
من اللہ کے سبب سے روزہ رکھا تھا تو ہم کہینگے اس سے یہ کب مفہوم ہوا کہ بطور شکریہ کے یہ روزہ نہ تھا ظاہر و متبادر یہی ہے کہ بطور شکریہ تھا
کوئی قرینہ و علامت صارفہ ظاہر و متبادر بھی اس محل میں موجود نہیں ہے جسکے سبب سے روزہ شکریہ ہونیکا انکار کیا جاوے خواہ یہود کے
کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا ہووے یا دوسرے طریق سے ثبوت ہو جانیکے بعد آنحضرت صلعم نے رکھا ہووے مقصود حاصل ہے
کہ روزہ شکریہ کا رکھا تھا یہود کے کہنے پر یا نہ کہنے سے جامع براہین کو مفید اور ہمکو مضر نہیں ہے پس اسمیں کلام کرنا بھی جامع براہین کا
لغو ہے ❁ خدا آباد رکھے اوس گلی کو ؛ کہ اوٹھتا ہے جا فتنہ جہاں سے ؛ اور یہ جو کہا کہ (یہود دو کام کرتے تھے ایک روزہ دوسرے
سرور و عید لیوم النجاۃ سو اوسکو مخبر عالم نے رد کر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے اس صورت میں اس سے استدلال صحیح
نہیں کیونکہ اسمیں اعادہ شکر کا ہرگز نہیں اور جسمیں اعادہ شکر و سرور کا ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا)
سراسر بے علمی و نافہمی و بے انصافی و کجروی پر دال ہے آنحضرت صلعم کا صراحۃً رد کرنا اور یہود مدینہ منورہ کی موافقت نکرنا حدیث
مسلم میں ہرگز مصرح نہیں ہے روزہ کے بارہ میں چنانچہ قول آتے ہیں اسکا حال معلوم ہو گا بالفرض اگر رد کر دیا ہوتا تو رد کرنے
اتخاذ عید و اظہار سرور کے رد کر دینا اداء روزہ عاشورا کا بطور شکر کے ہرگز لازم نہیں آتا ہے اور اعادہ شکر کا اداء روزہ عاشورا
میں نہ جاننا اور بناء فاسد بر فاسد قصد فساد جتانا کہ استدلال صحیح نہیں ہے یہ ایک ہذیان ہے جو قابل اصغاء اہل ایمان نہیں ہے
اعادہ شکر کا ساتھ روزہ رکھنے کے یوم ورود و نعمت میں بتصریح آنحضرت صلعم مع بیان شیخ عبد الحق دربارہ صوم اثنین کے
اوپر واضح ہو چکا ہے اور یہی روزہ عاشورا بطور اداء شکر رکھنا معلوم ہو لیا ہے پس اعادہ شکر روزہ عاشورا سے واضح ہے
اور جو یہ اس نے کہا کہ (جسمیں اعادہ شکر و سرور ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا) اس سے ظاہر ہے کہ اعادہ
شکر و سرور کا اسکے نزدیک اتخاذ عید میں تھا جسکو چھوڑ دینا بتاتا ہے اور عبادت محضہ روزہ میں جسکا اعادہ شکر کیواسطے
ہونا مانند صوم اثنین کے واضح ہے اعادہ شکر نہیں ہے یہ کسقدر جہالت صرف ہے کہ لباس زینت وغیرہ عورتوں کو پہنانا
جیساکہ یہود خیبر کرتے تھے جو قول آیندہ میں آتا ہے اوسمیں اعادہ شکر بتاتا ہے روزہ شکر نہیں مانتا ہے اور اسپر کوئی
حجت عقلی نقلی قابل التفات نہیں قائم کرتا ہے ایسے ہذیانات اور خرافات کو کون سنتا ہے **قولہ** ص۱۶۵ دوسری یہ کہ قصہ
میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکھا تھا اور بوجہ نجات حضرت موسی کے رکھا تھا بلکہ اس قدر معلوم
ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے آپنے روزہ رکھا سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بفرض اللہ تعالی وعلی ما دہ
پس یہ احتمال رفع ہو گیا اور احق بموسی منکم ای اتباعا لا تشہیرا و شکرا کیونکہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا عن ابی موسی

قال كان يوم عاشوراء يوماً يعظمه اليهود وتتخذه عيداً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموه انتم دوسری
روایت مین خالفوا الیهود پس آپ یهود کے عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہی اور یہ قول احق بموسی
منکم بطریق الزام کے تھا کہ تم کس امر مین متبع موسی کے ہو تم تو ہر ہر امر مین اپنے نبی کی تابع ہو اور مخالف شرع و حکم موسی
کی ہو پھر دعوی اتباع تمہارا بی محل ہے ان ہم متبع موسی کے ہین پس یہ الزام تھا نہ وجہ صوم کی پس بہر حال یہ صوم اداء
شکر و سرور کا تھا اور نہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا پھر قیاس کسیچیز پر کیا جاتا ہی عجب ہی کہ ابن حجر جیسا ایسے فرماوے انتہی
اقول باللہ التوفیق یہ جو کہا کہ مضایقہ مین کوئی نص نہین کہ یهود کے کہنے سے آپ نے روزہ رکہا تھا اور بوجہ نجات حضرت
موسی کے رکہا تھا بلکہ اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ بعد سوال و جواب یهود کے رکہا تھا کلام بیمعنی ہے اسلیئے کہ لفظ فاء لفظ
صاموہ پر داخل ہے اور فاء واسطے تعقیب کی ہے کہ جزاء و معلول پر داخل ہوتی ہے فی المسلم وشرحه الفاء للترتيب
على سبيل التعقيب ولو في الذكر ومنه عطف المفصل على المجمل نحو قوله تعالى فازلهما الشيطن عنها فاخرجهما
مما كانا فيه وهو اى التعقيب في كل شئ بحسبه كتزوج فولد فيصح اعتبار التعقيب وانكار المدة بينهما اقرب ما
من السنة لانه لا يمكن اقرب فيه عرفاً من هذا فلا بعد هذا التراخي تراخياً عرفاً واذا كانت للتعقيب قد خلت
فى الاجزية والمعلولات فانما يكون عقيب الشرط والعلة وكثيرا ما يدخل العلل ومنه نحو ادخل فانت حر اى لانك وانزل
فانت آمن اى لانك آمن انتهى مختصراً **وقال** العلامة الجلبي في حاشية على شرح الوقاية لان الفاء تدخل
على الحكم لما انه يعقب العلة كما فى قولك ضرب فاوجع واطعم فاشبع انتهى ان عبارات سے جزاء و معلول پر دخول
فاء معلوم ہی اور اس محل مین کوئی صارف جو مانع ہووے دخول فاء سے مانند معلول پر موجود نہین ہی اور ظاہر یہی ہی کہ یهود
کے کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا تھا اور مازری اور نووی کے قول سے جو اوپر گذرا ہی یہی مفہوم ہے عدم مقبولیت
خبر یهود کے اعتراض کو ساتھ تصدیق وحی یا تواتر و غیرہما کے مرتفع کر دیا ہے پس جب ظاہر لفظ فاء و بیان نووی و مازری
سے بھی مفہوم ہوا کہ یهود کے کہنے سے روزہ رکہا تھا اگرچہ مع تصدیق وحی کے یا تواتر کے سبب سے ہو و شکر نجات
مؤمنین و موسی علیہ السلام و آشتہ کے باعث سے ہونا اقوال سابقہ سے واضح ہو چکا ہی تو اس محل مین جو جامع براہین انکار کرتا
ہی اور ظاہر حدیث کے الفاظ سے اعتراض کرتا ہی اور تحریف معنوی کرکے یهود کے کہنے پر روزہ نہ رکہنا اور بوجہ نجات کے
رکہنا بتاتا ہی خلاف حدیث و اقوال کے ہی کہ یہ بدعت ضلالت موجب ہلاکت ہی اور بعد سوال و جواب یهود کی رکہنا
جامع براہین تسلیم کرتا ہی یہ بھی بظاہر اسیہی پر دلالت کرتا ہی اور متبادر اس سے یہی ہی کہ انکی کہنے سے رکہا تھا اگرچہ مع
تصدیق وحی ہووے یا تواتر کے سبب سے ہووے ہر صورت خبر یهود ہی پر روزہ رکہنا مبنی ہوا انکار اسکا مکابرہ صرف ہے
جسکا مرتکب جامع براہین ہے اور یہ جو اس جامع براہین نے لکہا کہ دسویں پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہی کہ بالغرض اہمد و علی

عادتہ تھا پس یہ احتمال رفع ہوگیا اور یہ سب یاوہ بازی و فتنہ اندازی ہے کیونکہ اس سے اس جامع براہین کی غرض فاسد
و مراد کاسد ہے کہ یہ روزہ بطور سرور و شکر کے نہ تھا اور یہ معلوم ہوچکا ہے کہ عملی عادتہ ہونا اس امر کو نہیں چاہتا کہ بعد سوال
و جواب ہو سکے اور تصدیق اونکی خبر کی خواہ ہوئی یا بہ تواتر یا دوسرے طریق سے آپنے نیت ادائے شکر کے نہیں کی تھی
اور بفرض اللہ ایک وقت میں ہو گیا تو بعد نسخ فرضیت کے بھی تو آنحضرت صلعم نے رکھا ہے اور حکم رکھنے کا دیا ہے اور اوس وقت
میں بھی یہ نیت ادائے شکر ہے انکو کوئی دلیل عقلی و نقلی مانع نہیں ہے صرف وہم جامع براہین اور اوسکے ہم مشرب ہونگا اس
بارہ میں کیونکر حجت شرعیہ ہو کر ادائے شکر کے طور پر رکھنے کو مانع ہو سکتا ہے اور ہمنے اوپر یہ تحقیق تمام ثابت کر دیا ہے کہ بطور ادائے
شکر کے ہے یہ روزہ عاشورا کا آنحضرت صلعم نے رکھا تھا اور حکم دیا تھا پس زعم جامع براہین باطل ہوا اور یہ جو کہا کہ
(اور احق بموسی منکم اتباعًا لا سرورًا و شکرًا کیونکہ سرور کا حکم تو آپنے ترک ہی کر دیا تھا عن ابی موسی قال کان
یوم عاشوراء یعظمہ الحدیث) جامع براہین نے یہ صراحتہ تحریف معنوی حدیث کے کی ہے اور آپنے نادانی
و بے علمی سے باوجود فقدان لیاقت و فہمائت حدیث دانی کے شرح حدیث کی اپنے مذہب فاسد کے موافق اُسنے کی ہے
اور حدیث کی غیر واقعی مراد لیکر آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کا بتاتا ہے اس بے انصافی و مخالفت دینیہ کا کیا
ٹھکانا ہے اور یہ بخوبی معلوم ہو چکا ہے حدیث صحیح و اقوال اصول سے کہ آنحضرت صلعم موسی علیہ السلام یا کسی دوسرے
نبی کے تابع نہ تھے کسی کے شریعت پر جو قبل بعثت ہی آنحضرت صلعم نے عمل کیا ہے تو حکم الہی ہونے کی حیثیت سے عمل
کیا ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ شریعت نبی دوسرے کی ہے پس جب ثبوت اوسکا بخوبی ہو گیا کہ آنحضرت صلعم متبع موسی
علیہ السلام کے ہرگز نہیں ہیں اور حدیث صریح بھی اس بارہ میں آچکی ہے تو ضرور لازم ہوا معنی قول آنحضرت صلعم
انا احق بموسی منکم کے یہ قرار دیے جاوینگے کہ میں احق و الیق ہوں ساتھ موافقت موسی علیہ السلام کے بہ نسبت
تمہارے جسکے الفاظ عربیہ یہ ہو سکتے ہیں انا احق بموسی منکم ای موافقۃ اور یہ ظاہر ہے کہ موافقت موسی علیہ السلام
کی اوس وقت میں ہوگی کہ شکر او سرور کا روزہ آنحضرت صلعم کا قرار دیا جاوے جیسا کہ موسی علیہ السلام نے شکر او سرور کا
رکھا تھا دیکھو اس حدیث میں دلالت واضحہ ہے اہل علم کے نزدیک اوپر حصول مقصود علامہ ابن حجر کے اور ایام و اعیاد
کے امثال میں سرور و شکر کرنے پر بطور قیاس و استنباط و استخراج ثبوت اس حدیث سے بخوبی ہے جامع براہین جیسا
کوئی حاسد و معاند نہ مانے تو اوسکا کیا اعتبار ہے **بیت** آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے ، اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا
اور آنحضرت صلعم کی نسبت جامع براہین نے یہ جو کہا کہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا تھا اور اسکے واسطے حدیث
ابی موسی مسلم کی روایت کی ہے پیش کی جسکے معنے یہ ہیں کہ یہود یوم عاشورا کی تعظیم کرتے تھے اور اسکو عید ٹھہراتے
تھے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ کو حکم دیا کہ تم روزہ رکھو انتہی خلاصہ ترجمہ اس حدیث سے ثبوت دعوے جامع براہین کا ہرگز

نہیں ہوتا ہی کہ سرور کا امر ترک کر دیا تھا کیونکہ اس حدیث میں کوئی لفظ موجود نہیں ہی کہ وہ دلالت ترک سرور پر کرتا ہو
اسمیں تو روزہ رکھنیکا حکم جو آنحضرت صلعم نے دیا ہی اوسکا ذکر ہی فعل و ترک سرور سے اس محلمین سکوت ہی ہان حدیث ما
تقدم ہی سرور کا ثبوت معلوم ہوگیا ہی جسکا سفاہت یا تعصب سے جامع براہین انکار کرتا ہی مسلم مین دوسری حدیث بروایت
ابی موسیٰ رض موجود ہے عن ابی موسیٰ قال کان اهل خيبر يصومون يوم عاشوراء يتخذونه عيدا و يلبسون
نساءهم فيه حليهم وشارتهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموه انتم یعنے یہود خیبر روزہ رکھتے تھے عاشوراء کے
دن اور اوسکو عید ٹھرا تے تھے بایں طور کے اپنی عورتونکو زیور و لباس زینت پہنا تے تھے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم روزہ
رکھو اس سے بھی انکار سرور ہرگز مفہوم نہیں ہی اگر اس فرمانے سے کہ تم روزہ رکھو کوئی انکار دوسرے امر کا خیال کریگا تو بطور مفہوم مخالف
کی خیال کریگا اور تخصیص بالذکر مستلزم نفی ما عدا زعم کر کے یہ مدعی حدیث نبوی سے حاصل کریگا اور مفہوم مخالف معتبر
حنفیہ کے نزدیک لینا جائز نہیں ہے چنانچہ کتب اصول اس سے مملو ہین اور بعض کتب فقہ مین بھی موجود ہی قال فی رد المحتار
فی صفحہ ۱۱۴ والمفاهيم جمع مفهوم وهو دلالة اللفظ على شئ مسكوت عنه وهو قسمان مفهوم الموافقة وهو ان يكون
المسكوت عنه اى غير المذكور موافقا للمنطوق اى المذكور فى الحكم كدلالة النهى عن التافيف على حرمة الضرب
وهذا يسمى عندنا دلالة النص وهو معتبر اتفاقا ومفهوم المخالفة بخلافه وهو اقسام مفهوم الصفة والشرط
والغاية والعدد واللقب وهو معتبر عند الشافعى الا مفهوم اللقب قال فى التحرير والحنفية ينفون مفهوم المخالفة
باقسامه فى كلام الشارع فقط فافاد انه فى الروايات ونحوها معتبر باقسامه حتى مفهوم اللقب وهو على تعليق الحكم
بجامد كقولك صلوة الجمعة على الرجال الاحرار فيفهم منه عدم وجوبها على النساء والعبيد وفى شرح التحرير عن شمس
الائمة الكردرى ان تخصيص الشئ بالذكر لا يدل على نفى الحكم على ما عداه فى خطابات الشارع انتهى اس عبارت سے
ہویدا و پیدا ہی کہ کلام شارع مین مفہوم مخالف لینا درست نہیں حنفیہ کے نزدیک اور خطابات شارع مین تخصیص ذکر شیئی
دلالت نفی حکم ما عدا پر نہیں کرتا ہی پس اس حدیث سے ثبوت ترک و نفی سرور بطور مفہوم مخالف کرنا اور تخصیص ذکر صوم کو دال
اوپر ترک نفی سرور کے ماننا ہم حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہی اور کیونکر تخصیص ذکر صوم نفی سرور پر دال ہوگی اگر یہ صحیح
و درست ہو جاوے تو لازم آویگا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه مین جو تخصیص ذکر محمد رسول اللہ کی ہے یہ دال ہووے
حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر اور آیت لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفہ مین ربوا دو چند حرام ہو اور دو چند سے
کم حرام نہو اور اسکا قائل تو زندیق ہی ہوگا پس خوب واضح ہوگیا کہ حدیث مذکور مین دلالت اوپر ثبوت مطلوب جامع براہین معنوی
پر ہرگز نہیں ہے اگر یہ حدیث ابی موسیٰ رض موہم انکار سرور و عید بالفرض مانی جاوے تو انکار عورتونکو زیور و لباس پہنانیکا جیسا کہ
یہود خیبر کرتے تھے پاتی تھے متوہم ہوگا نہ انکار ہر قسم کے سرور کا اور یہ ہمکو مضر و جامع براہین اور اوسکے ہم مشربون معاندین کو مفید

نہین ہی اور حدیث ابی موسیٰ سے اگر مخالفت یہود کے مفہوم ہی تو یہود خیبر کے مفہوم ہی چنانچہ حدیث ابی موسیٰ جو مسلم نے
نقل کی ہے اس سے اہل خیبر کی نسبت اس حدیث کا ورود ظاہر ہی اور گنگوہی نے جو حدیث نقل کی ہے وہ حدیث مختصر اسی
حدیث کا ہی جو ہم نے نقل کی ہے اوسکے حدیث مین مراد یہود خیبر ہین پس حدیث مذکور مین مخالفت یہود کے مفہوم ہی بالفرض
تو اہل خیبر کی مفہوم ہی نہ اہل مدینہ کی چنانچہ قول آتی ہین عبارات مجمع البحار سے یہ واضح ہو جائیگا فانتظر یہ جو کہا اس نے کردہ ہری
روایت مین ہی خالفوا الیہود پس آپ یہود کی عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہی اسرار اللہ فیہ ہی
وناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی اور آنحضرت صلعم پر افتراء محض ہے آنحضرت صلعم نے اتخاذ عید وسرور کے رد مین
خالفوا الیہود ہرگز نہین فرمایا ہی اور یہ جامع براہین اسیطرح براہین قاطع کے صفحہ دو سو ستتر مین کہتا ہے (کہ عید عاشورا کو بخاری
ومسلم کی حدیث صریح ہی کہ فخر عالم علیہ السلام نے رد کر دیا ہی اور خالفوا الیہود اوسمین ارشاد فرمایا) دیکھو یہ جامع براہین نے
آنحضرت صلعم پر افترا کیا کہ عید عاشورا کے رد مین یہ حدیث آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے اور بخاری ومسلم کا حوالہ دیدیا
حالانکہ بخاری ومسلم مین رد عید عاشورا کے بارہ مین یہ صراحۃً آنحضرت صلعم کا فرمانا ہرگز موجود نہین ہی محض افتراء
جامع براہین کا ہی منصفین علماء کو چاہئے کہ بخاری ومسلم کی بحث صوم عاشورا مین اسکو دیکھین ہرگز یہ الفاظ صریحہ اوسمین موجود
نہین ہین پس یہ کذب ہوا آنحضرت صلعم پر اور جامع براہین ایک مدت سے بخاری ومسلم اپنے ہم مشربونکو پڑہاتا ہی اور بکثرت
یہ مواقع اس جامع براہین گنگوہی کی نظر سے گذرے ہین یہ دلیل محکم ہی اس امر کی کہ بخاری ومسلم مین خالفوا الیہود عید عاشورا کے
بارہ مین نہونا اس جامع براہین کو معلوم ہی اور باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ آنحضرت صلعم نے اس بارہ مین نہین فرمایا ہی اور یہ گنگوہی
اس بارہ مین یعنے عید عاشورا کے رد کی بارہ مین ارشاد فرمانا بتاتا ہی پس اس سے تعمداً یہ کذب آنحضرت صلعم پر باندہا ہی پس مصداق
حدیث نبوی مروی صحاح کا ہی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے
جو شخص قصداً جھوٹ مجھپر بولے تو چاہیئے جگہہ اپنی آگ سے بناوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ متعمداً بولنا اگر حلال جانکر ہے
تو کل علماء کی نزدیک کفر ہی اور اگر حلال جانکر نہین ہی تو شیخ ابو محمد جوینی والد امام الحرمین ابی المعالی کے نزدیک بدون حلال
جاننے کی بھی کفر ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم والثانیۃ تعظیم تحریم الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ
فاحشۃ عظیمۃ وموبقۃ کبیرۃ ولکن لا یکفر بہذا الکذب الا ان یستحلہ ہذا ہو المشہور من مذاہب العلماء من الطوائف
وقال الشیخ ابو محمد الجوینی والد امام الحرمین ابی المعالی من ائمۃ اصحابنا یکفر بتعمد الکذب علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم انتہی وهکذا فی شرح نخبۃ الفکر یہود کی عید کے مخالفت کا حکم فرما چکا اور عید کو مخالف صوم ہونا جو یہ گنگوہی
بتاتا ہی اپنے فہم فاسد وزعم کاسد سے بتاتا ہی آنحضرت صلعم کے قول ہی عید بمعنے سرور کہو تو مانع نہین ممنوع ہونا اور
باین معنی مخالفت کرنا کہ سرور کسی قسم کا اہل اسلام نکرین ہرگز مفہوم نہین اور تمام یہود کی مخالفت کہ اوسمین مدینہ منورہ کی یہود بھی ہون

جنکی کہنے کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا تہا اور رکہوایا تہا آنحضرت صلعم کی فرمان سے معلوم ہونا ہرگز مسلم نہیں ہی ہان بعض
یہود کی مخالفت کہ غیر مدینہ کی ہین ایک قسم خاص کی سرور مین جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی اور ہمکو مضر نہین ہی اور صوم مخالفت ہر
عید کی ہونا بہی مسلم نہین ہے اور عید عاشورا سے مراد عید حقیقی نہین ہی جو منافی و مخالف صوم ہووے فقط سرور و خوشی
نعمت الہی یاد کر کے کرنا صوم کے ساتھہ جمع ہو سکتی ہین کوئی مخالفت عقلی و شرعی نہین ہے اور ایسے عید جایز الصوم ہو سکتی ہے
قال فی مجمع البحار قوله صامه ظاهره یشعر بان هذا کان ابتداء صومه بعاشوراء فیاول بانه ثبت علی صیامه
از علم من الحدیث لاول انه کان یصومه قبل قدوم المدینة وقیل لعله کان یصومه بمکة ثم ترکه ثم لما علم ما عند
اهل الکتاب صامه قوله عیدا فان قیل لتخاذهم عیدا انیا فی صومه وایضا فصوموا مشعر بان الصوم کان
لمخالفتهم قلت لعل عیدهم کان جایز الصوم اذ هولاء الیهود غیر یهود المدینة فوافق المذنبین وخالف
غیرهم انتهی اس عبارت سے عدم مخالفت عید کی ساتہہ صوم اور مخالفت غیر یہود مدینہ اور موافقت یہود مدینہ کے
ثابت ہوئی اور پر قسطلانی نے روزہ عاشورا کا علی عادتہ رکہنا جامع براہین نے نقل اسواسطے کیا کہ یہ ثابت ہو جاوے
یہ روزہ شکر نہ تہا اسکی بی انصافی دیکہو کہ خود قسطلانی مین ہی موجود ہی کہ ابن عباس کے حدیث سے ثابت ہی کہ باعث
روزہ رکہنی کا موافقت یہود مدینہ کے ہی سبب روزہ مین کہ وہ واسطے ادا شکر خدا تعالی کے نجات موسی علیہ السلام کے ہے مع موافقت
عادتہ کے یا وحی کے چنانچہ عبارت صفحہ ۴۴ قسطلانی کے یہ ہی فالباعث علی الصیام فی غیر الباعث فی حدیث ابن عباس السابق
اذ هو باعث علی موافقة یهود المدینة علی السبب وهو شکر الله تعالی علی نجاة موسی معه موافقة عادته او الوحی
کما مر تقریره ویحتمل ان یکون من العظمة عند یهود خیبر فی شرعهم صومه وقد وقع التصریح بذلك عند مسلم من
وجه آخر عن قیس بن مسلم قال کان اهل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونه عیدا انتهی دیکہو اس عبارت سے
واضح ہی کہ روزہ موافقت یہود مدینہ کے باعث سے سبب روزہ مین کہ وہ شکر الہی ہی تہا اور موافقت عادتہ یا وحی بہی اور اسکے
ساتہہ مفہوم ہی پس موافق عادت ہونا منافی شکر اللہ کہان ہی خود قسطلانی کی عبارت سے شکر و عادت دونو کا جمع ہونا ثابت ہے
اور یہ بی انصافی علی عادتہ کی لفظ سے جو قسطلانی نے کہا ہی اوس سے منافات شکر اللہ و عادت مین ثابت کرتا ہی اور اس عبارت قسطلانی
کو پوشیدہ کرتا ہی ایسے خیانت فی الدین کرنا اہل ایمان کا کام نہین ہے گنگوہی کی عقل و فہم تو خوب معلوم ہو چکی ہے شاید کہنے لگے
کہ عبارت مجمع البحار سے عید کا جائز الصوم یہود کے یہان مفہوم ہی نہ اہل اسلام کے یہان تو گنگوہی کی چونکہ فہم موٹی ہے اسواسطے
جواب بہی بہت ظاہر و بدیہی ہم دیتے ہین وہ یہ ہی کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعہ و عرفہ پر اطلاق عید کا کیا ہی فی الترمذی
عن عمار بن ابی عمار قال قرأ ابن عباس الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وعنده یهودی
فقال لو انزلت هذه الایة علینا لاتخذنا یومها عیدا فقال ابن عباس فانها نزلت فی یوم عیدین فی الجمعة ویوم

عرفة هذا

عرفة هذا حديث حسن غريب بحديث ابن عباس انتهى اور حضرت عمر رضہ کے قول سے بھی ارشاد الہی شرف ہوکہ یوم عرفہ
عید ہی فی الترمذی فقال عمر انی لا علم ای یوم نزلت هذه الآية نزلت يوم عرفة في يوم الجمعة هذا حديث حسن صحيح انتهى
قال البغوی اشار الی ذلک الیوم کان عید النا انتہی حضرت عمر رض کے قول سے ساتھ بیان بغوی رح کے واضح ہے
کہ یوم عرفہ کو عید فرمایا ہی پس جب عرفہ وجمعہ دونو کا عید ہونا ساتھ اقوال صحابہ رض کے ثابت ہی اور روزہ عرفہ کا
مستحب وموجب ثواب ہونا احادیث سے ثابت ہی اور جمعہ کا روزہ ایک اول یا آخر دن مل کر رکھیں تو ثابت ہی پس یہ عید جائز الصوم
ہوئی دیکھو عید کے ساتھ کہ وہ جمعہ وعرفہ ہی روزہ کا اجتماع شرعا جائز ہوا اور روزہ مخالف عیدیت نہ ہوا اگر مخالفت ہی روزہ
عید سے تو عید الفطر وعید الاضحی ہی سے ہے نہ دیگر اعیاد سے پس روز عاشورا وجود کہ عیدین مذکورین سے خارج ہی اگرچہ مانند جمعہ و
عرفہ کی عید ہی اوسمیں یعنے روز عاشورا میں روزہ کا حکم دینا مخالف ومنافی عید ہونے کے اور اظہار سرور کے نہوا اور
آنحضرت صلعم کا فرمانا ہے صوموا انتم سے رد عید و اظہار سرور کسیطرح معلوم ومفہوم نہوا گنگوہی کو علم وصحبت نہیں
اگرچہ درس حدیث اپنے یہاں جاری کیا ہی تحت لفظی ترجمہ غلط سلط کرا دینا عالم ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہی اور ایسا
آدمی علماء میں شمار نہیں ہوتا ہی اس بیعلمی ونافہمی سے جامع براہین خیال کر گئے کہ یہ عید منافی روزہ کی ہے اور یہ وہم کرلیا
کہ عید عاشورا عید ہے اور ہر روز عید منافی ومخالف روزہ کی ہے پس عید عاشورا بھی منافی ومخالف روزہ کی ہے
اور جب منافی روزہ کے ہوئی تو حکم روزہ کا اوسمیں فرمانا عید کا واقع ورافع ہی اور یہ خیال نکیا کہ احادیث صحاح سے سوائے
عیدین معروفین کے دیگر اعیاد میں روزہ دافع ورافع عید کا نہیں ہی اور کلیت کبری جو شرط انتاج شکل اول ہی اوسکے فقدان
کی سبب سے دلیل مستقیم نہیں ہوسکتی ہی اور قول احق ہوسی متکلم کو بطور الزام کے جو یہ جامع براہین قرار دیتا ہے
اور یہ وجہ صوم ہونیکو منعکرتا ہی اور اوسپر یہ متفرع کرتا ہی کہ یہ صوم آنحضرت صلعم کا بطور اعادہ کے شکر وسرور کے نہ تھا سراسر جہالت
وسفاہت ہی بلکہ بدعت ضلالت ہی کہ معنی حدیث کی خلاف ظاہر ومتبادر وتمام علماء کے خلاف یہ جامع براہین بیان کرتا ہے
کسی نے یہ معنی خلاف ظاہر نہیں کہے ہیں اور کوئی دلیل مساوی یا قوی معارض معنی اس ظاہری کی کہ یہ وجہ صوم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیان فرمائی موجود نہیں ہی اور کسی حدیث سے معارض ہونا ان معنی ظاہر کا اس جامع براہین نے بیان کیا ہی پس یہ صرف نفس
حدیث کا ہی ظاہر سے بدون معارض کے جو دلیل قطعی ہووے اور یہ مخالف مسئلہ عقائد کے ہی کہ نص کتاب وسنت محمول ہیں
ظاہر پر جبتک کوئی صارف قطعی موجود نہووے فی شرح العقائد والنصوص من الكتاب والسنة تحمل على ظواهرها
مالم يصرف عنها دليل قطعي كما في الآيات التي تشعر بظواهرها بالجهة والجسمية ونحو ذلك انتهى کوئی دلیل
قطعی صارف معنی ظاہر سے یہاں حدیث کی بارہ میں موجود نہیں ہی اور باوجود اسکے معنے ظاہر دیکھ جامع براہین محمول نہیں
کرتا ہی پس مخالف عقائد اہل سنت کی اوسکا عقیدہ ہوا اور بطور الزام کے یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا جو بتاتا ہی تو اوسکو یہ خبر

نہین ہی کہ الزام کونسا محل و موقع ہوتا ہی و کسوقت دلیل الزامی بیان کیجاتی ہے اور کس چیز کے ساتھ الزام دیا جاتا ہی امام
ابن الہمام فتح القدیر کی جلد ثانی صفحہ ۵۹ مین فرماتے ہین کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلئے کہ حقیقت اوسکی یعنے
الزام کی نقض مذہب خصم کا ہی ایسی چیز کے ساتھ جسکی صحت کا ملزم معتقد نہین ہوتا ہی اور نقض مذہب خصم سے مذہب ملزم کی
صحت ضروری و واجب نہین ہوتی مگر بطریق عدم قائل بالفصل کے اور یہ اوسہی وقت مین ہی کہ جس چیز کے ساتھ نقض کرتا ہے
وہ اوسکے نزدیک بھی صحیح ہووے والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقتہ نقض مذہب الخصم بما لا یعتقد
الملزم صحیحا ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ الا بطریق عدم القائل بالفصل وہذا
لا یکون الا اذا کان ما نقض بہ مما یعتقدہ صحیحا انتہی بقدر الحاجۃ پس جب الزام کا حال معلوم ہوچکا تو جاننا چاہئے کہ
یہ محل تنازع و مناظرہ کا یہود سے ہونا حدیث سے ثابت نہین کہ آنحضرت صلعم نے یہود سے مناظرہ کیا ہووے اور اپنے مدعی حق پر اول استدلال
لاچکے ہوون بعدہ الزام آنحضرت صلعم انکو ایسے چیز سے دیتے ہوون کہ آنحضرت صلعم اوسکی صحت کے معتقد نہوون اگر گنگوہی یا کوئی اسکا چیلہ چانٹا سچا ہے
اور صحبت کسی عالم سے فیض یاب ہی حاصل ہی تو ثابت کرے کہ جو جو امر الزام کیواسطے ہوتا ہم نے بنقل امام ابن الہمام بیان کئے ہین سب محلین موجود ہین ورنہ اوسکے
جہالت و سفاہت و عدم اطلاع علم مناظرہ سے ثابت ہی پس جب الزام ہونا باطل ہے تو بیان وجہ صوم کی طور پر ہونا اوسکا واضح ہی اور بطور بنا فاسد علی الفاسد
جو کہا تہا کہ یہ صوم بطور اعادہ شکر دوسرو کے تہا باطل ہوا اگرچہ اول بھی بطلان اسکا معلوم ہوچکا ہی اسکے آگے یہ جو گنگوہی نے کہا ہی کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ
قیاس کس چیز پر کیا جاتا ہی عجب ہی کہ ابن حجر جب ایسا فرماوے / یہ تمام جہالات و سفاہات سابقہ پر اسنے مبنی کیا ہی جسکا بطلان اظہر
من الشمس ہے اسلئے کہ جب امور ما تقدم کا فساد ظاہر ہوگیا یہ مبنیات خود عاطل و باطل ہوگئی اور قیاس ابن حجر پر تعجب کرنا ہی جہالت
و سفاہت کی سبب سے ہی صدہا برس کا عرصہ ہوا فضلاء بڑے بڑے گذرے کسی نے قیاس ابن حجر کو باطل و غلط نہ بتایا اور اوس پر
تعجب نکیا اور کیونکر تعجب کرتے و باطل بتاتے جب کہ وجود صحت و فقدان وجوہ بطلان ہے جب یہ قیاس موصوف ہے چنانچہ ہمارے اقوال سابقہ
سے معلوم ہوگیا ہی اور جامع براہین کے علم و انصاف کا حال کہلگیا ہی اور جامع براہین کو قیاس ابن حجر ہی سے اسواسطے تعجب ہوا کہ
اسمین علم و انصاف نہین جو صحت قیاس سے واقف ہووے اور عقیدہ باطلہ سے تائب ہووے اور کیونکر اقرار صحت قیاس کرے
اور تعجب ظاہر نکرے اسکے پیشوایان مولوی اسمعیل وغیرہ کہ یہ خلاف ہی اور گنگوہی کو ترک اتباع اپنے آبا و پیشوایونکا نہایت
دشوار ہے جسطرح پہلے لوگ توحید سے تعجب کرتے تہے جن کا مقولہ خدا تعالی فرماتا ہی اجعل الالہۃ الہا واحدا ان ہذا
لشیء عجاب یعنی کیا کر ڈالا اور کردیا نبی صلعم نے الوہیت کو جو تمام معبودونکی واسطے ہی فقط ایک ہی معبود کیلئے یہ تو
بڑی عجب بات ہی اسلئے کہ یہ ہماری متبعین کے خلاف ہی اور جسطرح تعجب کیا تھا اس سے کہ رسول منذر اونکی ہی جنس سے اونکے
پاس آئے تہے بل عجبوا ان جاءہم منذر منہم فقال الکافرون ہذا شیء عجیب ایسے تعجبات کچھ نئے نہین ہین
ہمیشہ سے اہل باطل اہل حق کے اقوال سے تعجب کرتے چلے آئے جامع براہین نے تعجب ابن حجر کی قول و قیاس سے کیا تو کیا ہوا کہ

اس تعجب ہی کسی مسلمان کو نقصان جامع براہین کو کچھ فائدہ نہین ہی اب جامع براہین ابو گریبان مین منہ ڈالکر دیکھی کہ صاحب انوار ساطعہ کا تعجب امکان کذب باریتعالی پر محض لا علمی ہے جو یہ بتاتا ہی اول کتاب مین باوجودیکہ امکان کذب باریتعالی مخالف تمام اہل اسلام بلکہ تمام عقلا حکما وغیرہم ہی تواب اوسکا یہ خوب واضح ہوگیا کہ صاحب انوار کی لاعلمی ہے یا ابن حجر کے قول پر تعجب کرنے مین اس گنگوہی کی لاعلمی ہے **قال** جامع براہین فی صفحہ ١٦٥ اگر کوئی تسلیم بھی کرتا تو اعادہ نفس شکر یوم معین نکلنا فاکہانی کا دور اعتراض سے سو ہیبت اجماعی کا بدعت ہونا تواب بھی رفع نہ ہوتا بہرحال اول اس حدیث کی اصل ہو نہین ہی کلام یہ کہ اگر اس سے اعادہ شکر وسرور کا یوم معین ہی نہین نکلتا اگر معلوم ہووے تاہم قیاس کے بطلان کی وجہ معلوم ہو چکی اور مولود مروجہ کو تو کسی وجہ ہی منفعت نہین پس محقق ہوگیا کہ جواز قیود مین حجت قیاس سے بھی کچھ ثبوت نہین لہذا حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس کا متحقق ہوگیا فللہ الحمد اب مؤلف کے اقوال بے معنی کو دیکہنا چاہئے **اقول** وباللہ التوفیق جسقدر روباہ بازیان واہلہ فریبیان جامع براہین نے کین سبکا بطلان واضح ہوگیا اور اعادہ شکر روز معین مین ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ قول فاکہانی کہ کوئی دلیل شرعی نہین اوسنے جو انکار کیا تو اسکا دین الہی مین دلیل نہین ہی اور بدعت جو قرار دیا اجتماع کو تو اوسکو مبنی اس غلطی فاحش پر کیا کہ بدعت کو منحصر حرام و مکروہ مین کیا اور اس انحصار پر کوئی دلیل نہ اوسنے پیش کی ہی اور نہ فی الواقع کوئی دلیل اس انحصار پر موجود ہی بلکہ باقوال مجتہدین محققین جو مذکور ہوئی اونسے بطلان انحصار بدعت کراہت وحرمت مین معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا کہ بدعت واجب و مستحب و مباح بھی ہوتی ہے پس اعتراض فاکہانی کا ہرگز وارد ہی نہین ہی اسیواسطے جمہور نے قول فاکہانی اوسکی ہی زمانہ مین اور بعد زمانہ اوسکی کی لغو جانکر اور اوسکیطرف التفات اور اوسکی خلاف بلا دلیل کا اعتبار نکیا بلکہ اوسکو محققین نے بڑے زور وشور کے ساتھ رد کردیا کما بیّنا سابقًا اور اون کی زمانہ کی بعد کسی محقق و منصف و ناصح نے انکار نکیا اور تمام ملکون اہل اسلام مین اس محفل مبارک کا شیوع ہوا اور اکابر علما و فضلا نے اسکو جائز کہا جنکا استحسان دلیل شرعی و مانند اجماع اصطلاحی کے حجت ہی اگر بالفرض انکار فاکہانی پر کوئی دلیل بھی قائم ہوتی تب بھی بعد حدوث اتفاق محققین و استحسان مسلمین صالحین کے جو ملحق بالاجماع ہی قال فی نور الانوار فی صفحہ پانچ وتعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی دلیل فاکہانی کا باقی نہ رہتا اور بمقابلہ اتفاق و استحسان سابق فقط ہونا ظاہر ہی چنانچہ توضیح سے اوپر گذر چکا ہی اور اوپر فتاوی سے نافلا من السنا فی گذر چکا ہی لما اجتمع فقہاء الامصار علی شئی فقول الواحد بخلاف قولہم یکون خلافا لا اختلافا انتہی جس سے واضح ہی بمقابلہ فقہاء امصار قول مخالف کا اختلاف نہین ہی خلاف ہی اور خلاف کے معنی بھی درمختار سے اوپر واضح ہو چکے ہین کہ بے دلیل ہوتا ہی اور معتبر نہین ہوتا ہی اور اسمحفل مین حاضر ہونا علما و فضلا کا اور انکا نکرنا کسی کا بھی قول ملا علی قاری سے اوپر گذر چکا ہی اور بمقابلہ جمہور قول بعض مرجوع ہونا اور فتوی قول جمہور پر دینا چاہیے اور مخالفت جمہور سے عاقبت وانجام بخیر ہونا بھی اوپر معلوم ہو چکا ہی پس قول فاکہانی کو معتبر و قابل التفات بمقابلہ جمہور جاننا اور لوگونکے

اعتراض کا لحاظ کرنا جامع براہین جیسے آدمی کا کام ہی جسکی فہم وعقل مختل کا حال جابجا ظاہر ہوتا جاتا ہی اور عقیدہ ایمان کہلاتا جاتا
ہی حدیث مذکور کا اصل ہونا اور اعادہ شکر وسرور کا ثبوت بہی بخوبی معلوم ہو گیا پس حدیث کی اصل ہو نہین کلام ہونا جو
جامع براہین کہتا ہی اور یوم تعین اعادہ شکر وسرور کا اوس سے نہ نکلتا جو بتاتا ہی سب کا بطلان واضح ہی اور قیاس کا بطلان کیواسطے جو وجہ
اس گنگوہی نے پیش کی تہی اوسکا باطل ہونا اور عدم فہم معانی عبارات علماء وخیانت عبارت توضیح وتلویح اوپر گیا یہ بخوبی
ظاہر ہو گیا پس قیاس محفوظ مضمون بطلان سے رہا اور مولود مروجہ کو مفید ہونا قیاس کا باحسن وجہ ظاہر ہی کوئی اپنی جہالت سے
مفید نجانی تو اوسکو اپنی عقل فہم پر رونا چاہئے اسمین ابن حجر وجلال الدین سیوطی یا دوسرے کسی مسلمان کا کیا قصور معاندین
تو بدیہیات وقطعیات وضروریات دین سے بہی انکار کرتی ہین اور ادلہ قطعیہ کا مفید نہونا بتاتی ہین جامع براہین اور اوسکے ہمشرب
قیاس ابن حجر وجلال الدین سیوطی رح کا مفید نہونا مولود مروجہ کے حقمین نہین مانتے تو کیا بڑی بات ہی ہان کوئی مسلمان منصف ایسا کہتا
تو اوس سے تعجب تہا وہابیہ سے کچھ تعجب نہین اور جواز قیود کا ثبوت حجت قیاس سے بخوبی ثابت ہی اور جو کچہ وساوس ان جامع براہین
نے قیاس پر پیش کئے تھے اون تمام کا بطلان اوپر معلوم ہو چکا ہی اعادہ کی کچھ ضرورت نہین ہی اور یہ جو جامع براہین نے کہا کہ لہذا
حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ کا محقق ہو گیا فللہ الحمد اب مؤلف کے اقوال سمعی کو دیکھنا چاہئے اس سے معلوم ہوا کہ اس جامع براہین
کی بیعلمی کی انتہا نہین ہے اب ہی جلال الدین سیوطی وابن حجر رح کے قیاس پر وساوس پیش کرتا تہا اور بہت ہی روباہ بازیان اور
ابلہ فریبیان کین کچھ پیش نچلی الزام فاش اٹھایا اور زک سخت کہائی اور مکبوب علے وجہہ ہوا اور قیاس کی سلامتی وساوس سے ثابت ہوئی
اور کوئی وسوسہ اوسکا کارگر نہوا ابن حجر کے مقابل ہوکر اور پہاڑ میں سر مار کر مسجوج ومرضوض ہوا یعنے اپنا سر پہوڑا اور کچہ نہ
ہوسکا روتی روتے یہ نالہ وفریاد نئی شروع کر دی کہ حجج اربعہ سے بدعت ہونا محقق ہو گیا اتنی فہم نہین اور اسقدر ہوش وحواس
نہین کہ آپنی کونسی آیت وکونسی حدیث وکونسا اجماع اور کونسا قیاس پیش کیا ہی بدعت محقق ہونیکیواسطے جو حجج اربعہ سے
بدعت ہونا بتاتا ہی ہر ادنی طالب علم بہی جانتا ہی کہ حجج اربعہ قرآن حدیث واجماع وقیاس ہے ان چارون سے ثبوت کسی چیز کا ہو تو
جب یہ کہنا سچ ہوتا ہی کہ حجج اربعہ سے محقق ہے اور جب چارون سے ثبوت نہین تو حجج اربعہ سے ثبوت محقق ہونا کوئی کہی تو وہ سراسر
جہوٹا ہی گنگوہی نی بدعت ہونا تو ایک سے بہی ثابت نہین کیا چہ جائی کہ چارون سے ثابت کیا ہو اور اگر جامع براہین یا اوسکا کوئی
چیلہ یہ کہی کہ چارون حجتون سے جب محفل میلاد ثابت نہوئی تو چارون سے ثبوت بدعت کا ہو گیا ہی یہ مراد قول مذکور سے ہی تو اوسکی جواب
مین کہا جاویگا کہ یہ بہی سراسر سفاہت وبیعلمی ہے کہ کسی دلیل سے کسی چیز کا جواز مثلاً ثابت نہین ہوا تو اوس سے عدم جواز ثابت ہو گیا۔ دیکھو
یہ قضیہ مقررہ کہ عدم ثبوت الشیئ لایستلزم ثبوت عدمہ محدثین کے نزدیک بہی مسلم ہی کہ عدم ثبوت حدیث سے ثبوت عدم
حدیث لازم نہین آتا ہی اور اسیقدر سے موضوعیت حدیث کا حکم نہین دیا جاتا ہی چنانچہ قول زرکشی سے یہ مفہوم ہی جامع براہین بیچارہ
کو اسقدر علم وفہم کہان ہی کہ یہ سمجہے اور اہل سنت وجماعت کا تو ادنی طالب علم بہی یہ سمجہتا ہے طرفہ تر یہ ہی کہ اس بیعلمی پر اور جہوٹ

ہر الحمدللہ یہی آپ فرماتے ہیں اور اعجوبہ یہ ہی کہ آپکی فہم و علم کا یہ حال اور مؤلف انوار کے اقوالکو جس کے انوار ساطعہ کی چمک
و دمک آسمان تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکے لمعات کی جھلک قلوب صافیہ از کدورات نفاق و عناد میں سمائی ہوئی ہے
بیمعنی ہونا قرار دیتے ہیں ہاں جامع براہین صاحب کے فہم عناد و تعصب سے خالی نہیں ہے اسواسطے مؤلف انوار کے اقوالکے معنی اوسکے
فہم میں نہیں آئے اسلیئے بیمعنی ہونا کہدیا ہے جامع براہین نے اور جب مرض عناد و تعصب دور ہوگا اور دیدہ حقبین حاصل ہوگا اوسوقت
جامع براہین و دیگر وہابیہ کو معنے اقوال انوار ساطعہ کے معلوم ہوجاوینگے اور نور علی نور ہوکر نظر آجاوینگے اوسوقت جامع براہین و دیگر
وہابیہ کے حقمیں مؤلف انوار ساطعہ کیطرف سے یہ شعر کافی ہے شعر ولو خفیت علی الغبی فعاذر ؛ ان لا تراہ مقلۃ عمیاء
پھر اب ہم طرف قول براہین صفحہ ۱۶۶ کی رجوع کرتے ہیں چونکہ صفحہ مذکورہ میں اس گنگوہی نے کہا تھا کہ قیاس کا حال معلوم ہوچکا اگرچہ بعض اقوال
جامع براہین کے تردید کرکے اوسکے فہم علم پر اور بے انصافی و تعصب اتم پر واقف کردینا منظور ہے اسواسطے صفحہ مذکورہ سے ما تقدم کے
بعض اقوال ہمنے نہیں لیئے تھے لیکن اس ضرورت سے کہ شاید بعض لوگ دہوکا کہاویں کہ قیاس جلال الدین و ابن حجر جس سے انعقاد
اس محفل میلاد شریف کا ثابت ہے فی الواقع جیساکہ جامع براہین کہتا ہے کام کا نہیں ہے اسواسطے اون ما تقدم کو جنمیں قیاس کے
ابطالکیواسطے جامع براہین ذرسیرہ چکا ہے اور کچھہ نہو سکا ہے اور بعض اقوال قوال قیاس والون سے پہلے کی بہی ذکر کردیئے تاکہ بخوبی
حال قیاس کا معلوم ہوجاوے کہ وساوس جامع براہین سے کچھہ اوس قیاس میں نقصان نہیں آیا اور یہ تمام وساوس مدفوع
ہیں اور بضرب اہل اسلام لا الہ الا اللہ و اعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مردود و مطرود ہیں اور قیاس جلال الدین سیوطی
و ابن حجر کو کام کا نہونا ان وسوسونکی سبب سے گنگوہی کہتا ہے پس جب تمام وساوس اوسکی دفع ہوئی اور کوئی وجہ ضرر قیاس
میں ہونا ثابت نہوئی تو بلاشبہ قیاس کام کا ہے اور جامع براہین کے حقمیں خسران ثابت ہے صفحہ ۱۶۶ میں جامع براہین نے بعد قول
خود کے "اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہان کام کا نہیں یہ قول کہا ہے "اور قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہیں پس سب علما
کا فتوی لا یعبا بہا ہوگیا اور بدعت ہونا مقرر ہوگیا جامع براہین کا کام عناد و انکار بدیہیات ہے خدا تعالی کا خوف نہیں اور بندونسے
شرم نہیں مؤلف انوار ساطعہ نے اثبات محفل میلاد شریف کیواسطے و رفعنا لک ذکرک اور اوسکی تحت کی عبارت تفسیر کبیر کی
کان اللہ تعالی یقول املأ العالم من اتباعک کلہم یثنون علیک و یصلون علیک لکہی اور بیان کیا کہ آیت مذکورہ میں یہ محفل
داخل ہے اسلیئے کہ اسی محفلمین کثرت درود شریف کی اسقدر ہوتی ہے کہ اور مجالس وعظ و تدریس میں نہیں ہوتی اور معجزات و کرامات
و حلیہ شریف کا ذکر ہوتا ہے پس یثنون علیک و یصلون علیک اس محفل پر صادق ہے اور مخبر جہوٹی پر باواز بلند پڑہنیسی شان نعت
و رفعنا لک ذکرک کے ظاہر ہے اور وہ روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو صحابہ نے تابعین میں اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں اونکو بیان
فرمایا ہے اور طبقہ بعد طبقہ ہم تک وہ ذکر پہونچا اگر یہ ممنوع ہوتا تو نہ صحابہ ذکر کرتے نہ ہم مدائح و مناقب آنحضرت صلعم کے مجالس میں
بمقتضائی و رفعنا لک ذکرک کے افاق میں منتشر کرتے یہ بیان مؤلف انوار کا بہت عمدہ ہے جامع براہین اس تقریر کے انوار دیکھکر

متحیر و پریشان ہو کچھ جواب نہ بن پڑا عاجز ہو کر جھنجھلا کر صفحہ ۲۶ امین مؤلف انوار ساطعہ کے حقمین زبان درازی کرنے لگا کہ
مؤلف کو بالکل ہوش نہین کہ سمجھے اور گنگوہی کہنے لگا کہ یقیناً و قطعاً یہ محفل آیت سے خارج ہی بسبب قیود غیر شرعی اگر اوسمین
خیرات و مبرات بھی ہوں ہان اگر یہ تمام قیود و امور غیر شرعیہ رفع ہو جاوین تو بیشک آیت مین یہ محفل داخل ہے او منبر و چوکی کے
بلکہ مینار پر چڑھ جاوے جب بھی رفعت نہین ہی یہ قول جامع براہین نے لکھکر عبارت رد المحتار کی ذکر کی وانا اقبح منہ النذر
بقرأة المولد فی المنائر مع اشتماله علی الغناء واللعب وایهاب ثواب ذلك الی حضرة المصطفی صلی الله علیه وسلم اوسکے
بعد کہا کہ منارہ پر پڑھنے مین رفعت نہین بلکہ اشتمال لعب و غنا کی سبب سے اقبح ہو گیا یعنے منارہ پر پڑھنا مولف کا مولود کیونکر
رفعت مین داخل ہی کہ مبتدعین و فجار کی توقیر ہوتی ہی اور تنادیل و تبذیر سے وہ محفل مظلم ہوتی ہے اور دونون امر کی مذمت نصوص
مین موجود ہی اور آیات معجزات کی جواب مین جامع براہین فرماتی ہین کہ ہیئت کذائیہ صحابہ سے ثابت نہین ہی پس اسکی ہیئت سے
ممنوع و بدعت ہونا ہمکو صحابہ سے منقول ہو کر معلوم ہوا پھر مؤلف انوار کو کہا کہ مولف کی عقل ناتمام کو دیکھنا ہی کہ جواز درس
ذکر فخر عالم کو یہان ثابت کرتا ہی تابعین کے مراد سے بیخبر ہی کہ وہ اوسکے مانع ہین جسکا ممنوع ہونا منصوص ہے اور ثابت الاصل
ہونا جو مؤلف انوار نے ذکر کیا ہی سو جامع براہین فرماتی ہین کہ ذکر و کثرت ذکر کا کسیکو انکار نہین مؤلف کی فقط کمفہمی ہے
ان روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ طبقہ عاشق فخر عالم کا تھا بار بار ذکر آپکا کرتی تھے جو کچھ اونکا ذکر تھا وہ عین محبت تھی جسکو
اس ذکر مین غلط نکیا بلکہ ذم اوسکی فرمائی وہ ممنوع تھا پس اوس طبقہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئے سو قیود مروجہ
مجلس ہمارے وقت کی مذموم ہوئی مگر مؤلف کو کچھ فہم نہین) یہ جواب جامع براہین نے مولف انوار کے اقوال کا دیا جس سے علم و فہم جامع
براہین کا ظاہر ہی منصفین خود جانتے ہین کہ یہ جواب نہ موافق عقل کی نہ موافق نقل کے بلکہ ایک ہذیان ہی جو بمقابلہ آیت قرآنی
و عبارت تفسیر وغیرہا کے جامع براہین سے صادر ہوا ہی اور مقدار علم اپنا اذکیا و برظاہر کیا ہی کہ تا بکجا رسیدہ ہست بار بار جل
جلکر مؤلف انوار پر تبرا کا اظہار ہی تو یہ طریقہ روافض و خوارج کا ہی یہ جامع براہین بسبب قیود و غیر مشروعہ کہ اس محفل کو آیت
مذکورہ سے خارج یقیناً و قطعاً از قسم الحروف کہتا ہی کہ جہل مرکب کے سبب سے خارج ہونا جامع براہین بتادے اور اسی جہل
مرکب اپنی کو یقین و قطع خیال کرے تو یہ خیال بر اختلال جامع براہین کا دوسرون پر حجت نہین ہی جسکے منہ کا مزا بسبب مرض صفراوی
کے تلخ ہووے وہ ماکولات و مشروبات کو تلخ کہی تو دوسرونکی نزدیک جو مریض نہین وہ ماکولات و مشروبات تلخ کیونکر ہو جاوینگی
اور دوسرون کے نزدیک وہ یقیناً و قطعاً کیون تلخ قرار پاوینگی محفلین قیود اجتماع و تاریخ معین وغیرہا جنمین کلام ہے
غیر مشروع ہرگز نہین ہین یہ ابھی اوپر گذر چکا ہی اور قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے ثابت کر دیا ہی اور اوس قیاس
کا سالم ہونا بطلان و سقوط سے واضح ہو چکا ہی پس قیود محفل کو غیر مشروع قرار دینا اپنی طرف سے شرع بنانا ہی اور ادعاء
شارع ہونیکا کرنا ہی جامع براہین کو خود فہم نہین مشروع کو غیر مشروع بدون اقامت دلیل غیر مشروعیت کی صرف اپنے

قول سے جو مؤلف انوار پر حجت نہین ہے بلکہ کسی مسلمان پر حجت نہین ہی بناتا ہے اور اوسی سے خارج ہونا محفلکا آیت سے
بنا کرتا ہے اور مؤلف انوار پر طعن کرتا ہی الغرض قیود کا غیر مشروعہ ہونا مؤلف انوار کے مسلمات سے بھی نہین اور نہ کسی دلیل
قابل قبول علمائے فحول سے اون قیود کا غیر مشروعہ ہونا جامع براہین نے ثابت کیا ہے اور نہ اقوال علمائے معتبرین محققین اوسنے
پیش کئے ہین جن سے غیر مشروع ہونا قیود مذکورہ ثابت ہوجاوے اور فاکہانیکا قول جو اوس نے پیش کیا تہا اوس
قول کا بمقابلہ جمہور محققین ساقط الاعتبار ہونا اور جمہور کے مقابلہ مین اوسکے فتوی دینے سے جاہل وخارق اجماع ہونا
اور اوسکے قول فی نفسہ کا دلیل شرعی نہ ہونا اوپر مذکور ہوچکا ہے پہر قیود محفل کا غیر مشروع ہونا کسطرح مولف انوار
و دوسرے اہل حق کے نزدیک مسلم ہووے اور اوسی سے مبنی خروج محفل آیت مذکورہ سے ہووے پس بلا شبہ آیت مذکورہ مین
محفل داخل ہے اور فہم جامع براہین پر آفرین ہے کہ بلا دلیل اپنے مدعی کا ثبوت کرتا ہے اور الزام مالایلزم دیا جاتا ہے یہ فہم و
الزام کسی وہابی پر حجت ہویگا جو جامع براہین کے فہم وقولکو حجت شرعیہ جانیگا اور اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کا منکر ہوگا کوئی
مسلمان تو جامع براہین کے قول و فہم کو قبول ہرگز نہین کریگا بلکہ یہ صاحب قول مولف انوار کو ہی نہین سمجھے مین
مولف انوار دخول محفل میلاد کا آیت مذکورہ مین بسبب کثرت ورود وثنائی مانند ذکر معجزات وکرامات وغیرہا کے لکہتے
ہین اور اس حیثیت سے دخول کو جامع براہین بھی مانتا ہے چنانچہ خود کہتا ہے کہ قیود غیر مشروعہ رفع ہوجاوین تو بیشک
آیت مین یہ محفل داخل ہے اور ورود وثنا مین فی حد ذاتہا کوئی غیر مشروعیت نہین ہے اور یہ امر بدیہی ہے قطع نظر دوسرے قیود کے
کہ وہ مشروع ہین یا نہین یہ اپنی جگہہ پر ہے اور مولف انوار نے اسکی تصریح نہین کی کہ بحیثیت قیود متنازع فیہا یہ محفل داخل
آیت مین ہے جو جامع براہین انکار کرنے لگا اور محفلکو خارج آیت سے کہنے لگا الغرض جس حیثیت سے مولف انوار
کے قول سے دخول محفل آیت مین مفہوم ہے اوس کا رد قول جامع براہین سے نہوا اور جسکو گنگوہی رد کرنے لگا ہی اوس سے
قول مؤلف انوار ساکت ہی اگرچہ اپنی جگہہ پر ثابت ہے کہ جب قیود اجتماع وتاریخ کا مثلا غیر مشروع ہونا ثابت نہوا اور
استحسان جمہور علمائے محققین علی ممر الاعصار سے اون قیود کا ثبوت ہے تو اونکی یعنے قیود کے مشروعیت بلا شبہ ثابت ہے
پس اس حیثیت سے بھی یہ محفل خارج آیت سے نہین ہے پس جامع براہین کے قول سے نہ اوس حیثیت کا رد ثابت ہوا
جس حیثیت سے دخول محفل مؤلف انوار کے قول سے مفہوم ہے اور نہ اوس حیثیت کا رد ہوا جس سے قول مؤلف انوار
ساکت ہے اس محلین کیونکہ وہ حیثیت قیود کی غیر مشروع نہین ہے پس یونہی لچر پوچ ہی یہ قول جامع براہین کا اگر بالفرض
والتقدیر کوئی قید کراہت بہی اس محفلمین موجود ہوتی اور خیرات ومبرات جسکے سبب سے محفل آیت کے تحت مین داخل ہے
فی الواقع موجود ہین تب بہی یہ مسلم نہین کہ وہ قید کراہت محفل کی دخول تحت آیت کو منافی ہووے اور کسطرح سے مصداق
آیت نہ قرار دیجاوے اور مع قید کراہت ادا کرنے سے یہ کہا جاوے کہ مقتضی آیت کا اس محفل مین مفقود ہے اور مقتضی آیت کا

وجود ہرگز کسیطرح نہین ہوا ہی دیکھو آیت اقیموا الصلوٰۃ آیت قرآنیہ ہی مقتضی اسکا طلب ادا نماز ہی اگر کوئی شخص نماز مع قید کراہت ادا کرے تو اوس نماز مع قید کراہت کو یہ کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہی کہ یہ مقتضی آیت اقیموا الصلوٰۃ کا نہین ہے اور مقتضی اوسکا موجود نہین ہوا ہی اور یہ قید کراہت اداکی منافی ہی اور یہ فرد ادا نماز کا نہین ہی اور ذمہ اوس مصلی کا فرض وقت سے بری نہین ہوا ہی ہان جامع براہین سا کوئی سمجھدار آدمی ہووے یہ کہدے تو کچھہ تعجب نہین ہی کیونکہ جامع براہین کا فہم و مذہب تمام جہان سے نرالا ہے قیام کراہت کو برابر قیام فساد کے خیال کرنا اور مقتضی ادا سے خارج کر دینا انہین کا کام ہی علما محققین تو مثبت بالنص کو اگرچہ مستلزم کراہت کی ہو اوسکو بھی مامور بہ مطلوب شارع مین داخل ہونا فرماتی ہین اور کراہت کا مفقود ہونا اظہار کرتی ہین یہ نہین کہتے کہ امر مثبت بالنص کو کراہت کی لزوم کے سبب سے ترک کر دو بلکہ بعض محققین قائل ہین کہ امر مطلق سے انتفاء کراہت نہین ہوتی ہی اسلیئے وقت غروب کے اوسہی روز کی عصر کی نماز و طواف محدث باوجود مکروہ ہونے کے مامور بہ مانتے ہین اور محققین امر مطلق سے انتفاء کراہت کے قائل ہین وہ بھی ان دونون کو مامور بہ مانتے ہین اور کراہت نفس مامور بہ مین نہونیکے سبب سے امر خارج مین کراہت کا ہونا مامور بہ کی حق مین غیر مضر فرماتے ہین نور الانوار مطبع مصطفائی کے صفحہ ۴۱ مین ہے والصحیح عند الفقہاء انہ تثبت بہ صفۃ الجواز للمامور بہ وانتفاء الکراہۃ ای المذہب الصحیح عندنا انہ تثبت بمجرد ایجاد الفعل صفۃ الجواز للمامور بہ وھو حصول الامتثال علی ما کلف بہ والا یلزم تکلیف ما لا یطاق ثم اذا ظہر الفساد بدلیل مستقل بعد یعید واما الحج فقد اداہ بہذا الاحرام وفرغ عنہ والامر بالحج صحیح فی العام القابل بامر مبتداء وعند ابی بکر الرازی لا یثبت بمطلق الامر انتفاء الکراہۃ لان عصر یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعاً والطواف محدثاً مامور بہ مع انہ مکروہ شرعاً قلنا ذلک الکراہۃ لیس نفس المامور بہ بل بمعنی خارج وھو التشبیہ لعبدۃ الشمس وکون الطائف محدثاً ومثل ھذا غیر مضر انتہی اور کبھی کراہت سے بچنا مع اقبال علی العزیمۃ نہین ہو سکتا ہے تو کراہت معفو عنہا ہوتی ہی فی نور الانوار فی صفحہ ۳۰ لا یقال ان من شرع صلوٰۃ العصر فی اول الوقت ثم مدہا بالتعدیل والتطویل الی ان غربت الشمس فان ہذہ الصلوٰۃ قد تمت ناقصۃ وکان شروعہا فی الوقت الکامل لانا نقول انما یلزم ھذا ضرورۃ ابتنائہ علی العزیمۃ فی کل صلوٰۃ ان یودی فی تمام الوقت فالاحتراز عن الکراہۃ مع الاقبال علی العزیمۃ مما لا یجتمع قط فیجعل ھذا القدر من الکراہۃ عفوا انتہی پس جب ذکر و صلوٰۃ و ثنا مین کراہت کچھہ نہین اور کسی امر خارج مین کراہت پائی جاوے یا عزیمت ذکر و صلوٰۃ و ثنا کو لازم ہو جاوے تو یہ مقتضی آیت کی پاسنے جانیکو غیر مضر ہی اور اس کراہت کی سبب سے آیت سے خارج ہونا محفل میلاد کا لازم نہین آتا ہی بہر تقدیر قول جامع براہین کا بیفہمی و بیعلمی سے صادر ہوا ہی ایسے محلمین کراہت کا وہم ہو تو تب بہی عفو قرار دینا چاہئے جیسا کہ صلوٰۃ عصر مذکور کے کراہت عفو علماء نے قرار دی ہی یہ تو وہ کرے جسکو علم و فہم و انصاف کی نعمت ملی ہوئی ہووے جو اس سے بے بہرہ ہی وہ اسکا عامل کسطرح

ہوا ہی

ہو سکتا ہی نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور رد المحتار کی جو عبارت جامع براہین نے نقل کی اسواسطے
کہ منبر و چوکی پر پڑھنے سے رفعت مولود کو نہین ہوتی ہی یہ بھی سراسر بیعلمی ہے کیونکہ عبارت شامی کا تو یہ مطلب ہی کہ نذر کرنا ایسے
مولود خوانیکا جو لہو و غنا یعنے راگ و باجے کے ساتھ ہو و منارہ پر قبیح تر ہی قباحت کیوجہ ظاہر ہی کہ راگ و باجہ حرام ہونا آیات
قرآنیہ و احادیث نبویہ سے صراحتاً ثابت ہی اور اس پر اتفاق جمہور محققین بلکہ مجتہدین فقہاء کا ہی چنانچہ من یشتری لہو الحدیث
و بعثت لمحق المعازف والمزامیر و دیگر احادیث نبویہ اس پر دال ہین اور صاحب تفسیر احمدی مطلق غنا کی حرام جانی پر ۲۷ پارہ
مجتہدین کا متفق ہونا تفسیر احمدیہ مین فرماتی ہین اور علامہ تفتازانی و میر سید شریف شرح خلاصہ کیدانی مین حرام متفق علیہ کی
مثال سماع زمانا کو فرماتی ہین جسکا استحلال کفر ہی اور ترا امر محقق ہی کہ نذر معصیت حرام ہی یہ وہ محفل میلاد جو متنازع فیہ ہمارے
بھی کہان ہی یہ اور چیز ہی اور وہ اور چیز ہے لفظ مولد جامع براہین نے اوس عبارت مین دیکھہ لیا ہی اتنی خبر نہین کہ ایک لفظ
کو حقائق متضادہ مین بھی استعمال کیا کرتی ہین اوسکی حقیقت اوسکی سے بالکل مغائر ہی وہان ورود ثنا و ذکر معجزات
و کرامت کا ذکر کہان ہی اور اس ہماری محفلین یہ تمام ہوتا ہی اور مولف انوار نے یہ کب کہا ہی کہ غنا و لہو کو بھی کوئی منارہ و چوکی پر
پڑھے تو اوسمین بھی رفعت شان ہی جو جامع براہین اس غنا و لہو کی محفلکو لے دوڑے اور منارہ سے رفعت نہونا اور قبیح
ہونا عبارت شامی سے ثابت کرنے لگے اب کہیی آپکو ہوش نہین یا مولف انوار کو اور آپکی فہم پر آفرین ہی یا مولف انوار کے مولف
انوار کے کلام کو جامع براہین صاحب سمجھتے ہی نہین ہین اور رد کرنیکو موجود ہو گئے مولف انوار کا حضرت سلامت
مولف انوار نے اس محفل میلاد شریف کو چوکی و منبر پر پڑھنا رفعت شان بتایا ہی اور یہ وہ محفل ہے کہ اوسکا انکار
کسی عالم و فاضل سے صادر نہونا اور تمام بلاد اہل اسلام مین اسکا جاری ہونا ملا علی قاری و دیگر علما و فضلا بتا رہی ہین
اور بڑے بڑے فضلا اسکا جواز ثابت کرتی ہین اور شامی نے جو رد المحتار مین ذکر کی ہے اوسکے جواز کا تو آجتک ایک
بھی قائل نہین ہوا ہی اوسکا ذکر اس محل مین سراسر نادانی ہی اگر کہو اسواسطے وہ عبارت رد المحتار پیش کی ہے کہ معلوم ہو جاوے
کہ منارہ پر امر نامشروع کا کرنا موجب رفعت نہین ہوتا ہی جواب یہ ہی کہ کس نے دعوی کیا ہی کہ امر نامشروع منارہ پر کرنیسے
موجب رفعت ہو جاتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ وہم ہی نہین ہوتا ہی اور جن امور کے کرنیکو مولف انوار کہ رہا ہے
اونکی عدم مشروعیت ہرگز ثابت نہین ہے اور اول سے آخر تک اسہی پر الزام کہاتی اور رک فاش اٹھاتے چلے آتے ہو کہ تم ان
امور کو غیر مشروع بتاتے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل شرعی و عقلی اس پر موجود نہین ہی بطور اپنی عادت قدیمہ کے کہتے ہو
کہ یہ امور محفل نامشروع ہین اس امر مین کوئی احمق تمہارے قولکو تسلیم کریگا اور مشروعیت انکی بارہا بقول علما ثابت
ہو گئی اقوال سابقہ دیکھو مولف انوار کے قول مین غور کرو کسی عالم سے سمجھلو پس یہ امر غیر مشروع کا منبر و چوکی و منارہ پر کرنا
کہان ہی پس یہ عبارت تمکو ہرگز مفید اور ہمکو مضر نہین ہے اور اگر یہ مراد ہی کہ منبر و چوکی و منارہ پر ثنا آنحضرت صلعم اور درود

پڑہنا مطلقا درست نہین ہی خواہ امور غیر مشروعہ اوسمین شامل ہون یا نہون اور یہی مراد رد المحتار کے عبارت کی قرار دو تو بدیہی
البطلان ہی آنحضرت صلعم کی ثنا منبر پر حسان بن ثابت نے پڑہی اور آنحضرت صلعم نے خود پڑہوائی اور آنحضرت صلعم
وصحابہ وکرام رضہ نے سنی بخاری ومسلم سے یہ واضح ہے اسکا منکر معاند ومنکر صرف ہی اگر تم پھر عود کروگے کہ وہ ثنا مشروع تہی
اور یہ محفل غیر مشروع ہی تو پھر ہم بھی عود کرینگے اور کہینگے کہ غیر مشروع کہدینا تمہارا قول باطل ہے جو قابل التفات نہین ہے
اور تمہاری وساوس جو کچھہ اس بارہ مین ہین سب کا بطلان ظاہر ہو چکا ہی ہمارے اقوال سابقہ کی طرف رجوع کرو
اور اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر دیکھو تو تمہارا کیا حال ہے اور پھر تم وہی قول باطل زبان پر لاتے ہو اور عبارت رد المحتار
سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہی کہ منارہ پر پڑہنا اُن امور کا ہی جسکو مولف انوار بیان کرتا ہی موجب رفعت شان نہین ہے اوس سے تو
یہ نذر معصیت کہ راگ وباجہ ہی جو حرام عند العلما ہے گو اُسکے ساتھہ اوس راگ مین کوئی نعت بھی ہو مراد ہی اُسکو قبیح کہا ہے
چونکہ وہ منارہ پر لوگ کرتے تھے اسواسطے منارہ کو ذکر کیا جامع براہین کو فہم معانی عبارات سمجھنے کی کہان ہے جو یہ سمجھے اور محفل مولود مین
مبتدعین وفساق کی توقیر ہونا اور قنادیل وتبذیر سے مظلم ہونا جو یہ جامع براہین بتاتا ہی یہ بھی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اُن
مجوزین محفلکو مبتدعین وفساق قرار دیا ہی اور قنادیل سے منور وروشن ہونے محفلکو بسبب عناد وسواد ب وتاریکی باطنی اپنی کی
سے مظلم کہتا ہی اور جبا دپر معلوم ہو چکا ہی کہ اوس محفل کا ثبوت قیاس شرعی وتعامل الناس سے ہی کہ وہ بھی ملحق بالاجماع ہی تو مجوزین
کو بدعتی کہنا سو اضلالت کے اور کیا ہی ایسے شخص کے قول کا کیا اعتبار ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ دوسرے مبتدعین وفساق مانند روافض وخوارج کی توقیر اس
محفلمین کیجاتی ہے تو یہ سراسر دروغ ہی کوئی اہل سنت اپنی محافل میلاد شریف روافض وخوارج کو نہین بلاتا ہی اور نہ توقیر کرتا ہی بلکہ اہل بدعت
وہابیکی توقیر اہل سنت سے کوئی نہین کرتا ہی اور قنادیل واسطے روشنی کی مشروع تین ہین انکو تبذیر مین داخلکرنا تلبیس وتزویر ہے ایسے موقع مین حاجت
ضرورت ہی کسیقدر زیادہ بھی ہون تو جواز اُسکا کتب شرعیہ سے مفہوم ہی اسلیئے کہ اسمین عظمت وشوکت شان ذکر ولادت آنحضرت
صلعم کی متصور ومتخیل ہے اور امر شرعی ہی اور امر شرعی کہ جس سے عظمت متصور ہووے وہ جائز ہی چنانچہ قران شریف پر سونا
اور چاندی چڑہانا اور مسجد کے دیوارونکا منقش چاندی وسونے وگچ سے کردینا اگرچہ ضروری نہین ہے اور اسکی حاجت
نہین ہی لکن چونکہ عظمت متصور ہے اسلیئے درست لکہا ہی فی در المختار وجاز تحلیة المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش
المسجد انتہی وفی رد المحتار قولہ جاز تحلیة المصحف ای بالذہب والفضة خلافا لابی یوسف کما قدمنا
وقولہ کما فی نقش المسجد ای ماخلا محرابہ ای بالجص وماء الذہب لا من مال الوقف انتہی مختصرا اور بعض علما اسکے
استحباب کے بھی قائل ہوئی ہین چنانچہ ہدایہ مین ہے قیل ہو قربة انتہی بطور دلالت کے نہ بطریق عبارت واشارت کے
اس عبارت سے مفہوم ہی کہ قنادیل تعظیم کیواسطے زیادہ حاجت سے بھی محفل میلاد مین درست ہین اور ایسے محل مین تبذیر
نہین قرار دیجاتی ہے اگر تبذیر فقہا ایسے محلمین قرار دیتے تو سونا وچاندی وگچ کا صرف کرنا مصحف ومسجد مین بھی تبذیر قرار

دینے جسطرح وہان تبذیر نہین یہان بہی نہین ہی اور دوسری دلیل تعامل الناس خصوصًا علما کا ہی جو قیاس معتبر پر بہی حاکم ہے
پس جواز قنادیل کا بہی ثابت ہوا جامع براہین نے صفحہ ۳۲ مین کہا ہی کہ زینت مساجد کے بارے مین کہ زینت مساجد بوجہ ازالۂ شین
اسلام کے ہی اور رفع شین اسلام کا فرض ہی انتہی اس قول جامع براہین سے فرضیت زینت مساجد کی ثابت ہوتی ہے یہ بہی بعلمی ہے
زینت مساجد کو فرض کسی نے نہین کہا ہی پس یہ قول گنگوہی باطل ہے تب بہی ہمارا مدعی حاصل ہی کہ ہم کہدینگے کہ روشنی مین بہی
رفع شین مجلس ذکر ولادت آنحضرت کا ہی پس تمہارے مسلک کے موافق یہ روشنی بہی ضرور ہوئی اگر اسکو منع کروگے تم تو ہم تمہارے
قول کو منع کرینگے جسطرح تم جوابدوگے اوسیطرح اسطرف سی جواب ہوگا باقی رہی یہ بات کہ فساق لوگ بعض ریشم بریدہ و
خلاف شرع لباس والے آجاوین اس ذکر پاک کی سننے کو تو محفل مین کراہت نہین آجاتی ہی جسطرح عید کی نماز و جمعہ کی
نماز و مجلس نکاح و مجلس وعظ و ہر روز کی نماز جماعت مین آجاتے ہین مجالس مذکورہ و نماز جماعت ہر روزہ و عیدین و جمعہ مکروہ نہین ہوجاتی ہین
اور ان امور مذکورہ کا مکروہ ہوجانا ایسے لوگونکی حضور سے کتاب شرع مین مصرح نہین ہی راقم کی نظر مین جو مدعی ہووے
ثابت کرے اٹکل پچو باتین بنانے سے کچہہ نہین ہوتا ہی اور کراہت و بدعت کے ثبوت کیواسطے فقط جامع براہین یا کسی دوسرے کا کہدینا کافی
نہین ہی اگر کسی فاسق کو اس محفل مین بلایا ہی تب بہی کچہہ خرابی نہین ہی اسمین نیت خیر ہی تو بلانیوالا مستحق ثواب کا ہی کیونکہ بمقتضائے
شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد * بسا کین دولت از گفتار خیزد * جب آنحضرت کی اوصاف پسندیدہ و حالات حمیدہ وہ
فاسق سنیگا تو محبت آنحضرت صلعم سے پیدا ہوگئی اور مقتضی محبت کا اطاعت و اتباع محبوب کے ہی ان المحب لمن یحب مطیع تو
فسق و فجور چہوڑکر متبع آنحضرت صلعم کا ہوگا یہ مصلحت فساق کے بلانیمین بہت بڑی متصور ہی اور اوسمین گویا بلانا سبیل رب
کیطرف ساتہہ حکمت و موعظت حسنہ کے پایا جاتا ہی جو مامور بہ قرآن شریف کا ہی لقوله ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة
الحسنة اور یہ محفل سناتا ہی اون فساق کو نصیحت کرتا ہی اور ضمنًا اتباع آنحضرت صلعم کا اس پیرایہ مین حکم کرتا ہی مصرع
خوشتر آن باشد کہ سر دلبران * گفتہ آید در حدیث دیگران * بلکہ اس محفل میلاد سے غرض ہی ترغیب اتباع آنحضرت صلعم
کہ ہی باینطور کہ خود بخود اوصاف جمیلہ و کمالات جزیلہ سنکر سامعین کو محبت پیدا ہو جوش اتباع کا پیدا ہووے اور یہ اوقع
فی النفس ہے بہ نسبت زبانی کہدینے کہ اتباع کرو اور اس محفل مین بلانا اونہین لوگونکا مفید ہے جو اتباع آنحضرت صلعم مین قصور
بہت کرتے ہین مثل فساق کے مصرعہ حق کرامت گر ابجا رانند اور آیت قرآن و ان احد من المشرکین استجارك فاجره حتی یسمع
کلام الله ثم ابلغه مامنه ذلك بانهم قوم لا یعلمون سے ثابت ہی کہ کوئی مشرک امن طلب کرے تو اوسکو تم محمد صلعم امن دو
تاکہ وہ قرآن سنکر تدبر کرے اور حقیقت امر پر مطلع ہو جاوے اگر ایمان نہ لاوے تو موضع امن مین اوسکو تو پہنچا دو اور یہ امر اسواسطے
ہی کہ وہ ایسے قوم ہین کہ حقیقت ایمان کو نہین جانتے ہین امن دینا سننے اور تدبر کرنیکیواسطے ضرور ہے پس اس آیت سے
واضح ہی کہ کافر کو بہی ذکر قرآن سنانا چاہیے تاکہ باعث ایمان مہر ہووے پس بطور دلالت النص اس سے یہ بہی ثابت ہی کہ اسیطرح

ذکر اوصاف آنحضرت صلعم فساق کو جو مقر ایمان کے ہین بطریق اولی سنانا چاہئے کہ فسق و فجور چھوڑ دینا اونکو ترک شرک
مشرکین کے سے آسان ہی اور یہ سنانا موقوف بلانے پر اور مجلس مین آنے دینے پر ہی پس فساق کا آجانا اور اونکو طلب کرنا
غرض مذکور حاصل ہونیکی نیت محمود شرعی ہی نہ مذموم شرعی جامع براہین کو فہم کہان ہی مسائل شرعیہ جان لینے کی
اور اپنے کجروی سے ہنر کو بہی عیب جانتا ہی ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد * عیب نماید ہنرش در نظر * جن جس مقام
پر براہین قاطعہ مین حضور و طلب فساق کو اس جامع براہین نے وجہ کراہت محفل میلاد قرار دی ہے سب کا جواب یہان ہو گیا
منصفین اذکیا اون تمام مواضع کی مردودیت اس محلمین خیال فرمائینگی اور روایات معجزہ صحابہ رضہ کے جواب مین جو گنگوہی
نے ہیئت گذائیہ سے نہونا اور یہ موجب بدعت قرار دیا ہی اور اس ہیئت سے نہونا منقول صحابہ رضہ سے اپنی تک ٹہرایا ہی یہ بہی سراسر
بیعلمی ہے اس ہیئت کا ممنوع ہونا اس سے ثابت نہین ہوتا ہی کہ صحابہ رضہ نے یہ نہین کیا ہی بعد تسلیم اس امر کی کہ اس ہیئت
سے صحابہ رضہ نے نہین کیا ہی تو یہ مسلم نہین کہ تمام ہیئات مشروعہ فعل صحابہ رضہ مین منحصر ہین اور جس ہیئت پر فعل صحابہ رضہ وارد
نہین ہین بدعت ہی اور ہم تک وہ بدعت منقول ہے صحابہ رضہ سے اس ادعاء باطل پر کوئی دلیل جامع براہین یا کسی دوسرے
وہابی نے نہین قائم کی ہے پس دعوی بلا بینہ غیر مسموع ہی اور لازم آتا ہی کہ مدرسہ دیوبند جس ہیئت سے جاری ہے اور
جا بجا سے چندہ جمع کیا جاتا ہی اور جلسہ امتحان ہر سال مین اور جلسہ دستار بندی کا ہوتا ہی اور منازل کے لوگ طلب کئے جاتے ہین
اور کتب حدیث مانند بخاری و مسلم کی جمع کرنا اور یہ ہیئت رکہنا جو بخاری و مسلم کی ہے اور باقی ہیئات کا صحابہ رضہ سے صدور
نہین ہوا ہی پس یہ تمام بدعت ضلالت و ممنوع ہونا چاہئے پس تمام وہابیہ کا مرتکب بدعت و ضلالت ہونا لازم آیا اور ہم معشر
اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو جبتک کسی ہیئت و حالت کا ممنوع ہونا ایسے دلیل شرعی سے ثابت نہو جاوے کہ اوسکو
محققین نے قبول کیا ہووے تو ہم اہل سنت و جماعت اوس ہیئت و حالت کو ممنوع و بدعت نہین کہہ سکتے ہین ہمارے نزدیک جسطرح
ہیئت بخاری و مسلم و مدرسہ ممنوع نہین یہ محفل میلاد کی ہیئت بہی ممنوع نہین ہے مولف انوار ساطعہ نے مدرسہ کے ہیئت
کذائیہ قرون ثلاثہ مین نہ پایا جانا اور اس ہیئت کذائیہ کے نہ پائے جانیکی سبب سے اصل تعلیم دین باطل ہونا اور بدعت
ضلالت ہونا بسبب وجود ہیئت کذائیہ کے بیان کیا تہا اسیطرح ہیئت کذائیہ سے محفل میلاد کا بہی بدعت نہونا ثابت
کیا تہا جامع براہین گنگوہی کا ہذیان صفحہ ۱۸۵ مین اس کے جواب مین یہ ہی کہ حال مدارس خلاف زمان آنحضرت صلعم کے
نہین ہی اور تعمیر مکان مدرسہ اسکو خلاف کہنا ہی محض کمفہمی گنگوہی بتاتا ہی صفہ اصحاب صفہ کو مدرسہ قرار دیتا ہی فقط
نام کا فرق ہونا بتاتا ہی اور حال مدارس و مکان کی تعمیر مین سنت کہتا ہی اور تغیر صورت باطلاق نص ثابت ہونا کہتا ہی اور بسبب
عناد کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے امور لاحقہ محفل کو مغائر و منافی و موجب بدعت کہتا ہی یہ ہٹ دہرمی دیکہو کہ مدارس
کو ہارے مین کہ خوب بال مارتی ہین دیوبند والے مثلاً تو ہیئت کذائیہ جو صحابہ رضہ کے زمانہ مین موجود نہ تہی وہ بہی درست ہو گئی اور

عین سنت ہے اور اطلاق نص کی تحت مین داخل ہی اور یہ مکان مدرسہ کا صفہ اصحاب صفہ مین بھی داخل رہا اور محفل میلاد
جس سے عناد ہے کہ فی الواقع اوس نے عناد صاحب ذکر سے عناد ہی جو علامت نفاق کی واضح ہی اور اوس کے ہیئت کذائیہ فقط
اسیوجہ سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہین بدعت ہو گئی اور اس محفل مین مشابہ کفار سے بتاتا ہے اور دیوبند کے مدرسہ کو مشابہ
مدرسہ کفار کے نہین بتاتا ہی باوجودیکہ جسطرح امتحان سال بسال انگریزی مدارس مین تحریری ہوتا ہی دیوبند مین
بھی ہوتا ہے اور جسطرح وہان انعام تقسیم ہوتا ہی یہان بھی ہوتا ہی اور جسطرح انگریزی مدرسہ کا مکان پختہ بنایا جاتا ہے
دیوبند مین بھی یہ تمام امور تشابہ کے موجود ہین ان مدرسہ دیوبند سے اسلئے بدعت نہین ہی کہ وہان لوگ ہمشرب اسکے ہین
اب حال اس جامع براہین کا اسکے ایمان پر دلالت کرتا ہی یا مؤلف انوار کا الغرض ہیئت کذائیہ سے نہ پڑھنا صحابہ رضی کا معجزات
آنحضرت صلعم کو موجب بدعت ضلالت جو جامع براہین بتاتا ہی سراسر بے انصافی و بیعلمی و عناد محض ہے خدا تعالی ایسے
عناد و بے انصافی سے مسلمان کو بچا وے کہ اپنی مدعی کی ثبوت کیوقت ہیئت غیر منقولہ از صحابہ رضی کو موجب بدعت نہ بتا وے اور
ذکر میلاد شریف کی انکار کرنے کیواسطے باوجودیکہ اوس پر تعامل علما و فضلا و صوفیہ کا جاری ہی اوسکو موجب بدعت بتا وے سوا
اوسکے کیا کہا جاوے کہ من الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر الایۃ کا ایسا شخص مصداق ہی اور یہ جو کہا کہ اوس طبقہ کے
یعنی صحابہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئی قیود مروجہ مجلس میلاد ہمارے وقت کے مذموم ہوئے مؤلف کو فہم نہین
ہذیان صرف ہی قیود مجلس میلاد طبقہ صحابہ کے مذمومات مین کہان ہین جو اوس پر مذموم ہونا قیود مروجہ میلاد کو مذموم بتاتا ہے
جامع براہین اور کوئی اوسکا چیلہ سچا ہے تو ثابت کرے کہ فلان قید مجلس میلاد کو صحابہ رضی نے مذموم بتایا ہی ورنہ یہ بہتان صرف
صحابہ رضی پر ہے جو جامع براہین کو مستحق دخول نار کرتا ہی اب مسلمان اہل انصاف غور کرین کہ ہذیانات جامع براہین کے
آیت ورفعنا لک ذکرک و عبارت تفسیر کبیر و ذکر معجزات وغیرہ کے بارہ مین ہین جو جواب مؤلف انوار ساطعہ مین پیش کرتے
بھلا کوئی مسلمان منصف یہ کہہ سکتا ہی کہ مؤلف انوار کا جواب جامع براہین کیطرف سے ان ہذیانات بیان کرنے سے ہوگیا ہرگز
کوئی مسلمان منصف یہ نہین کہیگا بلکہ یہ مؤلف انوار کا قول وراقم الحروف کی یہ تحریر لاظہار تغریر جامع براہین اہل تمیز
دیکھکر تمام اقوال جامع براہین کو مہمل منصف ہی علم ہذیانات محض جانیگا پس انوار ساطعہ کا قول غبار انگیز سے جامع
براہین سے ہرگز مکدر و متغیر نہوا اوسکا افاضہ انوار ویسی ہی باقی رہا غبار انگیزی سے جامع براہین کے جامع براہین کو نقصان
و خسران نصیب ہوا و مکبوب ملے وجہ رہا پس صفحہ ۱۶۶ کا قول جو اوپر گذرا کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین باطل ہوا
کیونکہ آیت قرآن ورفعنا لک ذکرک سے ثبوت باقی رہا محفل میلاد شریف کا اور احادیث سے بھی ثبوت محفل کا اوپر معلوم
ہو چکا ہے ایک حدیث عقیقہ بعد نبوت جسکو جلال الدین سیوطی نے پیش کیا ہی دوسری حدیث صوم عاشورا کی جسکو ابن
حجر نے اصل قیاس قرار دیا ہی تیسری حدیث صوم اثنین کی جس سے اعادہ شکر ولادت آنحضرت صلعم کا ثابت ہی جو کہ

حدیث حضرت عمرؓ و حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی کہ روز نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو اتخاذ عید موافق قول یہودی کے
اوس سے مفہوم ہی جس سے ظاہر ہی کہ یوم ورود نعمت کو عید بنانا درست ہی اور یہودی نے جو کہا تھا ہم پر ایسی آیت نازل ہوتی
تو ہم عید بنا لیتے ایسے دنکو تو حضرت عمرؓ نے اوسکے قول کو رد نکیا بلکہ اوسدنکی عید بنانیکطرف اشارہ کیا چنانچہ اوپر گزر
چکا ہی تو اوس سے واضح ہی کہ موافقت دوسرے فرقہ کفار سے کسی امر مین ہمارے امر کی ہو جاوے تو مذموم نہین ہی پس یوم
ولادت آنحضرت صلعم بہی یوم ورود بہت بڑی نعمت کا ہی اسکا عید بنانا اور سرور و جہور ظاہر کرنا حدیث مذکور سے معلوم
ہوا اور بالغرض مشابہت بہی کسی سے ہو جاوے تو مقبوح و مذموم نہین ہی پس یہ قرآن و حدیث سی ثبوت اس محفل میلاد
شریف کا ہی پس جامع براہین کا قول کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین سفاہت و بعلمی یا کتمان حق و تعصب صرف سے
ناشی ہی اور سہی صفحہ ۱۶۶ اکے قول مین جو جامع براہین نے کہا کہ سب تمہارے علما کا فتوی لایعبأبہا ہو گیا اور بدعت ہونا
مقرر ہو گیا) فرط جہالت و سواد بے شدید سے یہ قول صادر ہوا ہی کیونکہ یہ قول مبنی ہی انکار فاکہانی پر و زعم فاسد جامع
براہین پر کہ قرآن و حدیث سی کچھہ ثبوت نہین اور فاکہانی کے انکار کا حال بخوبی معلوم ہوا اور اوسکا قول بلا دلیل و ساقط
ہونا اور مردود و غیر مقبول فضلاء و علما ہونا ظاہر ہو گیا اور بمقابلہ جمہور کے لایعبأبہ ہونا واضح ہو گیا اوسپر مبنی کرنا
اس قول مذکور کو جہالت و سفاہت یا حق پوشی دیدہ و دانستہ و تعصب صرف نہین ہی تو اور کیا ہی اور آیت قرآنی جو مولف
تنویر نے پیش کی اوسکا جواب باوجودیکہ جامع براہین سے نہو سکا اور احادیث مذکور مثبتہ اس بارہ مین موجود ہین باین ہمہ قرآن
و حدیث سے ثبوت کا انکار کرتا ہی جسطرح شفاعت اہل کبائر کا انکار معتزلہ کرتے ہین باوجودیکہ قرآن و احادیث سے ثبوت ہی تو
یہ جہالت و سفاہت صرف یا عناد خالص نہین ہے تو اور کیا ہی اور یہ کہنا سب تمہارے علما کا فتوی لایعبأبہا ہو گیا اس قول سے
واضح ہی کہ جن علمائے فتوی اس محفل کے جواز کا دیا ہی کہ اونمین ملا علی قاری و ابن حجر و سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی
و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر و ابن وحیہ و غیرہم علمائے اعیان و فضلائے زمان یہ سب ہمارے یعنے اہل سنت و جماعت کے
علما ہین اور جامع براہین کے یہ علما نہین ہین یہ بطور مفہوم مخالف کی جو متفاہم عرف مین معتبر ہی ثابت ہوا اور ان کے
فتوے کو غیر معتبر کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے کہ ایسے معتبرین علما کی فتوی کو غیر معتبر قرار دیتا ہی اپنی گستاخی و انحراف سے
جب ایسے معتبرین کے فتوے کا اعتبار نہین ہے آجکل چند وہابیہ گستاخ اور انکا شیخ جو مولوی اسمعیل مقتول جنکو طفل
مکتب ہونیکی نسبت بہی اون علما سے حاصل نہین ہے اور بمقابلہ اونکی جاہل صرف ہین اور ان کے اقوال سے اونکی دین و
ادب کا حال معلوم ہی کیونکر جامع براہین معتبر ہونا بمقابلہ اہل سنت و جماعت کے ثابت کر سکتا ہی جامع براہین گستاخ کو
یہ خیال نہ آیا کہ یہ قول جس سے صراحتاً گستاخی ساتھ علما متبحرین کے ثابت ہی کوئی اہل عقل کیونکر تسلیم کریگا اور کسطرح
جامع براہین کو بے ادب بتائیگا اور اس قول باطل پر یہ متفرع کیا کہ بدعت ہونا مقرر ہو گیا جسکا بطلان واضح ولائح

ہمرہی

ہر کہ انہی اقوال باطلہ سے کسطرح امر مستحسن علماء متحیرین مثبت ساتھ قرآن و احادیث کے بدعت ہو جاویگا لا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم صفحہ ۱۶۶ کے قول میں جو یہ جامع براہین نے کہا ہے کہ (حاضر ہونے سے مشائخ و علماء کے کچھ حجت جواز
کی نہوئی اگر کروڑوں علما بھی فتوی دیویں بمقابلہ نصوص کی ہرگز قابل اعتبار کے نہیں) سو اس جہالت و سفاہت کی
حضور مشائخ و علماء کو حجت جواز ہونا و فتوی کروڑوں علماء کو غیر ملتفت ہونا زعم کرتا ہے خدا کا خوف اسکو کچھ نہیں ہے اور
شرم و حیا سے کچھ کام نہیں اتنی خبر اوسکو نہیں کہ جس امر پر کروڑوں علما فتوی دینگے تو سبیل مومنین قرار پاویگا اور کروڑوں
علماء کا فتوے ہو جاویگا تو کوئی خایف من اللہ متخلف اوس سے نہیں ہو سکتا ہے اور کوئی معتبر و لائق اعتماد انکار اوسکا نہیں
کر سکتا ہے پس وہ اجماع امت کا ہوگا اور اجماع امت کو غیر قابل اعتبار کہنا انکار مضمون آیت قرآن ومن یتبع غیر
سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم کا ہے اور جامع براہین نے غیر معتبر ہونا فتوی اسقدر علما کو لکھا جن سے
اجماع امت متصور و متخیل ہے تو گنگوہی پر لازم آیا کہ اجماع امت کا غیر حق و ضلالت پر ہوتا ہے جامع براہین کے نزدیک
اور یہ عقیدہ بھی خلاف حدیث لا تجمع امتی علی الضلالہ کے ہوا اور جب اس قدر علماء یعنے کروڑوں نے ایک امر پر فتوی دیا تو
اونھوں نے اس امر کو مستحسن جانا اور جو مسلمانوں کے نزدیک مستحسن ہے وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے بحدیث ما راٰہ المسلمون
حسنا فھو عند اللہ حسن اور اس مستحسن کو غیر معتبر جامع براہین بتاتا ہے تو جو خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے وہ اوس نے
غیر معتبر بتایا ہے پس اوسکے عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہے جامع براہین یا اوسکے ہمشربوں کے فہم سے بعید نہیں کہ کہیں کہ کروڑوں کا فتوی
بمقابلہ نصوص غیر معتبر ہونا ہمنے کہا ہے اور بمقابلہ نصوص کروڑوں کا فتوی ایسا ہی ہے یعنے غیر معتبر ہے جواب اسکا
یہ ہے کہ کروڑوں کا فتوے بمقابل و مخالف نصوص ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اجتماع امت کا ضلالت پر بمقولہ علیہ السلام لا تجتمع علی الضلالۃ
ممکن نہیں ہے بلکہ اجماع اکثر کا بھی ضلالت و غیر حق پر ہونا مسلم نہیں ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اتباع اکثر
کا مامور بہ ہے اگر ضلالت و غیر حق پر اکثر کا اجتماع ہوگا تو لازم آویگا کہ شارع علیہ السلام نے ضلالت و غیر حق کے اتباع کا
حکم دیا ہے اور لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بھی باطل ہے اور محفل میلاد شریف کے جواز کا فتوے کسی نص کے مقابل و مخالف
ہونا ہرگز مسلم نہیں ہے اور کوئی نص قرآن و حدیث موجود نہیں ہے جو عدم جواز محفل میلاد پر دال ہو وہ صرف قول باطل جامع
براہین کا ہے جو نص کے مقابل و مخالف زعم کرتا ہے مسلمانوں کو معلوم ہووے کہ فرقوں بدعیہ جو خارج دائرہ اہل سنت و جماعت ہیں انکی
یہ ہمیشہ کی عادت ہے کہ اہل سنت و جماعت کے علما جس مسئلہ پر ہوتے ہیں اور اوس مسئلہ پر فتوی دیتے ہیں اور جم غفیر علماء اہل
سنت و جماعت اوس مسئلہ کو جائز بتاتے ہیں تو وہ یعنے فرقہ بدعیہ بے محل آیت و حدیث پیش کرکے جم غفیر کے مسئلہ کو اوٹھانا
چاہتے ہیں دیکھو اہل سنت و جماعت کے نزدیک چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں لانا درست نہیں بعض فرقہ بدعیہ خارج اہل سنت
سے چار سے زیادہ کا نکاح بتاتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے خلاف چلتا ہے اور آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی

وثلث ورباع کو پیش کرتا ہی کہ ما طاب لکم مطلق ہے جمیع کیواسطے بدلیل صحت استثنا کی عدد سے اور قول مثنی وثلث ورباع سے
آیت کی تخصیص نہین قبول کرتا ہی اور کہتا کہ تخصیص بالذکر بعض اعداد کے مستلزم نفی حکم کو باقی اعداد مین نہین ہے، بلکہ یہ عدد
ذکر کرنا دلالت کرتا ہی اوپر رفع حرج وحجر کے مطلقاً اسلیے کہ کوئی شخص اپنے بیٹی کو کہے جو جائے تو وہ کر بازار مین جا یا شہر مین
یا باغ مین تو یہ تصریح نہی امر کی او سکے ہاتھ مین زمام اختیار کی مطلقاً تفویض اُسنے کردی اور حرج وحجر اوس سے مطلقاً
رفع کردیا اور یہ مراد نہین اس سے ایسی ہوتی ہی کہ اذن مخصوص ان ہی امور مذکورہ کے ساتھ ہے بلکہ یہ اجازت مذکورہ وغیر مذکور
دونونکی ہوتی ہی اسی طرح یہان اعداد زوجات سے مراد ہی کہ مذکور وغیر مذکور سبکو شامل ہے آیت سے اسطرح مخالف مذہب اہل سنت وجماعت کے
گروہ فرقہ مسئلہ ثابت کرتا ہی اور حدیث سے اسطرح ثابت کرتا ہی کہ بالتواتر ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کے نو زوجات امہات مومنین رضی اللہ عنہن تھین اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کے
اتباع کا ہمکو حکم فرمایا ہی بقولہ فاتبعوہ اور ادنی مراتب امر کا اباحت ہی پس نو ہمارے واسطے بھی درست ہوئین دوسری دلیل
یہ کہ سنت نام طریقہ کا ہی اور آنحضرت صلعم کا چار سے زیادہ نکاح کرنا ہی پس چار سے زیادہ نکاح کرنا سنت ہی آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ظاہر حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص چار سے زیادہ نکاح کرنا ترک کرے تو اوس پر
ملامت لوم متوجہ ہی پس اولی یہ ہی کہ اصل جواز ثابت ہی دیکھو اسیطرح فرقہ بدعیہ مسئلہ اہل سنت وجماعت کی مخالفت قرآن
وحدیث کو پیش کرکے کہتا ہی اور مسئلہ اہل سنت جماعت کو مخالف قرآن وحدیث کی بتاتا ہی اور اتفاق واجماع اہل سنت کا غیر ملتفت جانتا ہی اور
اہل سنت وجماعت اثبات حصر کیواسطے یہ جواب دیتے ہین کہ غیلان ایمان لائے تھے اور انکی نکاح مین دس عورتین تھین آنحضرت صلعم نے انکو فرمایا کہ چار رہنے دو
اور باقیکو چھوڑ دو اور مروی ہے کہ نوفل بن معاویہ اسلام لائے تھے انکی نکاح مین پانچ عورتین تھین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ چار رہنے دو اور باقی چھوڑ دو اور دونونکا یہ جواب اُس فرقہ
بدعیہ دیتا ہی کہ جب قرآن شریف سے عدم حصر چار مین مفہوم ہوا اور اس حدیث سے حصر مفہوم ہو گا تو نسخ ہو گا عدم حصر کا حدیث سے جو خبر واحد
ہی اور یہ غیر جائز ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ حدیث واقعہ ایک حال کا ہی کہ اسمین چند احتمال ہین محتمل ہے کہ چار کو رکھنے اور باقی کو ترک
کرنیکو آنحضرت صلعم نے اسواسطے فرمایا ہو کہ اُن چار اور باقی کے درمیان مین جمع کرنا بسبب کسی کی جائز نہووے یا بسبب رضاع
جائز نہووے یہ اقوال قائم ہین ایسے حدیث سے نسخ قرآن جائز نہین ہے اب اوس فرقہ بدعیہ کو جواب ہم معشر اہل سنت وجماعت
کیطرف بہت بڑا معتمد ومحکم یہ ہی کہ اجماع فقہاء امصار کا ہی کہ چار پر زیادت درست نہین ہے اس امر پر بھی دو شبہہ وارد ہین اول یہ کہ
اجماع ناسخ ومنسوخ نہین ہوتا ہی پھر کسطرح اجماع کو ناسخ آیت مذکورہ کا کہینگے دوسرا شبہہ یہ ہی کہ امت محمدیہ مین فرقہ
دو ہین چار سے زیادہ کی حرمت کو قائل نہین ہے اور اجماع مع مخالف واحد واثنین کے منعقد نہین ہوتا ہی جواب اول شبہہ کا
یہ ہی کہ اجماع ناسخ نہین ہے لیکن اجماع کاشف ہی حصول اوس ناسخ کا زمانہ آنحضرت صلعم مین تھا جب اجماع ہوا تو معلوم ہوا کہ عدم حصر
وزیادت چار عورتونکی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منسوخ ہوچکا ہے ورنہ اجماع نہوتا اور جواب دوسرے شبہہ کا یہ ہی کہ مخالف اس
اجماع کے اہل بدعت ہین اونکی مخالفت کا اعتبار نہین ہے دیکھو جسطرح یہ فرقہ بدعیہ اہل سنت وجماعت کے مسئلہ کو مخالف قرآن وحدیث کے

بتلاتا

بناتا ہے اور جم غفیر اہل سنت وجماعت کے فتوے کا اعتبار نہین کرتا ہے اسیطرح یہ جامع براہین فتوی کروڑون علما کو مخالف
نصوص قرار دیکر غیر ملتفت الیہا قرار دیتا ہے مانند فرقہ بدعیہ کے مسئلہ نکاح چار عورتون سے زیادہ کے بارہ مین اور مسئلہ مذکورہ
کا جسطرح بہت بڑا محکم جواب اجماع فقہاء امصار کا ہے اور کوئی جواب قرآن وحدیث سے اُسکے موافق نہین ہے چنانچہ اوپر ابھی
معلوم ہوا پس جامع براہین کے قول کے موافق کیا مقابلہ نصوص کروڑون کا فتوے غیر معتبر ہے تو چاہئے کہ بمقابلہ آیت فانکحوا
ما طاب لکم وبمقابلہ چند نو زوجات ہونے آنحضرت صلعم کے وبمقابلہ فمن رغب عن سنتی فلیس منی کے کہ یہ تمام نصوص ہین فتوے
اہل سنت وجماعت یعنے فقہاء امصار کا عدم زیادت چار کے بارہ مین غیر معتبر ہونا چاہئے اور جامع براہین کو لازم ہے کہ اُس فرقہ
بدعیہ کے موافق ان نصوص کو حجت لاکر بمقابلہ انکے فتوے فقہاء امصار کا اعتبار نکرکے چار سے زیادہ عورتون کے نکاح کا قائل ہو
جاوے اور فرقہ روافض وغیرہ مین سے ہونا خود کا بظاہر قبول کرے اور اگر یہی جواب اُسکے نزدیک مسلم ہے کہ فقہاء امصار کا اجماع
کاشف ناسخ ہے اول کوئی نص آیت وحدیث جس سے مسئلہ نکاح عورتون کے بارہ مین ہے میلاد شریف کے بارہ مین موجود ہی ہرگز
نہین ہے اگر اوسکے زعم فاسد مین ایسے نص کا وجود ہے تو اوس نص کا جواب بھی اسی قسم کا جاننا چاہئے اور میلاد کی محفل کا جواز
ماننا چاہئے اگر اوسنے بھی اپنی ہٹ پر باقی رہیگا تو مانند اوسی فرقہ کے جو فقہاء امصار کا مسئلہ مذکورہ مین اعتبار کرکے اور انکے اجماع
واتفاق کو کاشف ناسخ جانکے موافقت اہل سنت کے نہین کرتا ہے اُسکو یعنے جامع براہین کو بھی جانا جاویگا الغرض مخالفت نصوص سے
فتوی کروڑون علما کا ہرگز نہین ہو سکتا ہے جن نصوص سے مخالفت کوئی ناواقف گمان کرے تو اوسکی زعم فاسد کی خرابی ہے
مخالفت ہرگز نہین ہے کسی اہل سنت وجماعت کا یہ قول نہین ہے کہ کروڑون علما کا مخالف نصوص کے فتوے دینا ممکن ہے
جہان مخالفت معلوم ہوتی ہے تو وہان ایسی قسم کی تاویل اہل سنت وجماعت کرتے ہین جس سے وہ مسئلہ جمہور علما کا باقی رہے
اور مخالفت اور تجاوز سے جیسا کہ ابھی مسئلہ نکاح عورات معلوم ہوا پس قول جامع براہین سراسر باطل و بوچ ولچر بدعت
ضلالت موجب استحقاق عذاب نار ہے اور استحسان علماء جمہور ومشائخ وفضلاء کا محفل میلاد شریف مین بلاشبہ حجت جواز ہے کوئی
وہابی بعلم نہ مانے تو نہ مانے اور یہ قول جامع براہین کا اوسہی صفحہ ١٦٦ مین کا اگر کچھ بھی علم وعقل ہو تو ہے پس قول سبط ابن جوزی کا
کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص ہرگز ملتفت الیہ نہین ہے اور تمام بلاد مین اشتہار اوس کا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغائب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہے ہے پس اشتہار امر غیر مشروع کا
موجب جواز نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور عمل ہذا علی تعامل ہے کا کہنا کہ تمام ملکون مین شائع
ہے اوسی لغو قول باطل پر مبنی ہے کہ بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہے جسکا بطلان بخوبی معلوم ہو چکا ہے
اور اسی کو ہم اہل بدعت کا قول کہتے ہین کہ فقہاء امصار کے فتوی واجماع کو نہ ماننا چاہئے اور جسکو آپنے زعم فاسد مین
نصوص قرار دیا ہے اوس پر ہی عمل کرنا چاہئے پس چار سے زیادہ عورتون کی جواز کے جو نصوص ہین اونپر بھی عمل کرنا چاہئے

اور فقہاء امصار کے اجماع کا معتبر ہونا اور تمام ملکوں میں اہل سنت وجماعت کے نزدیک چار سے زیادہ نکاح کا جواز ثابت ہونا قول جامع براہین سے
حجت شرعیہ جامع براہین کے نزدیک نہیں ہے تو پس چار سے زیادہ عورتوں کا نکاح کا جواز ثابت ہونا قول جامع براہین سے
لازم آیا اس بدعقیدہ کا کیا ٹھکانا ہی اگر کچھ بھی علم و فہم جامع براہین کو ہوتا تو ایسا نہ کہتا ایسا کلمہ مؤلف انوار کے
مخالفین کہا تھا یہ خود جامع براہین پر عائد ہوا اپنے فہم پر جامع براہین کو رونا چاہیے حضور صوفیہ اور اعیان علما کا مولد
شریف کی محفل میں اور اشتہار تمام بلاد میں اور تمام ملکوں میں رائج ہونا جو قول سبط ابن جوزی و سخاوی کا و ملا علی قاری سے
ثابت ہی بلا شبہ دلیل شرعی ہی کیونکہ یہ تعارف و استحسان علما کا ہی اور تعامل و استحسان علما بلا شبہ دلیل شرعی ہی اور ملحق اجماع کے
ساتھ ہی چنانچہ اوپر نور الانوار سے گذر چکا ہی اور یہ بھی گذر چکا ہی مسلم الثبوت و شرحہ سے کہ اتفاق علمائی محققین اہلے عصر الاعصار
حجت ہی مانند اجماع کے اور اس محفل میلاد شریف پر تعامل واقع ہونا علما کا اہل عصر الاعصار اور اتفاق کرنا محققین کا اس پر واضح
ہی پس یہ تعامل و اتفاق دلیل شرعی ہے منکر اوس کا معاند و مکابر ہے اور کتب اصول پر نظر اسکو ہرگز نہیں ہی بلکہ کتب فقہ میں
بھی عرف تعامل کا دلیل شرعی ہونا اور استحسان کا حجت ہونا لکھا ہی چنانچہ فتح القدیر میں ہے لان العرف انما صار حجة بالنص
وهو قوله عليه السلام ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما لم ينص فهو محمول على عادة الناس في الاسواق لانها اى
العادة دالة على الجواز فيما وقعت عليه لقوله ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وفي ذلك دخول الحمام وشرب
ماء السقاء لان العرف بمنزلة الاجماع عند عدم النص انتهى مختصرا رومال ناک منھ کی صفائی کیواسطے رکھنا جائز
اسواسطے لکھا ہی کہ عامہ مسلمین عامہ بلاد میں استعمال کرتی ہیں قال في العناية قوله هو الصحيح لان عامة المسلمين
استعملوا هذا في عامة البلدان لدفع الاذى ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن انتهى یہ محفل بھی تمام
مسلمین عامہ بلاد میں کرتی ہیں فرقہ بدعیہ وہابیہ مبحث سے خارج ہیں اونکا تخالف مضر اتفاق کو نہیں ہی پس یہ بھی یعنی محفل
میلاد شریف بھی جائز و داخل تحت حدیث ما راه المسلمون کی ہوئی اور عرف اس پر جاری ہی اور نص ممانعت
یہاں مفقود ہی عز عومات فاسدہ جامع براہین سے نص ہونا ثابت نہوا اور نہ ہو سکتا ہی اور عرف بمنزل اجماع ہونا وقت
عدم نص کی عبارت فتح القدیر سے ثابت ہی پس یہ عرف واقع محفل پر بمنزل اجماع ہوا جسکا دلیل شرعی ہونا واضح ہے
اور نتائج الافکار میں ہی کتاب الاجارہ میں لان التعامل اذا وقع من غير نكير منكر فقد حل محل الاجماع وفيما نحن فيه وقع
كذلك على ما صرح به من قال بجواز العقد في كل الشهور والاجماع دليل قطعي والدليل الذي خالفه التعامل
ههنا انما هو كون جهالة المدة مفسدة للعقد وهو موجب القياس والقياس دليل ظني لا يصلح المعارضة للدليل القطعي
اصلا فضلا ان لا يعتبر القطعي في مقابلة انتهى وفي الدر المختار انتهى في كتاب الوقف لان التعامل يترك به القياس لحديث
ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن بخلاف ما لا تعامل فيه كثياب ومتاع وهذا قول محمد وعليه الفتوى

انتهى

انتہی وقال العلامۃ الشامی علیہ لان التعامل یترک بہ القیاس فان القیاس عدم صحۃ وقف المنقول لان من شرط الوقف
علی التابید والمنقول لا یدوم والتعامل کما فی البحر عن التحریر ہو الاکثر استعمالا وفی شرح البیری عن المبسوط ان الثابت
بالعرف کالثابت بالنص وتمام تحقیق ذلک فی رسالتنا المسماۃ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف وظاہر ما مر فی مسئلۃ
البقرۃ اعتبار العرف الحادث فلا یلزم کونہ من عہد الصحابۃ وکذا ہو ظاہر ما قدمنا انفا من زیادۃ بعض المشائخ اشیاء
جری التعامل فیہا وعلی ہذا فالظاہر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتہر فیہ دون غیرہ انتہی بقدر
الحاجۃ وقال الشامی فی موضع آخر من ذلک الکتاب اعنی رد المحتار والعرف فی الشرع لہ اعتبار ولذا علیہ الحکم قد یدار
انتہی یہ تمام عبارات کتب معتبرہ فقہ کی باعلی صوت نداکرتی ہیں کہ تعامل بمنزل اجماع کی ہے اور تعامل کے مقابلہ مین دلیل
قیاسی ساقط ہے کیونکہ یہ یعنے تعامل دلیل قطعی ہے اور قیاس دلیل ظنی ہے اور شرع مین عرف کا اعتبار ہے اور عرف سے جو مسئلہ
ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ نص سے ثابت ہے اور عرف و تعامل زمانہ صحابہ رض سے ہونا ضرور نہین ہے عرف حادث کا بھی اعتبار ہے پس بخوبی
واضح ہے کتب فقہ و اصول سے کہ عرف و تعامل دلیل شرعی ہے اور تعامل یہ ہے کہ اکثر الاستعمال ہو چنانچہ عبارت شامی مین ناقلا عن التحریر
موجود ہے اور اس محفل پر یہ تعریف تعامل و تعارف و عرف پر صادق اور تمام ملکونین رائج ہونا اور مشائخ و صوفیہ و اعیان کا
اس محفلین حاضر ہونا یہی تعامل ہے پس اسکا یعنے تعامل کا دلیل شرعی قطعی ہونا ظاہر ہے جامع براہین نے اسکی حجت ہونیکا انکار
بسبب جہالت کے کیا ہے کہ علم فقہ و اصول سے بے بہرہ ہے اور نہ کسی عالم کامل سے صحبت ہے کہ سنکر بھی اوسکو معلوم ہو جاتا ایسے شخص کے
قول کا کیا اعتبار ہے کہ جسکو نہ علم فقہ و اصول کی خبر نہ اوسکو فقیہ و اصولی کامل کی صحبت حاصل اور صلوۃ رغائب پر اس محفل کے تمام
ملکونین مروج ہونیکو قیاس کرنا اور مانند صلوۃ رغائب کے بدعت و مکروہ قرار دینا جہالت صرف ہے اسلئے کہ صلوۃ رغائب
پر تعامل علماء و فضلاء و مشائخ صوفیہ کا کہان واقع ہوا ہے اور اوسکے اثبات مین کتب و رسائل علماء نے ایسے کہان لکھے ہین اور
جسطرح اس محفل کے منکر کو رد کیا ہے صلوۃ رغائب کے منکر کو کہان رد کیا ہے بلکہ صلوۃ رغائب کے موضوع ہونیکی علماء نے تصریح کی ہے اور
اوسکو یعنے صلوۃ رغائب کے علماء ہر مذہب کے مذاہب اربعہ مین سے سخت تردید کی ہے اس کے یہانتک کہ بہت سے بلاد مین
اس صلوۃ کا نام و نشان اون علماء کے تردید کے باعث نرہا چنانچہ صاحب مجمع البحار خاتمہ مین فرماتے ہین وقد جعلہا جہلۃ
ائمۃ المساجد مع نحو صلوٰۃ الرغائب شبکۃ لجمع العوام وطلبا للریاسۃ التقدم وملاء بذکرہا القصاص مجالسہم
ثم اللہ تعالی اقام ائمۃ الہدی یحث فی سعی ابطال الصلوۃ وامثال ہذہ المنکرات فلا شیء مرہا وتکامل ابطالہما فی البلاد
المصریۃ والشامیۃ فی اوائل المائۃ الثامنۃ انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ صلوۃ رغائب کو ائمہ نے شہرون و مصر و شام سے بالکل
مٹا دیا اوسکے ابطال مین کوشش کرکے اور اسیہی خاتمہ مین صاحب مجمع البحار فرماتے ہین وصلوٰۃ الرغائب موضوع بالاتفاق
انتہی اس نماز کو یعنے صلوۃ الرغائب کو تو بالاتفاق علماء محققین معتبرین محدثین وغیرہم موضوع قرار دیتے ہین اور اس نماز کے بارہ مین

جو احادیث بتاتے ہیں وہ تمام موضوعہ ہیں اور حدیث موضوع پر عمل بالاجماع حرام ہے قول صاحب در المختار وفی معشة
بخط ثقة وکذا صلوة الرغائب انتہی کے تحت میں علامہ شامی فرماتے ہیں ثم ان ما نقله قال الرحمتی هو من الحواشی الموحشة
ویمنع التوثیق بذلك الخط اجماعهم علی حرمة العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا علی وضع حدیث هذه الصلوات
والفقه لاینقل من الحواشی المجهولة سیما ما کان فساده ظاهرا انتهی وقال فی شرح المنیة قال ابو الفتوح بن الجوزی
وابو بکر الطرطوسی صلوة الرغائب موضوعة علی رسول الله صلعم وکذب علیه انتهی قال العلامة الشامی
فی موضع آخر قال فی البحر ومن هنا یعلم کراهة الاجتماع علی صلوة الرغائب التی تفعل فی رجب فی اول جمعة
منه وانها بدعة وما یحتاله اهل الروم من نذرها لتخرج عن النفل والکراهة فباطل انتهی قلت وصرح بذلك
فی البزازیة کما سیذکره الشارح اخر الباب وقد بسط الکلام علیها شارح المنیة مصرحا بان ما روی فیها باطل
موضوع وبسط الکلام فیها خصوصا فی الحلیة وللعلامة نور الدین المقدسی تصنیف حسن سماه ردع الراغب
عن صلوة الرغائب احاط فیه بغالب کلام المتقدمین والمتاخرین من علماء المذاهب الاربعة انتهی قال النووی
فی شرح مسلم واحتج العلماء علی کراهة هذه الصلوة المبتدعة التی تسمی الرغائب قاتل الله واضعها ومخترعها
فانها بدعة منکرة من البدع التی هی ضلالة وجهالة وفیها منکرات ظاهرة وقد صنف جماعة من الائمة مصنفات
نفیسة علی تضلیل مصلیها ومبتدعها ودلائل قبحها وبطلانها وتضلیل فاعلها اکثر من ان تحصر والله اعلم انتهی
الغرض صلوة الرغائب کو علماء محققین نے مستحسن نہیں جانا ہے اور اسکا رواج علماء وصوفیہ مشائخ میں نہیں ہوا اور علماء اعیان
تعامل اس پر واقع نہیں ہوا بلکہ جہال میں اس نماز نے شیوع پایا تھا اوسکے ابطال میں علماء وفضلاء نے بہت بڑی کوشش
کر کر نیست ونابود کر دیا اور چاروں مذاہب کے علماء متقدمین ومتاخرین سے اوسکی تردید ثابت ہوئی اور اسکو بالاتفاق
موضوع وکذب آنحضرت صلعم پر بتایا اور موضوع پر عمل بالاجماع حرام فرماتے ہیں جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ صلوة بالاجماع
ناجائز ہے پس جسکو بالاجماع حرام وموضوع علماء فرماویں اور چاروں مذہب کے فضلاء اوسکو رد کریں اوس پر قیاس
محفل میلاد کو کرنا کہ اوس میں کسی حدیث موضوع پر عمل نہیں ہے اور اس محفل کو کسی نے موضوع ہی نہیں فرمایا ہے اور اس پر
تعامل فضلاء وصوفیہ ومشائخ واقع ہے اور اس محفل کے وہ علماء بھی قائل ہیں جو صلوة رغائب کو ناجائز وموضوع بتاتے
ہیں چنانچہ صاحب مجمع البحار صلوة مذکور کو موضوع بتاتے ہیں بالاتفاق اور اس محفل کو جائز فرماتے ہیں اور ابن جوزی
اس صلوة رغائب کو موضوع فرماتے ہیں اور محفل میلاد شریف کی تعریف کرتے ہیں اور امام نووی کے استاد ابو شامہ اس
محفل کے مجوز ہیں اور امام نووی اور انکے استاد صلوة رغائب کو مردود ہونا فرماتے ہیں اور اوسکے رد کے بارہ میں ائمہ دین کی غیر محصور
تصانیف ہونا فرماتے ہیں پس اس محفل کا مروج ہونا مانند مروج ہونے صلوة رغائب کی ہرگز نہیں ہے جامع براہین نے ہم کو الزام دیا

تو جو چیز مردود علماء کی نزدیک ہو اور اوسکے بارہ مین بے نہایت تصانیف موجود ہین اوسکو اور اس محفل میلاد شریف کو جسکے
اثبات کے بارہ مین بکثرت تصانیف موجود ہین علماء فضلاء کی ایکسان قرار دینا یہ کم فہمی کا ثمرہ اور عدم علمی و بے انصافی کا
باعث ہے کہ نور ظلمات مین فرق کرنا اسکو حاصل نہین اور اسکو حق و باطل کی تمیز نہین اور اسکو اسقدر خیال نہین کہ جب
ابن حجر و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن حزری و ملا علی قاری و صاحب مجمع البحار و ابن جوزی وغیرہم فقہاء و
محدثین کا کچھ اعتبار یہ نہین کرتا ہے اور ایسے متبحرین کی اقوال فتاوی کو غیر معتبر کہتا ہے اور قابل اعتبار نہین جانتا ہے بلکہ
کہتا ہے کہ کرورون فتوی دین تو تب بھی اعتبار نہین تو تحقیقات احادیث و دیگر مسائل کے بارہ مین پھر کسکا اعتبار کریگا
اور ایسا جھوٹا حیلہ اپنی طرف سے فرض کر کے اقوال فقہاء و محدثین محققین معتبرین جم غفیر و جماعت کثیر کو نہ مانا جاوے
اور تاویلات رکیکہ سے اونکی اقوال کو رد کر دیا جاوے اور جو حجت اونکی ہو اونکو اسیطرح سے واہی تباہی باتین کر کے
جیسے کے اس جامع براہین نے کی ہین اوٹھا دیا جاوے تو احکام شرعیہ تمام برہم و درہم ہو جاوین اور ایمان سے بھی ہاتھ دھو
بیٹھین دیکھو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہے وہ نبوت آنحضرت صلعم کا اور قران کی حقیقت کا مقر ہے لکن باوجود اسکے وہ کافر
اسلئے ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم کو مخصوص ساتھ حجاز کے قرار دیتا ہے اور دلیل فاسد اپنے مدعی کاسد پر یہ لاتا ہے کہ خدا تعالی
قرآن شریف مین فرماتا ہے وکذلك اوحینا الیك قرانا عربیا لتنذر ام القری ومن حولها فی البیضاوی لتنذر ام القری اهل
ام القری وهی مکة ومن حولها من العرب انتهی اس آیت مین آنحضرت صلعم کو حکم ہے کہ ام القری یعنی مکہ شریف والے
لوگونکو اور اسکے گرد اگرد کے لوگونکو کہ فقط حجازی ہین انذار کا حکم ہے پس اس آیت سے نعوذ باللہ من ذلك وہ فرقہ نبوت
آنحضرت صلعم کو مخصوص حجاز کے ساتھ ہی کرتا ہے اگر ارسلناك الی الناس كافة ونحوها احادیث پیش کیجاوے ہماری طرف سے تو انکو
بھی ایسے تاویلات رکیکہ سے مخصوص حجاز کے ساتھ کر دیگا جسطرح تاویلات و توہمات کاسدہ سے جامع براہین محفل میلاد کا
انکار کرتا ہے اور اتفاق و اجماع امت پیش کیا جاوے تو مانند جامع براہین کے کہدیگا کہ اجماع و اتفاق بمقابلہ نصوص کے مقبول
نہین اور بمقابلہ نصوص کے کرورون کا فتوی بھی غیر معتبر ہے اور قابل التفات کے نہین ہے اب دیکھو اسی تقریر جامع براہین سے
کفر تک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور ایسے گفتگو مزخرفات سے ایمان بھی کہو سکتا ہے کوئی ایسا آدمی ہے جیسا کہ جامع براہین ہے
اور تحریف معنوی آیت قرانی مین کر دینا بھی جامع براہین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ والعاملین علیہا جو نص ہے
صدقات کے بارہ مین اور شروع و صدر اس آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الایة ہی اس سے اجرت مدرسین
کا جواز ثابت کرتا ہے اور کہتا ہے صفحہ ٨١ مین کہ زمان فخر عالم مین عمال کو عمالہ ملتا تھا قرآن مین فرمایا ہے والعاملین علیہا
سو وہی امر دینی پر لینا اب بھی کوئی امر زائد نہین ہے ہان تغیر وصف ہوا ہے کہ اوس وقت بطور رزق و کفلیہ کے تھا اور
قضاة و ولاة و غزاة وغیرہ سب یہی قسم مین اب بطور اجرت ٹھہر گیا ہے انتہی) جامع براہین اجرت خود کہتا ہے اور پھر صدقہ کی آیت

سے اسکا اثبات کرتا ہی اجرت وصدقہ کو ایک قرار دیتا ہی تحریف معنوی آیت کی ہی ایسے تحریفات یہود کیا کرتی تھے کسی مسلمان کا
کام نہین ہے بلاشبہ صدقہ وزکوۃ اور چیز ہے اور اجرت اور چیز ہی صدقہ وزکوۃ تملیک بلاعوض کی ہی اور اجرت بمقابلہ عوض کے
ہوتی ہی یعنے جو اجرت من کل الوجوہ ہی وہ بلاعوض نہین ہوتی اور زکات پر جو عامل ہوتا ہی اوسکو بقدر عمل دیا جاتا ہے اور
و من وجہ صدقہ اور من وجہ اجرت ہے شبہ اجرت وصدقہ دونونکا اوسمین ہے اسیواسطے ہاشمی عامل ہوا وسکو دینا درست نہین
ہی اور نصف سے زیادہ دینا درست نہین ہے اور اگر مال زکوۃ جمع کیا ہوا ہلاک ہو جاوے تو کچھہ ندیا جاویگا چنانچہ در مختار
وشامی مین یہہ بیان موجود ہی اور یہ جو عامل کو دیا جاتا ہی جوذی شبہین ہے اجارہ کی طور پر نہین ہوتا ہی اسلیے کہ اجارہ بدون
مدت معلوم وعمل معلوم واجرت معلوم کی نہین ہوتا ہی چنانچہ شرح ہدایہ مین ہے اور مدرسین کو جو دیا جاتا ہی وہ اجرت کی ہی
طور پر ہوتا ہی اجرت معلوم ومدت معلوم اوسمین ہوتی ہے بیس یا تیس یا چالیس روپیہ مثلاً یہ اجرت معلوم ہوئی اور
ایکماہ مین اسقدر مدرسہ کا وقت معلوم ہوتا ہی علوم معروفہ مروجہ معلوم ہوتی ہین پس یہ بطور اجارہ کی ہے اور من کل الوجوہ
اجرت ہوتی ہے یہ بلاشبہ آیت سی ہر طرحسے خارج ہی داخل قرار دینا آیت مین تحریف معنوی ہی جو بیشہ یہود ہے اور
ارق فصاق وغزاۃ وغیرہ کو بھی قسم کہنا مثبت اس امر کا ہی کہ صدقات مین سے ہی اونکو دیا جاتا ہی اور عاملین جسکی مصرف ہین
اوسکی ہی مصرف قضاۃ وغزاہ وغیرہما بھی ہین یا یہ کہ بطور اجرت کی جسطرح مدرسین کو دیا جاتا ہی اسطرح انکو بھی دیا جاتا ہے
تو بھی سراسر بیعلمی ہے کیونکہ قضاۃ وغیرہا مصرف اور چیز کی ہین کہ جسکی مصرف عاملین علی الصدقات ہین اوسکی مصرف
قضاۃ وغزاۃ وغیرہا ہرگز نہین ہین اور یہ بطور اجرت بھی ہرگز نہین دیا جاتا ہی بلکہ علما ومتعلمین بلا اجرت کو یعنے جو بلا اجرت
ایسی بطور تعلیم وتدریس کرتی ہین اوسکو بطور کفایہ دینے کا حکم قال فی در المختار مصرف الجزیۃ والخراج ومال التغلبی وہدیتہم
للامام وما اخذ منہم بلا حرب ومنہ ترکۃ ذمی وما اخذہ عاشر منہم (مصالحنا) خبر مصرف کسد ثغور وبناء قنطرۃ وجسر
وکفایۃ العلماء والمتعلمین وبہ یدخل طلبۃ العلم والقضاۃ والعمال ککتبۃ قضاۃ وشہود وقسمۃ واقیاء سواحل
ورزق المقاتلۃ وذراریہم ای ذراری من ذکر مسکین فہذا مصرف جزیۃ وخراج ومصرف زکاۃ وعشر مر فی الزکاۃ
ومصرف خمس وزکاۃ مر فی السیر وبقی رابع وہو لقطۃ وترکۃ بلا وارث ودیۃ مقتول بلا ولی ومصرفہا لقیط
فقیر وفقیر بلا ولی وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصہ ولہ ان یستقرض من احدہا یصرف للاخر ویعطی
بقدر الحاجۃ والفقہ ان لفضل فان قصر کان اللہ علیہ حسیبا انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ مال چار قسم کا
ہی ہر ایک قسم کی مصارف جدا جدا ہین امام پر واجب ہی کہ ہر ایک مال کو علیحدہ علیحدہ مکانین رکھی اور جدا جدا مستحق کو دیوے
علما وقضاۃ وغزاۃ کو جزیہ وخراج ومال تغلبی وہدیہ تغلبی وماخوذ من الکفار بلا حرب وماخوذ عاشر از کفار مین سے
دیا جاوے یہ لوگ مصرف اس مال کی ہین اور مصرف زکوۃ وعشر دوسری ہین جو مصرف زکوۃ وعشر مین مذکور ہین اور

مصرف خمس درکاز کی دوسرے ہین کتاب الجہاد مین گذری ہین اور مصرف تیسرے ترکہ بلا وارث ولقطہ ودیۃ مقتول بلا ولی کا لقیط فقیر
وفقیر بلا ولی ہی دیکھو یہ تمام اقوال جدا جدا اقسام مین ہرایک کے مصارف جدا جدا ہین جامع براہین سبکو ایک قسم کی بے
علمی سے زعم کرتا ہی اور علما بسبب علم مصرف زکوۃ کہتے ہین اور یہ والعاملین علیہا مین شامل کرتا ہی جو مصرف زکوۃ کے ہین اور
جزیہ وخراج وغیرہ ماذکور کا مصرف معلمین بہی ہین لکن وہ معلمین جو بلا اجر کی تعلیم کرتے ہودین چنانچہ شامی مین مصرح
ہی اور عمال سے مراد درمختار مین کاتب قضاۃ وگواہ قسمت مین الورثہ والشرکاء کیوقت جو حاضر ہوتے ہین اور نگہبان کنارہ دریا
کی ہین چنانچہ یہ عبارت درمختار مین ہی موجود ہی اور عمال مین مذکر وواعظ بحق وعلم ووالی وطالب علم ومحتسب وقاضی ومفتی
ومعلم بلا اجر بہی داخل ہین فی رد المحتار قولہ والعمال من عطف العام علی الخاص لما فی القہستانی انہ بالضم والتشدید
جمع عامل وہو الذی یتولی امور رجل فی مالہ وعملہ کما قال ابن الاثیر فیدخل فیہ المذکر والواعظ
بحق وعلم کما فی المنیۃ وکذا الوالی وطالب العلم والمحتسب والقاضی والمفتی والمعلم بلا اجر کما فی المضمرات انتہی
عاملین مین وہ معلم داخل ہے جو بلا اجر تعلیم کرے اور عاملین وہ ہین جو مصرف زکوۃ کی ہین یہ وہ ہین جو مصرف جزیہ وخراج
وغیرہ ماذکورہ بالا کی ہین الغرض والعاملین علیہا شامل کسیطرح مدرسین ومعلمین بالاجر نہین ہے اور ہرایک قسم مال کے
علیحدہ ہی اور ہرایک کا مصرف علیحدہ جامع براہین کا بسبب بے علمی کے تحریف معنوی آیت قرآن مین کرنا ثابت ہی اور جامع براہین
مفسر بالرای بناتا ہی اور تمام امت کی خلاف مدرسین ومعلمین بالاجر کو آیت قرآنیہ مین داخل مانکر جواز اجرت تدریس قرآن
سی ثابت کرتا ہی اسقدر خبر نہین کہ اگر قرآن سی اجرت علم دین وتعلیم قرآن پر ثابت ہوتی جیسا کہ یہ زعم فاسد ووہم کاسد جامع
براہین کا ہی تو آنحضرت صلعم یہ کیون فرماتے اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ امر دین پر لینی کے یہی معنی ہین کہ اجرت لینا درست
ہی اور آیت کا بہی مطلب یہی ہے تو فرمانا آنحضرت صلعم وان اتخذت مؤذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا مخالف قرآن کے
ہوگا اگر یہ کہو کہ قرآن سے تو جواز مفہوم ہی لکن حدیث ناسخ ہے تو باوجودیکہ خبر واحد سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہی تب بہی
مطلب ہمارا حاصل ہے کہ جواز منسوخ ہوا حدیث سے تو عمل وقول جواز کیواسطے منسوخ سے حجت جامع براہین نے پکڑی
و مرتکب حرام کا ہوا یا یہ کہئی جامع براہین کہ حدیث احاد بمقابلہ قرآن شریف کے متروک تو جامع براہین سے یہ کہنا چاہیے
کہ جامع براہین صاحب آپ مصداق اس قول کے ہین خشکہ باگندہ بہروزہ اگرچہ گندہ لکن ایجاد بندہ امام ابوحنیفہ و
صاحبین ومشائخ نے تو آجتک یہ جواب بنہ دیا اور امام صاحب وصاحبین الی آخر العمر عدم جواز کی قائل رہی اور اوباوجود
مجتہد ہونے کے یہ حکم قرآن مجید مین موجود تہا اور امام اعظم لقب تہا اونکو نہ معلوم ہوا اور تمام متقدمین کو بہی وقوف
اس جواب پر نہوا بلکہ مشائخ متاخرین مین سے بہی جو جواز اجرت کے قائل ہوئی اون پر بہی یہ جواب پوشیدہ رہا اور جواز
کی علت بالاتفاق کل نے ضرورت قرار دی اور فقہاء ابتک مصرح ہین کہ بلخیون نے حکم جواز دینے مین مخالفت امام صاحب

وصاحبین کی کی ہے اور اصل مذہب عدم جواز ہی قال فی رد المحتار فہذہ مجموع ما افتی بہ المتاخرون من مشائخنا وہم البلخیون علی خلاف فی بعضہ مخالفین ما ذہب الیہ الامام وصاحباہ وقد اتفقت کلمتہم جمیعاً فی الشروح والفتاوی علی التعلیل بالضرورۃ وہی خشیۃ ضیاع القرآن کما فی الہدایۃ وقد نقلت لک ما فی مشاہیر متون المذہب الموضوعۃ للفتوی فلا حاجۃ الی نقل ما فی الشروح والفتاوی وقد اتفقت کلمتہم جمیعاً علی التصریح باصل المذہب من عدم الجواز انتہی اب اس فتنہ وفساد کی اور انتشار جہل وفساد عقائد کی زمانہ مین جامع براہین سے بیعلم آدمی ونافہم کی کو یہ معانی قرآن کے معلوم ہوئے جو حدیث وفقہا کی بالکل مخالف ہین ہان جامع براہین وحی کا ادعا کری کہ وحی سے یہ معنی جدید معلوم ہوئی ہین اور یہ معنی اب ہی قرار دیگئی ہین اس آیت کی بحکم وحی جدید نعوذ باللہ من ذلک تو یہ امر دوسرا ہی ایسے خرافات ہی اسکو شرم وحیا نہین آتی ہی کہ کوئی دیکھیگا تو کیا کہیگا باین ہمہ مولف انوار کو کم فہم وبیعلم بتارہا ہے ان حضرت پر اپنی ذات کا پرتو پڑ رہا ہی اور اپنے اوصاف معلوم ہوتے وہ دوسرے کی قرار دیکر لینے پر قیاس مولف انوار کو ہی کرتے ہین الغرض جامع براہین کی مسلک سے تمام جہان کے بدعات وکفریات کا ثبوت ہوسکتا ہی اور اسکی تقریر سید احمد خان کی تقریر سے جس نے تفسیر احمدی اردو لکھی ہے اور قرآن شریف کی معنے بدل دئین اور اپنے نفس کے موافق کئے ہین کم نہین ہے بلکہ بڑہکر ہے پس ایسے شخص کا کیا اعتبار ہی اب منصفین کو خوب واضح ولائح ہوگیا ہوگا کہ قول فاکہانی ذکر کرنا سراسر سفاہت ہی اور بمقابلہ جمہور قول فاکہانی بالکل مردود ہے اور قیاس جلال الدین وابن حجر صحیح ودرست ہی سوا اس جامع براہین اوسکی بارہ مین جسقدر ہین سب باطل ہین اور فتوی علما کا اس بارہ مین معتبر ہے اور اس محفل پر تعامل وتعارف علما کا واقع ہی وہ ملحق ساتھ اجماع کے جو دلیل قیاس سے بڑہکر ہے اور تقاریر جامع براہین مانند فرعون بدعیہ کی ہین جو قابل التفات نہین اور ایسے تقاریر سے بدعات کا ثبوت وسنن واحکام شرعیہ کا رفع لازم آتا ہی پس ثبوت محفل میلاد شریف کا جو مولف انوار نے دیا ہے حق ہے اور اہل سنت وجماعت کو فتح نصیب ہے وہابیہ کو ہاتھ مین سوائی نقصان وخسران شکست وزک فاش کے کچھ نہین ہے اور ذکر ولادت آنحضرت صلعم کا وہ چیز ہی کہ بڑے بڑے فضلا وعلما نے اور مشائخ وصوفیہ رحمہ نے اسکو قبول کیا ہی جامع براہین یا کوئی دوسرا حیلہ سازی وروباہ بازی سے کسیطرح اسکو نہین اوٹھا سکتا ہی انکے ایسے مزخرفات سے کیا ہوتا ہی اہل سنت وجماعت کا اس سے کچھ نہین کرسکتے ہین اپنا سیر پیٹتے ہین

شعر ناقصی گر کند این طائفہ را طعن قصور ؛ حاشا للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را ؛ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ؛ قال صاحب انوار ساطعہ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا رہا وہ مخالف ہزارون بلکہ لاکھون کے اور خلاف سواد اعظم کے سمجھکر ہر دورہ مین اور ہر عہد مین وہ منکر اپنے علما معاصرین کے نزدیک غیر مقبول ومتروک العمل رہا **قال** جامع البراہین القاطعۃ صفحہ ۱۶۶ اور دو ایک عالم موافق النصوص شرعیہ کے فرماوے

اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر و منصور اور عند اللہ مقبول ہوئے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی
امر اللہ ۔ طائفہ خود قطعہ شی کا ہوتا ہے اور قلت پر دلالت کرتا ہے پس ارشاد فخر عالم ہے کہ جو موافق کتاب و سنت کے ہے وہ
طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہے اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہی ہو تو مردود ہے اور بیان خود مبرہن ہو چکا
ہے کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہے ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہے فماذا بعد الحق الا الضلال
اب مؤلف ممالک کے شمار کرکے اپنی کرم کہانی لکھی جاوے بندہ احقر پہلے عرض کر چکا کہ مولف کے پاس کوئی دلیل سوائے
اسکے نہیں کہ تمام علما کرتے رہے اور یہ بشرط ثبوت وتسلیم کوئی حجت شرعیہ نہیں حجت وہ ہے کہ ادلہ اربعہ سے پیدا ہو وسے
اب مؤلف کا مایہ علم اور دلیل اثبات اوسکے مدعی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ہمایون وغیرہ بادشاہانکی حکایت سے استشہاد
کرنے لگا اور کفار فرنگ کے تعطیل کو بھی حجت جواز بنالیا کل کو رام لیلہ کے تعطیل کو حجت جواز رام لیلہ کے نہ کہدے
استغفر اللہ استغفر اللہ مؤلف کے حواس مین بے شک فتور اور اوسکو ضعف دماغ سے مالنخولیا ہو گیا ہے افسوس انتہی
اقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق جامع براہین صاحب قول صاحب انوار کو تو سمجھتے نہین ہین اٹکل پچو جو
چاہتے ہین احادیث رسول اللہ صلعم کے مراد خلاف لیکر موافق اپنے مطلب کی کہدیتے ہین اتنی خبر نہین کہ یہ تحریف کرنا
بھی افترا علی رسول اللہ صلعم مین داخل ہے اور غیر مراد شارع کو مراد ٹہرانا ضلالت ہے چنانچہ عجالہ شاہ عبد العزیز صاحب
مین موجود ہے صاحب انوار ساطعہ کے الفاظ مذکور بالا سے واضح ہے کہ ایک آدمی کا انکار بمقابلہ ہزارون ولاکہون علما
کے غیر مقبول اور متروک ہے جامع براہین صاحب فرماتے ہین کہ دو ایک عالم کے مخالف تمام دنیا ہو تو وہ ایک دو ہی عالم اگر
مظفر و مقبول عند اللہ ہونگے اگر مراد تمام دنیا سے جہال تمام دنیا کے ہین تو وہی بات ہوئی کہ من چہ میگویم و طنبورہ
من چہ میسراید صاحب انوار ساطعہ تو جہال تمام دنیا کے مقابلہ مین ایک عالم کا قول غیر مقبول نہین فرماتے یہ معلوم نہین یہ کسکو جامع براہین صاحب جواب
دیرہے ہین نشۂ شراب غفلت سے بیدار ہوکر جامع براہین صاحب کے بات کرنا چاہئے ورنہ قابل مناظرہ وخطاب نہین ہے اور اگر ایک دو عالم کے مقابلہ مین تمام
دنیا کے علما کا قول جو ہزارون ولاکہون ہوئین جامع براہین غیر مقبول زعم کرتے ہین تو یہ وہی بدعت سخت و ضلالت کرخت ہے اور لاکہون علما اور تمام فضلا کی حقیقین پر عم
فاسد وعقیدہ ور کرنا کہ یہ نصوص کے مخالف ہین اور دو ایک مخالف نہین ہین کسی اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ نہین ہے اور کوئی
دلیل شرعی وعقلی اسکی مثبت نہین ہے اگر لاکہون علما امت محمدیہ صلعم اور تمام دنیا کے فضلا مخالف نص بس
ہووین تو وہ نصوص ایسے ہونگی جیسے اہل بدعت واہل کفر پیش کرتے ہین مانند فانکحوا ما طاب آکہ سے جس سے چار
عورتون سے زیادہ کا نکاح جائز ہونا اہل بدعت ضلالت مانند روافض وغیرہ کے ثابت کرتے ہین اور مانند لتنذر
ام القری ومن حولہا کی کہ اس سے اہل کفر وطغیان مخصوص ہونا نبوت آنحضرت صلعم کا ساتھ ملک عرب کے ثابت

کرتی ہین جنکا ذکر اوپر گذرا ہے اور مانند آیت وامسحوا برؤسکم وارجلکم کے جس سے روافض بلکہ بعض اہل سنت بہی
جواز مسح رجل ثابت کرتے ہین چنانچہ محمد بن جریر طبری سنی وہ بہی تخییر کا درمیان غسل و مسح کے
قائل ہوا ہے تکملہ مجمع البحار مین ہے تحت لفظ عرقوب کے فیہ جواز التعذیب بالنار من الصغائر لان ترک
بعض عضو الوضوء لیس کبیرۃ لاختلاف الامۃ فی فرض الرجلین فان محمد بن جریر الطبری
وھو سنی یقول بالتخییر بین المسح والغسل انتہی بلکہ عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ امام حسن بصری بھی تخییر کے
قائل ہین جامع براہین کو اگر غرہ ہووے کہ نص حدیث ویل للعراقیب من النار وھل للاعقاب من النار
موجود ہے پس قول مجوزین و مخیرین بین الغسل والمسح کا خلاف نص حدیث ہے تو کہا جاویگا کہ محمل حدیث یہ ہونا ممکن
ہے کہ یہ اوسوقت مین فرمایا ہے کہ اعقاب و عراقیب پر مسح و غسل کچہہ بھی نکیا ہووے پس حدیث مین دلالت
انحصار غسل پر نہوئے اتفاق جمہور علما رجامع براہین پیش کریگا تو وہی جواب جامع براہین کا جامع براہین کے سر پر
مارا جاویگا کہ قول و فتوی لاکہون و کروڑون کا بمقابلہ نص غیر مقبول ہے اور یہان وارجلکم موجود ہے اگر دوسرے
قراۃ وارجلکم سے جو ساتھ نصب کے ہے غسل کا ثبوت با ینطور کریگا کہ عطف وجوہکم پر ہے تو کہا جاویگا کہ غسل کے جواز
کا کسکو انکار ہے اس سے جو آپ غسل کا اثبات کرنے لگے ہین وہ قرائین بمنزل دو آیتون کے ہین ایک کا مقتضی غسل ہے دوسری کا
مقتضی مسح ہے دونون مین سے جو چاہو کرلو تخییر کی ممانعت نص قرآن سے مفہوم نہین ہے اور تخییر مین دونون
پر عمل بحسب تبدل اوقات ممکن ہے پس تخییر متعین ہے پس جسطرح یہ نصوص ہین جو جمہور کے مقابلہ مین پیش
کیجاتی ہین اور انکو باین معانی کہ مخالفین قرار دیکر پیش کرتی ہین ہم معشر اہل سنت و جماعت نہین ملتے اور اونکی ایسے
معانی بیان کرتی ہین اور ایسے وجوہ ذکر کرتے ہین جن سے موافق جمہور کے یہ نصوص ہو جاتی ہین پس ایسے ہی جن نصوص
کو جامع براہین تمسک ایک دو عالم کا بتاتا ہے اور جمہور کو اونکا مخالف قرار دیکر سبکو ناحق پر زعم کرتا ہے اونکی معانی
بہی ہم معشر اہل سنت کی نزدیک ایسے ہی ہین کہ وہ موافق جمہور کے ہی ہو جاتی ہین اور ایک دو عالم کے ہاتھ مین کچہہ
بہی نہین رہتا ہے ابتک جامع براہین نصوص نصوص کہتا چلا آتا ہے لکن کوئی ایسے نص پیش ابتک نہ کی جو موافق جمہور کے
نہ ہو سکتی ہو پس ایک دو عالم جنکی یہ جامع براہین حق زعم کرتا ہے وہی خطا ہو باطل پر ہین نہ جمہور اور حدیث
لا یزال امتی الخ سے یہ مراد ہرگز نہین ہے کہ ایکطرف تمام دنیا کے عالم ہووین اور ایکطرف دو ایک عالم ہووین تو دو ایک
ہی مقبول ہین اور تمام دنیا کے عالم جسپر ہین اور اوسکو حق جانتے ہین وہ امر مردود ہے یہ معنی تو اس حدیث کی کسی
لفظ لغوی کسی قرینہ و کسی حالت سے کسیطرح مفہوم نہین ہین اور یہ فحش ہے اس حدیث مین لفظ طائفہ سے مراد
ایک ہی رجل لے لیا ہے اور ایک کا قول بمقابلہ تمام دنیا کو مسلمان علماء کے مقبول ہوا اور تمام دنیا کے علما کا قول مردود ہو

ہویہ غیر مراد شارع کو مراد شارع دینا ہے جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب ضلالت وگمراہی ہے اور حدیث مذکور چند الفاظ
سے ہے اور بعض روایت میں کچھ زیادہ ہے بعض میں کچھ ہے اور بعضے روایت میں اونکا مقام بھی آنحضرت صلعم نے
یہان بیان فرمایا ہے اور مراد اس طائفہ سے علما محققین نے وہ گروہ لی ہے جو اظہار علم و افشا شعار دین اور شریک
باب جہاد مین ساتھ کفار و ملحدین کے کرین قال فی شفاء القاضی عیاض قوله ای کما رواه مسلم عن سعد بن
ابی وقاص مرفوعاً (لا یزال اهل الغرب ظاهرین علی الحق) ای علی طریق الحق ونهج الصدق وسبیل الطاعة
من الجهاد وتعلیم العلوم للعباد (حتی تقوم الساعة) ای الی قرب القیامة ذهب ابن المدینی الی
انهم (ای اهل الغرب (العرب لانهم المختصون بالسقی بالغرب وهی الدلو) وغیره ای غیر المدینی
یذهب الی انهم اهل المغرب وقد ورد المغرب کذا فی الحدیث بمعناه وفی حدیث آخر من روایة ابی امامة
کما رواه الطبرانی عنه مرفوعاً (لا تزال طائفة من امتی) ای امة الاجابة ظاهرین علی الحق ای مستعلین
علیه غیر محققین لدیه (قاهرین لعدوهم) ای غالبین علیهم من غلبه واللام للتقویة (حتی یاتیهم
امر الله) ای بفنائهم وخفائهم (وهم کذلک) ای لابثون علی ما هنالک (قیل یا رسول الله این هم قال
ببیت المقدس) ولعل مثل هذا الحدیث حمل ابن المدینی علی تاویل ما تقدم وقال غیره المراد
باهل الغرب اهل الشام لانه غرب الحجاز بدلالة روایة هم بالشام لکن لا منع من الجمع بان یوجد فی کل
منهما جمع یقومون بامر الحق من اظهار العلم وافشاء شعار الدین والاجتماع فی باب الجهاد مع الکفار والملحدین ویؤیده
ما رواه مسلم عن جابر بن سمرة مرفوعاً لن یبرح هذا الدین قائماً یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتی تقوم
الساعة انتهی اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ طائفہ یا اہل عرب ہے یا اہل بیت المقدس سے یا دونوں جا کے ہین
اور وہ اپنے اعدا پر ہمیشہ جہاد وغیرہ مین غالب رہتے ہین چنانچہ یہ غلبہ و قہر اعدا پر اوس جانب لوگونمین اس زمانہ مین بھی
حاصل ہے اور وہ ایک جماعت ہین نہ ایک جمل جیسا کہ زعم فاسد جامع براہین کا ہے اور اس حدیث مین حجیت اجماع ہونا اور
مراد اس سے بنا دران مجاہدین نبرد آزما و فقہا محدثین و زہاد و آمرین بالمعروف جو متفرق اطراف و اقطار زمین مین ہین
مراد ہونا اور اہل حدیث مراد ہونا اور اہل سنت وجماعت مراد ہونا اور جو اونکی اعتقاد مین شامل ہے مراد ہونا بھی علما نے
ارقام فرمایا ہے قال فی مجمع البحار تحت لفظ طرف لا یزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق هم اهل العلم ای معاونین
علیه ویحتمل ان یکون علی الحق خبرا ثانیا فیه حجیة الاجماع وامتناع خلو العصر عن المجتهد ولا یعارض حدیث
لا یقوم الساعة الا علی اشرار الناس اذ المراد ان اغلبهم شرار ودلیل انهم اهل العلم انه انما یتم الاستقامة
بالفقه وی یحتمل ان هذه الطائفة مفرقة فی اقطار الارض من شجعان مقاتلین وفقها محدثین

وزہاد والامرین بالمعروف ولایلزم کونہم مجتمعین قوله حتی یاتی امر الله وهو الریح الاخذة روح مؤمن قال
احمد هم اهل الحدیث قال القاضی اراد اهل السنة ومن یعتقد مذهب اهل الحدیث انتهی وشیخ عبد الحق دہلوی
محدث در ترجمہ مشکوۃ میفرمایند بعضی مراد باین گروه اصحاب حدیث داشتہ اند کہ ترویج سنت وتجدید دین می
نمایند واکثر بر آنند کہ مراد غزاۃ اند کہ بجہاد با کفار تقویت وتائید دین میکنند ودر آخر زمان بسر حدہائی اسلام مرابطت
دارند ودر بعضی روایات آمده کہ وہم با شام ایشان در شام اند ودر بعضی آمده حتی تقاتل آخرهم المسیح الدجال واین روایات ناظر در ارادہ غزاۃ اند
وظاہر عبارت حدیث در عموم است والله اعلم انتہی یہ تمام عبارات علمائی باعلی صوت ندا کر رہی ہین کہ مراد طائفہ سے حدیث مین جماعت ہی جو کفار وملحدین پر غالب
رہتی ہین اور وہ ملک شام مین یا عرب یا دونون جگہہ یا تمام عالم مین متفرق ہین اس حدیث مین طائفہ سے ایک دو عالم مراد نہین ہین پس زعم جامع
براہین کا کہ ایک دو عالم کے حق ہونے اور باقی تمام دنیا کے علماء کے ناحق پر ہونیکے بارہ مین جو پیش کرتا ہی اس حدیث
سے سراسر باطل ہے اور اگرچہ طائفہ کا اطلاق ایک پر بہی آتا ہی لکن یہ مستلزم اس امر کو نہین کہ اس حدیث مین بہی مراد
ایک ہی ہووے جماعت مراد نہووے یہ جامع براہین کی بڑی نادانی ہی کہ تمام شراح ومحشین تصریح جماعت کی کرتے ہین
اور یہ ایک جل اس سے مراد لیتا ہی اب بتائی دماغ مین خلل وفتور وضعف مرض ومالیخولیا جامع براہین کی ہی کہ الٹی معانی
حدیث کی کرتا ہی یا صاحب انوار ساطعہ کے موافق قواعد شرعیہ گفتگو کرتا ہے بلکہ راقم الحروف کہتا ہی کہ یہ حدیث آنحضرت
صلعم نے واسطے تسلی مسلمانون کی فرمائی ہے کہ کثرت اہل کفر وباطل کی اونکو یعنے مسلمانونکو تعجب مین نہ ڈالیگی اور اہل باطل کی
اونکے کثرت کی سبب سے مسلمان مغلوب نہونگے بلکہ غالب رہینگے اگرچہ اونسے عدد مین کم ہوونگے اور وہ یعنے اہل کفر وباطل
زیادہ ہووینگے فی مجمع البحار تحت لفظ طیف وفیہ لایزال طائفة من امتی علی الحق الطائفة الجماعة من الناس
ویقع علی الواحد کانه اراد نفسا طائفة ابن راهویه هم دون الالف وسیبلغ وهذا الامر لی ان یکون
عدد المتمسکین بما کان علیه النبی صلعم واصحابه الفا ویسلی بذلك ان لا یعجبهم کثرة اهل الباطل انتہی اور
قول اکثر علماء کا کہ مراد اس سے غزاۃ ومجاہدین ہین دلالت واضح اس پر کرتا ہی کہ یہ طائفہ بمقابلہ کفار واہل الحاد کے ہوگا
کیونکہ جہاد وغزا بدون کفار کے نہین ہوتا ہی اور کوئی لفظ ایسا عام اسمین نہین کہ بمقابلہ علمائے تمام دنیا کی بقول
جامع براہین اس حدیث کا ہونا ممکن ہووے پس یہ حدیث اس تقریر پر بہی بمقابلہ مجوزین مجلس میلاد شریف پیش کرنا
جہالت صرف وسفاہت خالص ہے اور آنحضرت صلعم پر یہ محض افترا ہی کہ اس حدیث سے مراد آنحضرت کی یہ کی کہ ایک
شخص بمقابلہ علماء تمام دنیا کی حق پر ہے یہ کوئی مسلمان ہرگز یقین وظن معتبر نہین کر سکتا ہی یہ ایسے ہی لوگونکا کام ہے
جیسے کہ جامع براہین صاحب ہین اور یہ جو کہا کہ یہان خود مبرہن ہو لیا کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی اور ادلہ اربعہ
بدعت ہونا اسکا ثابت ہی انتہی یہ وہی ہذیان سفاہت توامان قدیمی ہے جو اثر مرض دماغی کا ہی براہنکی تمام مقدمات یقینیہ ہوتی ہین

ورنہ برہان نہین جامع براہین کا کوئی مقدمہ ظنیہ بھی نہین ہے تمام وہمیات بلکہ مغالطات ہین پھر برہان کہان و
مبرہن ہونیکے کیا معنے اور مجلس مروج کا قیاس واستحسان سے ثبوت استحباب ہوگیا دعوی خلاف ہونے ادلہ اربعہ کا
کرنا اور ادلہ اربعہ سے بدعت بتانا نادانی ظاہر ہے فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق خود جامع براہین ہے نہ
مؤلف انوار اور مؤلف انوار کا ممالک شمار کرنا اور اس امر کا ثبوت دینا کہ تمام علما کر رہے ہے اثبات استحسان علماء کا ہے
اس مجلس کے بارہ مین اور استحسان ملحق ساتھ اجماع کے ہونا عبارات کتب فقہ واصول سے بخوبی اوپر معلوم
ہوچکا ہی اوسکی حجت شرعیہ ہونیکا انکار کرنا اجماع کے حجیت کا انکار کرنا ہی اور اہل بدعت ضلالت کی دائرہ مین شامل
ہونا ہی اور استحسان علما کو ادلہ اربعہ مین سے نجاننا دلیل واضح اس امر کی کہ جامع براہین کو بالکل علم وفقہ واصول سے
بھی خبر نہین ہے جسطرح حدیث سے خبر نہین ہے با یہ علم ودلیل اثبات مؤلف انوار پر تو جامع براہین کیا بیجا طعن کرتا ہے
اوسکی بی مایہ علم ودلیلی اثبات کا یہ حال ہے کتب فقہ واصول سے کچھہ خبر نہین اور استحسان علماء کو حجت نہین جانتا ہے
باوجودیکہ کتب مین موجود ہی کہ حجت شرعیہ ہے اور ہمایون بادشاہ وغیرہ بادشاہون عادلین ومتدینین جنکی مجالس
مین فضلاء وعلماء مستند مین حاضر ہوتے تھے اور وہ اولوالامر تھے جنکی اتباع واطاعت قرآن سے ثابت ہی قال اللہ تعالے
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اونکی حالات ومعمولات اس محفل کے بارہ مین واسطے تائید
اثبات کی ذکر کرنا طریقہ علماء وفضلاء کا ہی چنانچہ ملا علی قاری وسخاوی وجلال الدین سیوطی وغیرہم علماء ذکر کرتے چلے آئے ہین
جامع براہین کی رائے فاسد مین یہ خوب نہین ہے تو اوسکو علاج اپنے مرض قلبی کا کرنا چاہئے اور کفار فرنگ کی تعطیل
بہ نسبت اہل اسلام یوم ولادت آنحضرت صلعم ہوئی تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ باوجود عداوت مذہبی کی ایسے لوگ بھی
لحاظ یوم ولادت کا کرین اور عظمت سمجھین تو اہل اسلام اگرچہ نام ہی کے مسلمان ہون اونکو بطریق اولی اوسدن کی
عظمت واوس محفلکی رعایت کرنا چاہئے اور باوجود ادعاء ایمان کے پھر کوئی نہ کرے مانند وہابیہ کے اوسکی حال پر
افسوس کرنا چاہئے یہ مراد مؤلف انوار ساطعہ کی ہی اسکو جامع براہین سمجھا نہین اور رام لیلی کو پیش کرنیگا
اتنی فہم جامع براہین صاحب کو نہین کہ محفل میلاد کی رعایت سے تعطیل فرنگ مین رعایت ذکر نبی صلعم کی جو اہل
اسلام کا ایمان ہی مفہوم ہی رام لیلہ مین یہ رعایت کہان ہے فکیف القیاس اسکی ایسی مثال ہوئی کہ کوئی شخص باوجود
اسلام کی قرآن شریف کو پیٹھکر کے بیٹھے باوجود جاننے اور امکان احتراز کے اور کوئی ہندو اس سبب سے پیٹھ نکرے
کہ یہ کتاب بزرگ عظمت والی اہل اسلام کی ہے تو اوس مسلمان بے ادب کو ہرکوئی کہیگا کہ ہندو مخالف مذہب ومعتقد بت نے
جب یہ ادب کیا قرآن کا کہ پیٹھ اوسکو بسبب عظمت بزرگی کے نکی تو تجھکو بطریق اولی پیٹھ نکرنا چاہئے تھا تو اسکے
جواب مین وہ مدعی اسلام کہے کہ ہندو کا قرآن کو پیٹھ نکرنا تو محبت عدم جواز پیٹھ کرنیکی لاتا ہی ہندو کی بت کو پیٹھ

نکرنے سے کل تو کہین دلیل نہ پکڑنے لگے تو اوس مدعی اسلام کو عاقلین کیا کہینگے سوا اسکے کہ بیوقوف یہ اور وہ
معلوں تونے برابر سمجھہ لیا وہان یہہ نکرنا برعایت اہل اسلام کی ہے اور یہان برعایت اہل کفر کی ہی دونون
کسطرح برابر ہوسکتے ہین پس یہی جواب جامع براہین کا ہی کہ رام لیلاؤ محفل میلاد دونونکی تعطیل کا تو ایک ساحال
جانتا ہی امر متعلق اسلام و امر متعلق کفر دونونکو ایک ہی گنکر خارج از اہل اسلام بنتا ہی ایسے نا انصافونکے
مسلمانونکا یہی حال ہے کہ بے ادبی سخت کے سبب سے ساتھہ محفل میلاد شریف کے ایسی ہی کفریات سے مشابہت
دیتے ہین اور ایمان سے ہاتھہ دہوتے ہین وہابیہ کو ایمان سے کیا کام ہے زبانی ایمان اونکو چاہئے استغفر اللہ استغفر اللہ
سچے دل سے جامع براہین کو پڑہنا چاہئے اور انکار محفل میلاد شریف سے باز رہنا چاہئے اور ایسے مشابہت دینے
سے بلاشبہہ استغفار کرنا واجب ہی جامع براہین کو نہ معلوم یہان کس نیت سے یہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہرہا ہی یا فقط
استغفار کے ساتھہ بہی اسکو استہزا کرنا ہی منظور ہے اب منصفین غور کرین کہ اسکے دماغ مین مرض سالب عقل ہے
یا نہین جو ایسے کلمات ناشایستہ وبی محل کہرہا ہے اسکی حال پر افسوس کرنا چاہئے یا نہین **قال** صاحب انوار
ساطعہ ہم اسوقت تک کا ثبوت کافی دیچکے کہ مشرق سے مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام اس عمل پاک کو
محمود اور مستحسن جانتے ہین پس کافی ہے ہمکو حدیث ابن مسعود رض کی کہ فرماتے ہین ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن یعنے جس چیز کو مسلمان لوگ اچہا جانین وہ اللہ کے نزدیک بہی اچہے ہین اور ہندوستان کے کسی نواح
یا ضلع مین اگر دس پانچ مولوی اس آخری دورہ مین کہ یہ فتنہ فساد کا وقت ہی اپنا ایک جرگہ باندہکر کچہہ اس عملکو
برا کہنے لگین تو کب عند اللہ مقبول ہوسکتا ہی اسکا تصفیہ بہی رسول اللہ فرماچکے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اتبعوا
السواد الاعظم اس حدیث کے معنے مین لاکہہ یہ لوگ سر پٹکا کرین اور کسی کسی کے اقوال شاذہ نقل کیا کرین
جو معنی اس حدیث کے جمہور محدثین کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جسکو مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے
اپنے مطبع کے مشکوۃ مین ملا علی قاری سے نقل کئے ہین سواد اعظم کو لکہا ہی یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر
المسلمین اور اسیطرح مولوی محمد اسحاق صاحب نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اس حدیث کے یہ معنی لکہے ہین کہ جو اعتقاد
اور قول وفعل اکثر علماء کے ہون لونکی پیروی کرو چونکہ یہ دونون عالم اس فرقہ کے نزدیک کمال مستند ہین
اسلئے انکے قول پر بس کرتا ہون نقل اقوال اور محدثین کی کچہہ حاجت نہین انتہی **قال** جامع براہین مولف نے
الفاظ یاد کرلئے ہین معنی تو کسی سے پڑہے ہی نہین یہ سمجہہ لیا کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوگئے تو وہ
امر جائز ہوگیا اور حال آنکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہر ارگہونکی نسبت ہوگئی
اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی کو جواب ہی لکہی گئی اور حدیث بدا الاسلام غریبا و سیعود غریبا فطوبے

للفزیار الحدیث اور مثل اسکے سبکو پس پشت ڈالدیا ہی کہ ان احادیث مین طائفہ اور غربا کی مدح ہو رہی ہے اب جب بدعت
مین انکو رد کردی تو اوس سے عجب نہین **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار ساطعہ نے گویا اسطرح دلیل استحسان محفل
میلاد شریف بیان کی کہ اوس محفلکو مسلمانونکے تمام ملکونمین علمار نے مستحسن جانا ہے اور جسکو تمام ملکونکے علما مستحسن
جانین وہ خدا تعالی کے نزدیک بہی مستحسن ہے پس یہ محفل خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے ثبوت جملہ اولی کہ صغری دلیل
کا ہی مولف انوار نے اسطرح جواب دیا کہ تمام ملکوں اسلام مین اس محفل کا بطور استحسان ہونا اور علما و فضلا کا اسمین شامل ہونا
اور اس محفلکی مدح و تعریف کرنا کتب سے ثابت کردیا چنانچہ انوار ساطعہ مین عبارات علما کی منقول ہین اور ثبوت جملہ ثانیہ کا
جو کبری دلیل کا ہی ساتھ حدیث ابن مسعود ماراٰہ المسلمون الحدیث کے جواب دیا اور بعضے لوگ جو بہ نسبت مجوزین کے اقل مین انکی
بڑائی سے کچھہ ضرر نہونا ساتھ حدیث اتبعوا السواد الاعظم کے ثابت کیا جسکے معنی اکثر مسلمان و اکثر علما کی بنقل
مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین کی بیان کی اور اس بیان سے دوسری دلیل کا بیان ہوگیا باینطور کہ بعد تسلیم کے کہ ایک
گروہ جو بمقابلہ مجوزین کی اقل اس محفل کے منکر بہی علما ہین تب بہی ہمارا مدعی حاصل باینطور کہ اس محفل کے مجوزین اکثر علما ہین
چنانچہ کتب سے منقول ہوا اور جس چیز کے مجوزین اکثر علما ہون وہ مامور بہ شارع کا ہی بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد
الاعظم اور سواد اعظم سے اکثر علما ہونا تمہارے دو مستند عالمون کے قول سے ثابت ہی دیکھو اس دلیل مین کوئی خدشہ نہین ہے گنگوہی
سفاہت سے نہ سمجہے یا مصداق یکتمون الحق وہم یعلمون کا بنی تو اوسکا علاج نہین ہے خدا تعالی اوسکو کافی ہی اور مولف
انوار کیطرف نسبت بر خیر معنی کے کرنا بدیہی البطلان ہی ہان جامع براہین نے معنے اپنی طرف سے گہڑ رکھے ہین جو تمام دنیا کے خلاف ہین
اور وہ نہ مراد شارع ہی جیسا کہ حدیث لایزال طائفہ کے معنی قرار دئے ہین کہ ایک اہل مقابلہ تمام دنیا کے علماء کے جو کروڑون ہون
حق پر ہی اور تمام دنیا کے کروڑون علمائے باطل پر ہین کسی نے آجتک یہ معنی حدیث کے نکی اور نہ کسی نے مراد شارع علیہ السلام یہ
بیان کی جامع براہین دہاتی نے یہ مراد گہڑی ایسے معنے تو بیشک مولف انوار کیا صحابہ رسول اللہ صلعم بلکہ رسول اللہ صلعم
لیکر آجتک کسیکو نہین آتی ہین اور نہ ایسے معنے کسی نے کسیکو بتائے ہین ہان شیخ نجدی کو آتے ہونگے اوسکو جو کوئی استاد بنائے
یا جس نے بنایا ہو وہ جانتا ہی مولف انوار و دیگر اہل اسلام تو اوسکی شاگردی سے پناہ ہی مانگتے ہین اور یہ جو کہا کہ یہ سمجھہ لیا ہے
کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوئے تو وہ امر جائز ہوگیا، بیشک جو مسلمان ہی اور آنحضرت صلعم کو اس قول مین سچے
اتبعوا السواد الاعظم اپنا مقتدی جانتا ہی اور اوسپر اعتقاد کہتا ہی اور اس پر عامل بہی ہے تو ایسا ہی جانیگا کہ جسپر اکثر علما ہون
اوسکی پیروی کرنا چاہئے تمہارے مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین نے ان معنی کو کیون قبول کیا اگر یہ معنی حق نہین ہین تو کیا زمانہ
مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین تک تو ان معنی کی حقیقت تہی اب جامع براہین پر وحی آنی سے نعوذ باللہ من ذلک
یہ معنی منسوخ ہوگئے یہ تو وہی قبول کریگا جو جامع براہین پر وحی آنیکا معتقد ہو کر اپنا ایمان کہو دیگا وہابیہ کو ایما کیا پرواہ ہے

شیخ نجدی و مولوی اسمٰعیل مقتول کا قول غلط نہ ہو جانیکا خوف ہی اسواسطے یہ مزخرفات جامع براہین وغیرہ وہابیہ کو اختیار کرنا پڑا ہی اور یہ جو کہا کہ (حالانکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہو گئی) یہ قول جامع براہین کا اس پر مبنی ہی کہ آنحضرت صلعم نے جو معیار ہمکو واسطے دریافت حق و باطل کے بتا دیا ہی اوسکو یہ جامع براہین نہین مانتا ہی اسواسطے کہ اوس معیار پر رکہنے سے وہابیہ کا اہل باطل ہونا بخوبی معلوم ہو جاتا ہی مسلمانونکو چاہئیے کہ اوس معیار کو خوب محکم پکڑ لین تاکہ درمیان اہل بدعت و اہل باطل اور اہل حق و اہل سنت کے درمیان تمیز حاصل رہی اہل حق و اہل باطل کے تمیز اوسی معیار سے ہی ہوتی ہے اور اس دعوی مین کہ حق وہ ہی جسپر آنحضرت صلعم و اصحابہ رضی آنحضرت صلعم کے ہین اور وہ ہم مین ہی پایا جاتا ہی تمام فرقہ مدعی اسلام شامل ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے اعتقاد و فعل کو آنحضرت صلعم و صحابہ کیطرف منسوب کرتا ہی اور اس معیار مین کوئی کچہہ نہین کر سکتا ہے وہ معیار وہی حدیث ہی جو مؤلف انوار سے بیان کی ہے اتبعوا السواد الاعظم محققین تصریح فرماتی ہین مراد اس حدیث کی یہ ہی کہ اتباع اکثر علما مسلمین کرو اسواسطے کہ جس اعتقاد و فعل و قول پر وہ ہین حق ہے اور ما عداہ اوسکا باطل ہے چنانچہ صاحب مجمع البحار فرماتی سیل اتبعوا السواد الاعظم عب یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ فط ای انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوہم فیہ فانہ ہو الحق وما عداہ الباطل فی اصول الدین واما الفروع فیجوز فیہا اتباع کل من المجتہدین انتہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ جسپر اکثر علما مسلمانونکے ہووین وہ ہی حق ہین اور ما عدا اوسکا باطل ہے پس اہل بدعت وہی علما ہین جو مخالف اکثر علماء مسلمین کے ہین اور اس زمانہ مین بھی اہل بدعت روافض و خوارج وغیرہم تہتر فرقونکے علما تمام ملکون کے جمع کئے جاوین کہ اونمین وہابیہ کو بھی لے لیا جاوے تب بہی تمام ملکونمین جو علماء اہل سنت و جماعت ہین اونکے ربع بلکہ ثمن کو بہی نہ پہونچینگے چہ جائیکہ ہزار گونہ کی نسبت اون علماء اہل بدعت کو ہووے علماء اہل سنت و جماعت سے جامع براہین جو نسبت درمیان اہل سنت و اہل بدعت کی بتاتا ہی اگر اوس سے یعنے دونون فریق سے مراد لیتا ہی تو کذب و دروغ ظاہر ہی اور اگر جہال مراد لیتا ہی قطع نظر اوس سے کہ جہال اہل سنت کو وہ برابر بھی نہین چہ جائیکہ زیادہ ہووین ہم کہتی ہین کہ اعتبار مسائل مین علماء کا ہی نہ جہال کا اختلاف مسائل مین کرنا علماء کا کام نہ جہلاء کا پس جہلاء کا اعتبار ہونا ہرگز مسلم نہین ہے جامع براہین کو بیعلمی کے باعث سے اتنی خبر نہین کہ معیار تمیز حقمین کہ حدیث اتبعوا ہی مراد علماء ہین بدون سمجہے و سوچے مبتدعین زیادہ بتانے لگا ہی اور ادعاء باطل کرنے لگا ہی اگر جامع براہین سچا ہی تو تمام ملکون کے علماء اہل بدعت تہتر فرقونکو مع وہابیہ کے شمار کر کے اور اہل سنت کی بہی تمام ملکون کے علماء شمار کر کے زیادت انکی ثابت کرے ورنہ جہوٹ صرف کا مرتکب ہی اور اگر جہال بھی اس شمار مین معتبر ہونا جانتا ہی تو کسی محقق کی کتاب سے ثابت کرے کہ اونکا بہی اعتبار ہی الغرض علماء فریقین حدیث اتبعوا السواد الاعظم مین مراد ہین

اورجہ

اور جب کہ اکثر علما ہوں اوسکی حقیقت اور اوسکی مخالف کا بطلان ثابت ہوا اور ہرگز علما اہل بدعت نہ اول کبھی زیادہ
ہوئے علماء اہل سنت وجماعت سے اور نہ اس زمانہ مین زیادہ ہین اور نہ آیندہ انشاء اللہ زیادہ ہونگے جامع براہین
دو چار یا دس بیس وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت مین شمار کرتا ہے اور باقی تمام امت کو اہل بدعت بتاتا ہے
اس زعم فاسد پر مبنی کرتا ہے کہ اہل سنت سے اہل بدعت زیادہ ہین اور یہ خیال خام جامع براہین کا ہے بلکہ اہل سنت وجماعت
وہی علماء ہین جو اکثر ہین موافق حدیث آنحضرت صلعم کے جسکا بیان ہو چکا ہے اور اب بھی وہی زیادہ ہین علماء اہل بدعت
سے اور وہابیہ ہرگز اہل سنت وجماعت مین نہین ہین اور یہ عقیدہ جامع براہین کا بھی خلاف حدیث نبوی کے ہے کہ جماعت
قلیلہ علماء کے حق پر اور جماعت کثیرہ علماء کے حق پر نہین ہے اور حال آنکہ حدیث نبوی سے بھی جماعت کثیرہ کا حق پر ہونا
ثابت ہے پس اس سے ہی اہل بدعت مین سے ہونا جامع براہین کا معلوم ہوا اور حدیث لا یزال طائفۃ من امتی کا حال بھی
بخوبی واضح ہو گیا کہ وہ طائفہ اہل اسلام کا مراد ہے بمقابلہ کفار وملحدین کے نزدیک اکثر کی اور یہ مراد ہرگز نہین ہے کہ طائفہ
قلیلہ علماء کا بمقابلہ طائفہ کثیرہ وجماعت کثیرہ علماء کے حق پر ہوتا ہے اور بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبی للغرباء
الحدیث کا یہ بھی یہ مطلب ومراد ہرگز نہین ہے کہ جماعت قلیلہ علماء کی بمقابلہ جماعت کثیرہ حق پر ہووے اوسکی یہ مراد لینا ہی غیر مراد
شارع کو مراد شارع زعم کرنا ہے جو ضلالت وگمراہی ہے بلکہ اس حدیث کی مراد شارحین حدیث نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام غریب
ہو کر شروع ہوا یعنے اول مین اسلام پر چلنے والے قلیل تھے تھوڑے لوگ اسلام لائے تھے اور کفار بہت کثرت سے تھے اور آخر مین
بھی مسلمان لوگ کم ہونگے اور کفار بہت ہونگے پس طوبی ہے یعنے جنت ہے غربا کیواسطے یعنے مسلمانونکے واسطے اول اسلام
وآخر اسلام مین بسبب صبر کرنے انکی کے اذا رسانی کفار پر چنانچہ مجمع البحار مین ہے نہ ان الاسلام بدأ غریبا ای کان فی
اول امرہ کوحید لا اہل عندہ لقلۃ المسلمین وسیعود ای یقلون فی آخر الزمان فطوبی ای الجنۃ للغرباء
ای المسلمین فی اولہ وآخرہ لصبرہم علی اذی الکفار ولزومہم الاسلام انتہی دیکھو حدیث نبوی کی کیا مراد ہے اور یہ
جامع براہین اپنے بدعت ضلالت کی ثبوت کیواسطے اور اپنے وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت مین منحصر کرنے کیلئے اور
اہل سنت وجماعت کو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج کرنیکے سبب سے ارتکاب ان مزخرفات وتحاریف معنویہ
احادیث نبویہ کا کرتا ہے نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی کا خوف اوسہی شخص کو ہوتا ہے جو ایمان والا ہوتا ہے وہابیہ کو
اس سے کیا علاقہ ہے پس حدیث لا یزال طائفۃ وحدیث بدأ الاسلام غریبا وامثالہما کا پس پشت ڈالدینا جو یہ جامع
براہین ہے مؤلف انوار ساطعہ کیطرف نسبت کرتا ہے یہ بھی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اسنے اسکو مبنی کیا ہے کہ ان
دونون حدیثون وامثالہما کی مراد اسنے یہ قرار دی تھی کہ بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء کی جماعت قلیلہ علماء کے حق پر ہوتی ہین
اور جماعت کثیرہ علماء کے باطل وناحق ہوتی ہین جب اسکا بطلان بخوبی واضح ہو گیا وفساد لائح ہو گیا تو پس پشت ڈالنے کی نسبت کرنا

تہی فاسد و باطل ہوئی اور بمقابلہ جماعت کثیرہ علمار مسلمین کی مدح طائفہ کے کہ جامع براہین کے نزدیک ایک مردہ ہے
اور غربا کی کہ جامع براہین کے نزدیک فرقہ وہابیہ ہی انہونا واضح ہوگیا اور جامع براہین کی بے علمی و تعصب و سفاہت کو بہی
منصفین نے جانلیا اور یہ جو کہا کہ حب بدعت مین انکو رد کردی تو اوس سے عجب نہین اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جامع
براہین اپنی تقریر پر تزویر کو لچر و لغو اول سے ہی جانتا ہی اور اوسکو خیال ہی کہ اسکے اہل سنت و جماعت ٹکڑے
اوڑا دینگے اور ہباءً منثورا کردینگے اور بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوا کہ اوسکی تقاریر کا ہم سنت و جماعت نی خاکہ اوڑا دیا
اور اسکے عقیدہ فاسدہ و بغض قلبی پر جو اسکو ذکر ولادت و فضائل با تعظیم سے ہے مسلمانونکو آگاہ و خبردار کردیا
یہ ہمارے حق مین حب بدعت کا قول کرتا ہی تو مرض قلبی کے سبب سے اسکو حب سنت حب بدعت معلوم ہوتی ہی کرتا ہی ایسے
لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بہی تہے زبانی مسلمان تہے اور ایسے ایسے طعن اہل حق کے بارہ مین کرتے اور اونکی افعال
محمودہ کو قبیحہ بتاتے تہے اس زمانہ مین ہونا کیا عجب ہے **قال** جامع براہین سو سنو کہ ان احادیث سے تو مراد یہ ہی کہ
جسوقت مین کہ تمام دنیا مین حب دنیا و جاہ و اتباع ہوئی ہوجائیگا اوسوقت مین وہی دو چار متبع سنت مقبول ہونگے
انکو طوبی ہو انتہی **اقول** و باللہ التوفیق ان احادیث کے معنے ہم بنقل از شراح احادیث معتبرین بیان کرچکے اور جو انکے
معانی ہین وہ خوب واضح ہوچکی کہ کونسی سفیہ کو دن ہوگا جو شراح حدیث کی معانی بیان کئی ہوئے کو نہ مانیگا او جامع
براہین کی مزخرفات کیطرف جو کسی شرح وغیرہ کا حوالہ نہین دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کے احادیث کی معانی جو چاہتا ہے
اپنی خواہش کیموافق بنالیتا ہی التفات کریگا اور ایسے معانی دو چار وہابیہ ہی سینگے اہل سنت و جماعت کیواسطے
جو شراح سابقین نے مراد احادیث نبویہ بیانکی ہے کافی ہے یہ مزخرفات جامع براہین کی سننے کی حاجت نہین ہے
مصرع ما چشم گوش خویش بہر خبر نمیکنم نکیا یہ گنگوہی ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و ابن حجر و ابن خزری و ابن
جوزی و سخاوی و ابوشامہ و قسطلانی و محمد بن صاحب مجمع البحار و شیخ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر محدثین اور
فقہا کو جو مجوزین محفل مذکور کی ہین اون تمام کو متبع سنت نہین جانتا ہی اگر انکو متبع سنت یہ نہین جانتا ہی جنکی
کتابون پر آجکل سمجہنا و سمجہانا احادیث کا موقوف ہی تو دوسرے کونسے علمار کو متبع سنت جانیگا اور کونسے علما کے
اقوال پر عمل کریگا اگر متبع سنت جانتا ہی تو یہ تمام محفل میلاد شریف کے قائل ہین یہ تو دو چار سے بہی زیادہ ہین
بطریق اولی اونکا قول مقبول جامع براہین کو جاننا چاہئے اب یہ عذر شاید جامع براہین پیش کریگے کہ دو چار سے
وہ مراد مین جو فرقہ وہابیہ مین سے ہون اور یہ علمار فرقہ وہابیہ مین سے نہ تہے پہر تو خوب حال جامع براہین کا کہلجائیگا
کہ اسکے نزدیک امت محمدیہ صالحہ جب ہی سے ہوئی کہ جب سے محمد بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا لکن اہل سنت و جماعت کا پہر بہی
ہی اعتراض باقی رہیگا کہ دو چار کو بمقابلہ جم غفیر و جماعت کثیرہ علمار کے متبع سنت مقبول کہتا اور جم غفیر و جماعت

کثیرہ علماء کو متبع ہوی وناحق پر بتانا عقیدۂ خلاف حدیث کے اور بدعت ضلالت ہی اور وہابیہ کا متبع سنت ہونا
ہرگز ہمکو مسلم نہین ہے مخزن ومعدن بدعت وہابیہ ہی ہین لانہ ہبی ونیچریت وآخر مین عیسائی ہوجانا ہم نے انہین
مین دیکہا ہے ناواقف یا متعصب انکار کرے تو ہمارا علم کسیکے انکار سے مرتفع نہین ہوا جاتا ہے پس مبتغین بدعت کو
اہل سنت قرار دینا استہزا سنت کی ساتھہ کرنا ہی اور اپنا ایمان بگاڑنا ہی پر حیلہ وبہانا ودغابازی وابلہ فریبی سے جامع براہین
یہی چاہتا ہی کہ وہابیہ نے جو بدعت نکالی ہے اوسکا رواج ہوجاوے اور اہل سنت وجماعت اونکی گمراہی کی حقیقت قائل ہو
جاوین لکن کچہہ نہین چلتی جامع براہین کیلئے در القائل سے وما کل مایتمنی المرء یدرکہ ٭ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن

قال جامع براہین اور حدیث ما راٰہ المسلمون اسکے یہی معنی ہین کہ اگر کسی امر مین نص صریح وقرآن وحدیث و
اجماع امت سابقہ سے نہو اور آئین پر باشارہ نص ودلالت نص تمام علماء جمع ہوجاوین کیونکہ لام استغراق کا المسلمون
مین موجود ہی اور اسلام مطلق سے فرد کامل اہل اسلام کی مراد ہی تو کمل مسلمین علماء مجتہدین ہی ہوتے ہین پس تمام
علماء کملاء اوسکو دلالۃ النص سے بوجہ اسلام کامل کے حسن اعتقاد کرین اور جانین کیونکہ مشتق مین مشتق منہ حکم کی ہوتا ہی
پس ایسا امر عند اللہ بہی حسن ہوگا اور اسکے معنی بعینہ وہی ہین کہ فرمایا لا تجمع امتی علی الضلالۃ اور یہ اور وہ
دونون حدیث اجماع قطعی کو ارشاد فرماتی ہین انتہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ معنی بہی حدیث ما راٰہ المسلمون کے
جامع براہین کے اختراع صرف ہی جو کسی نے آجتک بیان نہین کی ہین اشارہ نص ودلالت نص کے ساتھہ جمع ہونیکی
قید لگانا اور بدون اوسکے اجتماع علماء کو حجت نجاننا باوجودیکہ یہ کسی عالم محققین نے نہین فرمایا ہی اور کسی مجتہد سے
یہ منقول نہین ہی اگرچہ کسی درجہ کا مجتہد ہووے یہ حدیث ما راٰہ المسلمون مین قید اپنی طرف سے لگا کر نص حدیث
کو مقید کرنا راہ سے ہی یہ جامع براہین اول سے آخر تک براہین قاطع مین یہی گاتا ہی کہ تقیید مطلق جائز نہین اور نص
کا مقید کرنا ناجائز ہے یہان غشاوہ تعصب کے سبب سے سب کچہہ بہولگیا اور اپنی رائے ناقص وفاسد وباطل سے یہ قید
حدیث مین بڑہائی جو کسی لفظ حدیث مین کسیطرح مفہوم نہین ہی اور المطلق یجری علی اطلاقہ کو جو جابجا لکہتا
چلا آتا ہی سبکو یہان ہضم کر گیا عجب آدمیت ہی کہ قیاس جلال الدین سیوطیؒ وقیاس ابن حجرؒ واقوال دیگر علماء محققین
کو اس قاعدہ سے رد کرتا چلا آتا ہی باوجودیکہ وہان ہرگز تقیید مطلق کی موجود نہین ہی چنانچہ اوپر گذرا ہی اور یہان
بلاشبہ تقیید مطلق کی ہونا واضح ہے اوسکا کچہہ خیال نہین منصفین اس جامع براہین کی تعصب وبیعلمی کو خیال کرین
اور اوسکی بیعقلی کی داد دین سند اجماع قیاس ہونا بہی تو جائز ہے اور دلالت نص واشارت نص کو کوئی قیاس
نہین قرار دیتا ہے اور کسی نے ہمارے علماء محققین مین سے اشارت نص ودلالت نص کی قیاس ہونیکی تصریح نہین
فرمائی ہے اور سند اجماع کا قیاس بہی ہونا تمام کتب اصول مین لکہا ہی اور اوپر عبارت توضیح وتلویح سے گذر بہی چکا ہے

اور اس قول جامع براہین سے مفہوم ہو کہ اجماع و استحسان تمام علمار کی سند قیاس ہووے تو وہ اجماع و استحسان جائز
نہین ہی اس امر کا ثبوت جامع براہین کے قول ساتھہ مفہوم مخالف کے ہے جو متفاہم عرف مین معتبر ہے اوپر عبارات
شامی سے گذر چکا ہے اور اعتبار قیاس کا نکرنا واسطے اجماع و استحسان کے مخالف ہی اقوال فقہاء کے پس مردود
ہونا اس قول جامع براہین کا ظاہر و باہر ہے بلکہ تلویح و توضیح سے اوپر گذر چکا ہی کہ اجماع امت لذاتہ حجت شرعیہ
ہی موقوف و مبنی سند پر نہین ہے اور یہ اعتبار و حجت شرعیہ ہونا اجماع کا بسبب کرامت امت کے ہے چنانچہ عبارت
عبارت توضیح و تلویح مین مصرح ہے جو اوپر گذری پس بطلان شرط جامع براہین کا ظاہر ہی اور جامع براہین نے تمام علمار کا
جمع ہونا بھی شرط کیا ہی اور قید ایک زمانہ کی علمار کی نہین لگائی ہے جس سے مفہوم ہو کہ ایک زمانہ کے علمار کا جمع ہونا
ثبوت اجماع و استحسان کیواسطے کافی نہین ہی یہ خلاف تمام جہان کے ہے کہ تمام محققین کتب اصول مین قید عصر واحد کی
لگاتے ہین اور یہ جامع براہین اپنی نادانی سے نہین لگاتا ہی اگر جامع براہین یا کوئی اوسکا چیلہ یہ جواب دیوے کہ ایک زمانہ
کی تمام علمار مراد مین تصریح اُسکی اسواسطے نکی کہ کتب مین موجود تہی تو جواب اوسکو دیا جاویگا کہ تم کتابون کے موافق
کہان چلتے ہو اگر کتاب کے موافق تمہاری مراد ہوتی تو بہلا بتاؤ کون سی کتاب مین یہ شرط دلالت نص و اشارت نص
کی جو تمنے بڑہائی ہی لکہی ہے کیا افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کی مصداق اور بہت سے اقوال تمہارے
اوپر گذر چکے ہین کہ کتب سے بالکل خلاف ہین پہر یہ کسطرح تمہارے حق مین مان لیا جاوے کہ تم کتاب کے موافق کہتے ہو
اور مارآہ المسلمون مین لام استغراق کا جو یہ کہتا ہی جس سے تمام علمار کا جمع ہونا شرط اجماع و استحسان کی ثابت
کرنا چاہتا ہی تو استغراق کی دو قسم ہین ایک حقیقی و دوسری عرفی قال فی المطول (وہو) ای الاستغراق (ضربان
حقیقی) وهو ان یراد کل فرد مما یتناوله اللفظ بحسب اللغة (نحو عالم الغیب والشهادة) ای کل غیب و
شهادة (وعرفی) وهو ان یراد کل فرد مما یتناوله اللفظ بحسب متفاهم العرف (کقولنا جمع الامیر الصاغة)
ای صاغة بلده (او مملکته) لانه المفهوم عرفاً لا صاغة الدنیا انتہی اگر استغراق حقیقی لیا جاوی تو تمام مسلمان
اولین و آخرین حاضرین و غائبین کو لفظ المسلمون شامل ہے خواہ کسی زمانہ اور کسی مکان کے ہون اس تقریر سے
تو کوئی اجماع متحقق نہین ہوسکتا ہی اور لازم آتا ہی کہ آجتک کسی امر پر اجماع تحقق نہین ہوا کیونکہ اس اعتبار سے
قیامت تک جو مسلمان پیدا ہونگے جب تک اونکا بھی اتفاق نہووے تو اجماع کا تحقق نہین ہے اور بطلان اسکا بدیہی ہے
تو پس واضح و لائح ہی کہ استغراق حقیقی مراد ہرگز نہین ہی استغراق عرفی حدیث ما راہ المسلمون مین لیا جاوے
تو استغراق عرفی کا تحقق اسطرح بہی ہوسکتا ہی کہ ایک زمانہ اور ایک مکان خاص کہ تمام مسلمان اہل علم کو شامل ہووے
اور مسلمون سے مراد فرد کامل ہین جنکے ایمان و اسلام مین شک و شبہ نہین وہ سوائی اہل سنت و جماعت دوسرا

کوئی فرد

کوئی غیر فرقہ روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ و مرجیہ و وہابیہ وغیرہ نہیں ہوسکتا ہی کیونکہ سبب وقوع و شک شبہ
کے اونکے ایمان مین وہ فرد کامل نہین ہین اسیواسطے اجماع مین اونکا اعتبار نہین ہے امام رازی تفسیر مین تحت
آیت کے یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہی فرماتے ہین اور عامی کو بہی
اسی سبب سے خارج کرتے ہین کہ اطاعت اولوالامر کا حکم آیت مین ہے اور عامی آمر و ناہی فی الشرع نہین ہے اور
علماء غیر مستنبطین کو بہی اسی سبب سے خارج کرتے ہین کہ اونکے امر و نہی کا شرعاً اعتبار نہین ہے اور لکہتے ہین اونکے
یعنی علماء مستنبطین کی مجرد قول سے اجماع منعقد ہوجاتا ہی اور بعد خلاف کی بہی اجماع حاصل ہوجاتا فرماتے ہین
اور انقراض عصر شرط نہین ہے چنانچہ عبارت اونکی جسمین تمام امور مذکورہ ہین یہ ہے المسئلة الحادية عشر
قد دللنا علی ان قوله واولی الامر منکم یدل علی ان الاجماع حجة منقول کما انه دل علی هذا الاصل فکذلک
دل علی مسائل کثیرة من فروع القول بالاجماع ونحن نذکر بعضها الفرع الاول مذهبنا ان الاجماع لا ینعقد
الا بقول العلماء الذین یمکنهم استنباط احکام الله من نصوص الکتاب والسنة وهولاء هم المسمون
باهل الحل والعقد فی کتب اصول الفقه فنقول الآية دالة علیه لانه تعالی اوجب طاعة اولی الامر
والذین لهم الامر والنهی فی الشرع لیس الا هذا الصنف من العلماء لان المتکلم الذی لا معرفة له بکیفیة
استنباط الاحکام من القرآن والحدیث فدل علی ما ذکرناه فلما دلت الآية علی ان اجماع اولی الامر حجة علمنا
دلالة الآية علی انه ینعقد الاجماع بمجرد قول هذه الطائفة من العلماء واما دلالة الآية علی ان العامی غیر
داخل فیه فظاهر لانه من الظاهر انهم لیسوا من اولی الامر الفرع الثانی اختلفوا فی ان الاجماع الحاصل
عقیب الخلاف هل هو حجة والاصح انه حجة والدلیل علیه هذه الآية وذلک لانا بینا ان قوله واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم یقتضی وجوب طاعة جملة اهل الحل والعقد من الامة وهذا یدخل فیه ما حصل بعد الخلاف
وما لم یکن کذلک فوجب ان یکون الکل حجة الفرع الثالث اختلفوا فی ان انقراض اهل العصر هل هو شرط
والاصح انه لیس بشرط والدلیل علیه هذه الآية وذلک لانها تدل علی وجوب طاعة المجمعین وذلک یدخل
فیه ما اذا انقرض العصر وما اذا لم ینقرض الفرع الرابع دلت الآية علی ان العبرة باجماع المؤمنین لانه تعالی
قال فی اول الآية یا ایها الذین آمنوا ثم قال واولی الامر منکم فدل هذا علی ان العبرة باجماع المؤمنین واما سائر
الفرق الذین یشک فی ایمانهم فلا عبرة بهم انتهی الغرض استغراق عرفی کی تقدیر بمعنے حدیث کہ یہ ہوئی کہ ہر زمانہ کے کسی
مکان کے علماء اہل سنت وجماعت کسی قول و فعل کو حسن و نیک جانین تو وہ اللہ کے نزدیک بہی حسن و نیک ہی اور تمام
علماء بہیئت زمانونکی بہیئت تمام مکانونکی حسن جانین تو اوس کا بطریق اولی حسن و نیک ہونا ثابت ہوگا خدا تعالی کے نزدیک

پس اشارت نص و دلالت نص و تمام علمار جہان و تمام زمانون بہت زمانون کا اتفاق استحسان کے تحقیق کیواسطے ضرور نہین ہے
اور کسیطرح اس مرادتحدیث مین دلالت نہین ہے لام استغراق کیواسطے ہونا ہرگز اس محلمین اسکو نہین چاہتا ہی اور ہمارے فقہا
عرف و تعامل اگرچہ ایک موضع و ایک زمانہ کا ہو شرعًا معتبر ہونا فرماتے ہین اوس زمانہ اور اوس مکانمین بدلیل اسیہی حدیث کی درمختار
کی کتاب الوقف مین ہے لان التعامل یترک بہ القیاس لحدیث ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن انتہی
اسکی بحث مین رد المحتار مین ہے وعلی ہذا فالظاہر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتہر فیہ دون
غیرہ فوقف الدراہم متعارف فی بلاد الروم دون بلادنا ووقف القاس والقدوم کان متعارفا فی زمن
المتقدمین ولم نسمع فی زماننا فالظاہر انہ لا یصح الاٰن وان وجد نادرا لا یعتبر لما علمت من ان التعامل ھو
الاکثر استعمالا فتامل انتہی یہہ عبارت اوپر بھی گذر چکی ہے یاد دہانی کو پہر ذکر کر دے اس سے صاف معلوم ہی کہ جس موضع
و مکانمین عرف پایا جاتا ہو وہان معتبر ہی اور اسکے سوامین معتبر نہین اور دلیل یہی حدیث ہی اگر ایک زمانہ کی تمام مکانونکے
علمارکا نیک جاننا عرف و تعامل کے اعتبار کیواسطے ضرور ہوتا اور حدیث کی بھی یہی مراد فقہار کے نزدیک ہوتی تو فقط ایک
موضع کا عرف و تعامل معتبر کیونکر فرماتے اور ہمارے علمار نے جو اس حدیث کو اجماع کی دلیل قرار دیا ہی تو وہ اسطرح مستقیم ہی کہ جب
ایک موضع کے مسلمانونکا کسی چیز کو حسن جاننا موجب اوسکے حسن عند اللہ ہونیکو ہے تو تمام مواضع کے علمار مجتہدین
کسی چیز کو حسن جانین تو وہ چیز بطریق اولی عند اللہ حسن ہے پس استدلال علمار کا اس حدیث سے بطور دلالت نص
اولی کے ہے جسطرح لا تقل لنهما اف سے استدلال حرمت ضرب پر کوئی کرے پس دلیل اجماع ہونا مانع ہمارے مقصود
کو نہوا اور عبارت فقہار عرف و تعامل کے بارہ مین جو کتب فقہیہ مین ہی چنانچہ بعض کتب کی عبارات اوپر گذر بہی چکی ہین
اور اب یہ دوبارہ بہی درمختار و ردمحتار سے نقلکی گئی ہین ان عبارات فقہار سے عرف و تعامل کے ثبوت کیواسطے جسکی دلیل
حدیث ما راٰہ المسلمون ہے یہ معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہی کہ وہ اہل عرف و تعامل مجتہدین ہووین اور غیر مجتہدین کا
عرف تعامل معتبر نہین ہے اور اوپر مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم سے گذر چکا ہی کہ اتفاق علمار محققین علے امر الاعصار
حجت مانند اجماع کی ہے اگرچہ وہ اتفاق کرنیوالے مجتہدین نہون پس اس سے خوب واضح ہی کہ تعامل و تعارف کی معتبر
ہونیکے واسطے اجتہاد ضروری نہین ہے ہان اجماع اصطلاحی کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہی اور استحسان
و تعارف ملحق بالاجماع ہے چنانچہ اوپر بکمر رنور الانوار سے گذرا ہے و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی اگر استحسان
و تعامل و تعارف کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہوتا اور بدون مجتہدین کے غیر مجتہدین سے استحسان و تعامل کا
تحقق نہوتا تو تعامل و استحسان عین اجماع ہوتا نہ ملحق بالاجماع اور نتائج الافکار سے بہی اوپر گذر چکا ہی کہ تعامل
بمنزل اجماع کی ہے جب اتفاق مجتہدین اسکی ثبوت کیواسطے شرط ہوتا نزدیک فقہار کرام کے تو بمنزل اجماع کیون

فرماتے ہین اجماع فرد او اجماع مین اتفاق اکثر زمانہ کے تمام مجتہدین کا شرط ہی فقط ایک موضع کے علما کا اتفاق کافی
نہین ہی اور استحسان مین ایکموضع کے علما و مسلمین کا اتفاق ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے
ہی پس اتفاق تمام مجتہدین کو استحسان کے تحقق کیواسطے شرط کہنا اور بدون اسکے ثبوت استحسان
واضحہ عدم علم جامع براہین پر کرتا ہی اور مسلمون سے فرد کامل مجتہدین کاملین کو ہی بتانا ہی سفاہت صرف
بہی کوئی قائل نہین ہوا ہے فمن ادعی فعلیہ البیان اولی الامر و اھل الذکر سے مراد تو مجتہدین ہونا
مومنین و مسلمین سے مراد مجتہدین ہونا یہ ایجاد بندہ ہے شاید یہ چال وروش سید احمد خان تفسیر احمدی
سیکہی ہے ہر ایک حدیث کے معانی تمام جہان سے علیحدہ ہے اختراع کئے جاتی ہین قرآن شریف واحادیث مین
و مسلمین کیواسطے دخول جنت کی خبر دی ہے سب جگہہ مجتہدین ہی مراد لیکر دخول جنت کو بہی مجتہدین کے ہی واسطے
کرے یہ جامع براہین کا بہی وہابیہ جہلاء کا حرمان دخول جنت سے قبولکرے بلکہ فرد کامل اسلام صحابہ کرام ہین بہ نسبت
مجتہدین تابعین کے اور بہ نسبت صحابہ کے انبیاء علیہم السلام فرد کامل اہل اسلام کے ہین پس یہ تمام امور استحسان و دخول
جنت وغیرہا مخصوص انبیاء علیہم السلام کے ساتھہ کرنا چاہیئے باقی تمام کو خارج ماننا چاہیئے ایسے جہالات کا کیا ٹھکانا ہو کہ
جس سے تمام احکام شرعیہ درہم برہم ہو جاوین اور مشتق مین لمبداء علت حکم ہوتا ہی یہ مسلم ہی لیکن یہان مبداء اسلام
نہین ہے اسلام سے مراد اجتہاد لینا یہ اجتہاد فاسد و استنباط کاسد جامع براہین کا ہی یہ وہابیہ کے حق مین
جنکے واسطے جامع براہین احکام جدیدہ گہڑ نیکو مجتہد بنا ہے اہل سنت وجماعت مین کوئی ایسے اجتہاد جامع براہین
دوسرے وہابی کو تسلیم نہین کرتے ہے اور اس حدیث یعنے ماراٰہ المسلمون اور لاتجمع امتی علی الضلالۃ
معنا ایک بہی بعینہ بتانا بہی غلط محض ہے حدیث اول مفید استحسان کو ہی جو ملحق بالاجماع و بمنزلہ اجماع
اور حدیث لاتجمع امتی مثبت عین اجماع ہے و بینہما بون البعید اور اجماع قطعی کا ارشاد ہونا بہی ان
فیہ و منظور فیہ اب منصفین غور فرماوین کہ جامع براہین نے فقط الفاظ کسی سے سنکر یاد کرلئے اور معنی
نہین پڑہی یا صاحب انوار ساطعہ نے اتنی امن جامع براہین کو خبر نہین کہ جو صاحب انوار کو یہ کہتا ہی
نکلتا ہے جیسے آسمان کا تہوکا منہہ پر آتا ہی قال جامع البراہین پس مولف آنکہہ لگا کر دیکہے
اور اجماع کس وقت اور کس شرائط سے قابل اعتماد ہوتا ہی اور یہان قیود مروجہ مولود مین وہ شرائط
بحث ادلہ اربعہ مین کہا گیا ہے اگر مولف کو کچہ علم ہے تو دیکہہ لیوے تو شاید سمجہہ جاوے کہ یہی جگہہ
من امتی اور طوبی للغربا کا مورد ہی اور یہ مجلس مروجہ خارج از ادلہ اربعہ ہے زیادہ تطویل کرنا اور بار بار اعادہ کرنا
مضامین کا کچہہ ضرور نہین اقول وباللہ التوفیق اب ہی ہم تمکو بتا چکے ہین کہ اجماع منعقد ہوتا ہی ساتھہ

اہل سنت وجماعت اور مجبرہ قول اونکی سے انعقاد اوسکا ہو جاتا ہے اور کوئی وقت خاص اجماع کا نہین ہے جسوقت اتفاق
علماء مستنبطین ہوگا اجماع ہو جاویگا اور بدعتی وفاسق نہونا شرط ہے یہان قیود مروجہ مین اتفاق علماء مستنبطین
مانند جلال الدین وابن حجر وابن جزری وسخاوی وملا علی واعیان علماء امصار علی ممر الاعصار پایا گیا ہی یہ علماء
اگرچہ مجتہد مطلقًا نہ تھے لیکن اہل استنباط ہونے سے خالی نتھے اسہی واسطے جلال الدین سیوطی وابن حجر نے استنباط
وقیاس حدیث عقیقہ وعاشورہ پر کرکے محفلکو ثابت کیا اہل استنباط مین سے یہ لوگ نہ ہوتے تو استنباط انکو کرنا ہرگز درست
نہوتا یہ قیاس انکا سند اجماع جاننا چاہئے اور مستنبطین انکی زمانہ اور زمانہ لاحق کے اس محفل کی جواز و استحباب پر
متفق ہوئی تمام ملکون مین بلکہ ان سے قبل بہی متفق تھے اور کسی اقل قلیل کا انکار مانند فاکہانی کہ بلا دلیل اوسکا انکار ہی
مضر اجماع واتفاق کو نہوا چنانچہ اوپر گذر چکا ہی اور بالفرض اگر اس اتفاق کو اجماع نکہو تو اتفاق محققین فی الامصار
علی ممر الاعصار ہونیمین شک نہین ہے منصفین کے نزدیک اور ایسا اتفاق مانند اجماع حجت شرعیہ ہے چنانچہ اوپر گذر
چکا ہے اور استحسان علماء امصار علی ممر الاعصار کو ہی جو ملحق بالاجماع ہے اب جامع براہین آنکہہ کہولکر دیکہے کہ یہ
ادلہ شرعیہ جواز قیود کے موجود ہین یا نہین اگر جامع براہین کو کچہہ بہی علم ہے تو دیکہنے سے تبہی سمجہہ جاوے کہ مذہب اہل سنت
وجماعت اس محفل کے بارہ مین حق ہے اور مذہب وہابیہ باطل ہے اور یہ دس پانچکا جرگہ وہابیہ کا اہل سنت وجماعت
چنانچہ علماء نے اسکی تصریح کی ہے انکا عقیدہ یہی ہے کہ سوائے اپنے جرگہ دس پانچ کے باقیکو مشرک جانتے ہین ایسا
عقیدہ خوارج کا تہا جس پر خروج کرنا چاہتے ہین تو اوسکے کفر کے معتقد ہوتے ہین اور عبد الوہاب نجدی کے اتباع کا یہی
حال ہے اور اسہی سبب سے اہل حرمین شریفین اہل سنت وجماعت اور اونکے علماء کے قتل کو مباح جانتا تہا خدا تعالی نے
لشکر اسلام کو مظفر ومنصور اونپر کیا اور انکی شوکت کو توڑ دیا چنانچہ یہ واقعہ حرمین شریفین مین ۱۲۳۳ھ مین ہو چکا
ہے قال فی رد المحتار علمت ان ہذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ہو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رض والا
فیکفی فیہم اعتقادہم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد
وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف
اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ شوکتہم وخرب
بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتہی اور یہ جامع براہین بہی مذمت
اہل حرمین شریفین بیان کر چکا ہی اور اونکو فساق واہل بدعت بنا چکا ہے اور دیوبند کو اون پر ترجیح دیچکا ہی اگر اسکے
قبضہ قدرت مین اہل حرمین واونکے علماء کا قتل کرنا نہین ہے اسواسطے فقط زبانی اہانت انکی کرتا ہے اور فرقہ نجدیہ
کی مذمت احادیث نبویہ سے بہی مفہوم ومعلوم ہوتی ہے اور آنحضرت صلعم نے نجد کے حق مین دعا خیر نفرمائی باوجودیکہ

استدعا بالتکرار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی اور وہان زلازل وفتن کا ہونا اور وہان سے طلوع کرنا قرن شیطان کا فرمایا چنانچہ بخاری مین روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے قال ذکر النبی قال اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطن بہت سے فتنہ وفساد نجد کیطرف سے برآمد ہو چکی ہین اور ہونگے جیسے چنانچہ یاجوج ماجوج اوسی طرف سے نکل آوینگے اور واقعہ جمل وصفین وخروج خوارج وفتنہ مفتاح کبریٰ قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اوسی جانب سے نکلا ہے قال العینی شارح البخاری فاخبر ان الفتنۃ تکون من تلک الناحیۃ وکذلک کانت وھی واقعۃ صفین ثم ظہور الخوارج فی ارض نجد والعراق وما وراءھا من المشرق وکانت الفتنۃ الکبریٰ التی وھی کانت مفتاح فساد ذات المبین قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ وکان علیہ السلام یحذر من ذلک ویعلم بہ قبل وقوعہ وذلک من دلالات نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الکرمانی فاخبر ان الفتنۃ تکون من ناحیتہم کما ان وقعۃ الجمل وصفین وظہور الخروج فی ارض نجد والعراق وما وراءھا کانت من المشرق وکذلک یکون خروج الدجال ویاجوج وماجوج انتہی بقدر الحاجۃ واخرج البخاری عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خرج ناس من قبل المشرق یقرأون القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعود السہم الی فوقہ قیل ما سیماہم قال سیماہم التحلیق او قال التسبید اور مراد مشرق سے اس حدیث مین مشرق مدینہ طیبہ ہے کہ وہ نجد وما بعد نجد کا ہے قال الکرمانی مشرق المدینۃ الطیبۃ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیم مثل نجد وما بعدہ انتہی کوئی یہ گمان نکرے کہ خوارج اس حدیث سے مراد مین اتباع محمد بن عبد الوہاب جو وہابیہ ہین مراد نہین اور اسکے ثبوت کیواسطے کہ خوارج مراد ہین عبارات علماء پیش کرے کیونکہ ہم جواب مین کہینگے کہ جن علماء نے لکھا ہی کہ خوارج مراد ہین اونکی زمانہ تک اتباع عبد الوہاب کا خروج وانتشا نہوا تہا اونکے زمانہ مین ہو چکا ہوتا تو ان وہابیہ کو بھی اونہین وہ شمار کرتے تھے اور علت بد دینی وبدعت ضلالت جو خوارج مین ہے کہ سوائے اپنے جرگہ کے باقی کے کافر ہونیکا اعتقاد کرتے ہین اور اہل سنت وجماعت کے قتل کو حلال ومباح جانتے ہین یہی اس فرقہ وہابیہ مین موجود ہی کہ اہل سنت وجماعت کو مشرک بتاتے ہین اور قتل بھی علماء حرمین شریفین اہل سنت وجماعت کو یہ کر چکے ہین اور خاص حرم محترم مین خون ریزی انہون نے کی اور ایسے امور کی اباحت کے یہ قائل ہین اور اتباع عبد الوہاب کا یہ فعل بدکوئی وہابی نہین کہتا ہی پس یہ اور خوارج دونون برابر ہین اور عادت خوارج کی یہ ہے کہ جو جو آیات کفار کے حقمین نازل ہین وہ مومنین کے حقمین قرار دیتے ہین اسلئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اونکو بدترین خلائق جانتے تھے مجمع البحار مین تحت لفظ حدیث کی جلد اول مین موجود ہی یقولون لقول خیر البریۃ ای القرآن

صلی اللہ وھو القرآن کان ابن عمر یری الخوارج شرار الخلق لانہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار
فجعلوھا علی المؤمنین انتہی یہی حال وہابیہ کا ہی اتخذوا احبارھم ورھبانہم اربابًا من دون اللہ او
آیت ما الفینا علیہ اباءنا وغیرہما منزل فی الکفار کو حق مومنین مین پڑہتے ہین چنانچہ مولوی اسمعیل مقتول اس
فرقہ کے سرگروہ جسنے امکان کذب باریتعالی کا مسئلہ اختراع اور کفریات مین دوسرے جہال وہابیہ کو ڈالا ہے
اپنی بعض تصانیف مین ان آیات کو حق مقلدین ائمہ مین پڑہا ہے پس صفات خوارج ان وہابیہ مین موجود ہین اور بعض
صفات دوسرے فرقون بدعیہ کے بہی انمین ہین کہ تفصیل اوسکی مقتضی تطویل ہے اور امکان کذب باریتعالی اور نبی کا
کہنا کہ رسول اللہ صلعم میرے بہائی ہین یہ جامع براہین صاحب گہڑی ہین اور منکر ایک رکعت وتر کے ایمان کا ٹہکانا نہین
بتاتے ہین جس سے لازم آتا ہی کہ امام ابی حنیفہ و حسن بصری و متبعین اونکے و بعض صحابہ رض کے ایمان کا ٹہکانا نہین ہی اور بہت
مزخرفات اوسکے اوپر گذر چکے ہین اسیطرح تمہارے مقتدای مولوی اسمٰعیل نے اپنے رسالہ ایضاح الحق مین آب
زہ وررہ کو جو تمام حنفیہ کے نزدیک معمول و معتبر ہے بدعت حقیقیہ لکہا ہی اور طریق اولیا امت محمدیہ درباب اذکار
وضربات وجلسات کو بہی اوسی رسالہ مین بدعت کہا ہے ذرا آنکہین کہولکر دیکہو اور شرم کرو ارایتم یا شی لاندری
تمہارے نزدیک وہابیہ ہی بزرگ گذرے ہین اگر تمنے ایک رکعت وتر کے انکار کرنیوالونکے ایمان مین شک کیا تو کیا تعجب
ہے مرض تو تمہارا موروثی ہوچکا ہی کچہہ آپہی کو یہ نئی ہڑک نہین اوٹہی ہے منصفین کے نزدیک بلا شبہ یہ احادیث
ہو اوپر گذر چکی ہین اونکے حق مین صادق ہین پس اہل بدعت ضلالت ہونا اس فرقہ کا واضح ہی اور امکان کذب باریتعالی کا
قائل ہونا تو موجب کفر ہی ہی اور مولوی عبد الحلیم صاحب لکہنوی حاشیہ نور الانوار* مین اوس مقلدانکا لو والفضل
والخوارج والمعتزلۃ ونحوھم کی فرماتے ہین قولہ نحوھم کالوھابی المنکر للشفاعۃ انتہی تقویۃ الایمان
مین انکار بعض اقسام شفاعت کا حق مومنین مین کیا ہی اور اقسام اپنی طرف سے گہڑ کر انکار کرنے کیو اسطے پس
اس جگہ وہابیہ کا تو یہ حال ہے کوئی مسلمان باوجود اطلاع کے اس جگہ وہابیہ کی ضلالت پر اوسکو مورد طائفۃ من امتی
ظاہرین للغرباء کیونکر تصور کر سکتا ہے جامع براہین گنگوہی اپنے منہ سے مورد بنتا ہی بلا دلیل کے تو کون سنتا ہی ایسے
تو تمام فرقون باطلہ کی عادت ہی کہ اپنے کو ایسا ہی بتاتے ہین حق ہر وہی سواد اعظم مومنین علماء کا ہی جو اہل سنت ہین
نہ وہابیہ جو سواد اعظم سے جدا ہو کر مصداق و مورد من شذ شذ فی النار کی ہین اور طائفۃ من امتی ظاہرین للغرباء
کا حال اوپر بخوبی معلوم ہو چکا ہے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہین ہے اب جامع براہین آنکہہ کہولکر دیکہے کہ جسجگہ من شذ
من شذ فی النار کا مصداق ہی یا نہین خوب اسمین فکر کرے اور خوب سوچے سمجہہ مین نہ آوے تو بمقتضای فاسئلوا اھل
الذکر ان کنتم لا تعلمون علماء اہل سنت وجماعت سے جو سواد اعظم ہین دریافت کرے اور مجلس مروج کی حقیقت کا قائل

* مصنف نور الانوار

ہووے اور انکا سے توبہ کرے **قال** جامع البراہین مگر اسقدر بیر عاقل موجہہ لیوے کہ ماراہ المسلمون اوسوقت ہی کہ
ادلہ ثلثہ شرعیہ سے کچہہ اوسکا ثبوت نہو ورنہ جب ان ادلہ سے قبح کسی شئی کا ثابت ہی تو شئی عنداللہ قبیح ہو چکی اب تمام دنیا کی
حسن جاننے سے بہی وہ حسن نہین ہو سکتی مگر ہان جب ادلہ ثلثہ مین صریح نہین تو ضرور خفی طور پر کچہہ ہوگا اوسوقت جب
سب علماء اوسمین متفق ہوجاوین اور کسی خفی امر سے استنباط کرکے مجتمع ہو جاوین کہ ایک بہی اوس سے منفرد نہو تو وہ
عنداللہ حسن ہوگیا اجماع اسکا مظہر اوس حکم کا ہوگیا تامل درکار ہے پس یہان تو ادلہ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہولیا اب
مولف کے مسلمون کے جاننے سے قبح اوسکا رفع نہین ہوسکتا مولف ذرا ہوش کرے کلمہ پڑہکر سوچے **اقول** وباللہ التوفیق
جامع براہین اپنی نا عاقلی دیکہو کہ یہ مزخرفات اپنی سمجہا دے اہل سنت وجماعت تو ایسے واہیات پر کبہی کبہی کان بہی نہ لگاوینگے
قبول کرنا تو چہ معنی دارد مطلقاً یہ حکم کرنا کہ جب ادلہ شرعیہ سے کچہہ ثبوت نہو اور قبح کسی شئے کا اون ادلہ سے ثابت ہے تو تمام دنیا کی
حسن جاننے سے وہ حسن نہین ہو سکتی ہے سراسر جہالت وسفاہت ہے دیکہو اجرت قرآن وفقہ واذان پر مثلاً لینا بدلیل حدیث
واقوال امام ابی حنیفہ وقول صاحبین قبیح ہے اور غیر جائز ہے اور باوجودیکہ متاخرون نے اوسکو حسن جانا ہے اور وہابیہ بہی بلکہ خود
گنگوہی بہی اوسکو جائز کہتا ہے اور دیوبند والے جنکو اہل حرمین شریفین پر ترجیح دیتا ہے وہ تمام تعلیم علم دین تفسیر
وحدیث وفقہ پر اجرت لیتے ہین اب گنگوہی کا انکار اس حدیث اور قول امام وصاحبین کا جنسے عدم جواز اجرت کا ثبوت ہے ان
امور پر کر جاوے یا کہدیوے کہ اجرت ان امور پر کسیطرح اور کسی حیثیت سے قبیح نہ تہے لکن آنحضرت صلعم نے اور امام صاحب
وصاحبین نے غیر جائز کہدیا ہے تو آنحضرت صلعم اور امام وصاحبین کیطرف گنگوہی جہوٹا مسئلہ بتانیکی نسبت
کرکے اپنے ایمانکا حال ظاہر کر دی اور اگر انتہا حکم بسبب انتفاء علت کو حجت قرار دیگا اور وجہ گذاریگا تو اپنے منہہ سے
اپنے قولکو اس نے رد کر دیا کہ ہان جس شئے کا ادلہ شرعیہ سے قبح ثابت ہووے وہ بہی حسن جاننے مسلمونکی سے حسن ہو جاتا ہے
اور قبیح اوسوقت ہے کہ مسلمون نے اوسکو حسن نہین جانا ہے پس یہ نہ کہ کسی چیز کا ادلہ سے قبح ثابت ہو جاوے تو کبہی قبح
اوسکا مرتفع نہین ہوتا ہے اور حسن جاننے سے وہ حسن نہین ہوتی ہے اسہی کا قائل گنگوہی تہا ہوا پس اوسکا بطلان
اظہر من الشمس ہے اور سفاہت گنگوہی کی ظاہر ہے اور جہالت ثابت ہے اور یہ قول کہ (سب علماء متفق ہو جاوین اور
کسی امر خفی سے استنباط کرکے مجتمع ہوجاوین کہ ایک بہی اوس سے منفرد نہو وہ عنداللہ حسن ہوگیا) اس سے بہی عدم علم
گنگوہی ظاہر ہے کیونکہ کسی امر خفی سے جب استنباط ہوا تو استنباط خود مستقل دلیل شرعی ہے اور قبل اس سے بہی گنگوہی
کہچکا ہے کہ اوسمین مراد باشارہ نص و دلالت نص تمام علماء جمع ہوجاوین الخ اسیطرح دلالت نص واشارہ نص بہی دلیل شرعی
مستقل ہے اگر اشارہ نص قرآن ہے تو قرآن مین داخل ہے اور اشارہ نص حدیث ہے تو حدیث مین داخل ہے علی ہذا القیاس
دلالت نص قرآن ودلالت نص حدیث بہی قرآن وحدیث مین داخل ہے پس جو امر استنباط سے ثابت ہے وہ قیاس سے ثابت ہے

اور جو اشارہ نص و دلالت نص سے ثابت ہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے پس جو استنباط و قرآن و حدیث سے ثابت
ہووے اوسکے حسن ہونے کیواسطے نزدیک اللہ تعالی کے تمام علماء جمع ہونیکی قید لگانا با علی صوت ندا کرتا ہے کہ بدون اجماع
تمام علماء کے اگرچہ اکثر علماء کا اتفاق ہو اور بعض دو چار کا اتفاق نہووے تو وہ امر یعنے وہ امر جو استنباط و اشارہ نص
قرآن و حدیث و دلالت نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے خدا تعالی کے نزدیک حسن نہین ہے جسکا حاصل یہ ہوا کہ فقط استنباط
و اشارہ نص و دلالت نص سے جسکا ثبوت ہی تو وہ خدا تعالی کے نزدیک حسن نہین ہے اور حسن اوسوقت ہوگا کہ تمام علماء کا
اجماع ہی ہو جاوے اسطرح سے ہی کہ ایک بہی منفرد نہووے حال آنکہ نہ کوئی آجتک اوسکا قائل ہوا ہی کہ فقط اشارہ
نص و دلالت نص جو قرآن و حدیث مین ہی داخل ہے کسی امر کے جواز پر دال ہووے تو وہ حسن عنداللہ نہین ہے اجماع
تمام علماء کا بہی اوسکے ساتھ منضم ہووے اوسوقت حسن عنداللہ ہووے اور نہ یہ عقل سلیم و فہم مستقیم مین آسکتا ہی اور کوئی
ادنی طالب علم بہی نہین مانسکتا ہی بلکہ کسی جاہل نے بہی صحبت کسی عالم کی اٹہائی ہوگی تو وہ بہی قبول نہ کریگا کہ استنباط
و اشارہ نص و دلالت سے جو ادلہ شرعیہ ہین کوئی امر ثابت ہووے اور استحباب اوسکا ان ادلہ سے معلوم ہو جاوے
اور اجماع کامل نہووے تو وہ عنداللہ حسن نہین ہے یہ امر بدیہی ہے کہ ادلہ شرعیہ سے جسکا استحباب ثابت ہی اوسکا حسن
ہونا ضرور ہے ورنہ لازم آویگا کہ استحباب کبہی ایسا بہی ہوتا ہی اوسکا ثبوت قرآن و حدیث و قیاس سے ہوتا ہی اور وہ عنداللہ
حسن نہین ہوتا ہی جسکا امتناع و استحالہ ظاہر ہے ایسے اقوال باطلہ کہنی کی جرأت ان حضرت گنگوہی کو ہی کہ خلاف عقل
و نقل کے ایسے اقوال باطلہ کہتے ہین انکو کہتے ہوئی شرم بہی نہین آتی کہ یہ اقوال لائق مضحکہ اطفال ہین اپنے منہ سے
کسطرح نکالون اب تامل درکار ہونا جو گنگوہی مولف انوار کے حق مین کہتا تہا منصفین غور کرین کہ خود گنگوہی کے حق مین
ہی یا مولف انوار کے حق مین اور یہ اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ استحسان کی ثبوت کیواسطے اور عرف و تعامل کے تحقق کیلیئے تمام علماء کا
حسن جاننا ضرور نہین ہے بعض زمانہ و بعض مواضع کے علماء کا حسن جاننا ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے
واضح ہو چکا ہی اور اگر یہی ہی کہ تمام علماء کا اجماع و تمام کا اتفاق ہووے کہ کوئی بہی منفرد نہووے اوسوقت استحسان ثابت
ہوتا ہی اور خدا تعالی کے نزدیک اوسوقت مستحسن ہوتا ہی تو قبیح ہونے کیواسطے بہی اتفاق کل علماء کا کہ کوئی بہی منفرد
نہووے ضرور ہونا چاہیئے اور ایک بہی منفرد ہووے تو قبیح ہونا نزدیک خدا تعالی کے ثابت نہووے اسلیئے کہ پوری حدیث
یہ ہی عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی
قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلہم انصار دینہ و وزراء نبیہ فما راہ المسلمون حسنا فہو عنداللہ حسن وما
راہ المسلمون قبیحا فہو عنداللہ قبیح ذکرہ ابن حجر رواہ احمد و بزار و طیالسی و طبرانی اس حدیث پوری مین جسطرح لفظ مسلمون معرف
باللام حسن ہونیکے بارہ مین وارد ہی اسطرح لفظ مسلمون معرف باللام قبیح ہونیکے بارہ مین نازل جیسے وہان یعنے حسن ہونیکے بارہ مین لام

واسطے ضرور جاننا ہو پس لازم ہو گنگوہی پر کہ بیان بہی یعنے قبیح ہونے کیواسطے بہی لام استغراق لیکر تمام علمار کا اتفاق
قبیح ہونے پر بدون انفراد کسی ایک کے بہی ضرور جانے اور اگر ایک بہی علمار مین سے قباحت کا انکار کرے تو اوسکی
قباحت کا ثابت ہونا نہ مانے پس اس تقدیر پر قباحت محفل میلاد شریف فاکہانی اور ہم مشرب و چند جہال وہابیہ کی
قبیح جاننے باوجود اسکی کہ اسکی قباحت کی اجماعت کثیر و جم غفیر منکر ہے ہرگز ثابت نہ ہوگی اور لازم آویگا کہ قباحت
کسی چیز کی قیاس سے اور دلالت نص حدیث و قرآن و اشارت نص قرآن و حدیث سے جس پر اجماع کل علما کا نہوے
ہرگز ثابت نہووے اور اوسکو گنگوہی بھی ہرگز قبول نہ کریگا پس یہ زعم گنگوہی بخوبی باطل ہے یہ جہالت صرف ہے
جامع براہین کی کہ کہتا ہے کہ (پس بیان تو ادلہ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہولیا) خیال کرنا چاہئے کہ ادلہ اربعہ
قبح تو اوسوقت ثابت ہوتا کہ قرآن کی آیت سے اسکا قبح ثابت ہوا ہوتا ایک آیت بہی گنگوہی نے مقید اسکی نقل نکی
اور ایک حدیث بہی مثبت قباحت اسکی موجود نہین ہے اور اجماع سے اسکی قباحت ہونا تو کوئی بچہ بہی جسکو تعریف
اجماع معلوم ہے تسلیم نہ کریگا اور جامع براہین کو جہوٹا جانیگا کہ ابہی تمام مجتہدین کا اتفاق بدون اسکی کہ ایک بہی
منفرد ہووے اور جدا ہووے اوس اتفاق سے استحسان کیواسطے اور اجماع کیواسطے ضرور کہرا تہا اسی مقام مین اور
اوپر فقط فاکہانی کے انکار ہی سے اتفاق تمام علمار محققین کو باطل بتا چکا ہے اور یہان سب کچہہ بہول گیا اور مدہوش
ہوکر قبح و قیود کا ادلہ اربعہ سے کہ اونمین اجماع بہی ہونا ضروری ہی زعم کرنے لگا دروغ گورا حافظہ نباشد کونسے زمانہ کے
تمام مجتہدین نے قیود محفل میلاد کو قبیح کہا ہے سچا ہی تو ثابت کرے ورنہ کذب صریح اسکا واضح ہے اور کونسے مجتہد کا
قیاس صحیح اوسکے قبیح ہونے مین موجود ہے پس جامع براہین کا کذب و مدہوشی واضح ہے اپنی بلا دوسرے پر ڈالنے
کو مولف انوار کی سہو کرنا سکہاتا ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا ہی کہ (مولف کی مسلمون نے حسن جاننے سے قبح اسکا
رفع نہین ہو سکتا ہے) بیشک مسلمون تو مولف کی ہین اور اخوت اسلامی مسلمون و مولف کی درمیان ظن ثابت ہے
اور تمام مسلمانونکا یہی حال ہے کہ باہم اخوت اونکی ہی لیکن وہابیہ نہ مسلمانونکے ہین اور مسلمان وہابیہ کے ہین کیونکہ
وہابیہ مین اسلام نہین تو وہ کسطرح مسلمانونکے برادران اسلام ہو سکتے ہین بایں معنی گنگوہی کا کہنا پس یہ قول جامع
براہین راست و مستقیم ہو سکتا ہے اور مولف انوار و دیگر تمام اہل سنت ہم مشرب مولف انوار ساطعہ کے کلمہ ایمان
و اسلام پڑہتے ہین اور نور الایمان اونکے دلونمین حاصل ہے وہ کلمہ جسکی نسبت جامع براہین لکہتا ہی کہ (کلمہ پڑہکر منہ سے
معلوم نہین جامع براہین کا کونسا کلمہ اپنا ٹہرایا ہے جسکو پڑہنا چاہتا ہے شاید شیخ نجدی کا وہ کلمہ ہوگا جو وہابیہ نے
ٹہرایا ہوگا سو وہ بجای کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت کی اہل اسلام ہرگز نہین پڑہینگے اور ایمان و اسلام وہابیت کے عوض
مین ہرگز فروخت نکرینگے اس سے گنگوہی خاطر جمع رکہے اور اگر یہ مراد جامع براہین کی ہی کہ مولف انوار یہی کلمہ طیبہ و کلمہ

شہادت پڑھکر مسلمان ہوکر سوچے تو جامع براہین کو یہ بھی شریعت جدیدہ ہی کہ مولف انوار پر جو حدیث ماراٰہ المسلمون
سے استحسان کا اثبات کرتا ہی جسکی حقیقت اوپر معلوم ہو چکی ہے اس سے سلب ایمانکا حکم کرتا ہی ایسے حکم کا جواز
شریعت جدیدہ وہابیہ مین ہی ہوگا جو مخالف شریعت محمدیہ کی ہے ورنہ کوئی اہل عقل ایسا حکم نہین کرسکتا ہی ایسے حکم
سے لازم آتا ہی کہ فقہاء جو ثبوت استحسان کی دلیل اس حدیث کو گردانتے ہین اور اسی حدیث سے ایک موضع کا تعامل و تعارف کا
معتبر ہونا فرماتے ہین چنانچہ اوپر گذر چکا ہی بلکہ بعضے فقہاء قائل ہین کہ نص کی تخصیص بھے تعامل و تعارف سے ہوجاتی ہے اگرچہ
ایک ہی شہر کا تعامل ہو اور بعض فرماتے ہین کہ تعامل کل شہرون کی سہی قیاس متروک ہوتا ہی اور اثر و حدیث کی تخصیص
ہوجاتی ہے ایک شہر کے تعامل سے نہین ہوتی ہے قال فی رد المحتار قال فی التبیین و مشائخ بلخ والنسفی یجوزون
حمل الطعام ببعض المحمول و نسج الثوب ببعض المنسوج لتعامل اہل بلادہم بذلک و من لم یجوزہ
قاسہ علی قفیز الطحان والقیاس یترک بالتعارف و لئن قلنا انہ لیس بطریق القیاس بل النص
یتناولہ دلالۃ فالنص یخص بالتعارف الاتری ان الاستصناع ترک القیاس فیہ و خص من القواعد
الشرعیۃ بالتعامل و مشائخنا رحمہم اللہ لم یجوزوا ہذا التخصیص لان ذلک تعامل اہل بلدۃ واحدۃ
و بہ لا یخص الاثر بخلاف الاستصناع فان التعامل جری فی کل البلاد و بمثلہ یترک القیاس و یخص الاثر
انتہی پس جو جو فقہاء اس حدیث سے استحسان و تعامل ایک شہر یا کل شہرونکو معتبر فرماتے ہین سب پر حکم سلب
ایمان کرنیکا لازم آتا ہی اس سے پس جامع براہین اپنے ایمان کی خبر لی کہ کچھ باقی رہا یا نہین اور اتنی خبر نہین کہ
آنحضرت صلعم مسلمان سے ایمان سلب کرنیوالے کے حق مین کیا فرماتے ہین کہ یہ سلب کرنے والے پر رجوع کرتا ہے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ و لیس کذالک الاحاد علیہ متفق علیہ اب
جامع براہین مستحق اسکا ہوا یا نہین کہ جامع براہین ذرا ہوش کرے اور کلمہ پڑھکر سوچے منصفین غور کرین کہ جو حق مین
مولف انوار کے زعم کیا تہا وہ جامع براہین کی ہی حق مین راست ہوا اور مولف اس سے بری ہے **قال** جامع البراہین
صفحہ ١٦٢ اما ہذا قولہ علیہ السلام علیکم بالسواد الاعظم کو مؤلف نے سمجہا کہ اختلاف مسائل مین جسطرف بہت آدمی ہوجاوین
اسکو لیوے اور بظاہر یہی وجہ ہوئی کہ مولف نے طریقہ سنت کا چہوڑکر اگرچہ ظاہر و باہر موافق حدیث و فقہ کے تہا طریقہ
بدعت کو اختیار کیا اور تاویلات رکیکہ بعیدہ کو گہڑکر اس طریقہ کا اثبات چاہا کیونکہ اہل سنت اس دورہ مین کم ہین جیسا
خود فخر عالم نے فرمایا سیعود غریبا اور سکا ظہور ہے اور اہل طغیان کے کثرت ہی ہو لفنے اسکو سواد اعظم جانکر عمل
کیا ہو حالانکہ یہ معنی نہین ہرگز ہرگز قال فی التوضیح السواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ہو امۃ مطلقۃ والمراد
بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ وہم الذین طریقہم طریق الرسول علیہ السلام والصحابۃ دون

× [illegible]

اهل البدع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ سواد اعظم اہل سنت ہین بمقابلہ اہل البدع والاہوا کے نہ مطلق کثرۃ الرجال
جیسا کہ مولف نے سمجھ لیا **اقول** وباللہ التوفیق الانیق وعلیہ الاعتماد فی احقاق الحق الحقیق جامع براہین کی کجی
دیکھیے کلام مولف انوار کو اکثر بجور رد کرتا ہے اور نفسانیت کرکے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہے اور احکام شرعیہ کی تبدیل
کرنا چاہتا ہے مولف انوار کا قول پورا اوپر گذر چکا ہے ناظرین ملاحظہ فرماوین اوسمین یہ کہان ہے کہ (اختلاف مسائل مین جسطرف
بہت سے آدمی ہون اوسکو لیوے) جسکی یہ مراد کوئی قرار دیوے کہ بہت آدمی خواہ کافر ہون خواہ مسلمان خواہ جاہل ہون
خواہ عالم کسی قسم کے ہون جسطرف ہووین اوسکو لینا چاہئے مولف انوار نے تصریح کر دی ہے کہ جو معنی جمہور محدثین
کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جنکو مولوی احمد علی ملا علی قاری سے نقلکرتے ہین سواد اعظم کے معنی تعبیر عن الجماعۃ
والمراد ما علیہ اکثر المسلمین اور مولف انوار نے نواب قطب الدین خان کے حوالہ سے لکھا کہ جو اعتقاد و قول
وفعل اکثر علماء کے ہون اونکی پیروی کرو چنانچہ پوری عبارت مولف انوار کی اوپر گذر چکی ہے اس سے واضح ولائح ہے
کہ مولف انوار حدیث مذکور سے اکثر علماء جسطرف ہون انکی پیروی کرنا مراد لیتا ہے نہ مطلق کثرۃ الرجال جیسا کہ
جامع براہین سمجھا ہے اگر کثرت علماء مراد ہونا ہی گنگوہی کو پسند نہین ہے تو مولوی احمد علی و ملا علی قاری قطب الدین
خان و شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے ساتھ گنگوہی نفسانیت کرے اور اونکو کہے کہ اونہون نے طریقہ سنت کو چھوڑ
کر بدعت کو اختیار کیا ہے نہ مولف انوار ساطعہ کو کیونکہ مولف نے یہ اپنی طرف سے نہین کہا ہے بلکہ تمہارے متقدا مولوی
احمد علی و قطب الدین خان بھی اسکی قائل ہین اور صاحب مجمع بحار کا قول بھی دال اسی پر ہے کہ اکثر علماء مسلمین مراد
ہین اوپر گذر چکا ہے اور علماء نے بھی یہی معنے لکھے ہین گنگوہی کسی پڑھے ہوئے سے دریافت کر لے پس مولف انوار پر یہ
افترا محض ہے کہ وہ مطلق کثرۃ الرجال سمجھا ہے اور یہ افترا کرنا یا جانکر ہے مولف کی مراد کو یا بے جانے و بے سمجھے دونوں کی قباحت
ظاہر ہے اور مولف انوار کیطرف نسبت ترک سنت و اختیار بدعت کرنے کے بھی بداہۃً باطل ہے اور مبنی اوسکا بھی بے
سمجھے یا جانکر افترا کرتا ہے اور یہ بھی سراسر نادانی ہے کہ حدیث اس دورہ مین اہل سنت کم ہین اور شیعہ و غیرہا سے اول تو یہ معلوم
ہی نہین ہوتا ہے کہ قلت اہل سنت کی مراد ہے بلکہ قلت اہل اسلام بہ نسبت کفار کے مراد ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے دوسرے یہ
کہ اگر یہ مراد بھی ہوتی تو اس حدیث سے یہ کہان معلوم ہوتا ہے کہ اس دورہ مین کم ہین اور کمی کا دورہ یہی ہے اور فرقہ اہل
سنت و جماعت کا فرقہ وہابیہ کا ہی ہے جو امکان کذب باریتعالی کا قائل ہے اور آنحضرت صلعم کو بھائی اپنا اور بڑا بھائی کہدے
تو یہ جائز کہتا ہے اور آنحضرت صلعم کی محفل میلاد کا دشمن سخت ہے اور دیگر خرافات وہ خرافات اوسکے عقیدہ و اعمال مین
موجود ہین جب تک ان تمام امور کا ثبوت نہوگا مقصود جامع براہین وغیرہ وہابیہ کا ہرگز حاصل نہوگا اور قولین مختلفین مین سے جسکے
قبول کرنیکا حکم دیا ہے تو وہ ہی قول ہے جسپر اکثر علماء ہون بہ نسبت علماء دوسرے فرقون مخالفہ کے اور سواد اعظم سے یہی

مراد ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے ساتھ نقول علمائی کے اونمین بعضے مقتدئی وہابیہ کے بھی ہین اور یہی معنی سواد اعظم کے مولف
انوار نے مراد لئی ہین اور اس محفل میلاد مین یہی معنی ثابت کرکے اوسکا حامی اور قائل ہوا ہے جامع براہین انکار ان قولونکا
تعصب سے کرتا ہے اور اپنے بیعلمی کا اظہار ہر ادنی و اعلی پر کرتا ہے اور عبارت توضیح کی ان جامع براہین کو ہرگز مفید
نہین بلکہ مضر ہے اور اہل سنت و جماعت مجوزین محفل کو مفید ہے اسلئے کہ اس سے واضح ہے کہ سواد اعظم عامہ مسلمین
ہین جو بمعنی اکثر کے ہین اور وہ عامہ مسلمین یعنے اکثر مسلمان اہل سنت و جماعت ہین جنکا طریقہ وہ ہے جو طریقہ رسول اللہ صلعم کا تھا اور صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کا اہل بدعت پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت و جماعت وہی ہین جو اکثر مسلمین ہین اور جو اہل بدعت ہین
وہ اکثر نہین ہین یہی ہم معشر اہل سنت و جماعت مجوزین محفل کہتے ہین جامع براہین اولٹے معانی سواد اعظم سے جانگیا
کہ مخالف سواد اعظم و اکثر مسلمین جو فرقہ ہے کہ بہ نسبت سواد اعظم کے قلیل ہے اوسکو سواد اعظم بتانے لگا اور عبارت توضیح کے
پیش کردی اتنی خبر نہین کہ عبارت توضیح تو موافق مدعی خصم جامع براہین کے ہے اور جامع براہین کی مدعا کے قاطع ہے بیعلم ایسے ہی
لوگ ہوتے ہین کہ خود عبارت نقل کردیتے ہین اور معانی و مطلب سے کچھ انکو بحث نہین ہوتی ہے اور ایسے جہالت و سفاہت کو
علم جان لیتے ہین اور اہل علم پر طعن و تشنیع کرتے ہین بقول کسے خود فراموشی کند استاد را تہمت دہد منصفین انصاف
فرماوین کہ یہ لغو گہر و خرافات تقریر بر تزویر جامع براہین کے مطلب انوار ساطعہ کو کب حضرت رسان ہو سکتی ہین اور یہ تحریر
انوار ساطعہ کے مقصود کو کہان رد کرتی ہے اب اسکو سوائی تسوید اوراق کے اور کیا کہا جاوے بلکہ اسکو نامہ اعمال
سیاہ کرنا کہا جاوے تو بجا و درست ہے **قال** جامع البراہین اور اسکی شرح دوسری حدیث کرتی ہے قال علیہ السلام
من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا و عضوا
علیہا بالنواجذ و ایاکم و محدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار پس اپنے ایسے وقت
اختلاف مین طریق اہل سنت کی التزام کو تاکید فرمایا تھا کہ وہ سواد اعظم ہے اور بدعات کی اجتناب کی تاکید کی تھی نہ یہ
کہ مبتدعین کو کثیر دیکھکر اونکے ساتھ ہو جانا سو تصفیہ فخر عالم کا تو یہ سنت کا راہ بتانا تھا ورنہ حدیث غربا کی کیا معنے
ہووینگے انتہی **اقول** و باللہ التوفیق جامع براہین کی فہم پر افسوس ہے کہ حدیث سواد اعظم کی شرح اس حدیث کو
قرار دیتا ہے اس حدیث مین اختلاف کثیر ہونیکا ذکر ہے اور سنت نبویہ و سنت خلفاء راشدین کی تمسک کرنے کا اور محدثات
امور سے بچنیکا حکم ہے اسکو شرح حدیث سواد اعظم سے کیا علاقہ ہے کوئی عاقل اسکو شرح حدیث کی ہرگز نہین کہہ
سکتا ہے سواد اعظم سے مناقشہ دفع ہو جاتا ہے اور حدیث من یعش منکم ہر فرقہ یہ کہہ سکتا ہے کہ سنت آنحضرت صلعم
و خلفاء راشدین کی ساتھ ہم ہین تمسک کرتے ہین اور ہم ہی موافق اونکے ہین اور جب حدیث سواد اعظم کے معنی مین غور
کیا جاوے اور جو معنی واقعی ہین کہ مراد اس سے اکثر علما ہین امت محمدیہ صلعم کے تو فیصلہ ہو جاتا ہے کہ جسپر اکثر علمائے

امت محمدیہ صلعم کی ہون وہ حق و مامور بہ شارع قرار پاتا ہی اب اسمین فرقہ قلیلہ کو گنجایش نہین رہی کہ یہ سکین کہ ہم
ہی حق پر ہین کیونکہ اونکا اکثر نہونا اور قلیل ہونا اس کہنے سے مانع آتا ہی پس جس سے حقیقت خوب ظاہر ہو جاوے اور مناقشہ
برہی اوسکی شرح وہ حدیث جسمین مناقشہ باقی رہے اور حقیقت اس سے خوب ظاہر نہووے کیونکر ہوسکتی ہے یہ خوش
فہمی گنگوہی جامع براہین کی ہے کہ معانی احادیث نبویہ سے اُسکو بالکل مس تک نہین ہی اور شرح حدیث مذکور دوسرے
حدیث کو جامع براہین اپنے زعم فاسد سے بتاتا ہی اور اہل سنت وجماعت کا اس دورہ مین کم ہونا اوپر بتا چکا ہی باعث اسکا
بیعلمی ہے کہ معانی احادیث سواد اعظم کی جو علمانی لکھے ہین اور اسکو معیار حق غیر باطل کا قرار دیا ہی اوس سے واقف نہین ہے
علما مصرح ہین اسکی کہ اہل بدعت کل تہتر فرقہ مین تمام ملکر بھی دسوین حصہ اہل سنت وجماعت کی اعداد کو نہین پہونچینگے اور
نہ پہونچے ہین انجاح حاشیہ ابن ماجہ مین ہے فعلیکم بالسواد الاعظم ای جملۃ الناس ومعظمہم الذین
یجتمعون علی طاعۃ السلطان وسلوک النہج المستقیم کذا فی المجمع ہذا الحدیث معیار عظیم لاہل السنۃ
شکر اللہ سعیہم فانہم ہم السواد الاعظم وذلک لا یحتاج الی برہان فانک لو نظرت الی اہل الاہواء
باجمعہم مع انہم ثنتان وسبعون فرقۃ لا یبلغ عددہم عشر اہل السنۃ واما اختلاف المجتہدین فیما
بینہم وکذلک اختلاف الصوفیۃ الکرام والمحدثین العظام والقراء الاعلام فہو لا یضلل احدہم الآخر لم
اس سے واضح ہی کہ اہل بدعت واہل حق کے شناخت کی معیار یہی حدیث ہی جسپر اکثر ہون وہ اہل سنت کا طریقہ ہے اور مخالف
اوسکی اہل بدعت ہین اور اہل بدعت دسوین حصہ کو بھی نہین پہونچ سکتے ہین چہ جائی زائد پس زعم گنگوہی باطل ہے کہ اس
وقت اختلاف مین طریق سنت سکے التزام کی تاکید کی کہ سواد اعظم ہین جو اکثر علما ہین اور بدعات سے اجتناب کا حکم
ہو یہی مقصود و مطلب مولف انوار کا ہی اسکا ورد مین مولف انوار کے ذکر کرنا کمال نادانی ہے جس سے ثابت ہی کہ جامع براہین
ہرگز مطلب انوار ساطعہ کا نہین سمجھتا ہی اور فخر عالم صلعم تو بلاشبہ تصفیہ فرما گئے اور اتباع سواد اعظم کا حکم دیکے
اور اپنے طریقہ سنت بتایا ہی اور معیار حقیقت و بطلان کی پہچاننیکا یہی عنایت فرمایا ہی کہ جو مسلک اکثر علما کا ہووے
وہ حق ہی و فرقہ اقل علما کا اہل بدعت ہی جو مخالف اکثر علما کی ہے لکن یہ اختلاف باعث تضلیل ایک دوسرے کا ہووے
اور ایک دوسرے کو اہل بدعت وضال قرار دیتا ہووے پس یہ تمام موافق ہم اہل سنت وجماعت مجوزین محفل میلاد شریف
کا ہی جامع براہین ابلہ فریبی سے اسکو رفع کرنا چاہتا ہے اور آنحضرت کی معیار سے انکار کرتا ہی اور سواد اعظم کے معنے فقط
اہل سنت کی لیتا ہی اگرچہ دوسرے فرقے کے علما سے وہ کم ہو دین اور اہل سنت کو منحصر اپنے فرقہ وہابیہ مین ہی جانتا ہے ایسے
دغابازی و تحریف معنوی احادیث کی کرکے کسی کا کیا نقصان کرتا ہی اپنے مذہب باطل کے بطلان کا اظہار اہل انصاف
کے نزدیک کرتا ہی اور اکثر علما ہر او سواد اعظم کے ہونا مخالف حدیث سیعود غریبا کی زعم کرتا ہی اسی واسطے یہ ہذیان اوسکا ہے

(ورنہ حدیث غربا کی کیا معنی ہونگے) حدیث غربا کی معنے ہم اوپر علماء شراح حدیث سے نقل کرچکے ہین کہ غربا سے مراد مسلمان لوگ ہین جو بمقابلہ کفار اول اسلام مین کہ بہت سے مسلمان نہین ہوئی تہے کم تہے بہ نسبت کفار اور کفار کے ایذا رسانی پر صبر کرتے تہے اسیطرح آخر زمانہ مین جو مسلمان بہت کم بمقابلہ کفار ہوونگے اگرچہ عزت و قوت انکو ہوگی اور کفار انکو ایذا دینگے اور وہ صبر کرینگے اور غربا سے یہ مراد نہین کہ کوئی فرقہ قلیلہ مدعیہ اسلام ہو بمقابلہ دوسرے فرقہ اہل اسلام کے جو جم غفیر و جماعت کثیرہ ہے تاکہ جامع براہین اپنے وہابیہ معتقدین شیخ نجدی کو مصداق حدیث بناوے

قال جامع البراہین پس اب سوچو کہ مولف اور سب اوسکے مقتدی اس طریقہ مروجہ مولود کو جنہہ سو کا ایجاد کہتے ہین پہر اوسمین اختلاف ہوا تو مانعین تو طریقہ معمولہ مروجہ صحابہ کے ہدایت کرتے ہین اور اس بدعت مروجہ کو خلاف اوس طریقہ کے ثابت کرتے ہین اور اس بدعت مروجہ کو خلاف انکے طریقہ کے ثابت کرکے منع کرتے ہین اور مجوزین اسکے ہونیکا اقرار کرکے حسن کو بدلائل رکیکہ اثبات کرتے ہین پس سواد اعظم مانعین ہوئے ہر عاقل جان سکتا ہی اگر کوئی جاہل قواعد شرعیہ اتنا سمجہ لیوے کہ اس فعل کے بدعت سئیہ و حسنہ ہونیمین اختلاف ہوا تو ترک ہے مناسب اور احوط ہی کیونکہ یہ فعل مندوب ہی ہے واجب تو نہین تو یہی کافی ہے متدین کو مگر جسکے دلمین بدعت کا شراب ہوا اوسکا کیا علاج چہ جائیکہ یہان ادلہ اربعہ سے اس امر مروج کی ضلالت ثابت ہوچکی ہو **اقول** وباللہ التوفیق چہ سو برس سے ایک امر مندوب کا اجرا بحسب اقتضاء وقت واضح موانع ہی تو اسمین کوئی محذور شرعی نہین ہی اور یہ سراسر دروغ ہی کہ مانعین اس بارہ مین طریقہ صحابہ کے ہدایت کرتے ہین صحابہ رضہ کا طریقہ انکار محفل میلاد اور بدعت سئیہ کہنا محفل میلاد کہان تہا صحابہ رضہ کی طرف اسکی نسبت افترا محض کرنا ہی صحابہ رضہ پر اور محفل میلاد شریف جسکو شیخ نجدی کی اتباع سے جامع براہین بدعت سیئہ بتاتا ہی خلاف طریقہ صحابہ رضہ کے اسنے یا کسی دوسرے وہابی نے آجتک ثابت نہین کیا ہے اور کوئی دلیل عقلی و نقلی اسپر کسی نے قائم نہین کی ہے جو کچہ کسی نے اسکے بارہ مین کہا ہے وہ لیاقت دلیل ہونیکی نہین رکہتا ہی پس منع مانعین بلا دلیل شرعی ہوکر باطل ہے اور مجوزین مصنفین نے اسکے استحسان کو بدلائل قویہ ثابت کردیا ہی اوسکی ادلہ کی قوت کسی جاہل کو نہ معلوم ہووے تو اوسمین مجوزین محققین کا کیا قصور ہے اور وہابیہ مخلوبہ جہالت کو لیاقت و علم اسقدر کہان کہ قوت و ضعف ادلہ محققین مجوزین معلوم کرسکین یہ شعر یہان خوب چسپان ہے ؎ عالم کجا و کشف امور سخن کجا ؛ کور اہنر شناختن ملل است ؛ جامع براہین ادلہ مجوزین محققین مانند ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی و سبط ابن جوزی و ابن حجر و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر و قسطلانی و زرقانی و محمد شامی صاحب سیرت شامیہ وغیرہم علماء کو رکیکہ بتا دے مولف انوار کی مراد کو سمجہہ ہی نہین سکتا ہی ایسے محققین علماء کے ادلہ کی رکاکت کو جانیگا چہوٹا منہ بڑی بات اور سواد اعظم

کو مانعین بتا رہا ہی سراسر افترا محض ہے جس زمانہ مین یہ محفل میلاد شریف شروع ہوئی اوس زمانہ سے لیکر
آجتک کسی زمانہ مین سواد اعظم مانع محفل میلاد شریف نہین ہوئی ہین بلکہ سواد اعظم مجوزین اسکے اوس زمانہ
سے اس زمانہ تک رہے ہین اوسکا بیان اوپر گذر چکا ہی اور اسپر تعامل علما و اہل اسلام مین ہونا جو ملحق بالاجماع
ہی ثابت ہو چکا ہی چنانچہ عبارات ملا علی قاری وغیرہ سے ظاہر ہے پس سواد اعظم کو مانعین بتانا سراسر
جھوٹ اور ابلہ فریبی ہے اگر کسیکو ادعا ہی کہ سواد اعظم مانعین ہین تو بقول علماء متبحرین محققین کے ثابت کرے
ورنہ اپنے کذب پر نادم ہو کر چپ رہے اور خدا تعالی کا خوف کر کے توبہ کرے اور فعل کو یعنے محفل میلاد شریف
کو جس کسی نے بدعت سیئہ کہا ہی تو اسکا قول بلا دلیل شرعی ہونا اور بدعت سیئہ کے موافق کہ رافع حکم قرآن شریف
یا حدیث یا اجماع ہووے اوس پر صادق نہ آنا اور ہر چند مرتبہ واضح ہو چکا ہی اور مستحسن ہونا اوسکا بدلیل اوپر
معلوم ہو چکا ہی اور جمہور علما نے اسکا استحسان تسلیم کیا ہی پس مخالفین کا خلاف اس محل مین بسبب بلا دلیل ہونے
کی اور مخالف استحسان جمہور علما کے ہونیکی غیر معتبر ہے ایسا خلاف یعنے جو بلا دلیل ہو اور مخالف استحسان ہووے
موجب اسکا ہرگز نہین ہی کہ ترک اس فعل کا مناسب و احوط قرار دیا جاوے ترک اوس محل مین مناسب و احوط ہی کہ دلیل
منع و دلیل اباحت دونون پائی جاوین تو تغلیبا للحرمۃ بمقتضائی اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام
اوس فعل کا ترک مناسب و احوط ہوگا اور یہ بھی مطلقا نہین بلکہ اوسی جگہ ہے کہ دلیل حرمت و کراہت قوی
ہووے دلیل اباحت سے یا برابر ہووے دلیل اباحت کے اور اگر دلیل اباحت قوی ہووے تو حرمت و کراہت
کو ترجیح نہین ہے اور وہ فعل ترک کرنا مناسب نہین ہے چنانچہ کتاب الربوا فتح القدیر کے صفحہ ۱۴۸ مین ہے
فان قیل بالنظر الی اتحاد الاصل فی الصوف والشعر لا یجوز بیعہما متفاضلا وزنا وبالنظر الی القصد
اختلف فیجوز متفاضلا فینبغی ان لا یجوز متفاضلا تغلیبا للحرمۃ فالجواب ان ذلک عند تعارض
دلیلیہما وتساویہما فیہ ترجح المحرم وھنا لیس کذلک فانہ لا یقاوم الصورۃ المعنی انتہی بقدر الحاجۃ
اس سے واضح ہی کہ دلیل حرمت اگرچہ موجود ہووے لیکن بسبب ضعف معارض و مقاوم نہو سکنے تو حرمت کو ترجیح
نہین ہوتی ہے پس جب محفل میلاد مین دلیل حرمت و بدعت موجود نہین ہے اور خلاف مخالفین کا عدا فقط تعصبا
ہی نہ دلیل شرعی پر تو یہ قاعدہ اس محفل مین جاری کر کے ترک مناسب کہنا بے انصافی ظاہر ہے اور بالفرض اگر کوئی
دلیل ہوتی بھی تو ایسی ہی دلیل ہوتی جیسے فاکہانی نے پیش کی ہی کہ جسکا بطلان اوپر معلوم ہو چکا کہ کوئی آیت قرآنی و حدیث نبوی و اجماع
و قیاس صحیح نہین ہے فقط رائی صرف ہی وہ توہم بحت ہوتا ہی اور اس محفل کے جواز پر دلیل استحسان و تعامل علما و بلاد موجود اور اتفاق
اکثر علما کا ہونا ظاہر ہی اور استحسان و طریقہ اکثر علما کے مقابلہ سقوط بطلان قیاس صحیح ہو اظہر من الشمس ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا تو پس قیاس کا

کسی حدیث کی دلالت سے بھی کراہت اسکی مفہوم ہوتی تو اوپر معلوم ہو چکا ہی رد المحتار سے کہ تعامل بلاد مخصص اثر و حدیث کا ہو جاتا ہی پس اسیوجہ سے ترک کو مناسب و احوط کہنا درست نہین ہے اور کوئی دلیل اسپر قائم نہین ہی فقط تقول باطل و تشریع من عند نفسہ ہے جو شان اہل اسلام سے بعید ہے جسکے دلمین نور الفت و محبت آنحضرت صلعم موجود ہی اوسپر یہ خوب واضح ہے اور جسکا دل بدعت سینہ وہابیت سے مظلم ہے اوسکا کیا علاج ہی اور ادلہ اربعہ سے ثابت ہونا جو یہ جامع براہین گنگوہی بتاتا ہی افترا محض قرآن و حدیث و اجماع و قیاس مجتہدین پر ہے کوئی آیت قرآنی اور کوئی حدیث و اجماع علمار محققین معتبرین و قیاس کسی مجتہد معتبر کا اس جامع براہین نے پیش نہین کیا ہے اور ضلالت کا ثبوت ادلہ اربعہ سے زعم کرتا ہی اوپر بھی فقط فاکہانی اور اوسکے ہم مشربونکا انکار تھا اسکے قول سے یعنے جامع براہین کے قول سے واضح ہے اور اس محل مین بھی خلاف کا قائل ہے اور اوپر قول ملا علی قاری وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہی کہ اسکے اباحت پر استحسان علما کا واقع ہے اور مشاہدہ بھی موجود ہی کہ علما و فضلا کی جماعت کثیرہ ملکون اہل اسلام مین اوسکے جواز کے قائل موجود ہین اور یہ جامع براہین تمام سے چشم پوشی کر کے ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت زعم کرتا ہی اسکو اسقدر بھی خیال نہین کہ ادلہ اربعہ مین تو اجماع بھی ہی اور اجماع اسکی ضلالت پر ہونا امور مذکورہ بالا سے واضح ہے پھر کیونکر ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت بتاتا ہی چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد ایسا کذب صریح یہ وہابیہ کر ہی یہان جائز ہوگا کسی مسلمان کے یہان تو درست نہین ہی **قال** جامع البراہین صفحہ ١٦٥

الحاصل مثل آفتاب نصف النہار کے واضح ہو گیا کہ اکثر المسلمین اور جماعت کثیرہ اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہین اور انکا طریقہ موجب نجات اور سنت ہی اور اوسکی ہی التزام کا حکم ہے پس جو اوسکے موافق ہے اگرچہ ایک ہی عالم وہ سواد اعظم اور حق ہے اور جو اوسکے خلاف کہے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے اور اس مسئلہ مین تو ادلہ اربعہ سے عدم جواز ان قیود کا ثابت ہو گیا پس ذکر ولادت وغیرہ فخر عالم کا مستحق اور جملہ امور عارضہ بدعت ضلالت ہین اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہین موافقت سنت و طریقہ صحابہ واجب التمسک ہے واللہ الہادی **اقول** وباللہ التوفیق سواد اعظم و اکثر المسلمین جماعت کثیرہ بلا شبہ اہل سنت ہین اور انکا طریقہ موجب نجات ہی اور اسکی ہی التزام کا حکم ہے اس قول مین جامع براہین سچا ہی لیکن سواد اعظم ایک عالم کو کہنا باوجودیکہ عامہ المسلمین ہونا توضیح سے بھی نقل کر چکا ہی اور اوسکو مان چکا ہی جہالت و سفاہت صرف ہے اور تنافی و تخالف بین الکلامین ہے جو ثمرہ جہالت ہی اور ایک عالم بمقابلہ مین تمام عالم کے علما کو باطل پر بتانا بدعت بحت ہی کسی نے اہل سنت و جماعت مین یہ نہین فرمایا ہی کہ ایک ہی عالم سواد اعظم ہے اور اوسکے مقابلہ مین تمام عالم کے علما مسلمین باطل پر ہین یہ مذہب جدید حضرت گنگوہی صاحب کا ہی ہے ایسا قول کوئی صبی و ابلہ بھی نکریگا چہ جائیکہ کوئی عاقل کہ جماعت کثیرہ اور اکثر المسلمین ایک ہے آدمی یعنی ایک آدمی کو اکثر آدمی و جماعت کثیرہ کہنا یہ عقل و فہم جامع براہین

کہ ہے اسپر اسکو رد نا مناسب ہے اور ادلہ اربعہ سے عدم جواز قیود بتانا وہی ہمیشہ کی جہالت و نادانی صرف ہے بہلا کس زمانہ مین اسپر اجماع واقع ہوگیا ہے اور وہابیہ سچے ہین تو ثابت کرین کہ فلان زمانہ مین قیود کی ضلالت پر اجماع واقع ہو چکا ہے ورنہ افترا بر خدا و رسول و اہل اجماع و اہل قیاس پر واضح ہے اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہونا مخالف حدیث سواد اعظم کہ ہے کہ اوپر بشراح حدیث سے معلوم ہو چکا کہ حالت اختلاف مین کثرت کا معتبر ہونا اس حدیث سے واضح ہے اور یہ موافق سنت طریقہ جماعت کثیرہ مین ہی ہے اور یہی معیار بدعت و سنت کی شناخت کا ہے پس قول جامع ہمارا این بدعت ضلالت ہے جو مخالف حدیث و اقوال اہل سنت و جماعت کہ ہے یہ تمام بے حیائیان و بے شرمیان و بے دینیان و کذب و افترا بر خدا و رسول ہے اور اپنی طرف سے شریعت جدید نکالنا جامع براہین سے صادر ہوا ہے اور ایسے امور بے شمار اس کتاب براہین مین موجود ہین کوئی جواب مؤلف انوار اس سے نہو سکا الزام سخت پایا و زک فاش اٹہائی اپنی شرمندگی مٹانے اور اپنے معتقدین حمقا کو خوش کرنے کو مولف انوار پر تبرا کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۲ مین کہتا ہی (کہ مولف کو غیرت و شرم کا تو نام و نشان نہین) اور اسیہی صفحہ مین کہا کہ (کچھہ تو شرم کرکے آدمی بولے) اور پہر صفحہ ۱۷ مین کہا کہ (مولف کی ابلہ فریبی سے دو ورق کہانیکے سیاہ کرکے دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہی) اور صفحہ ۲۰ کہا مولف کی کیا فہم غوی ہے ایک بہی دلیل مدعی پر نہین لایا اور دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہی) اب منصفین غور کرین کہ یہ ذرشہ ہی جامع براہین اور معلوم ہوئی ہے اور ابلہ فریبی جامع براہین اور فہم غوی جامع براہین کی ظاہر ہوئی ہے یا مولف انوار ساطعہ کے مولف انوار نے جو آیت و رفعنا لک ذکرک پیش کی ہے اسکا جواب جامع براہین سے ہرگز نہوا اور محفل میلاد پر استحسان علما کا اتنا ہی قول ملا علی وغیرہ کے ثابت کیا جو صغری ہے دلیل مؤلف کا ہی اوسکا جامع براہین نکر سکا اور مستحسن مسلمین کا مستحسن ہونا عند اللہ حدیث ما راہ المسلمون سے ثابت کیا اوسمین جو کچہہ دغا بازیان اور ابلہ فریبیان جامع براہین کی ظاہر ہوئین اوسکا حال معلوم ہو چکا اور کبری ہے دلیل مولف کا صحیح و سالم شبہات سے رہا بعض کے خلاف سے نقصان جواز محفل میلاد مین نہونا حدیث اتبعوا السواد الاعظم سے ثابت کیا اور گنگوہی نے بہت کچہہ ہاتہہ پاؤن اسمین مارے اور طرح طرح سے تحریف معنوی کی اور چالاکی کو اور دہوکہ بازی کو کام فرمایا کچہہ پیش نہ چلی منہ کے بل گرا چنانچہ اوپر حال معلوم ہوا بلا شبہہ مولف نے محفل متنازع فیہ کا ثبوت کامل دیا جامع براہین دعوی پر دلیل لانیکا انکار تعصب اور نہ پہونچنے حقیقت کے سبب سے کرتا ہی اور جہوٹے کہانیان یہ خود پیش کرتا ہے اور افسانہا معرض بیان مانند دیگر فرقوان باطلہ درمیان مین لاتا ہی ایسے ہی اہل باطل کے حق مین اول ہی حافظ شیرازی فرما گئے ہین ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ؎ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؎ اس دلیل استحسان سے جسطرح محفل میلاد شریف کا کیفیت متنازع فیہا ثبوت ہوا ہی اسیہی طرح قیام میلاد شریف کا بہی اس سے ثبوت ہوگیا کیونکہ قیام میلاد پر بہی استحسان علما و ائمہ و مسلمین واقع

اور تعامل عامہ بلاد میں عملی ممر الاعصار جاری ہے اور صدہا برس گذر گئے کہ علما محققین اسکے استحسان کی تصریح فرما گئے ہیں اور عادت محبین آنحضرت صلعم کا جاری ہونا بتا گئے ہیں چنانچہ خود مولف انوار بھی نقل کر چکا ہے چنانچہ سیرت حلبی نقل کیا ہے قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر اور روح البیان سے نقل کیا ہے جرت عادۃ کثیرۃ من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعه صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما له اور عقدۃ الجوہر فی مولد النبی الازہر امام برزنجی سے نقل کیا قد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریفۃ ائمۃ ذوو روایۃ ودرایۃ پس جبکہ عادت محبین جاری ہونا اس پر ثابت ہے جو بدلیل قاعدہ اشباہ العادۃ محکمۃ دلیل شرعی ہے اور آئمہ دین کا اسکو مستحسن جاننا معلوم ہے جو ایسے دلیل شرعی ہے کہ جسکے مقابلہ میں قیاس متروک ہو جاتا ہے اور اثر وحدیث کی تخصیص ہو جاتی ہے چنانچہ یہ بالتفصیل مع نقول عبارات فقہا اوپر گذر چکا ہے تو قیام میلاد کے جواز میں کلام کرنا سوا جہالت وبیعلمی وعدم تدبر وتفکر اور عدم اطلاع مضامین کتب دینیہ وقواعد شرعیہ کے اور کیا متخیل ومتصور ہو سکتا ہے اگر کوئی مجتہد بھی قیاس صحیح کر کے عدم جواز قیام ثابت کر دیتا تو بمقابلہ استحسان ساقط ومتروک ہوتا اور اگر دلالت نص سے بھی کوئی عدم جواز کا اظہار کرتا تو اوس نص کو مخصوص ماننا جاتا چہ جائی کہ کوئی مجتہد قیاس سے ثابت نکرے اور کسی نص سے دلالۃً ثبوت بھی نہووے تو کیونکر فقط پس ہذیانات جامع براہین گنگوہی کی یا دوسرے کسی وہابی احمق کی نقول باطل ہے اہل اسلام محبین آنحضرت صلعم قیام کو بدعت ضلالت جانیگے اور بعض کا انکار بلا دلیل مضر استحسان کو نہیں ہے اور خلاف منکرین غیر معتبر ہے اگر بالفرض خلاف منکرین معتبر ہووے تب بھی بمقابلہ مجوزین سواد اعظم کے مرجوح وغیر معتبر ہے اور حدیث اتبعوا السواد الاعظم اس پر دال ہے جامع براہین سے جسطرح مجلس میلاد کا رد نہو سکا مفت اپنے نامہ اعمال کو اوسنے سیاہ کیا اور مولف انوار کے دلیل کا کوئی مقدمہ اوس سے نہ اوٹھ سکا نہ صغریٰ کو باطل کر سکا اور نہ کبریٰ میں اظہار بطلان ونقصان کیا بجز لغو تقریر کے اسیطرح قیام کے بارہ میں جو تقریر مولف انوار کی ہے اوس کا رفع بھی کسیطرح نہ ہوا نہ اسکا اثبات اوس سے کہ ہوا کہ استحسان علما قیام کے بارہ میں جو صغریٰ ہے مرتفع ہو جاتا اور استحسان کا دلیل شرعی ہونا بھی اوسنے بقول علما سے ثابت نہ کیا اور مولف انوار اپنے دونوں مقدمیکا ثبوت دیچکا جس نے صغریٰ وکبریٰ رسالہ معقول پڑھا ہو گا اور اوسکو کچھ شعور ہو گا تو جانیگا کہ گفتگو جامع براہین کو مولف کی تقریر سے علاقہ ہی نہیں ہے معلوم نہیں کسکا رد کر رہا ہے اور کیا ہذیان اوس سے ظاہر ہو رہا ہے منصفین غور کریں کہ وہاں سے یہاں تک اسقدر اوراق جامع براہین نے سیاہ کر ڈالے اور کوئی مقدمہ بھی اس سے موافق ادلہ شرعیہ وعقلیہ انوار ساطعہ کا مطلب اوسکے فہم میں نہیں آیا تھا تو مولف انوار زندہ موجود ہے اوس سے پڑھ ہی لیتا تو کچھ تو فہم میں آتا قیام میلاد کے بارہ میں جو کچھ ہذیانات ومزخرفات جامع براہین سے صادر ہوئی ہیں اون میں سے

کچھ ظاہر ہو جاتی ہیں مؤلف انوار ساطعہ سے آیت فاذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبکم تمسک کر کے یہ
کہا تہا کہ ذکر کے تین شکلیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ بالکل ذکر قیام میں ہووے دوسری بالکل قعود میں تیسرے کچھ قیام میں
اور کچھ قعود میں یہ تینوں شکلیں مضمون قرآن میں داخل ہیں ایک شکل یہاں منطبق بالکل ہے حلیہ و روایات معجزات مثلاً
بیٹھکر پڑھی جاتی ہیں اور درود و سلام قیام میلاد میں مثلاً یہ مضمون داخل قرآن میں ہے پس سند اس ذکر کی کہ
قیام و قعود میں ہوتا ہے قرآن سے ثابت ہوئی تو اطلاق بدعت اس پر درست نہوا اسلئے کہ بدعت وہی ہے جو کتاب
و سنت سے نہ لفظاً نہ اشارۃً کسی طرح ثابت نہووے ہاں اسوجہ سے کہ میلاد شریف کا ہی ذکر تو بوقت قیام کرتے ہیں
قبل و بعد کو نہیں کرتے و دائمی یہ قیام کیا جاتا ہے لفظ بدعت کا اطلاق صحیح ہے لیکن یہ بدعت سیئہ نہیں ہے کیونکہ
سیئہ وہ ہے جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع ہو اور یہاں کوئی آیت و حدیث و اجماع موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہووے
کہ سلام درود و قیام وقت ذکر ولادت میں منع ہے پس بدعت سیئہ ہرگز نہیں ہے یہ قیام اور چونکہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے
نزدیک اباحت اصل ہے تو قیام مباح ہوا اور جب اس مباح میں بہت تعظیم شان آنحضرت صلعم کی ہوئی تو مستحب و مستحسن ہوا
چنانچہ مولد کبیر ابن حجر و سیرت حلبی و تفسیر روح البیان و عقد الجواہر وغیرہ میں استحسان کی تصریح موجود ہے اور عمل اس پر
حرمین شریفین و جمیع بلاد اہل اسلام جن ملکوں کا ذکر اس رسالہ میں ملا علی قاری وغیرہ کے کلام سے نقل کیا گیا ہے
جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب مستحسن ہوا اوسکو بدعت ضلالت کہنا انصاف و تدین کے خلاف و کفر کہنا جنون ہے شرح
عقائد میں شرک وہ ہے کہ غیر اللہ کو واجب الوجود یا لائق عبادت کے جانے اور قیام مولود میں یہ موجود نہیں) یہ خلاصہ کلام مؤلف
انوار کا ہے اس پر ہذیانات و خرافات بامع براہین کے جنکو کچھ علاقہ اسکے جواب سے نہیں ہے سنو آپ فرماتے (معترض
کہ ہر فرد خاص قیام کے تعظیم غیر اللہ میں کہ جسمیں شرک و بدعت لازم آجاوے اوسکو منع کرتا ہے علی ہذا ذکر فخر عالم پر
بحث اور نہ اوسکے قیام و قعود سے استفسار مگر ایک فرد خاص میں کلام ہے پس سب تقریر مؤلف کی فضول ہے جواب سے
اسکو تعلق نہیں لہذا اسکو ترک کرتا ہوں مگر مطلق کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہے ذکر اللہ میں یا ذکر رسول اللہ صلعم میں
خاص ذکر ولادت پر ہے قیام کرنا معترض اسکو کہتا ہے اور مؤلف بھی مقر ہے کہ فرد مطلق مخصوص کرنا بدعت ہے اب
مؤلف کے قول کو کہ ایک شکل قیام مولد پر منطبق ہے یہ کلام بے معنی ہے کلام خصوصیت معلومہ میں ہے ایک حالت اور ایک
وضع میں اختیار کرنیکا اعتراض ہے اوسکا جواب درکار ہے مگر فہم خداداد مؤلف کو نہیں کہ سمجھے جواب دیوے مدت کے
بدعت ہونیکو قبول کرتا ہے سیئہ ہونا نہیں مانتا) **اقول** وباللہ التوفیق منصفین غور کریں یہ صاحب انوار کے اقوال
مذکورہ کا کب جواب ہو سکتا ہے اور جس سے اقوال صاحب انوار کب مرتفع ہو سکتی ہیں مؤلف انوار بدعت سیئہ ہونا قیام کا
بسبب نہ صادق ہونے کے اس پر تعریف و تفسیر بدعت سیئہ کے جو مخالف قرآن و حدیث و اجماع کے ہووے باطل کر چکا ہے

اصل اشیاء مین اباحت ہونی کے ہونے کے سبب سے اباحت قیام وبہ نیت تعظیم شان آنحضرت اسکا استحباب واستحسان
اور عمل اس پر ہونا بلاد اسلام کا بتا چکا ہی اور شرک نہونا بحوالہ شرح عقائد دفع کرچکا ہی یہ اوسہی فرد خاص وقت
ذکر ولادت کے قیام کا ذکر ہے کسی اور کا یہ اوسہی قیام کے جواز واستحباب کا ثبوت ہی نہ مطلق قیام کا معلوم نہین جامع
براہین کونسے فرد خاص قیام کے جواب کا طالب ہے اور اسکا معترض کونسے قیام میلاد مین گفتگو کرتا ہی جو اس
قیام خاص وقت ولادت کے ثبوت سے اوسکا ثبوت قبول نہین کرتا ہی اور وہ کونسا قیام ہے جس مین شرک وبدعت
لازم آجاتا ہی جو قیام میلاد شریف کا ہی اوسمین شرک وبدعت ضلالت لازم نہ آتا تو مولف انوار نے بتادیا ہی مولف
انوار کے کلام کا رد یہ جامع براہین کرتا تو قیام مذکور بدعت ومشرک ہونا جن ادلہ سے رفع کردیا ہے اون ادلہ کا جواب
دیا ہوتا یہ گفتگو مجنونانہ شروع کردیتا کبھی مولف کی تقریر کو فضول بتاکر اوسکو ترک کردینا لکھتا ہی اور کبھی اوسہی مین
گفتگو لایعنی شروع کرتا ہی اور طرفہ تر یہ ہی کہ مولف کو فہم نہونا بتاتا ہی منصفین سے انصاف طلب ہے کہ جامع براہین
خود بے فہم ہے یا مولف انوار کو فہم خداداد نہین ہے جواب سے جامع براہین عاجز آگیا ہی تب ہی شروع کردیتا
ہی ایسے لاغی کے گفتگو سے ہی پناہ مانگنا چاہئے جواب مولف انوار کا حضرت جامع براہین کے فہم شریف مین آیا نہین
اور اسکے جواب مین جواب درکار ہونا منہ سے نکالدیا اور بدعت کے سیئہ ہونیکو مولف نے دلیل سے دفع کردیا تو کیونکہ
سیئہ ہونا مولف تسلیم کرے بلا دلیل سیئہ ہونا کیونکر مان لے جامع براہین کے نزدیک سیئہ ہونا بدلیل شرعی
ثابت ہی تو وہ دلیل کیون نہین ذکر کرتا ہی اور مخالف قرآن حدیث واجماع ہونا اوسمین آیت قرآنیہ یا حدیث یا
اجماع مانع جواز قیام وقت ولادت کیون نہین بیان کرتا ہی اور قیام شرک ہی تو اشراک فی الالوہیۃ یا استحقاق العبادۃ
لغیر اللہ ہونا کیون نہین ثابت کرتا ہی پس بلا دلیل بدعت سیئہ وشرک کہتا ہی قیام کو دوسرا ہذیان جامع براہین کا
صفحہ ۱۹۹ مین تخصیص دائمی قیام کر ہے ممانعت ادلہ اربعہ سے نہین یہ محض غلط ہے کیونکہ اطلاق کا مقید کرنا کسی
فرد مین جب عموماً منع ثابت ہوگیا تو جملہ افراد کلیات مین ظاہر ہوگیا) الخ بلاشبہ تخصیص دائمی قیام کی ممانعت قیام مین
ادلہ اربعہ سے ثابت نہین ہے اوسکو غلط کہنا حماقت ہی غلط اوسوقت ہوتا کہ کوئی دلیل پیش کردیتے ہوتی اور تقیید
اس محل مین بنانا سراسر ہذیان ہے اس بارہ مین کوئی نص وارد نہین ہے جسطرح رقیہ وغیرہ کے بارہ مین
وارد ہی کہ اوسکی اطلاق کی تقیید ہے اول تو نص ہونا اس بارہ مین ضرور ہے اور جسکو نص گنگوہی قرار دیتا
ہی بعض جائی تو وہ بے فہمی سے نص قرار دیتا ہی امثلہ نصوص جنکی اطلاق کے تقیید ممنوع ہی اوپر توضیح وغیرہ سے
گذر چکی ہین اوسطرحکی بیان مثال چاہئے اگر عموم آیات واحادیث سے جو نفس تعظیم وتوقیر آنحضرت صلعم پر دال
ہین قیام مطلق کا اثبات یہ گنگوہی یا دوسرا کوئی تسلیم کریگا جس سے فرضیت وجوب مفہوم ہوگا قیام کا تب ہی اس

قیام خاص مین تقیید مطلق ہرگز نہوگی اسلئے کہ تقیید مطلق اُسوقت ہوتی کہ جسطرحکا حکم اون نصوص عامہ سے
ثابت ہے کہ وہ فرضیت و وجوب قیام ہے مثلاً اوسیطرحکا حکم وقت ولادت کے قیام کا کوئی دیتا اور اُسوقت خاص
مین قیام فرض و واجب کوئی کہتا کہ جس سے حکم کتاب مرتفع ہوتا اور منسوخ ہونا لازم آتا اور اطلاق منسوخ ہوتا
جب ایسا نہین ہے اور قیام کو کوئی فرض و واجب نہین کہتا ہے بلکہ مستحب و مستحسن ہونیکی تصریح کرتے ہین تو تقیید
مطلق و موجب زیادت بر حکم کتاب و رافع حکم اطلاق ہے لازم نہین آیا دیکہو رکوع مطلق فرض ہے نماز مین
ہمارے نزدیک تعدیل فرض نہین تعدیل کے فرض کہنے سے ہمارے علما رفع حکم کتاب بیان فرماتے ہین اور
مخالف انکو جانتے ہین اسیطرح تغریب علی الجلد و نیت و ترتیب وضو مین و وضو طواف و فاتحہ نماز مین خبر واحد سے
فرض کہنے کو زیادت کتاب و مخالفت کتاب کے جانتے ہین اور ایسے زیادت ایمان رقبہ کا حال ہی کفارہ یمین مین کے
کہ بطور فرض جواز کے قائل نہین ہین قال فی التوضیح قبیل فصل بیان الضرورۃ (فلا یزاد التغریب علی الجلد والنیۃ
والترتیب والولاء علی الوضوء والوضوء علی الطواف والفاتحۃ وتعدیل الارکان علی سبیل الفرضیۃ
بخبر الواحد) یرجع الی الکل (والایمان علی الرقبۃ بالقیاس) لکن یہ مراد نہین کہ کسیطرح خواہ بطور
وجوب خواہ بطور سنت خواہ بطور استحباب وخواہ بطور اباحت سے زیادت ان امور مین تب ہی ہمارے نزدیک
ناجائز ہو جاوے اور تقیید مطلق و نسخ حکم کتاب و زیادت بر کتاب لازم آوے بلکہ دیکہو تعدیل ارکان اور فاتحہ
کی وجوب کے ہم قائل ہین اور اسمین تقیید مطلق نہین جانتے ہین ہمارے فقہا و اصولین اور نیت و ترتیب و لاکو
استحباب کے ہمارے علما قائل ہین اور تقیید مطلق مخالفت حکم کے یہان متصور ہونا نہین مانتے ہین اسواسطے کہ
جسطرحکا حکم کتاب سے ثابت ویسا یہ حکم نہین ہے چنانچہ یہ عبارت توضیح سے واضح ہے ویمکن ان یجاب بانا
لم نزد الفاتحۃ والتعدیل علی وجہ یلزم منہ نسخ الکتاب لانا لم نقل بعدم اجزاء الاصل لولا الفاتحۃ
والتعدیل حتی یلزم النسخ حینئذ بل قلنا بالوجوب فقط بمعنی انہ یأثم بترکھما وفی ھذا المعنی
لا یلزم نسخ الکتاب اصلاً انتہی وقال التلویح فان قیل کیف زید وجوب الفاتحۃ والتعدیل
بخبر الواحد قلنا لان الزیادۃ بطریق الوجوب لا یرفع اجزاء الاصل فلا یکون نسخاً فلا یمتنع بخلاف
الزیادہ بطریق الفرضیۃ بمعنی عدم الصحۃ بدونہما فانہما ترفع حکم الکتاب انتہی اس سے خوب واضح ہے
اہل علم پر کہ وجوب و استحباب و اباحت و استحسان منافی و مخالف فرضیت اطلاق کو نہین ہے اگر بالفرض والتقدیر
کوئی نص موجب فرضیت و وجوب قیام برای آنحضرت صلعم علی الاطلاق کے ہووے تب ہی یہ قیام وقت
ولادت بطور استحباب و استحسان رافع اوس کا نہوگا اور اوسکا مقید ہونا لازم آویگا اور اوپر بھی بخوبی گذر چکا ہے کہ

محفل میلاد شریف کی امور کو کوئی موقوف علیہا جواز ذکر ولادت نہیں جانتا ہے کہ امور متنازع فیہا نہ ہونگے تو ذکر ولادت
جائز ہوگا اور قیام کو بھی کوئی موقوف علیہ ذکر ولادت کا نہیں جانتا ہے پس ذکر ولادت کے ادلہ مطلقہ کا یہ قیام
وغیرہ منافی و رافع نہیں ہے اور تقیید مطلق بدون اسکے نہیں ہوتی ہے کہ غیر مقید کو جائز نہ جانا جاوے بلکہ
ضرور ہے تقیید مطلق ممنوع کے تحقیق کیونکہ اسواسطے کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا عدم جواز جانا جاوے چنانچہ یہ تلویح
وغیرہ سے اوپر گذر چکا ہے اور یہاں قیام مذکور کے بارہ میں یہ موجود نہیں ہے پس تقیید یہاں بتانا سراسر بے عقلی و نادانی
گنگوہی کا ہے کسی نے نام تقیید مطلق نہ سنا لیا تو اسکی حقیقت سے بالکل آگاہ ہی نہیں پس یہ تقریر گنگوہی کی بالکل
مدفوع ہے اور بے عقلی اسپر سراسر بیان ہونا واضح ہے اور مسلم و شرح العلوم سے اوپر واضح ہوچکا ہے کہ تقیید کا مقتضی ایجاب
شئی زائد علی المطلق ہے حیث قال التقیید من حیث هو هو یقتضی ایجاب شئی زائد علی المطلق انتہی یہ
بھی گذر چکا ہے تقیید و حمل المقید مطلق پر ایجاب میں ہوتا ہے نہ ندب و اباحت میں حیث قال فی شرح المسلم فیہ
اشارة الی ان الحمل انما هو اذا کان الحکم الایجاب دون الندب او الاباحة او لا تمانع فی اباحة المطلق
والمقید انتہی پس یہ قول گنگوہی کا (جب یہ حکم ہوا کہ کسی ہمارے حکم مطلق کو مقید مت کرو تو یہ بھی حکم ہوگیا کہ
حکم ندب قیام کو مقید مت کرو) تو ثابت ہوگیا کہ ندب قیام مقید بذکر ولادت مت کرو اسراسر بے فہمی ہے کیونکہ اسی
اصول سے معلوم ہوا کہ ندب و اباحت میں تقیید نہیں ہوتی اور یہ گنگوہی ندب اباحت میں تقیید مانتا ہے اور یہ شارع علیہ السلام
پر افترا کرتا ہے کہ شارع کا حکم ہوگیا کہ ندب قیام کو مقید مت کرو اپنی کم فہمی سمجھا ہے ورنہ علماء فقہاء و اصولیین سے
معلوم ہوا کہ ندب و اباحت میں یہ حکم نہیں ہے ایسے افترا و دروغ کا کیا ٹھکانا ہے خواہ مخواہ حکم شارع بتائی دیتا ہے
اور اپنے رائی سے غلط سلط احکام شرع گھڑتا ہے کوئی مسلمان تو ایسے بے باکی نہیں کر سکتا ہے یہ خاصہ وہابیہ کا ہی ہے
اگر بالفرض والتقدیر یہاں تقیید بھی ہووے تو یہ تقیید حدیث سے ثابت ہے اور احادیث عامہ کی تقیید مصداق
ہر حدیث ما راٰہ المسلمون و اتبعوا السواد الاعظم دونوں کی مصداق یہ تقیید قیام وقت ذکر ولادت کی ہے
کیونکہ استحسان اس پر واقع ہونا اور سواد اعظم کا اسکو مستحسن جاننا ثابت ہے کما مر انفا اور استحسان مسلمین و سواد اعظم کا دلیل
شرعی حدیثین مذکورہ سے ثابت ہے پس یہ تقیید حدیث سے ثابت ہوئی اور ما قیل و قال منصفین کا مسدود ہوا
اور قول گنگوہی کا مردود و مطرود ہوا اسکے بعد جو تیرے مولف انوار کے ہے اور واہی تباہی کلمات فتنہ سے نکالے
اون سب کا جواب اس قول ہمارے سے ہوا اور یہ قول گنگوہی کا ہے صفحہ ۲۰ (میں قیام مباح تو تہا مطلقاً اور بہ تعظیم
شان ذکر فخر عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بہی تہا مگر جہلا کی تقیید و تخصیص و عوام کے سنت و وجوب سمجہنے سے
بدعت و مکروہ ہوا تہا) ارے مولف کہیں تو سمجہ کیا تجہیر بلادت ختم ہوگئی پس اصل اباحت و ندب معارض اس بدعت عارضیہ

ہیں اور مولد کبیر وغیرہ میں جو تحسین کہا ہے تو اصل مطلق کے دو کے وجہ سے کہا ہے بظن غالب وہاں عروض اس قید
وتاکد کا نہوا تہا ایک ہذیان آگے ندب و اباحت کو قبول کرنا جاتا ہے اور مولد کبیر وغیرہ میں خاص وقت ذکر ولادت کے
قیام کرنیکو تحسین نکہا ہے اوسکو بھی تسلیم کرتا ہے پس گنگوہی ہذیان بھی سمجھا ہے اور اباحت و استحباب قیام وقت ذکر ولادت
خدا تعالی نے نکلوا دیا لیکن عار و شرم حکم شرعی قبول سے گنگوہی آتی ہے اور عار کیواسطے نا قبول کرتا ہے اور فقط
اپنی منہ بدعت و مکروہ بلا دلیل کہتا ہے بیچارے مسلمانوں پر افترا و بہتان سنت و وجوب و تاکد کا کرتا ہے حالانکہ
یہ برخلاف قرآن و حدیث و اقوال فقہا و علما سے حرام ہے گنگوہی حرمت بدگمانی ساتھ اہل اسلام قرآن و حدیث و
اقوال فقہا سے معلوم نہو وے کسی پڑھے ہوئے سے دریافت کرلے لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون والمومنات خیرا
کو آیات سابقہ کو دیکھو اور آیت میں غور و فکر کرے ظنوا بالمؤمنین خیرا مضمون حدیث تو زبان اور ہر خاص و عام کا ہے اور
شرع و قاعدہ دیکھو قول و فعل عاقل کو حتی الامکان صلاحیت پر فقہا حمل کرتے ہیں اور باوجود احتمال حرام کے اوس سے
بچاتے ہیں ان تمام امور کو پس پشت ڈالدیا و قرآن و حدیث و اقوال فقہا سب سے اعراض کیا اور نفس کے اتباع کر کے
بدگمانی اہل اسلام کے ساتھ کرنے لگا اچھی کراہت قیام کی ثابت کی کہ خود مرتکب حرام قطعی کا ہوا مثل مشہور ہے کہ
مرد سونکی بدشگونی کیواسطے اپنی ناک کٹانا کونسے عقلکی بات ہے الغرض ثبوت کراہت اس گنگوہی کے نزدیک کے تقیید
و تخصیص اور عوام کے سنت و وجوب کے جاننے کے سبب سے ہے تقیید و تخصیص کا جواب تو بخوبی ہوگیا اور جہالت
و سفاہت و بے علمی گنگوہی کی ظاہر ہوگئی و وجوب و سنت کے اعتقاد کرنیکی نسبت طرف عوام کے کرنا بہتان و افترا ہے
اور بے وجہ حرام ہے پس یہ نسبت کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور کسی نے آجتک مجوزین میں سے اوسکو واجب و سنت
موکدہ نہیں کہا ہے اگرچہ وہابیہ بدعت حسنہ کو بھی سنت کہتے ہیں جو اون کے نفس کے موافق ہوتی ہے اور ہم
باوجودیکہ مجالس میلاد شریف میں ہم جاتے محفل میں کہ سوائی اوسکے کبھی کسی عام و خاص کے زبان سنت و واجب
کہتے نہ سنا گنگوہی کبھی ذکر ولادت آنحضرت صلعم میں گیا ہی کہتا اور مانند فعل روافض کے بناتا ہے اور قیام کو شرک
شرک کہچکا ہے اوسنے عوام مجوزین سے سطرح بدون اختلاط کے سن لیا کہ وہ سنت و واجب ہونیکا اعتقاد کرتے
ہیں گنگوہی ہے تو کسی عام و تحریر یا رسالہ پیش کرے یا بذریعہ عوام سے بہلا تو دے کہ وہ اپنی اعتقاد قیام مذکور کو سنت
و واجب کہتے یہ حشر تک یہ حشر تک اوس سے نہو سکیگا پس افترا محض و بہتان صرف ہے گنگوہی پر ایسا بہتان جیسے
بعض ہنود سے راقم نے بگوش خود سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان لوگ محراب مسجد ہی کو سجدہ کرتے ہیں جسطرح ہنود
بت کو کرتے ہیں وقت گفتگو کے بعض ہنود نے بت پرستی کی مساوات نماز سے ثابت کرنیکو کہدیا تھا اسیطرح یہ
گنگوہی اپنی افترا و بہتان و بدگمانی سے قیام کی کراہت و بدعت ثابت کرتا ہے اگر کوئی وہابی کہوے ہمیشہ قیام وقت

ذکر ولادت کرنا سو ہم اسکا ہی ہے کہ عوام کو وجوب و سنت مؤکدہ کا اعتقاد ہو جاوے اور اسقدر کراہت کیواسطے کافی ہے
تو جواب اسکا ظاہر ہے کہ استحباب قیام مشہور و معروف ہے باوجود شہرت استحباب کے یہ وہم وجوب سنت مؤکدہ
کسی کو ہونا امید ہے عند العقل اگر بالفرض ہزارون ایک دو کو یہ وہم ہووے تو نادر پر حکم شرعی نہین لگا
کرتا ہی النادر کالمعدوم شائع و ذائع ہے دوسرے یہ احتمال کراہت مستحبات نماز مین بھی قائم ہے مثلاً نماز مین حالت
قیام مین موضع سجود کو دیکہنا اور حالت رکوع مین ظہر قدمین کو دیکہنا و حالت سجدہ مین طرف ناک دیکہنا یہ تمام
مستحبات ہین ہمیشہ کرنے سے یہ احتمال کہ اسکو عوام سنت و واجب نہ اعتقاد کر جاوین مکروہ و بدعت کہدینا چاہئے اور
اسیطرح واجبات کو فرض قطعی و سنت کو واجب اعتقاد جاننے کے احتمال اور ایہام سے سبکو بدعت و کراہت
کہدینا چاہئے یہ حماقت تو سوائے وہابیہ کے دوسرے کسی سے نہو گی اور تیسری یہ کہ غایت یہ ہے کہ دلیل قیاسی ہو گی اور قیاس
بمقابلہ استحسان متروک ہوتا ہے چنانچہ بالتفصیل اوپر گذر چکا ہے اور قیام پر استحسان واقع ہے پس اسمعلین یہ دلیل
معمول نہین ہرگز نہین ہوسکتی ہے پس یہ قول گنگوہی کا صدر ہی بےعلمی و تعصب ہونا ظاہر ہوا اور یہ قول گنگوہی کا صفحہ ۲۰۰
پس قیام دستہ بستہ بخشوع چونکہ ایک رکن نماز کا ہے کہ حق کے روبرو دست بستہ کہڑے ہوتے ہین تو اگر اسیطرح
فخر عالم کو حاضر بعالم استقلالی محفل مولود مین جانکر دست بستہ کہڑا ہو گا جیسا جہلا کا عقیدہ ہے تو لاریب مشرک ہووے گا
پس معترض کا یہ کلام جہلا کے عقیدہ پر ہے اگرچہ فہمیدہ کی نسبت شرک حقیقی نہین مگر بدعت سے خالی نہین کیونکہ
بدون اس عقیدہ تخصیص مطلق تو حاصل ہی ہے پس وقت ولادت دست بستہ بدین عقیدہ شرک ہوا کہ صفت
علم خاصہ حق تعالی کے فخر عالم مین ثابت کی) سراسر بےعلمی و بہتان اہل اسلام پر ہے قیام دست بستہ بخشوع مجموع
کو رکن کہنا سراسر بےعلمی ہے فقط قیام رکن نماز کا ہی وہ بھی اندرون نماز کے ہے نہ باہر نماز کے دست بستہ ہونیکو بھی رکن
مین داخل کرنا سراسر جہالت ہے دست بستن تو رکن مین اوسوقت داخل ہوتا کہ فرض ہوتا آجتک کوئی بہتر تہتر
فرقو نمین دست بستن کی فرضیت کوئی قائل نہین ایسے بےعلمی کو کیا کہا جاوے اتنی خبر بھی نہین کہ دست بستن نماز کے
رکن مین داخل نہین ہے اور موقوف قیام نہین ہے اور مفہوم قیام سے جو رکن اندرون نماز ہے شرعاً عقلاً خارج
ہی معلوم نہین کہ بلادت گنگوہی مین اور بےعلمی اسقدر کہان سے آگئی ہے اور کوئی اہل عقل و اہل اسلام آجتک
خواہ جاہل خواہ اسکا قائل نہین ہوا کہ آنحضرت صلعم کو علم استقلالی ہے ازل سے یہ جانتا ہے کہ تمام اوصاف آنحضرت
صلعم کو اللہ تعالی کیطرف سے ملی ہوئی ہین علم بھی آنحضرت صلعم کو جس چیز کا حاصل ہوا ہے تو خدا تعالی کی ہی
طرف سے حاصل ہوا ہے اور ہوتا ہے ہان کوئی فرقہ وہابیہ مین سے ایسا جاہل ہووے کہ علم استقلالی کا کسی اپنے
مقتدی مانند مولوی اسمعیل مقتول و شیخ نجدی کے حق مین قائل ہووے تو اوسکو بدون قیام کے بھی کافر ہم

کہدینگے کوئی اہل اسلام مین ایسا نہین ہے کہ علم استقلالی کا غیر خدا تعالی کے حق مین قائل گنگوہی اپنی ہی فرقہ وہابیہ
سے صحبت وملاقات رہتی ہے اہل اسلام واہل سنت سے تو گنگوہی فرمن القسورہ کا مصداق ہے اہل سنت کے
جہلا ر وعلما ر سے وہ ایسے خبردار کہان ہے جیسا کہ اپنے جہلا ر و علما ر سے خبردار ہے پس یہ اعتقاد علم استقلالی کا
اسکو معلوم ہوا ہے تو وہابیہ کے ہی جہلا ر کا حال معلوم ہے نہ اہل سنت کا اور اہل سنت کے حق مین یہ کہنا اگر سچا ہے
اور سچا ہے تو ثابت کرے ورنہ کذب وافترا ہے اور فہمیدہ کے حق مین بدعت سے خالی ہونا جو کہتا تو یہ وہی خرافات
اسکی قدیمی ودائمی ہے کہ بلا دلیل شرعی وعقلی مسائل گہڑ کر شارع بنتا ہی اور آخرت برباد کرتا ہی وہی لغو تقریر جسکا
بطلان اوپر ہو چکا ہی کہ تخصیص مطلق ہی بیان بہی پیش کی ہے اثبات بدعت واسطے اسکا بطلان کسے یاد نرہا ہو وے
تو ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کر کے معلوم کرلے اور بعلمی گنگوہی پر پہر واقف ہو جاوے کہ یہ تخصیص مطلق
جو ممنوع ہے ہرگز نہین ہے گنگوہی سے تقریر مولف انوار دیکہکر متحیر ہوگیا اور قیام کے رد مین کچہ نہو سکا تو
اوسمین قید علم استقلالی خاصہ خدا تعالی زیادہ کر کے اوسکا رد کرنا شروع کیا جسطرح ہمپر اعتراض بوسہ
حجر اسود کا کرتے ہین اور بت پرستی بتاتے ہین یہ قید زیادہ کر کے کہ بطور عبادت پتہر ہے اوسکا بوسہ تم لیتے ہو یا تمہارے
جہال لیتے ہین پس اسیطرح یہ قید زیادہ کر کے قیام میلاد کا شرک ہونا گنگوہی بتاتا ہی شاید معترضین بوسہ
حجر اسود سے یہ ڈہنگ سب کا ہونا ادعار اسلام اور یہ حال کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کو کافر مشرک بتانا ہی مضمون حدیث
مذکور پر اعتقاد واعتبار اسکو نہین کہ کفر وشرک کہنے والے کیطرف رجوع کرتا ہی مولف انوار ساطعہ نے عبارت
تفسیر عزیزی کی (قیام اختصاص بنماز بلکہ بعبادت ہم ندارد) و عبارت شرح منیہ کبیری کی (والقیام لم یشرع عبادۃ وحدہا)
اس امر کی ثبوت کیواسطے پیش کی تہی کہ قیام فی نفسہ عبادت نہین ہے اور نماز عبادت کے ساتہہ اسکو خصوصیت
نہین ہے گنگوہی کی تقریر لغو اسپر دیکہو لکہتا ہی قیام ہی صلوۃ کا رکن فرض ہے اور طاعت اور عبادت ہے
قوموا للہ قانتین پس نفس قیام اگرچہ عام ہے عبادت وغیر عبادت سے مگر قیام دست بستہ بخشوع وقنوت عبادت
ہی اور تفسیر عزیزی مین یہی فرماتے ہین کہ قیام اختصاص بعبادت نہین رکہتا ہے یعنے قیام بغیر عبادت کی ہی ہوتا
ہی مگر قیام دستہ بستہ بخشوع کو نہین فرماتے ہین کیونکہ وہ عبادت ہے اور شرح منیہ مین قیام کو عبادت مقصودہ
سے نکالا ہے بقولہ لم یشرع عبادۃ وحدہ نہ عبادت ہونے سے اسواسطے یہ نفس قیام غیر کیواسطے جائز ہے خلاف
قیام موصوف کے پس قیام موصوف کی عبادت غیر مقصودہ ہوتے یہ لازم نہین کہ غیر کیواسطے جائز ہے پس قیام
موصوف غیر کیواسطے اگرچہ شرک حقیقی نہو مگر مشابہ تو ہے لقول علیہ السلام ان کدتم انفا تفعلون فعل فارس
والروم یقومون علی ملوکہم وہم قعود فلا تفعلوا امتی قال النووی فیہ النہی عن قیام الغلمان التباع

علی راس متبوعہم الجالس بغیر حاجۃ) منصفین غور کرین کہ کیا لچر ولغو تقریر گنگوہی کے ہے قیام کو رکن اور عبادت
وطاعت بتاتا ہی اور قرآنکی آیت پیش کرتا ہی اتنی فہم وسمجہ اسمین نہین کہ مولف انوار نے نفی خصوصیت کی کی ہے
کہ قیام ساتھ عبادت کے خاص نہین ہے اور یہ کب مولف نے کہا ہی کہ نماز کے اندر کا قیام فرض ورکن نہین
آیت کو بے محل پیش کرتا ہی اوس سے یہ کہان مفہوم ہی کہ باہر نماز کے بہی قیام خاص ہے خدا تعالی کے عبادت کے
ساتھ ہے اوس سے یعنے آیت سے نماز کے قیام کا ثبوت ہے اسمین اثبات خصوصیت قیام ساتھ عبادت کی کہان ہے
اور غیر نماز کے قیام سے اوسکو کیا علاقہ ہے اور اس آیت مین کونسا کلمہ حصر کا موجود ہی کہ قیام خاص خدا تعالی
کیواسطے ہی ہے جو خصوصیت ثابت ہو کر منافی مقصود مولف کی ہووے اور نماز مین قیام مع امور دیگر کے عبادت
ہو گیا تو اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ بدون نماز بدون وضو بدون رو بقبلہ و بدون وسیلہ الی السجود کے بہی
عبادت ہے نہایت درجہ کا کوئی احمق ہوگا وہ بہی اس آیت سے یہ خیال نکریگا کہ بدون نماز و بدون ان امور کے
بہی قیام عبادت ہی اول کلام مولف انوار کو سمجہ لیتا اوسوقت کچہ کہتا بے سمجہے سوچے واہی تباہی کہنا شروع
کر دیا یہ اہل عقل کا کام نہین ہے یہ تمام گنگوہی کی لغو و لچر ہے اسکو مولف انوار کے قول کے جواب سے کچہ
علاقہ نہین ہے اور قیام دست بستہ بخشوع وقنوت کو باہر نماز کے عبادت کہنا بہی بلا دلیل ہے کسی دلیل شرعی سے
اسکا ثبوت نہین ہے اور آیت سے جو کچہ ثابت ہے وہ اندرون نماز کے قیام کا جو خاص واسطے خدا تعالی کے
مع وضو و رو بقبلہ کیا جاتا ہی ثبوت ہے وہ مقید اسقدر امور کے ساتھ ہے ایک اندرون نماز کے دوسرے مع وضو تیسرے
رو بقبلہ چوتھے واسطے اللہ کے پانچوین مع قنوت کے فرمانبرداری کے چھٹی اوسمین قرأت قرآن حقیقۃ یا حکما
اور دست بستہ ہونا تو قرآن سے ہرگز ثابت ہی نہین ہے بلکہ بقول علماء محققین کے حدیث صحیح سے تحت سرہ
کا ثبوت نہین ہے پس جس قیام مین یہ تمام امور نہوون اوسکو عبادت کہنا اور اس آیت کو اوسکے ثبوت کیواسطے پیش کرنا
کمال نادانی ہے قیام میلاد مین قیود اندرون نماز کے ہونا اور خاص واسطے خدا تعالی کے ہونا اور با وضو ہونا اور
رو بقبلہ ہونا ہرگز موجود نہین ہین پہر مصداق آیت قرآنیہ قرار دینا سراسر سفاہت وحماقت نہین ہے اور کیا ہے
اور ایسے قیام آجتک کسی نے عبادت نہین قرار دیا بلکہ نفی کی ہے چنانچہ قول شارح سفر سعادت و شاہ عبد العزیز سے
مفہوم ہی اور قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا دعوے بلا دلیل ہے زبردستی غیر عبادت کو عبادت بناتا ہے
خوف خدا کا کچہ نہین ہے نفس قیام کی عبادت ہونیکی تو یہ گنگوہی بہی مانتا ہی دست بستہ ہونا و بخشوع ہونا اوس کے ساتھ
ضم کر کے اوسکو عبادت بناتا ہے منصفین کو چاہی کہ اسقدر جواب اسکا کافی جانین کہ عبادت کا ثبوت بلا دلیل شرعی
معتبر کے نہین ہو سکتا ہی آجتک تو کوئی اسکا قائل ہوا نہین ہے اور دلیل کسی معتبر عالم کی اس نے پیش کی نہین ہے

گنگوہی سے مطالبہ اسکا کرنا چاہیئے کہ قیام خارج نماز کو بدون قید وضو و رو بقبلہ کے و بدون اسکی کہ خدا تعالی کیواسطے ہو کسی امام نے ائمہ اربعہ سے یا دوسرے ایسے محققین امام جو معتبر ہووے اسکو عبادت قرار دیا ہی اور ابن حجر و برزنجی وغیرہ علما و فضلا جو قیام مولد مستحسن جانتے ہین اونکو بہی کسی دلیل و کسی معتبر کے قول سے یہ معلوم نہوا کہ ایسا قیام عبادت ہے اور موجب شرک ہی اور اس گنگوہی کو جسکے علم کا حال ہر جگہ یہ معلوم ہوتا جاتا ہی اور اسکی بیفہمی ظاہر ہوتی جاتی ہے ایسے قیام کا عبادت ہونا معلوم ہوگیا جب فقط اسیقدر سے عبادت ہوتا قیام کا ثابت ہوگیا اس گنگوہی کے نزدیک دستہ بستہ بخشوع ہووے اور یہ آنحضرت صلعم کیواسطے کیا جاتا ہی تو عبادت لغیر اللہ کی جاتی ہے جو کوئی ایسا قیام کرے وہ مشرک حقیقی ہونا چاہئے پہر اس گنگوہ نادان نے لیٹنے قول مین جو اس سے پہلے گذرا ہی کہ وہ قول صفحہ ۲۰ براہین مین شرک حقیقی ثابت کرنے کیواسطے قید علم استقلالی کی کیون لگائی اس قید لگانے سے ظاہر ہے کہ بدون اس قید یعنے علم استقلالی شرک حقیقی نہین ہوتا ہی اس گنگوہی کے نزدیک بلکہ اوسہی قول مین تصریح گنگوہی نے کی ہے کہ بدون اس عقیدہ کی بدعت ہی شرک حقیقی نہین اور اس قول مین فقط اسکے قیام دستہ بستہ بخشوع اگرچہ عقیدہ مذکور نہو عبادت ہوگیا جسکے کرنے سے واسطے لغیر اللہ کے شرک حقیقی لازم آیا پس دونون قول گنگوہی کے باہم منافی و مخالف ہوئی اقوال باطلہ ایسے منافی و مخالف باہم ہوئی ہین لو کان من عند غیر اللہ لوجد وافیہ اختلافا کثیرا خدا تعالی فرماتا ہی اب جاننا چاہی کہ خشوع لغیر اللہ عبادت دکوئی امر غیر جائز نہین ہی بلکہ آنحضرت صلعم کیواسطے حیات مین و بعد ممات کے خشوع کرنا موجب ثواب و اعمال صحابہ رضی مین سے ہی اور طریقہ علما و تابعین سے ہے بلکہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ واجب ہی ہر مسلمان پر کہ جب آنحضرت صلعم کا ذکر خود کرے یا کسی سے سنے تو خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین کرے اور تکلف وقار و درانت اپنی ہیئت مین کرے اور اپنی حرکت کو ساکن کرے اور شروع کرے ہیبت و اجلال مین مقام تعظیم و اکرام مین جسطرح فرضا اگر روبرو آنحضرت صلعم کی ہووے تو ویسے تعظیم و اکرام ہیبت و اجلال کرتا اسہی سبب سے جب مناظرہ کیا ابو جعفر منصور خلیفہ عباس نے امام مالک رح سے اور آواز بلند کیا مسجد آنحضرت صلعم مین تو امام مالک رح نے رفع آواز سے منع فرمایا اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی حرمت و عزت حیات و ممات مین ایک سی ہے تو امام مالک کے کہنے پر ابو جعفر نے خضوع و خشوع کیا اور امام مالک رح نے منع فرمایا چنانچہ شفا قاضی و شرح شفا علیقاری کی جلد ثانی مین یہ موجود ہے واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ) بنصبہما ای بعد وفاتہ لازم ای علی کل مسلم (کما کان) ای ما ذکر واجبا حال حیاتہ ای لانہ الآن حی یرزق فی علو درجاتہ و رفعۃ حالاتہ (ذلک) ای التعظیم والاکرام عند ذکرہ علیہ الصلوۃ والسلام و ذکرہ حدیثہ) ای کلامہ (وسنتہ) ای ذکر طریقتہ (وسماع اسمہ وکذا نعتہ (وسیرتہ) ای فی جمیع ھیئاتہ من حرکاتہ وسکناتہ (ومعاملۃ آلہ) ای اہل بیتہ

(وعترته) ای ذریته وقرابته (وتعظیم اهل بیته) ای ازواجه وخدمه ومواليه (وصحابته) ای اهل صحبته (قال ابو ابراهيم التجيبي واجب على كل مؤمن متى ذكره) ای بنفسه (او ذكر عنده) ای على لسان غيره (ان يخضع) ای ظاهرا (ويخشع) ای باطنا (ويتوقر) ای يتكلف الوقار والرزانة في هيئته و يسكن من حركاته (ويأخذ) ای يشرع ويسرع (في هيبته واجلاله) في مقام تعظيمه واكرامه (بما كان يأخذ به نفسه) ای يطلب منها (لو كان) ای فرضا (بين يديه) ای امام عينيه (ويتأدب بما ادبنا الله به) ای من وجوب تعظيمه وتكريمه وخفض الصوت ونحوه (قال القاضي ابو الفضل) يعني المصنف (وهذه) ای الطريقة المرضية (كانت سيرة سلفنا الصالح) ای المتقدمين من الصحابة والتابعين (وأئمتنا الماضين) ای العلماء العاملين (ناظر) ای جادل وباحث (ابو جعفر) هذا هو المنصور عبد الله بن محمد علي بن عبد الله بن عباس ثاني خلفاء بني العباس (ای امير المؤمنين مالكا في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له) ای مالك يا امير المؤمنين فقال لا ترفع صوتك في هذا المسجد فان الله تعالى ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي الآية ومدح قوما فقال ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله الآية وذم قوما فقال ان الذين ينادونك من وراء الحجرات الآية وان حرمته ميتا كحرمته حيا واستكان لها ابو جعفر ای خضع وخشع بمقالة مالك رحمه الله انتهى بقدر الحاجة

اس عبارت سے واضح ہے کہ آنحضرت کے ذکر کرنے یا سننے کے وقت مسلمان پر تعظیم وتوقیر وخشوع وخضوع واجب ہے مانند حال حیات جیسے کہ روبرو آنحضرت صلعم کے خشوع وخضوع ہیبت واجلال وتعظیم واکرام واجب ہے تو وقت قیام کے خشوع وخضوع بسبب ذکر ولادت وسلام ودرود ومدح سننے کے خشوع وخضوع کوئی کرے تو شرک وبدعت کس طرح ہو جاویگا اور خشوع قیام کی طرف ضم ہونے عبادت ہو جاوے اور خشوع موجب عبادت کا ہووے تو ممنوع وحرام ہونا چاہئے تھا اور آنحضرت کے سامنے اسکو علما واجب فرماتے ہیں اور ائمہ اسکو جائز رکھتے ہیں اور یہ طریقہ سلف صالح ہے پس واضح ولائح ہے کہ خشوع وخضوع واسطے آنحضرت صلعم کے کرنے عبادت لغیر اللہ لازم ہونا لازم نہیں آتا ہے یہ بےعلمی گنگوہی کی ہے کہ خشوع وخضوع کے سبب سے عبادت لغیر اللہ ہونا خیال کرے اور ہاتھ باندھنا مثلاً ناف کے نیچے وقت تعظیم کے بھی عبادت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فقط ایک تعظیم اس سے مفہوم ہوتی ہے گنگوہی نے نماز میں ہاتھ باندھنا دیکھہ لیا تو بےعلمی کے سبب سے یہی خیال فاسد کر لیا کہ یہ نمازہی کا خاصہ ہے ہرگز نماز کا خاصہ نہیں ہے بلکہ نماز ایک امر تعظیمی ہے اوسمیں فقط تعظیم کے واسطے ہاتھ باندھے جاتے ہیں اور زیر ناف ہاتھ باندھنے میں تعظیم ہونا ہمارے علماء حنفیہ اسی سے ثابت کرتے ہیں کہ بادشاہوں وامراء کے روبرو خدام زیر ناف ہاتھ باندھکر تعظیم کیواسطے کھڑے ہیں تو اسواسطے زیر ناف

نماز مین بھی ہاتھ باندھنا چاہئے چنانچہ امام ابن الہمام جنکو در مختار مین مجتہد لکھا ہے زیر ناف ہاتھ باندھنے کے بارہ جو
مذہب معشر حنفیہ کا ہے فرماتے ہین کہ احادیث سینہ پر اور زیر ناف باندھنے کے دونون ضعیف ہین موجب عمل
نہین ہین اسلئے حوالہ کیا جاتا ہے معتاد و معہود پر کہ عادت ہاتھ باندھنے کی حالت قصد التعظیم فی القیام کہان ہے
آیا زیر ناف یا سینہ پر معہود و معتاد شاہد مین باندھنا ہاتھ کا زیر ناف ہے تو زیر ناف باندھنا چاہئے چنانچہ عبارت اس
مضمون کی یہ ہے فتح القدیر شرح ہدایہ مین وکونہ تحت السرة او علی الصدر کما قال الشافعی لم یثبت
فیہ حدیث یوجب العمل فیحال علی المعہود من وضعہا حال قصد التعظیم فی القیام والمعہود فی
الشاہد منہ تحت السرة انتہی اور امام ابو محمد محمود بن عینی بھی نہایہ شرح ہدایہ مین نماز مین زیر ناف باندھنے مین
تعظیم ہونیکا ثبوت اسی حوالہ سے ثابت کرتے ہین کہ بادشاہون کے روبرو ایسے ہی کیا جاتا ہے یعنے زیر ناف ہی تعظیم
کیواسطے اوقت قیام کے ہاتھ باندھے جاتے ہین قلت الوضع تحت السرة الی التعظیم وابعد من التشبہ باہل الکتاب
واقرب الی سترة العورة وحفظ الازار عن السقوط ومقالة الماوردی ممنوع ووضعہما علی العورة
لا یضر فوق الثیاب وکذا لو کان بغیر حائل لان العورة لیس لہما حکم العورة فی حق نفسہ ولہذا
یضع المرأة یدیہا علی صدرہا وان کان عورة وما قلنا اقرب الی التعظیم کما یفعل بین یدی الملوک
انتہی ان دونون اماموں معتبرین کے قول سے واضح ہے کہ نماز مین تعظیم قیام کی حالت مین زیر ناف ہاتھ باندھنے
اس سے ہی مفہوم ہے کہ بادشاہون کے روبرو ایسا ہی کیا جاتا ہے اس سے واضح ہے کہ دست بستہ قیام کرنا فقط تعظیم کیواسطے
ہے اور تعظیم کیواسطے چونکہ خارج مین بھی ہے اسواسطے نماز مین کیا جاتا ہے پس دست بستہ قیام نماز کے ساتھ اور عبادت
کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ اصل اسکی یہی ہے کہ فقط تعظیم بدون عبادت کیواسطے ہے گو نماز مین بسبب امور دیگر کے عبادت
مین شمار ہووے تو ہووے لیکن خارج نماز کی وہی فقط تعظیم پر ہی رہیگا عبادت سے اوسکو کچھ علاقہ نہین ہے
اور غیر کیواسطے قیام دست بستہ بخشوع کے عدم جواز کیواسطے حدیث و عبارت امام نووی پیش کی یہ اوسکی فہم
و علم کی نقصان کی دلیل واضح ہے اوسکو قیام دست بستہ بخشوع سے کیا علاقہ ہے انمین تو مراد ظاہر یہی ہے
کہ متبوع بیٹھا رہے اور خدام و تابعین اسکے بیٹھے رہنے تک بلا حاجت کھڑے رہین چنانچہ امام نووی رح کی عبارت سے
یہ واضح ہے اور یہ کھڑا رہنا اعاظم مال و منصب دنیاوی کے سبب سے ہووے چنانچہ عنقریب عبارت مجمع البحار مین
یہ آتا ہے اور یہ قیام بمعنے وقوف ہے جو منہی عنہ ہے بمعنی نہوض کی کہ اہل علم و فضل کیواسطے قیام کیا جاوے وقت خدام
کے اوسمین خشوع و دست بستہ بھی ہووے تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ منہی عنہ یہ نہین ہے منہی تو وقوف کھڑا رہنا بیٹھے ہوئے
متبوع کیواسطے دنیا کی ہے اور حضرت رض کے واسطے قیام کرنیکا امر آنحضرت صلعم فرما چکے اور قول سیدکم مشتق ہین

اور مشتق مبدأ علت حکم ہوتا ہے چنانچہ گنگوہی بھی اسکو تسلیم کرچکا ہے پس قیام وجہ یہان سیادت ہو گی نہ کوئی دوسرا
امر جیسا کہ بعض نے وہم کیا ہے اور آنحضرت صلعم کا منع فرمانا قیام بطور نہی عن المنکر کے نہ تہا بلکہ بطور شفقت واتحاد
موجب لرفع الحشمۃ کے تہا اور جمہور علما قیام لاکرام اہل فضل کی جواز کی حجت حدیث قوموا الی سیدکم کو ہی قرار دیتے
ہین قال فی مجمع البحار وح قوموا الی سیدکم فیه استحباب القیام عند دخول الافضل وهو غیر القیام المنهی
لان ذالك بمعنى الوقوف وهذا بمعنى النهوض وليس هو القيام الذي يتعاهده الاعاجم تعظيما
وانما كان سعد وجعا لما اتى فى المحله فامرهم بالقيام ليعينوه عن النزول من الحمار لئلا يهيج عرقه
بالاضطراب ولو اراد التعظيم لقال قوموا لسيدكم وفيه نظر فان الى قهم كانه قيل قوموا واذهبوا
اليه تلقيا وكرامة يشعر به وصف السيادة واحتج به الجماهير لاكرام اهل الفضل بالقيام اذا
اقبلوا القاضي وليس هو من القيام المنهي عنه وانما هو فيمن يقومون عليه وهو جالس يمثلون
طول جلوسه وح لا يقوموا كالاعاجم يعظم بعضها بعضا اى لا يعظم لاجل ماله ومنصبه بل يعظم
اصلاحه وعلمه وح كانوا اذا راوه لم يقوموا له وذلك للاتحاد الموجب لرفع الحشمة ومهما
صفت القلوب استغنى من تكلف اظهار ما فيها والحاصل ان القيام وتركه بحسب الازمان و
الاحوال والاشخاص انتهى اور رد المحتار مین مشکل الآثار امام طحاوی سے منقول ہے کہ قیام بعینہ مکروہ نہیں ہے
مکروہ محبت قیام اوسکے واسطے کہ قیام اوسکے لئے کیا جاتا ہے اور ابن وہبان سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ مین یہ
قیام مستحب ہونا چاہئے اسلئے کہ اسکے ترک سے کینہ وبغض عداوت پیدا ہوتی ہے خصوصا جسجگہ عادت اس قیام ہونے کی
اور قیام مذموم منہی عنہ اوس شخص کے حق مین ہے جو اپنے روبرو کہڑا رہنا جلوس تک دوست رکہتا ہو اور عنایہ
وغیرہ مین شیخ حکیم ابی القاسم سے منقول ہے کہ غنی کیواسطے قیام کرتے تہے اور تعظیم اوسکی کرتے تہے اور فقرا
وطلبا کیواسطے نہین کرتے تہے اس حال سے سوال کئی گئی تو جواب دیا کہ غنی یہی تعظیم کی توقع رکہتی ہین
ترک سے ضرر وتکلیف پاتے ہین اور فقرا وطلبا فقط طمع جواب سلام وکلام ہوتے ہین فی مشکل الآثار القیام لغیرہ
لیس بمکروہ بعینہ انما المکروہ محبۃ القیام لمن یقام له فان قام لمن لا یقام له لا یکرہ قال ابن وہبان
اقول وفی عصرنا ینبغی ان یستحب ذلك ای القیام لما یورث ترکه من الحقد والبغضاء والعداوة لا
سیما اذا کان فی مکان اعتید فیه القیام وما ورد من التوعد علیه فی حق من یحب القیام بین
یدیه کما یفعله الترك والاعاجم اه قلت یؤیده ما فی العنایة وغیرها عن الشیخ الحکیم ابی القاسم
کان اذا دخل علیه غنی یقوم له ویعظمه ولا یقوم للفقراء وطلبة العلم فقیل له فی ذلك فقال الغنی

یتوقع متعلم لتعظیم فلو ترکتہ تنضرر والفقراء والطلبۃ انما یطمعون جواب السلام والکلام معہم
فی العلم وتمام ذلک فی رسالۃ التنبیہ للالی انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین
وہم چنین از محی السنہ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند جماہیر علما بر این حدیث بر اکرام اہل فضل از علم اصلاح یا شرف بقیام امام
محی السنہ محی الدین نووی رحمۃ اللہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است احادیث
درین باب ورود یافتہ ودر نہی از ان صریحاً چیزے صحیح نشدہ ودر مطالب المؤمنین از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس
از برائی کسیکہ در آمدہ است بروی بجہت تعظیم وقیام مکروہ لعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است از کسیکہ قیام
کردہ شدہ است برائی وے واگر ودی محبت قیام نلارد وقیام برائی وے مکروہ نبود قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام
منہی عنہ در حق کسی است کہ نشستہ باشد وایستادہ باشند پیش وی مردم تا نشستن وی چنانچہ در حدیث بیاید
ودر قیام وتعظیم برائے اہل دنیا بجہت دنیائی ایشان وعید شدید وارد شدہ مکروہ است در غایت کراہت انتہی
ان عبارات فقہاء ومحدثین ومحققین معتبرین سے جواز واستحباب قیام واسطے غیر کے ثابت ہے اور قیام منہی عنہ سب کے
نزدیک وہی کہ جسکے واسطے قیام کیا جاوے وہ دوست رکہتا ہووے کہ اوسکے روبرو لوگ کہڑے رہین اوسکے
بیٹہے رہنے تک اور حدیث ہو گنگوہی نے نقل کی اوسکے یہی معنی علما محققین فقہاء ومحدثین نے قرار دی ہین اور یہی
قیام کو اسہی مین منحصر جاننا گنگوہی دست بستہ قیام کرنے کے عدم جواز کیواسطے ان حدیث کو پیش کرتا ہے
قیام دست بستہ بخشوع وخضوع کے تحقق کیواسطے یہ لازم نہین کہ جلوس جالس تک ہووے اور قیام کردہ
شدہ کی محبت بہی ہووے اور واسطے دنیا دار کی بجہت دنیا کے ہووے جو ممنوعات ہین لیس جو حدیث
سے ثابت ہے وہ قیام دستہ بخشوع مین لازم نہین اور قیام دست بستہ بخشوع مین اوسکے نفی حدیث مذکور سے
ثابت نہین گنگوہی ایسے ہی بے محل احادیث واقوال علما پیش کردیتا ہے اور ملا علی قاری کا قول جو شرح
عین العلم سے نقل کیا بعد تصحیح نقل کی اوسکے بہی وہی معنے ہین کہ تا جلوس جالس قیام کیا جاوے اور اوسکی
محبت ودنیا کے سبب سے کیا جاوے تاکہ تمام علما کے موافق قول ملا علیقاری ہوجاوے اور امام نودی نے
علاموں وتابعین کے کہڑے ہونیوالونکی کہڑے ہونیکی ممنوعیت کو مقید ساتھ غیر حاجت کے اس سے واضح ہے
کچہہ حاجت ومصلحت ہووے تو جلوس جالس تک بہی کہڑا رہنا درست ہی اور ہمارے فقہاء حنفیہ بہی اسکے قائل ہین
چنانچہ اعوان قاضی کا کہڑا رہنا قاضی کے روبرو واسطے تحقق ہیبت کے درست فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ قاضی حکم کے
واسطے بیٹہی تو ایک شخص واسطے منع کرنے لوگونکی آقدم سے طرف قاضی کے کہڑا رہے اور منح میں روبرو
قاضی کے کہڑا کرے اور خصومت کیواسطے قیام محدثات مین ہے اسواسطے حاجت کہ ہے ابن عمر رضہ وقت سفر کے

ایک شخص بد ادب ہمراہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ شرکو ساتھ شر کے دفع کیا جاتا ہی الغرض لوگونکی حالات و آداب
مختلف ہین اور ان زمانونمین امور و سفہا پیدا ہوگئے سو موافق مقتضی حال عملکرنا چاہئے اور ارادہ ایسے امور سے جسکا ہووے
نہ حشمت نفس جو عجب کیطرف پہونچاوے قال فی فتح القدیر ویقف اعوان القاضی بین یدیہ لیکون
اھیب الی ان قال قیل ینبغی ان یقوم بین یدیہ اذا جلس للحکم رجل یمنع الناس من التقدم الیہ
معہ سوط یقال الجلواد وصاحب المجلس یقیم الخصوم بین یدیہ علی البعد والشہود تقرب
من القاضی واعلم ان القیام بین یدی القاضی للخصومۃ لم یکن معروفا بل ان یجلسہم علی ما ذکرنا فہذہ
ایضا من المحدثات بما فیہ من الحاجۃ الیہ وعن ابن عمر رض انہ کان اذا سافر استصحب رجلا سیئ
الادب فقیل لہ فی ذلک فقال اما علمت ان الشر بالشر یدفع والمقصود ان الناس یختلفوا الا
حوال والادب وقد حدث فی ہذہ الازمان امور و سفہا فیعمل بمقتضی الحال یراد الخیر لا حشمۃ النفس
المودی الی الاعجاب انتہی وقال الامام العینی فی شرح الہدایۃ ویقف اعوان القاضی بین یدیہ
لیکون اھیب فی اعین الناظرین انتہی و دوسرے کتب فقہ مانند رد المحتار مین بہی یہی موجود ہے قیام آنحضرت
صلعم کے واسطے کرنا گنگوہی جائز جانتا ہی چنانچہ اوسکے اقوال براہین سے ظاہر ہے خشوع و دست بستہ اوسکے
ساتھ منضم کرکے اوسکو عبادت بنانا بدلیل شرعی کے چاہیے واضح ہو کہ اگر خشوع بدون عبادت کے نہوتا عین
یا مساوق و ملازم عبادت کا ہوا اور دست بستن بہی ایسا ہی ہوتا تو اونکے انضمام سے قیام کو عبادت کہدیا جاتا
اور جب معلوم ہولیا کہ خشوع واسطے آنحضرت صلعم کے وقت ذکر اسم مبارک و مسرت و حالات کے ہر مسلمان
کو کرنا لازم ہی تو یہ عبادت لغیر اللہ نہین ہے اور خارج نماز کے ہاتھ باندہ کے کہڑے ہین تعظیم معلوم کرکے نماز مین
بہی ہاتھ باندہنیکا جواز علماء ثابت کرتے ہین اور یہ بہی عبادت لغیر اللہ نہین ہوا پس ان دونونکے معنی خشوع دست
بستن کے انضمام سے قیام عبادت نہوا پس عبادت کہنا اوسکا باطل ہوا اور جو قیام کے منع ہونیکو واسطے گنگوہی
نے پیش کیا اوس سے قیام لغیر اللہ نہین ہوا فقط ایک قسم خاص قیام کی ہے جو یہان صادق نہین ہے ممنوع ہے
بلکہ وقت حاجت و مصلحت کے خصوصا اس زمانہ مین جلوس جالس تک بہی قیام کا جواز عبارات علماء سے
معلوم ہوا پس قیام میلاد شریف کے محفل کا حرام و مکروہ ہونا شرک ہونا نہ کسی دلیل قابل قبول سے و نہ کسی
معتبر کے قول سے ثابت ہوا وہی جو مولف انوار کی تقریر کے موافق مباح دیتا و تعظیم آنحضرت صلعم مستحب و بنا بر
استحسان علماء و فضلاء بلاد اسلام کے مستحسن رہا مولف انوار نے کہا تہا کہ قیام دست بستہ شرک ہوا تو علماء وقت
آنحضرت صلعم کو کیونکر جائز کہینگے اور اس پر عبارت جذب القلوب کی نقل کے در وقت سلام آنحضرت صلعم وقوف در آنجناب با عظمت

دست است بر دست چپ نہد در حالت نماز کرمانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین معنی کردہ انتہی اور مولف انوار نے
کہا کہ ملا علیقاری نے یہ دست بستہ قیام کتاب درر مضیہ سے نقل کیا اور مولف نے عبارت علامہ محمد بن سلیمان
مکی کی کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی کی نقل کی فالاولی وضع یمینہ علی یسارہ کالصلوات کما اقتصر
علیہ فی الحاشیۃ ووافقہ ابن علان وآخر کلامہ فی الجوہر یشیر المیل الیہ اور فتاوی عالمگیریہ سے یہ عبارت نقل کی
باب زیارت قبر شریف سے ویقف کما یقف فی الصلوۃ انتہی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ علماء حنفیہ شافعیہ کے
نزدیک نماز کا سا قیام دست بستہ جائز ہے واسطے زیارت آنحضرت صلعم کے پس خوب واضح ولائح ہے کہ دست بستہ
قیام مانند نماز کے عبادت ہوتا اور غیر اللہ کیواسطے ناجائز و شرک ہوتا جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے تو علماء متبحرین
کیونکر واسطے زیارت آنحضرت صلعم کی اسکو جائز کہتے گنگوہی کی تمام تقریر لغو ولچر ہو گئی کہ دست بستہ بخشوع قیام کو
عبادت بتاتا تہا **گنگوہی** اوسکے جواب میں حیران و پریشان ہو کر یہ کہنے لگا کہ پہلے قول میں تصریح ہوئی کہ یہ
مسئلہ زیارت کا مختلف ہے اور دونوں روایت نقل ہوئین اور کرمانی مجیز اسکا ہے شیخ عبدالحق بہی اوس سے نقل کرتے ہین
اور علیقاری نے بہی یہان اسکو اختیار کیا ہے لہذا علی قاری شرح عین العلم مین اسکو حرام لکہتے ہین اب فرق مجوزین
کے نزدیک یہان یہ ہے کہ اسجگہ استقبال قبلہ نہین وہ قبلہ کہ معین اور مشخص ہو رہا ہے پشت پیچہے ہو جاتا ہے تو قطعاً مخالفت
ہیئت صلوۃ کی ہو گئی اور مظان شرک ہی نہین کہ حیوۃ النبی موجود مین اور یہان مولود مین کوئی جہت مشخص
نہین دوسرے مظان شرک ہے کہ عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہے پس اسمین اور اوسمین فرق ہو گیا پس تعامل حرمین
زیارت مین حسب روایت احادیث کی اگر ہے تو فارق موجود ہے اور یہہ خلاف قیاس ہے دیکہو کہ صلوۃ جنازہ مشابہ
بشرک ہے مگر اجازت ہو گئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے اور تکرار کو منع کرتے ہین پس
زیارت پر قیاس کر کے اس قیام کی اجازت نہین نکل سکتی **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے مطلب ومقصود
کو گنگوہی سمجہتا ہی نہین ہے اٹکل پچو واہی تباہی کہنا شروع کر دیتا ہی مولف انوار نے تو اپنی تقریر سے تقول
علماء اس قول سکہ ڈول وواہیہ کو رفع کیا کہ قیام دست بستہ عبادت ہی اور شرک ہے باین طور کہ قیام دست بستہ
کو عبادت ہونا لازم ہی تو جسجگہہ قیام دست بستہ پایا جاوے تو عبادت ہووے اور جسجگہہ غیر اللہ کیواسطے قیام
کیا جاوے تو شرک لازم آوے اور حال آنکہ زیارت قبر آنحضرت صلعم قیام دست بستہ کو علماء نے جائز لکہا ہے
اور کسی نے یہ عبادت غیر اللہ قرار دیکر شرک نہین کہا پس واضح ولائح ہے کہ علماء کے نزدیک قیام دست بستہ
عبادت لازم نہین ہے اور غیر اللہ کے واسطے کرنے سے شرک لازم نہین آتا ہے یہ مطلب صاف عبارت انوار ساطعہ
سے واضح ہے گنگوہی اردو زبان کے مطلب کو بہی نہین سمجہتا ہے اور رد انوار ساطعہ کے واسطے باوجود عدم لیاقت

مناظرہ کی اپنی ٹانگ اڑادی ہے یہ جو گنگوہی نے کہا ہی کہ زیارت کا مسئلہ مختلف ہی بالفرض مختلف ہووے تو قیام دست
بستہ کیواسطے عبادت کا لزوم وغیر اللہ کیواسطے قیام دست بستہ کرنے شرک کا ثبوت اہل خلاف نہین فرماتی ہین پہر
مختلف ہونے مولف انوار کو کیا نقصان اور گنگوہی کو کیا فائدہ ہوا اور مسئلہ کے خلافی ہونیکے واسطے درر مضیہ پہلی قول کی
یہ عبارت نقلکی ہے هل یضع یمینه علی شماله ام لا مضیر خلاف انتہی قال الکرمانی یصح وقال غیره الاولی
الارسال لیلا یتشبه بالمصلی انتہی یہ عبارت گنگوہی نے براہین کے صفحہ ۲۰۲ مین نقل کا گنگوہی کی خیانت کرنا عبارات
کتب اوپر معلوم ہوچکا ہی اور کتاب درر مضیہ اسوقت موجود نہین ہے معلوم نہین گنگوہی نے اس عبارت مین بہی
خیانت یا مخالف عادت کے پوری بے زیادت وکمی کے نقلکردی اس سے درگذر کرکے ہم کہتے ہین کہ لفظ انتہی درمیان
عبارت کی موجود ہی اوس سے واضح کہ لفظ انتہی سے قبل کی عبارت کسی دوسرے کے مولف درر مضیہ نے نقلکی ہے اور
اوسمین لفظ فقیہ خلاف واقع بعد لفظ انتہی کے مولف درر مضیہ اوس خلاف کو بیان کرتے ہین کہ کرمانی نے داہنی ہاتھ کو بائین
پہ رکہنا صحیح کہا ہی وغیر کرمانی نے ارسال یعنے ہاتھ چہوڑ رہنے کو اولی کہا ہی تاکہ مشابہ نمازی کی ہووے اس بیان
خلاف سے جو مولف درر مضیہ نے بیان کیا ہی واضح ہی کہ خلاف اولیت مین ہی اور غیر کرمانی نے ہاتھ نہ باندہنا
اولی کہا ہی جس سے ثابت ہی کہ مخالفین ہاتھ باندہنا اولی نہین جانتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ اولی نہونے سے عدم جواز
ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ اولی کے نفی مشعر جواز غیر اولی کی ہے پس خلاف جواز مین نہین ہے اولی وغیر اولی مین ہے
ہاتھ باندہنا جائز دونون فریق کے نزدیک ہی اور ملا علیقاری کا قول شرح عین العلم سے صفحہ ۲۰۱ گنگوہی نے یہ
نقل کیا ہی فکما لا یجوز ان یسجد احد لاحد لا یجوز ان یرکع وکذا القیام علی هیئة الوقوف فی الصلوة
لحدیث من سره ان تمثیل له الرجال فلیتبوأ مقعده فی النار انتہی بعد تصحیح نقل بلا تغیر حرف کی جواب
اسکا یہی ظاہر ہی کہ جب ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو زیارت کیواسطے احصار کر لیا ہی جیسا کہ خود گنگوہی
اقرار کرچکا ہی تو شرح عین العلم مین اونکا یہ قول ہے اس سے مراد کسی محل خاص کا قیام ہی کہ وہ قیام کسی جالس کے
جلوس تک فقط واسطے حشمت وعجب کے ہووے جسطرح منکرین کسیواسطے غلام وتابعین کیا کرتے ہین اور قرینہ
اسپر استدلال حدیث سے ہی جو ملا علیقاری نے کیا ہی اور اُس حدیث مین تمام علماء محققین معتبرین ہی قیام مذکور مراد لیتے
ہین جو ہم نے ذکر لیا ہی چنانچہ عبارت مجمع البحار وشیخ عبد الحق محدث دہلوی رحہ سے مفہوم ہے پس ملا علیقاری
قیام زیارت وقیام میلاد کو حرام نہین کہتے ہین گنگوہی اپنی خوش فہمی سے اونکی قول سے یہ خیال پر استدلال
کرنے تو ملا علیقاری کا اسمین کیا قصور ہے جب گنگوہی اردو عبارت سلیس مولف انوار کا مطلب نہین سمجہتا ہے
تو شرح عین العلم کی عبارت کا مطلب کسطرح سمجہہ سکتا ہی پس جب قیام دست بستہ زیارت آنحضرت

صنم کا عدم جواز کسی معتبر کے قول سے ثابت نہوا و فقط اولیت مین خلاف ہوا فقیح نظر اس سے ہو موافق استحسان
علماء حرمین و دیگر بلاد کی ہے وہی اولی نہ غیر اوسکا تو قیام دست بستہ بخشوع و خضوع کا عبادت وغیرہ مین پایا
جانا اسکا شرک نہونا منقوض ہوگیا مقصود اس محل مولف انوار ہی تہا وہ برقرار رہا اور گنگوہی سے جو کچھہ
بیفہمی سے کہا تہا بربادرہا اور گنگوہی جو قیام زیارت قبر آنحضرت صلعم کے جواز و منافات شرک ہونیکی یہ جواز
گذارتا ہے کہ استقبال قبلہ یہان نہین ہوتا ہے اور حیوۃ النبی موجود ہین تو یہی مولف انوار کو مضر نہین ہے کیونکہ کسی
غرض قیام دست بستہ بخشوع کو جو غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے اوسکا عبادت لغیر اللہ ہونیکا اور شرک ہونیکا
جیسا کہ یہ گنگوہی کہتا چلا آتا ہے منقوض کرنا ہے وہ یہان حاصل ہے کیونکہ قیام دست بستہ یہان موجود ہے اور جو عبادت
لغیر اللہ و شرک نہین ہے اور گنگوہی فقط اسیقدر کو شرک کہتا تہا وہ باطل ہوگیا اور اسوجہ سے جو قیام دست بستہ
زیارت قبر آنحضرت صلعم کو مجوزین کے نزدیک جائز بتاتا ہے تو یہ بھی تاویل الشئ بما لا یرضی بہ قائلہ ہے اسوجہ سے کہ سبب
مجوزین کے نزدیک جائز ہونا کو [illegible] مجوزین سے ثابت ہے کیون نہین جائز کہ عدم استقبال قبلہ و وجود حیوۃ النبی
[illegible] نزدیک وجہ جواز قیام مذکور نہووے فقط ادب وجہ ہووے اسی وجہ ادب کے سبب سے قیام میلاد کو علماء نے
اس حیثیت سے مستحسن جانا ہے اور کسی نے عدم استقبال قبلہ کو شرط نہین کیا ہے گنگوہی اگر سچا ہے کہ استقبال
واستدبار قبلہ و موجودگی حیوۃ النبی و عدم موجودگی وجہ جواز و عدم جواز قیام دست بستہ کی ہے تو علماء محققین کی
تصریحات اس بارہ مین دکہلاوے ورنہ گنگوہی کی ہذیانات کون تسلیم کرتا ہے اور بلا دلیل شرعی و عقلی یہ وجہ جواز و عدم
جواز کسطرح کوئی عاقل مانیگا اور فرق بیفہمی سے جو نکال رہا ہے یہ کوئی دلیل شرعی نہین کیونکہ یہ فرق اوسکا مسلم ہے و
اور یہ جو کہا کہ بر خلاف قیاس کے رکہا ہے صلوۃ جنازہ مشابہ شرک الخ قیام زیارت آنحضرت صلعم کو مانند نماز جنازہ کے
خلاف قیاس رکہنا اور نماز جنازہ کو مشابہ بشرک کے ہونیکی وجہ سے امام صاحب کے نزدیک غائبانہ نہونا اور تکرار
ناجائز ہونا سراسر جہالت مسائل فقہیہ سے ہے قیام زیارت کو خلاف قیاس جائز یہ گنگوہی کہتا ہے تو جواز اوسکا
ظاہر ہے کہ کسی نص صریح قرآن و حدیث و اجماع مجتہدین سلف سے تو ثابت ہوا ہی نہین ہے ہان استحسان
حرمین و علماء سے ثابت ہے پس یہی وجہ قیام میلاد شریف مین موجود ہے یہ معنے خلاف قیاس ہین تو خبر خلاف قیاس سے
صحیح لیبیہ سے خلاف قیاس سے قیام میلاد کا بھی ثبوت بیفرق کرنا گنگوہی کا باطل ہوا قیام میلاد کے اجازت کو منع
کرنا تہا وہی نکل آئی اس سے لیکن مانند نماز جنازہ کے خلاف قیاس ہوا کیونکہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے قرآن مجید سے
و اجماع نبوت سے و اوسکا ہم فرضیت اوسکی آیت قرآن و صل علیہم ان صلوتك سكن لهم سے ثابت ہے
چنانچہ فتح القدیر مین موجود اور احادیث اس بارہ مین بیشمار وارد ہین اور اجماع اسپر ہونا واضح ہے منکر اس سے

کافر ہی پس ثبوت اس کا نص غیر معقول سے ہے اور نقلی اوسکا مقتضی نہین ہے و قیام دست بستہ کے جواز کو قیاس
و عقل مقتضی ہے اسیواسطے علماء نے نماز مین حالت قیام مین دست زیر ناف بستن کو اس سے ثابت کیا کہ بادشاہ
ہون کے ساتھی خدام دست بستہ زیر ناف کہڑے ہوتے ہین واسطے تعظیم کے یہان نماز مین بھی جو محل تعظیم ہے ایسا ہی
چاہئے پس قیام ہاتھ باندہنا واسطے ادب و تعظیم کے ہوا یہ امر معقول ہے جسطرح زیارت کی قیام مین ادب و تعظیم اسکو
جانتی ہے قیام میلاد مین اسکو مقتضی ہے پس خلاف قیاس باین معنی نہین ہے ہان اُس معنے کے اعتبار سے اگر
گنگوہی خلاف قیاس بتاوے استحسان سے ثبوت ہوا ہے اور یہ امر عقلی و قیاس اوسکے فہم ناقص مین نہ آوے
تو ہمکو مضر نہین ہے لکن گنگوہی مقید نہین بلکہ ہمکو مقید ہے کہ اوس معنے خلاف قیاس کے اعتبار سے قیام میلاد بھی
ثابت ہی یہ سب حال گنگوہی کا معلوم کرنا چاہئے کہ امام صاحب کے نزدیک نماز جنازہ غائبانہ اور تکرار کا عدم جواز بتانا جو
گنگوہی نے مسائل فقیہ کسی سے سنی ہی ہوتا تو ایسا واہی تباہی نہ بکتا ہدایہ مین موجود ہے واسطے عدم جواز تکرار نماز
جنازہ کی فرض اول نماز کے ساتھ ادا ہوگیا اور نفل نماز جنازہ کے مشروع نہین ہے اور اسلئے کہ آنحضرت صلعم
کی قبر بالکل بطور نفل نماز گذارنا چھوڑ رکھا ہے تمام اہل اسلام نے تکرار جائز و مشروع ہوتی تو کیون چھوڑ دیتے
لان الفرض یتأدی بالاول والتنفل بها غیر مشروع وهذا رأینا الناس ترکوا عن آخرهم الصلوة علی قبر
النبی صلی الله علیه وسلم وهو الیوم کما وضع انتہی اور غائبانہ اسواسطے جائز نہین ہی کہ مشروط صحت نماز
جنازہ مین سے یہ بھی ایک شرط ہے کہ میت کے روبرو نماز کی ہووے چنانچہ فتح القدیر مین ہے وشرط صحتها
اسلام المیت وطهارته ووضعه امام المصلی فلهذا القید لایجوز علی غائب ولا حاضر محمول انتہی اور
مشابہ شرک ہونا علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کو کسی نے نہین قرار دیا ہی اور کسی امام سے یہ نقل نہین کیا کہ مثنے بہت
شرک علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کہ یہ سراسر سخن سازی گنگوہی کی ہے جو یہ وجہ قرار دیتا ہی کتب فقہ پڑہی ہوتی
یا صحبت کسی عالم فقیہ کی کی ہوتی تو ایسے مضریات سے امن اسکو ہوتی یہ ثمرہ جہالت ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ
اجازت ہوگئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے ہین اور تکرار کو منع کرتے ہین تو عجب بے معنی کلام
ہی جس سے واضح ہے کہ اجازت سبب جائز نہ کہنے و منع کا ہی غیر غائبانہ و غیر تکرار کے ہماری اجازت غائبانہ و تکرار جائز کہنے کو
کب مقتضی ہے یہان اسطرح کہتا کہ اجازت ہونے غائبانہ و تکرار کے موجب جائز کہنے و منع کا ہی تو درست ہوتا یہ قول
گنگوہی مگر یہ فہم کہان ہے گنگوہی کو مولف انوار ساطعہ نے قیام دست بستہ زیارت قبر آنحضرت صلعم کے علماء
حنفیہ و شافعیہ سے جواز کذب جذب القلوب و فتاوی عالمگیریہ سے ثابت کرکے کہا تہا کہ اس قیام دست بستہ مین
دو احتمال ہین ایک کہ علماء نے اسکو اسلئے جائز کہا کہ قیام دست بستہ عبادت نہین ہے اور مخصوص خدا تعالی سے

نہیں ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز وغیرہم سے منقول ہوا پس آنحضرت صلعم کے واسطے قیام کرنے میں مضائقہ نہیں ہے
اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ شاید سمجھے ہوں آنحضرت کی تعظیم کیواسطے ایسا قیام کرنا غیر اللہ کے تعظیم نہیں ہے اور
اوپر مولف انوار کے آیات من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ و ترجمہ
شاہ عبد القادر صاحب عبارات تفسیر روح البیان نقل کر کے کہا کہ یہ قیام دست بستہ عبادت ہوا جیسا مذہب
علماء و فقہا کا ہے تو محفل مولد قیام شرک و کفر ہرگز نہوا اور یہ گنگوہی کا ہذیان ہے صفحہ ۲۰۲ میں دونوں
احتمال نہیں مولف کی خطا وفہم کا یقین ہے یہ امر خلاف قیاس ہے کہ روضہ مطہرہ پر سلام کرنے میں منقول ہوا ہے
وہ علیقاری کہ یہاں جائز کہتے ہیں وہ ہی اوسکو اور مواقع میں حرام لکھتے ہیں صلوۃ جنازہ میں مردہ کو آگے
رکھکر نماز پڑھنا درست ہے حالانکہ دوسرے جگہہ درست نہیں نور الانوار میں کہتا ہے وکذلک صلوۃ الجنازۃ
فی نفسہا بدعۃ مشابہۃ بعبادۃ الاصنام **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے خطا فہم کا یقین تانہے
یہ گنگوہی مولف انوار خطا فہم کا یقین تو کیا وہم بھی کسی منصفین کو ہوتا لیکن یہ جہل مرکب کا یقین عاقلین کو
ایسے واہی تباہی اقوال گنگوہی سے ہی خلاف قیاس ہوتا جو ہوا ہے وہ قیاس کسی نص غیر معقول سے تو
ثابت ہی نہیں ہے اقوال علماء سے ہی اوسکا ثبوت نہیں ہوا ہے اور کسی نے اس بارہ میں کوئی نص قرآنی و حدیث
نبوی و اجماع مجتہدین سلف بھی نہیں نقل کیا ہے پھر اسکو خلاف قیاس ٹھہرانا کہ اسکی کوئی علت و وجہ نہ نکلے
اور احتمال کسی علت و وجہ کا نہووے سراسر جہالت ہے اور بناء فاسد علی الفاسد ہے بچہ بھی جانتا
ہے کہ اسطرح قیام واسطے ادب کے ہوتا ہے شاہد میں اسلیئے نماز دست بستن زیر ناف قیام بھی شاہد ہے جسکا
کا ثابت کرنا اوپر گذر لیا ہے خلاف قیاس لفظ گنگوہی نے سنلیا ہے معنے سے وقوف اوسکو نہیں ہے پھر ملا علیقاری
کی حرام کہنے کو ذکر کرنا ہے ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو آنحضرت صلعم کے کہیں حرام نہیں کہا یہ خطا فہمی
سخت گنگوہی کی ہے اور جسکو کہا ہے وہ دوسری چیز ہے اور وہاں محبت قیام اور اہل دنیا کے واسطے بغیر حاجت
فقط عجب کے واسطے ہووے مراد ملا علیقاری کی جیسا کہ اسکی تصریح اوپر دوسرے علماء کے اقوال سے گذر چکی
حتی الامکان تطابق کلام علماء میں انسب ہے اس مراد میں تطابق ہے پس باوجودیکہ یہ ممکن ہے اعراض اس سے کرنا
داب محصلین کے خلاف ہے اور صلوۃ جنازہ پر قیاس کرنا قیام کو سراسر نادانی ہے کوئی وصف جامع قیام صلوۃ
جنازہ میں موجود نہیں ہے جس کے سبب سے قیاس جائز ہو قیام کا صلوۃ جنازہ پر اول اس سے گنگوہی عدم جواز اور
و عدم جواز غائبانہ نماز جنازہ امام صاحب کے نزدیک بسبب مشابہت شرک کے بیان کر چکا ہے اسکا مبنی بھی عبارت
نور الانوار اس نے زعم کیا ہے یہ بھی سراسر نادانی ہے کیونکہ عبارت نور الانوار میں نماز جنازہ کو جو مشابہ عبادت

اصنام کہاہی تو اس سبب سے کہاہی کہ میت حاضر ہوتی ہی روبرو نمازیون کے کہ وہ مانند پتھر کے ہے چنانچہی
حاشیہ نورالانوار مین ہی قوله مشابهة الخ لحضور المیت الذی هو کالحجر بین یدی المصلین انتهی
پس اگر غائبانہ عدم جواز نماز جنازہ کی یہی وجہ مشابہت عبادت اصنام کی ہوتی تو یہ وجہ تو عدم جواز کو مقتضی
نہین ہے کیونکہ غائبانہ کی حالت مین مشابہت عبادت اصنام مفقود ہے بسبب عدم حضور میت کے کہ وہ مانند حجر
کہ ہے پس چاہئی تہا کہ جائز ہو جاتے وحال آنکہ جائز نہین ہے اگر گنگوہی لکھے ہماری غرض ہی کہ قیاس تو چاہتا ہی کہ
جائز ہو جاوے بسبب فقدان وجہ مشابہت عبادت اصنام کی کہ وہ عبادت شرک ہی لکن یہ خلاف قیاس ہے اسواسطے
جائز نہین ہے اور باوجود مشابہت اصنام کے قیاس چاہتا ہی کہ جائز نہووے لکن خلاف قیاس آیا ہے بسبب اجازت شارع کے جائز
ہی تو جواب اوسکا توفیق اللہ یہ ہی کہ کسی الوجوہ نماز جنازہ قیاس نہین ہے باین معنی کہ کوئی وجہ جواز کے قیاس مین نہ آوے بلکہ
فقہا جواز وجہ ارقام فرماتے ہین چنانچہ گنگوہی کی عبارات منقولہ از نورالانوار کے متصل ہے نورالانوار مین وجہ جواز فرض
ہونیکے موجود ہے کہ یہ نماز جنازہ اسوجہ سے حسن ہونے کہ اسمین قضاء حق مسلم کیا جاتا ہی چنانچہ یہ ہے وانما حسنت
لاجل قضاء حق المسلم وهو یحصل بمجرد صلوة الجنازة لایفعل بعدها ۲ انتهی پس جب وجہ جواز
فقہا فرمائے اور وجہ معقول ہے پس خلاف قیاس نہوئی پس خلاف ہونیکے جواز عدم وعدم جواز نہوا بلکہ تکرار اسکے
شرع وعبث دلیل شرعی سے ثابت نہین ہے اور نماز روزہ کے امور مثلاً محصور ومحدود ہین بدون توقیف کے ثابت
نہین ہوتی ہین اسلئے تکرار جائز نہین ہے اور نماز جنازہ واسطے قضاء حق میت مسلمان کے ہے وہ ایکبار سے ادا
ہوگیا پہر تکرار کے کیا معنے الغرض عبارت نورالانوار کا یہان نقلکرنا اور اسکا حوالہ دینا کیوجہ سے راست ومستقیم
نہین ہے گنگوہی نے کسی عبارت سنلی ہوگی بے موقع وبے محل اسہی جگہہ اوسکو لکہدیا اسسے کچہہ بحث کہ
مناسب ہے یا نہین الغرض گنگوہی نے قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا اور غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے
تو اس قیام کے شرک ہونیکا ادعا کیا تہا وہ مولف انوار کے تقریر دل پذیر سے باطل اور گنگوہی نے بہت کچہہ
ہاتہہ پاؤن اور قیام میلاد کا عدم جواز ثابت کرنا چاہا کچہہ نہو سکا اور سے دلیل شرعی قابل قبول سے عدم جواز
نہ ثابت کرسکا اور مولف انوار نے مباح ہونا اور بقصد تعظیم چونکہ کیا جاتا ہی اور تعامل واستحسان علماء بلاد اسلام
کا اس قیام پر واقع ہے مستحب ومستحسن ہونا ثابت کردیا اقوال علماء ہی اس کے استحسان کے بارہ مین نقلکردی
اور شکوہ شک واہیہ کو بہی اوٹہادیا جو کچہہ مولف کے اقوال روشن دل نور کے آفتاب پر خاک ڈالنا
ابن گنگوہی نے چاہا تہا اوسکی خاک اسیکے منہہ مین پڑنا ہمارے اقوال سے واضح ہوگیا وہ آفتاب ویسا ہی
شعاع زیر رہا اور قوی البصر لوگونکو فیض رسان رہا اگرچہ شپر چشمان مانند گنگوہی اس سے محروم رہین تو رہین

آفتاب کا

آفتاب کا اس پیش کنندہ ہو اونکی بصارت کا نقصان وقصور ہے؂ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
حمقاء وہابیہ عبارت سیرت شامی جرت عادت کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لہا سے قیام میلاد شریف کا بدعت
سیئہ ہونا ثابت کرتے ہین اونکی جواب مین مولف انوار نے کہا کہ یہ قیام بسبب عدم وجود زمانہ آنحضرت صلعم وصحابہ
رضیہ کی بدعت ہونا مسلم ہے لیکن یہ ضلالت کو مستلزم نہین ہے مجتہدین ومحدثین کے نزدیک بدعت حسنہ قسم ہم مین
بدعت حسنہ کے ندب پر اتفاق ہے اور عمل مولد ایسے ہی بدعت حسنہ ہے سیرت حلبی مین ہے وقد قال ابن حجر
الہیتمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس کذلک ای بدعۃ
حسنۃ انتہی اور ابن حجر بہی قائل اس قیام مروج مین اونکی مولد کبیر کے عبارت عثمان حسن ومباطی شافعی نے
نقل کی ہے پس محفل میلاد مع قیام بدعت حسنہ ہوا بالاتفاق اسلئے کہ اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا
کی ہے جسطرح بدعت حسنہ کے طرف ہے پس سیرت سے جو بدعت سیئہ ثابت کرتے ہین ساقط ہوا اور لفظ لا اصل لہا سے
ثابت بدعت سیئہ کرتے ہین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ لا اصل لہا کو بدعت سیئہ مراد ہونا لازم نہین ہے مجمع البحار بہول
سونگہنے کیوقت درود پڑہنا لا اصل کیونکر کہا ہی کہ باوجود اسکے مکروہ نہین اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عند ذالک ونحوہ فلا اصل لہا دفع ذلک فلا کراھۃ فی ذلک عندنا الخ اور مولوی اسحاق
اربعین کے مسائل ہمارہ وہم مین فرماتے ہین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچہہ دینا اور دلہن کو منہ دکہائی دینا شریعت
مین انکی اصل ثابت نہین مگر یہ مباح ہے جواب در رشتہ بیعت محمدی اصل این چیزہا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیزہا
کہ دادن سلامی ورونمائی است مباح باشد انتہی این عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بدعت ہونے واصل نہانے
جانے سے حرمت وکراہت نہین لازم آتی پس قول سیرت شامی لا اصل لہا سے قیام بدعت سیئہ وضلالت ہوا اس تقریر سے
موافق انوار سے دلیل مانعین توڑکر چند قرائن اس پر ذکر کیئے کہ سیرت شامی کے عبارت سے بدعت حسنہ مراد ہو اول
قرینہ یہ کہ لفظ جرت عادۃ کثیر سے قیام پر اجراء عادت واضح ہے اور یہ ایک حجت شرعیہ حجج شرعیہ مین سے باب الاحرام
ہدایہ مین ہے وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وھی من احدی الحجج اگر یہ عادت صحابہ ہووے تو بہت
بڑی حجت ہے اگر عادت من بعدہم ہے تب بہی حجت ہی بدلیل ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
مسلمون سے مراد صحابہ ہی لینا مخالف فتاوی وشروح ہدایہ وغیرہ کہ ہے اکابر فقہا سے من بعد الصحابہ
اس سے مراد لئے ہین اور مفتیان نے جابجا علیہ العمل وعلیہ المسلمون وبہ جری التعامل وھو التوارث لکہا ہین
اور امام غزالی فرماتے ہین ولکن اذا لم یثبت فیہ نہی عام فلم نری بہ باسا فی البلاد انتہی جرت العادۃ فیہ

باکرام الداخل بالقیام دوسرا قرینہ یہ کہ شامی عادت کثیر کے لکہی اور کثیر کا ایک امر ہونا بہی سند ہے شامی
شارح درمختار نے لکہا ہے والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور حدیث مین اتبعوا السواد الاعظم ہے
بس یہ ہی دلیل شرعی ہوئی تیسرا قرینہ یہ کہ وہ کثیر محبین ہین اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ کامل الایمان وہی ہین
محبین آنحضرت صلعم کے ہین لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین
کامل الایمان جماعت کثیر کے عادت جس سے کہ اوپر جاری ہو وہ بدعت ضلالت کیونکر ہو چوتہا قرینہ کہ شامی نے
اس قیام وجہ بیان کی کہ تعظیم آنحضرت صلعم کے کرتے ہین نہ واسطے سے دوسری غرض کے اور یہ ظاہر ہی کہ تعظیم
آنحضرت صلعم کی مطلوب شرعی ہے پس قیام بالضرور مستحب و مستحسن ہوا پانچوان قرینہ یہ کہ منکرین قیام کی
عبادت کا طریقہ جو ہے وہ طریقہ شامی کا نہین ہے منکر قیام عاملین قیام جہال کو و عوام کہکر تعبیر کرتے ہین اور قیام
کو لیس بشیئ و مکروہ کہتے ہین اور عاملین محبین نہین کہتے ہین چنانچہ جونپوری کی و گجراتی کی عبارت دیکہو کہ کس طرح
کے کلمات بولتے ہین جیسی تمام قرآن مثبت اسکی ہین کہ قیام مذکور شامی کے نزدیک بدعت حسنہ ہے اور سباق و سیاق
عبارت شامی سے بہی یہ ہی مفہوم ہی کہ اہل اسلام کثیر محبین تعظیماً قیام کیا کرتے تہے پس شامی کے قول سے نہ عیب
قیام مفہوم ہوئی نہ انکار اور محدثین نے بہی یہی قول شامی کے شرح بیانکی ہے کہ بدعت حسنہ ہے نور الدین حلبی عبارت
شامی نقل کرکے لکہتے ہین ای لکن ہے بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ چنانچہ یہ سیرت حلبی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۱۴
مین اور علامہ حلبی نے دیباچہ مین لکہا ہے جسجگہ مین نے کوئی عبارت سیرۃ الشمس سے لیکے ہے اوسکی شروع لفظ ای
لایا ہون اور یہان بہی حلبی نے لفظ ای ذکر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ سیرۃ الشمس سے یہ اوس نے لیا ہی پس اس
تفسیر پر دونونکا اتفاق ہوا اور پسر شامی ابو نصر عبد الوہاب نے بہی اپنے پدر کے کلام کی یہی تفسیر بیان کی ہے کہ وہ
یہ عمل شرقاً و غرباً بلاد مین ہے بطور استحسان کے اسیواسطے شیخ عبد اللہ سراج مفتی عرب نے لکہا ہی اما القیام اذا
جاء ذکر ولادتہ عند قرأۃ المولد الشریف تورثہ الائمۃ الاعلام و اقرہ الائمۃ الحکام اور مفتی مکہ شریف عبد
الرحمن سراج محفل میلاد مع القیام کے حق مین فرماتے ہین و علماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم رأوہ
حسنا من زمان السلف الی الآن الخ یہ مضمون عبارت مولف انوار کا ہے گنگوہی کا ہذیان اسے سنو فرماتے ہین
جب شامی نے لا اصل لہا کہا بدعت ضلالت اسکی نزدیک ہو چکی اور بدعت ضلالت ہونا اسکا اس رسالہ سے
بہی محقق ہو لیا اور توجیہات رکیکہ وہابیہ مولف کا جواب اثبات قیام مین لکہا گیا پس جب احادیث و اجماع سے ضلالت
ہونا ثابت ہو گیا اب ابن حجر ہیثمی یا کسی عالم کا قول معتبر نہین **اقول** وباللہ التوفیق اس گنگوہی کی عادت قدیمہ
دعوے بلا دلیل کی ہے جو قابل اصغا کسی عاقل کے نہین ہے مولف تو لفظ لا اصل لہا سے لزوم بدعت سیئہ کا

انکار کرتا ہے اور اس سے انکار نہ تھا اون علماء سے پیش کرتا ہے جب طریقہ جواب کا مناظرہ مین ہے کہ دلیل شرعی یا عقلی سے
لزوم ثابت کرنا گنگوہی کو ضرور تہا وہ تو اوس سے ہو نہین سکا مقام دلیل مین وہی دعوی پہر ذکر کردیا کہ لااصل لہا سے
بدعت ضلالت ثابت ہو گئی یہ ہذیان ہین اور عدم وقوف علم مناظرہ اسکو کہتے ہین اور تو اور کیا ہے اور توجیہات
مولف کا لکہا جانا بتاتا ہے معلوم نہین توجیہات مولف سے کونسے توجیہات مراد لیتا ہے اگر یہی توجیہات مراد لیتا ہے جو اس
محلین واسطے دفع بدعت سیئہ کے اور اثبات بدعت حسنہ کے کلام شامی مین مولف نے ذکر کئے ہین تو ظاہر ہے کہ اسکا جواب
اثبات قیام مین اس گنگوہی نے نہین دیا منصفین تمام بحث اثبات قیام دیکہلین وہان ان توجیہات کا جواب
کیا ہے اور اگر دوسرے توجیہات مراد لیتا ہے تو اس محلین اونسے کیا علاقہ ان توجیہات کا جواب دیا ہے اور جو کچھ اس
گنگوہی نے اثبات قیام مین ذکر کیا ہے اوسکا حال منصفین کو خوب معلوم ہوگیا کہ سوائے بدفہمی و بیعلمی و ہذیان کے اور
کچھ بہی جواب ندیا اپنے منہ میان مٹہو بننا اچہا نہین ہوتا ہے اور اجماع و احادیث سے ضلالت کا ثبوت جو بتاتا ہے
یہ بہی کذب صریح ہے علماء و فضلاء بلاد اہل اسلام کا مستحسن جاننا محفل مولد و قیام کو اوپر گذر چکا ہے باوجود مخالفت و
انکار لاکہون علماء کی اجماع ضلالت پر بتانا زور غلگوئی واضح ہے اور ہر ایک عالم کے انفراد سے اجماع کا تحقق ہونا
بیان کرچکا ہے یہان لاکہون بلکہ کروڑون ضلالت کے منکر ہین اور اجماع ضلالت پر ہو جانا بتاتا ہے اس دغابازی کا کیا
ٹھکانا ہے ایسے مفتریات صریحہ و مکروہات قبیحہ سے مخلوق کو گمراہ کرنا اہل اسلام کا کام نہین ہے اور ایک حدیث سے
بہی ضلالت محفل و قیام کسی وہابی نے آجتک نہ ثابت کی اور یہ گنگوہی احادیث سے ثبوت ضلالت بتاتا ہے ہان وہ
احادیث نبویہ نہونگی وہ احادیث نجدیہ و اسماعیلیہ ہونگے اور علامہ ابن حجر و دوسرے عالم کے قول کو غیر معتبر بتانا بہی
گستاخی سخت ہے ابن حجر و دیگر معتبرین کا قول معتبر نہووے ایسے خیال مانند گنگوہی اور اس کے مقتدا اونکا معتبر
ہو جاوے کونسا عاقل اس بیشرم کے ہذیان کا اعتبار کریگا اسکے آگے گنگوہی صاحب فرماتے ہین صفحہ ۲۲۹ مولف کی کوتاہی
و فہم کا قصور ہے ہوش کر کے سنئے کہ جہان بدعت کے ساتھ لااصل لہا ہوتا ہے وہان بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے اور جو
بغیر لفظ بدعت کے لااصل لہ بولتے ہین تو وہان دوسرا احتمال بہی ہو سکتا ہے پس یہان بہی تو شامی مین بدعت لا
لااصل لہا کہا ہے پس یہ بالضرور سیئہ ہے **اقول** وباللہ التوفیق یہ جواب گنگوہی نے کیا دیدہ دلیری لغو گوئی ہے
یہ قاعدہ جو اپنی طرف سے گہڑا کہ بدعت کے لااصل جہان ہوتا ہے وہان بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے اس ہی کا تو مولف
منکر ہے اسکے لزوم کا انکار کرتا ہے گنگوہی بار بار وہی وہی گہرا گہرا کر پیش کر دیتا ہے متنازع فیہ کو ہی دلیل قرار دیتا ہے
اتنی تمیز کہ وہی دعوی وہی دلیل مصادرہ ہے ہان کوئی دلیل نقلی اس پر پیش کرنا اقوال فقہا و محدثین و اصولین
کہ فلان فرقہ علماء نے یہ قاعدہ لکہا ہے تو قابل قبول ہوا جب تک کسی نے معتبرین مین اسکی تصریح نکی ہووے تو گنگوہی

کا قول اسمین کیونکر مانلیا جاوے مدعی کا قول بلا بینہ کیونکر مقبول ہووے کوئی دلیل کوئی شاہد لانا ضرور ہے گنگوہی پر تاکہ ثبوت
اسکا ہووے ورنہ بطلان اسکا واضح ہے گنگوہی سکے خود ہوش و فہم مین قصور ہے اور مولف انوار پر لگاتا ہی اسکے آگے گنگوہی
صاحب فرماتی ہین بر مجمع کے عبارت مین بدعت کا لفظ نہین فقط لا اصل لہ اور قرینہ مابعد کا موجود ہی کہ اصل سے مراد حدیث واثر
صریح ہی نہ مطلق اصل کیونکہ کہتا ہی فلا کراہۃ فی ذلک عندنا فقط قال الحلیمی من ائمتنا الشافعیۃ
و اما الصلوۃ علی النبی عند التعجب من شیئ کما یقول الانسان حینئذ سبحان اللہ لا الہ الا اللہ
لایاتی ای لایاتی بالنادر الا اللہ تعالی فلا کراہۃ فیہ انتہی پس دیکھو کہ اصل صلوۃ نے وقت امر تعجب کے حلیمی کے
قول سے ثابت کرتا ہی تو قیاس اور قول فقیہ تو اصل موجود ہے جس پر قیاس ایمان کو کیا مگر حدیث واثر نہین پس
اصل سے مراد یہان حدیث واثر ہی نہ یہ کہ کوئی دلیل صراحۃً و دلالۃً بھی نہین لہذا لفظ لا اصل لہ کہ مطلق قرینہ
سے خصوص صاحب بدعت کا بھی ذکر ہو وہان ضلالت ہی مراد ہوتا ہی **اقول** و باللہ التوفیق جسطرح عبارت مجمع
البحار مین مراد اصل سے حدیث واثر صریح ہے نہ مطلق اصل اسیطرح عبارت سیرت شامی مین بھی حدیث
واثر صریح ہی جسطرح وہان قرینہ مابعد ایسی مراد پر گنگوہی بتاتا ہی اسیطرح عبارت شامی مین قرینہ اجرای عادت
و قرینہ کثیر و قرینہ محبین و قرینہ تعظیماً و قرینہ نہ ہونا ایسے الفاظ کا جیسے منکرین قیام ذکر کرتی ہین کہ ساتھ فقط جہال
و عوام لیس بشیئ و مکروہ و قبیحہ و مذمومہ کے تعبیر کرتی ہین اور قرینہ سیاق و سباق قرینہ ذکر کرنے تفاسیر اسکیکا
ساتھ بدعت حسنہ کے تمام قرائن اس پر دال ہین کہ یہ مراد نہین ہی کہ کسی دلیل سے صراحۃً و دلالۃً و اشارۃً و غیرہا
سے اصل اسکی ثابت نہین اور جسطرح قول فقیہ حلبی کو اصل بتاتا ہی گنگوہی اسیطرح یہان مقام قیام میلاد مین قول
علامہ حلبی و ابن حجر و سیرت شمس و ولد صاحب سیرت وغیرہم علما کو اصل جاننا چاہی ورنہ یہ بہت بڑی جہالت
و حماقت ہی کہ ایک جمع غفیر کا قول تو اصل نہ مانا جاوے اور فقط ایک فقیہ کا قول جو حلیمی اصل قرار دیا جاوے پس اس
تقریر گنگوہی سے تو ہمارا مدعی ثابت ہوا نہ گنگوہی کا یہ طریق بخوبی اس محل مین جاری ہی اور بدعت سیہ مراد ہونا عبارت
شامی سے برابر اس تقریر گنگوہی سے مرتفع گنگوہی کو اسقدر نہین کہ یہ تقریر کسکو مفید ہی حق بات ایسی ہی ہوتی کہ مخالفین کی تقریر سے بھی
ثابت ہو جاتی ہی اور انکے منہ ہی خدا تعالی اہل حق کو پاپند کرا دیتا ہے دینکی اور کبھی فاجر سے ہو جاتی ہی حدیث شامین ورد ایسا ہی ہوا ہی گنگوہی کیا
کہتا اور کیا ثابت ہو گیا اور یہ قول ہمارے ہی موافق ہے (لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن ہو خصوص صاحب بدعت
بھی ذکر ہو وہان ضلالت مراد ہوتی) کیونکہ عبارت شامی لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن سے نہین ہے چنانچہ قرائن کا
ذکر ابھی ہو چکا ہی ضلالت موقوف اس پر کرتا ہی گنگوہی کے قرائن سے مطلق ہووے اس سے ظاہر ہی کہ قرائن سے مطلق
نہونی کسی حالت مین ضلالت ثابت نہین اگرچہ بدعت کا لفظ بھی وہان موجود ہو پس ایک قید گنگوہی کی قرائن سے

مطلق نہونیکے یہان اور زیادہ کردی جس سے اسکا وہ قول فاسد گڑہا ہوا مردود ہوگیا کہ نہ اصل اوسکا ہو بدعت کے
ساتہہ ہووے سے یہ مراد ہوتی ہے یہان سے ثابت ہوا کہ فقط اسیقدر سیئہ وضلالت کا ثبوت نہین ہے بلکہ مطلق
قرائن سے ہی ہونا ضروری ہے الغرض یہ تقریر گنگوہی سے ہمارے مدعا بخوبی ثابت ہی اگرچہ گنگوہی کو خبر نہووے اب
ذرا ہوش مین آؤ بمعہ تیس نین سے گنگوہی ہمؤلف مین جو مولف نے کہا تہا وہی تقریر گنگوہی کر رہا ہے اتنی خبر
نہین کہ یہ کسکو مفید اور کسکو مضر ہے اب گنگوہی کا چند جا بے اس تقریر پر یہ متفرع کرنا کہ بدعت سے مراد ہی
باطل ہوگیا چنانچہ منصفین اوکیا ر پر واضح ہے اسکے آگے گنگوہی صفحہ ۲۲۹ مین یہ فرماتے ہین علی ہذا اربعین
مسائل مین اصل سے مراد نص صریح ہے ورنہ اصل کلی عطا و ہبیہ کے نصوص مین موجود ہے تہادوا وتحابوا
الحدیث وغیرہ **اقول** وباللہ التوفیق یہی جواب ہمارا بطرز قسمی ہے کہ اصل سے مراد نص صریح ہے ورنہ اصل کلی تعظیم
وتوقیر وخشوع وخضوع وقیام آنحضرت صلی اللہ موجود ہے اور کلیۃً اسکا ثبوت ظاہر جسطرح سلامی ورونمائی اصل کلی
ہبہ وہبہ مین داخل ہے قیام وتوقیر وتعظیم کلی مین داخل ہے جسطرح اس جزئی خاص سلامی ورونمائی مین نص
صریح نہین ہے اسی طرح اس جزئی خاص قیام نص صریح نہین ہے پس جس معنے کے اعتبار سلامی ورونمائی مین
اصل ہونا مراد ہی اور باوجود اسکے وہ جائز ہے اور اصل نہ کلی مین داخل ہے اسیطرح قیام کی سنت جاننا چاہیے کہ جزئی
خاص مین حدیث واثر صریح نہین ہے اور اصل کلی مین داخل پس یہ بھی جائز ہوا اور کچھ تفرقہ نہین ایسا کہ جس سے عدم
جواز معلوم ہووے بلکہ بطریق اولی جائز ومستحب ہونا چاہیے کہ اسمین تعظیم آنحضرت صلعم کی ہے اور وہان فقط رواج
باہمی ودنیاوی ہے ہان گستاخی کے نزدیک یہ تعظیم درست نہین اور رواج درست ہے کیونکہ انکے مقتدی نے کہدیا اور اس قیام کو تمام
جہان کے علماء صالحین درست سیکڑون برس سے لکہ رہے ہین تو اس فرقہ بے ادب کے نزدیک درست نہین ہے لاحول
ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **مولف** انوار نے جو قرائن بیان فرمائے تھے اون قرائن کی جوابات مین جو گنگوہی صاحب
کی ہذیانات ہین اوسکا حال لکہنا چاہیے جریان عادت کی جواب مین گنگوہی کا یہ ہذیان ہے کہ جریان عادت فاشیہ کے یہ معنی ہین
کہ کسی قرن مین اوسکا تعامل بلانکیر ہوا ہو سو قرون ثلثہ مین اگر یہ شیوع ہوا تو دلیل شرعی ہے ورنہ نہین بعد
قرون ثلثہ کے شیوع ہو تو شرط اسکی یہ ہے کہ کوئی عالم ہی اوسکا خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعیہ بہی اوسکے
خلاف نہو **اقول** وباللہ التوفیق عادت فاشیہ کے یہ معنی کہ کسی قرن مین اوسکا تعامل بلانکیر ہوا ہو کسی معتبر
عالم کے قول سے جو لائق قبولیت کی ہو اسکی سند گذارنا گنگوہی کو ضرور تہا اور کسی کتاب معتبر سے ان معنی کا ثبوت
کرنا لازم تہا بدون اسکے قابل اصغاء ذوی العقول یہ قول گنگوہی کا ہرگز نہین ہے ان معنی نہ لفظ عادت سے ملزم
ہی نہ لفظ فاشیہ کا فاشیہ مشتق فشو سے ہے جو بمعنی ظہور کی ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین مستمرہ مشہورہ کی معنی لکہے ہین

چنانچہ عبارت اونکی یہ ہی ای جرت العادۃ المستمرۃ المشہورۃ من الفشو وھو الظھور انتہی اسلئے
یہ معنے ہوتے ہین جو گنگوہی نے بیان کئے ہین تو علامہ عینی کیون نہ بیان کرتے اور استمرار و شہرت اس امر کے مقتضی نہین ہے
کہ اسکے یہی معنے ہو وین کہ بلا نکیر اوسکا تعامل ہو پس یہ معنے گہڑے ہوئے گنگوہی کے قابل قبول ہرگز نہین مین
اور اگر کسی مثال مین ایسا ہی ہو وے اور اسکو کسی نے عادت فاشیہ کہدیا ہو وے تو اسلئے یہ لازم نہین آتا ہی کہ بدون اسکی تحقق
عادت فاشیہ ہوتی جیسے زید کو انسان کہنے پر لازم نہین آتا ہی کہ عوارض مشخصہ زید واسطے تحقق انسان کے ضرور ہین بدون
ان عوارض کے انسان نہ پایا جاوے پس ایکدو مثال پر صادق آنا مثبت مدعی گنگوہی و مضر ہمکو ہرگز نہین ہے یہ جو کہا کہ قرون ثلاثہ مین شیوع ہو تو
دلیل شرعی ہے ورنہ نہین جہالت صرف ہے قاعدۃ العادۃ محکمۃ فقہا کا مخصوص قرون ثلاثہ کے ساتھ ہونا کسی نے نہین بیان کیا
اور اولہ مثبت حجیت تعامل و تعارف و استحسان عام ہین اونکی عموم کو مخصوص و مقید قرون ثلاثہ کرنا باطل ہی پس
بعد قرون ثلاثہ کے بھی شیوع ہو تب بھی حجت ہے ہذیان گنگوہی کے باطل ہے اور یہ عبارات فقہا تعارف تعامل کے
بارہ مین گذر چکی ہین جن سے واضح ہی کہ ایکزمانہ و ایک مکان مین فقط تعامل پایا جاوے تب وہ سند حجت ہے کسی نے
ہمارے فقہا نامدار مین سے قید قرون ثلاثہ کے نہین لگائی اور یہ جو گنگوہی نے کہا کہ (اور جو بعد قرون ثلاثہ کے
شیوع ہو تو شرط اوسکی یہ ہی کہ کوئی عالم بھی اوسکا خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعیہ بھی اوسکی خلاف نہو ایک
خورش سوداوی ہے قرون ثلاثہ مین شیوع نہو وے تو اوسکی دلیل شرعی ہونیکو ہی منع کر چکا ہی اور کہدیا دوزہ نہین
اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کو ہی دلیل بناتا ہی ایسے سوداوی مریض کا کیا ٹھکانا ہے بکرہا ہے جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی ؛ ایسے شخص کے حال کے موافق ہے قرون ثلاثہ شیوع کے دلیل ہونیکے واسطے تعامل
بلا نکیر شرط قرار دیا تہا اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کے دلیل ہونیکے لئے ایک قید اور زیادہ کی کہ کوئی حجت
شرعیہ بھی اوسکے خلاف نہو یہ قید بعد قرون ثلاثہ کے شیوع مین معتبر کی ہے اس گنگوہی اسیواسطے یہان زیادہ
کی ہے اگر وہان بھی معتبر کرتا تو وہان بھی ذکر کرتا جب وہان نہین تو معلوم ہوا کہ وہان یہ قید اسکے نزدیک
معتبر نہین ہی اور وہان بھی معتبر کرتا تو شیوع زمانہ ثلاثہ و بعد قرون ثلاثہ مین فرق کوئی نہ ہوتا اور گنگوہی کے
نزدیک فرق ہے اسواسطے وہان یہ قید یہان یہ قید معتبر اسکے نزدیک نہین ہی اب مسلمانونکو ذرا غور کرنا چاہئے کہ وہان یعنے
قرون ثلاثہ کے شیوع مین یہ قید معتبر نہوئی تو یہ اوس سے حاصل ہوا کہ قرون ثلاثہ کا شیوع خلاف کسی حجت
شرعیہ کے ہو وے تو تب بھی وہ دلیل شرعی ہے اور حجت شرعیہ مین قرآن و احادیث مین بھی ہین پس قرآن
کی خلاف اور احادیث صحیحہ محکمہ کے خلاف ہو اتب بھی وہ شیوع دلیل شرعی ہے یہ کوئی احمق ہی جسنے ہو گا وہ بھی کہیگا
پس گنگوہی سفاہت اسحال تقریر کا ٹھکانا ہے ایسے لغو و لچر واہی تقریر سے قرینہ اولی مولف انوار کا جواب دینے

ہیشہ ہین جاتی ۔ دیوثی ہے غیرت والی واسطے ایسے لوگون کو کیا پرواہ ہو ان تمام امور کے بعد کہتے ہین کہ صاحب سیرت
شامی تسن عادت کی جریان کا قیام میلاد کے بارہ مین ذکر کر رہے ہین جسطرح معلوم ہوا کہ امور عادت کے دلیل شرعی
ہونے کیواسطے فی الواقع ضرور ہین یا بزعم گنگوہی ضرور ہین کہ ایک عالم بھی خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعیہ
اوسکے خلاف صاحب سیرت شامیہ کے نزدیک اونکے زمانہ مین یا اونکے زمانہ سے پہلے کسی زمانہ مین اس عادت
مین نہ تھی ان امور کا ان کے زمانہ مین فقدان کا گنگوہی مدعی ہے تو ثابت کرے ان امور کے فقدان کو ورنہ یہ
لغو ولچر تقریر مدعی مولف انوار کے لئے مضر نہین ہے گنگوہی پر ان دوام کا ثبوت ضرور تھا کہ جو کچھ گنگوہی نے
ذکر کیا ہے اوسکو کتاب کے حوالہ سے ثابت کرتا دوسرے فقدان ان امور کا عادت مین جسکا جریان شامی نے بیان
کیا ثابت کرتا جب یہ نہوا تو جواب قرینہ اولی مولف انوار کا ہرگز نہین ہو سکتا ہے پس قرینہ صحیح وسالم وسادس سے
اپنی حال پر باقی گنگوہی کو خسران نصیب ہے **گنگوہی** امام غزالی کے قول کا جواب کیا خوب فرماتے ہین (صفحہ ۲۸
مین ذلو احیاء العلوم مین خود بعد نفی کے یہی کہتا ہے اور بلاد کا جریان تعارف اعتبار کرتا ہے اسواسطے کہ اصل قیام
تو درست ہی ہے شبہ تخصیص کا تعارف بلاد سے رفع کر دیا مگر فہم درکار ہے) **اقول** وباللہ التوفیق یہی غرض
مولف انوار کی ہے کہ جسطرح اصل قیام واسطے مخادیم کے درست ہے اصل قیام واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے درست ہے
اور شبہ تخصیص کا جسطرح امام غزالی نے تعارف بلاد سے رفع کر دیا ہے اسیطرح یہان قیام میلاد مین شبہ
تخصیص کا تعارف بلاد سے مدفوع ہے گنگوہی کو فہم درکار ہے فہم ہوتی تو مولف انوار کے تقریر کو سمجھتا اور جواز
قیام کو مان لیتا ہے اگر انصاف بھی ہوتا تعجب ہے کہ کم فہمی و بے انصافی دونون کے لشکرون نے محاصرہ کر لیا ہے تو تسلیم
حق امر کو مہربانی کے کیا معنی ہین وحدیث ماراہ المسلمون کے معنے اور اسکا حجت ہونا مقام استحسان ہم اوپر
بیان کر چکے ہین بیان دوبارہ قول گنگوہی اس باب مین نقلکر کے جواب مذکور بالا اعادہ نہین کرتے ہین اوس
مقام مین دیکھکر منصف اطمینان کرے اور گنگوہی کے علم وفہم کا حال معلوم کرے **گنگوہی** قرینہ دوسرے مولف
انوار کی بیان کئے کا جواب فرماتے ہین (واضح ہو چکا کہ خلاف نص کے کثیر کیا تمام دنیا کا بھی تعارف معتبر نہین ہے اور سواد
اعظم سے مراد اہل سنت ہین اور جم غفیر کا قول جب معتمد ہوتا ہے کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہین ہوئے تو اکثر کا قول
معتبر جانتے ہین اور نص ہوتی جو موافق نص کے کہے اگرچہ دو تین ہی ہون لاکھون کے مقابلہ مین تو یہ دو سہ کم جم غفیر
اور سواد اعظم ہوگا) **اقول** باللہ التوفیق پہلے واضح ہو چکنے کا حوالہ دیتا ہے منصفین کو معلوم ہو چکا ہے کہ پہلے
قول گنگوہی کا بطلان ظاہر ہو گیا ہے تعارف متنازع فیہ تعارف مسلمین علماء کا ہے نہ کفار جہال کا پس تمام دنیا کے
مسلمین علماء کے تعارف کو غیر معتبر بتانا جہالت وسفاہت ظاہری تمام دنیا کے علماء کو مخالف نص زعم کرنا انکار

مضمون حدیث لاتجمع امتی علی الضلالۃ کا ہی اور مخالف آیت و یتبع غیر سبیل المومنین الآیہ کر ہے جس سے
عصمت اہل اجماع کا واضح ہے اور منافی عقل سلیم کر ہے امت صالحہ کے تمام دنیا کے علماء مسلمین مخالفت نص کے
کرین کوئی مدعی ایمان ایسا کلمہ منہ مین نہین نکال سکتا ہی اہل بدعت ضلالت ففیہ الی آخرہ کفر سے بعید نہین ہے
اس قول مین جو قباحتین ہین منصفین اذکیا پر واضح ہی کہ کسی آیت و حدیث کو اپنے زعم فاسد کے موافق کسی حکم کے نص
قرار دیکر مخالفت اجماع کرنا اور یہی بکنا کہ بمقابلہ نص تمام دنیا کے علما کا قول ہی مقبول نہین ہر فرقہ بدعیہ بک سکتا ہے
اور چار سے زیادہ عورتین نکاح مین لانا اور آنحضرت صلعم کے نبوت مخصوص ساتھ عرب کے ہونا ہی اسی پر مبنی ہے
چنانچہ اوپر گذر چکا ہی ایسے قول سے ضلالت و کفر مین پڑھ سکتا ہی اور بنصوص آیت احادیث سے پیش کیے جاوین اسکے
ایسے واہیات تاویلات رکیکہ جیسے گنگوہی اپنے مذہب فاسد کے اثبات کے واسطے کرتا فرقہ ضالہ و کافرہ
بھی کرکے اپنے مذہب کے موافق بنا سکتا ہی پس جو فساد اس قول گنگوہی مین ہی کہ تمام ضلالات و بعض
کفریات کی جڑ ہے دوسرے قولکا ایسا فساد نہین ہے ایسے فاسد قول سے جواب قرینہ مولف انوار بعکس کون عاقل
گمان کر سکتا ہی ہان وہابیہ کرینگے نہ کوئی مسلمان اور سواد اعظم سے مراد سوا مسلم ہے لیکن یہ مسلم نہین کہ
ایک دو آدمی کسی حدیث و قرآن کے موافق اپنے مذہب بتاوین اپنے زعم فاسد کے موافق اوس سے معانی لیکر
خود اہل سنت بناکر تمام علماء جہان کے علماء مسلمین خلاف کرین اور ان تمام کے مقابلہ مین وہ دو تین سواد اعظم
ہوجاوین اور یہ دو تین جم غفیر و سواد اعظم ہووین یہ معنی سواد اعظم کے جو گنگوہی بیان کرتا ہی اور بمقابلہ
لاکھون کے دو تین سواد اعظم و جم غفیر قرار دینا سراسر جہالت و حماقت ہے یہ معانی نہ لغویہ مین نہ شرعیہ
نہ عرفیہ فقط جہالت و ہذیان سے گھڑے ہوئی ہین سواد اعظم کے معانی اوپر کتب محققین سے گذر چکی اور جماعت
کثیرہ بمقابلہ جماعت قلیلہ جو ہووے اسکو سواد اعظم کہتے ہین اور شارع علیہ السلام کی مراد یہی جماعت اکثر یہ مسلمان ہے
جو اہل علم ہون جنکے مقابلہ مین جماعت قلیلہ ہو مراد ہے اونہین کے اتباع پیروی کا حکم فرمایا ہی اور جماعت قلیلہ
مخالفہ جو انکے سوا انکے محققین فرمایا ہی کہ وہ جسطرح ان جماعت کثیرہ سے جدا ہوئے ہین ایسے جدا کرکے نار مین
داخل کیئے جاوینگے مشکوۃ کے ترجمہ مین تحت حدیث اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار شیخ
عبد الحق دہلوی لکھتے ہین سواد در اصل بمعنے سیاہی است و بمعنی جمہور و اکثر از مردم نیز بیاید چنانکہ سیاہی لشکر
گویند کثرت و زیادت را و مراد حث و ترغیب است بر اتباع انچہ اکثر علماء بر آن جانب اند انتہی اس سے واضح ہے
کہ سواد کے معنے سیاہی کی ہی ہین سیاہی سے مراد کثرت دریافت ہوتی ہے سیاہی لشکر بولنے سے یہی
کثرت و زیادت مراد ہوتی ہے اور بمعنے جمہور و اکثر از مردم کی ہے سواد کے معنے آئے ہین مراد اس حدیث مین اکثر

عالی ہیں جب سواد کے معنے جمہور و اکثر مردم کے ہوئے او ہ لفظ اعظم اوسکے اور مفہوم ہے کہ صیغہ افضل التفضیل
کا ہے جسکے معنے یہ ہوئے ہین کہ بہ نسبت دوسری چیز کی زیادت و عظمت اوسمین موجود ہووے جو باعلی ندا کرتا ہے
کہ اپنے مقابل و مخالف سے عدد مین اوسکو زیادت عظمت ہووے اور جب علما مراد ہوئی تو بالضرور یہی مراد ہوئے
وہ جماعت العلماء کے جو دوسری جماعت مخالفین سے زیادت عدد ہووے دوسری حدیث مین بھی وارد قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب
و علیکم بالجماعة والعامة رواہ احمد اس حدیث لفظ جماعت کا امور عامہ کا واقع ہے اسمین اشارہ اسکی بھی طرف
ہے کہ معتبر اتباع جمہور و اکثر کے ہے اسلئے اتفاق کل کا جمیع احکام مین واقع نہین ہے بلکہ ممکن نہین ہے عامہ و اکثر کے معنے
یہہ بھی جانتا ہے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے عدد زائد ہووے تو وہ عامہ و اکثر ہے اور جماعت کا اطلاق بہ نسبت
دوسری جماعت قلیلہ اس پر اولی و اقدم ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اس حدیث کے تحت مین بھی
یہی وجمہور و اکثر اعتبار ہونا لکہتے ہین بر شما باد کہ لازم گیرید جماعت را و اکثر را اشارت است بانکہ معتبر اتباع
اکثر و جمہور است چہ اتفاق کل در ہمہ احکام واقع نہ بلکہ ممکن نیست انتہی پس دو تین کو بمقابلہ لاکہون کے سواد و جم
غفیر قرار دینا اور ایسے احادیث سے جنمین لفظ سواد اعظم و جماعت عامہ وارد دو تین لاکہونکی مخالفت کرنے لینا
تحریف معنوی احادیث کی کرنا اور خلاف شارع علیہ السلام کے لینا ہی جو موجب ضلالت ہی اور مخالف عقل و نقل
و عرف کے ہے کہ جہان بھی اس پر خندہ زن ہین یہ گنگوہی اسبھی واسطے تحریف احادیث کے معنے کرتا ہے
کہ گروہ وہابیہ مخالف جمہور و اکثر علماء و سواد اعظم کے ہے اور مانند اوس بکری الناحیہ کے یعنے گلہ سے دور ہو گئی
ہے اور مثل بکری خاصیہ ایک جانب مین پڑی ہوئی کے ہے اور کہا ہون پہاڑ مین شعاب جماعت اکثر علما سے دور ہو کر
چلنے والی ہے جو گرگ انسان یعنے شیطان چنگ مین آئی ہوئی ہے موافق اس حدیث کے اوسکو مصداق
ایسے احادیث سے بچاوے اور اپنی شرمندگی مٹاوے جہال وہابیہ کے بد برو اور اہل سنت تو گروہ وہابیہ کی ضلالت
سے خوب واقف ہین وہ اچہی طرح اسی گروہ کو جانتے ہین تو کبہی دہوکہ گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی کے قول سے
نکہا وینگے اور ایسے لائق مضحکہ کے باتین گنگوہی کے دیکہکر کسطرح کوئی وہابیہ کو حق پر سمجہا و باور جانیگا
اور اکثر کے قول کو معتبر او سوقت کہنا کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہو فقط رلیٔے ہو سراسر نادانی ہے فریقین
کے پاس دلیل ہونیکے کیا معنے ہین اگر یہ معنے ہین کہ ادلۂ اربعہ سے کوئی نہو تو یہ کسطرح ممکن ہے کہ دلیل جناسی بہی
کسی کے پاس نہو اور دونون فریق مسائل شرعیہ مین اختلاف کرین اور بدون کسی دلیل شرعی کے جائز و ناجائز بتاوین
اور اگر یہ معنے ہین کہ اگرچہ دلیل جناسی ہووے لکن ادلۂ ثلاثہ آیت صریح و حدیث صریح و اجماع نہووے اسکو بہی

اکثر کا قول معتبر ہے تو یہی واہیات ہے جس اختلاف مین ایک دوسریکی کوئی تضلیل نکرے اور بدعتی ایک فریق دوسرے فریق کو نکہوے تو غیر اکثر کا قول کا بہی معتبر ہے چنانچہ نجاح حاشیہ ابن ماجہ سے یہ اوپر گذر چکا ہے اور مجمع البحار کے عبارت مین بہی یہ منقول ہو چکا ہے بلکہ اعتبار اکثر ایسے حالت مین اور اتباع اکثر کی ہے اوس محلین متعین کہ ایک فریق دوسریکو جہال بدعتی قرار دیوے جیسا کہ یہ تنازع درمیان ہم اہل سنت وجماعت و فرقہ وہابیہ کے ہے اور ایسے وقت مین ہی اکثر کا قول معتبر ہونیکے واسطے ادلہ ثلاثہ کا ہونا شرط نہین ہے یہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے اگر دونون فریق ایسے حالت مین آیات قرآن پیش کرین یا احادیث تب ہی اعتبار اکثر ہی کا ہے اور قول اکثر ہی حق ہے اور دوسرے فریق کا آیت وحدیث کو پیش کرنا موجب اسکی حقیقت کا نہین ہے اور معانی ومطالب آیات واحادیث جو فریق دے رہا ہے جو مخالف قول جمہور کے ہین فی الواقع وہ نہین ہین بہت جگہہ مابین اہل سنت وروافض کے منازع ہے اور دونونکے پاس آیت قرآن موجود ہے وہان اہل سنت وجماعت کے ہی قول کا جو سواد اعظم واکثر یہ نسبت علما ان فرقونکے ہین چنانچہ اوپر حاشیہ ابن ماجہ سے گذر چکا ہے کہ باوجودیکہ فرقون بدعیہ کے عدد بہتر ہین تب ہی علماء اہل سنت کے دسوین حصہ کو بہی نہین پہونچتے ہین معتبر وواجب الاتباع ہے پس ادلہ ثلا کا ہونا اعتبار اکثر کیواسطے کرنا ہی جہالت صریحہ ہے یہ قول ہی گنگوہی کا جہالت پر مبنی ہے اور قطع نظر ان امور ہم کہتے ہین کہ یہ کسطرح معلوم ہوا کہ صاحب سیرت شامی کے قول مین جو یہ قرینہ دوسرا کثر کا بدعت حسنہ ہونے کا قیام کا موجود ہے تو یہ کثیر صاحب سیرت شامی کے وہ کثیر ہین جنکی خبر یا انکا اعتبار صاحب سیرت شامی کے نزدیک موجود نہین ہے اس پر ہذیان قائم کرنا ضرور تہا کہ شامی کے نزدیک ان کثیر کی عادت کا اعتبار نہین ہے جب تک اس پر برہان قائم نہوگی یہ قرینہ باقی اسکا اور اس لغو لچر تقریر سے یہ ثابت ہرگز نہوا کہ شامی کے یہ کثیرین غیر معتبر ہین پس جواب مولف انوار کا گنگوہی کے قول ہی ہرگز مقصود ومتخیل نہین ہے معلوم نہین اسقدر بیفہمی گنگوہی مین کہان سے آگئی ہین اتنا خیال بہی نہین کہ ان تقریر کو جواب سے کیا علاقہ ہے پس اس قول کا ہی ہذیان ہونا ظاہر ہو گیا اور تیسرے قرینہ کے جواب مین جو کچہہ گنگوہی کا ہذیان ہی جاننا چاہیئے چنانچہ گنگوہی صاحب فرماتی ہین اگرچہ کسی امر بدعت اور مذموم کو محبین بہی کرین وہ بہی بدعت ہے اور جب شامی نے بدعت لا اصل لہا کہدیا تو کسطرح جائز ہو گیا اور فعل محبین کا حجت ٹہر گیا محبین سے خطا کا کوئی امر سرزد ہوتا ہے پس وہ خطا صواب نہین بن جاتی صحابہ سے لیکر آجتک یہ تعامل ہے مگر مولف کا یہ عقیدہ کہ محب سے خطا بہی بدعت نہین ہوتی مردود ہے نصوص قطعیہ سے یہ صحیح ہے کہ بدعت اور امر مذموم محبین کے کرنے سے بدعت رہتی ہین لیکن اسکو اس محل مین ذکر کرنا لغو و بیفائدہ کلام تو قیام بدعت مذمومہ کے ہونے مین ہی بدعت ومذموم ہونا اہل سنت وجماعت مولف انوار وغیرہ قیام

کہ کب تسلیم کرتی ہین اور کونسی دلیل قابل قبول سے گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی نے ثابت کر دیا ہے قیام مذکور بدعت
مذموم ہونا بس جو چیز مشبہات خصم گنگوہی سے ہی اور نہ خصم پر دلیل قابل قبول ہے اوس چیز کو لازم کر دیا ہے اور
خصم اوسکا منکر ہے اوسکو معرض استدلال مین خصم کے لانا اور اوسکے قرینہ تیمیہ یکو اوٹھانا سراسر سفاہت و ہذیان
صرف ہی اور علی ہذا القیاس قول شامی لا اصل لہا کہ خصم اوس سے بدعت سیئہ کا لازم آنا تسلیم نہین کرتا ہی اور گنگوہی
اور نہ یہ مراد شامی کی ہونا مانتا ہی اور گنگوہی نے نہ کسی معتبر کے قول سے یہ ثابت کر دیا کہ مراد شامی کی اس سے بدعت
سیئہ ہے اور نہ کوئی دلیل قابل قبول اس پر لایا اور نہ بدعت لا اصل لہا کو سیئہ کا لازم ہونا کسی محقق کے قول سے
ثابت کیا خود ادعا محض کیا کہ بدعت کے ساتھ لا اصل لہا ہی ہووے بدعت سیئہ ہی مراد ہوتی ہے اس ادعا مولف انوار
دوسرا کوئی مسلمان کیونکہ بدون نقل معتبر کے قبول کریگا الا اصل لہا قول شامی سے ثبوت بدعت سیئہ اپنی زعم
مین سمجھکے بمقابلہ منکر و خصم اپنے کے پیش کرنا مخالف داب مناظرہ کے ہے مناظرہ کا کوئی رسالہ ادہر بھی اس نیچارے
ذہن نہین پڑا ہو ورنہ ایسے اقوال و افعال اوس سے صادر نہوتے کیا تعجب گنگوہی سے کہ داب مناظرہ کو محفوظ رکھنا بدعت
سیئہ اور شرک خیال کرتا ہووے اسی لئے محفوظ نہین رکھتا ہے محب سے خطا کوئی ہووے امر نامناسب بدعت وغیرہ صادر ہو جاوے تو
اوسکا انکار کب مولف انوار نے کیا ہے اور یہ عقیدہ مولف کا کونسے لفظ مولف انوار کے سے ثابت ہوتا ہی کہ محب سے خطا بھی بدعت
نہین ہوتی ہے کوئی لفظ مولف انوار کا اس پر دال نہین ہے ہان اپنی ذہن مین گنگوہی مانند اثبات اغوال کے اوسکو
اختراع کر کے اوس سے یہ ثابت کیا اور مولف پر بہتان لگایا مولف انوار نے تو قرینہ تیسرہ مین اون محبین کا ذکر کیا ہے
بنائے جریان عادت کا قیام میلاد شریف کے واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے محمد شامی رحمہ نے بیان کی ہے اور ایسے
محبین کثیر و جم غفیر اہل دین کے سے ارتکاب بدعت سیئہ کا مولف انوار و دیگر منصفین تسلیم نہین کرتے ہین اور ایسے جماعت
کثیرہ کا تعامل و عادت کا حجت اور جمہور و سواد اعظم کا ہی اعتبار ہونا اوپر سے شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہ سے بیچ بیان
معنے حدیث کے ثابت ہو گیا مولف انوار کیا کہتا ہی اور گنگوہی کیا بہتان لگاتا ہی مولف محبین سے جو کثیر ہین بدعت
سیئہ کا ارتکاب ہونا کہتا ہی اور گنگوہی نے فقط ایک مفرد محب لیکر مولف پر بہتان لگایا معلوم ہوتا ہی کہ گنگوہی
کو ابھی تک اتنی خبر نہین کہ مفرد کا اور حکم ہے اور جماعت کا اور حکم ہے بچہ بھی جانتا ہی کہ ایک بال سے ایک لوٹی
نہین کھنچ سکتا ہی اور ایک جماعت بالون کے مجتمع ہو جاوے تو اوس سے ایک مٹکا بھی کھنچ سکتا ہی اور گھوڑا اونٹ بھی اس سے
بندھ سکتا ہی خود محدث مشہور کیا تھا آجتک نہ جانا کہ حدیث احاد اور متواتر کا حکم ایک قوت مین نہین ہی اور ید اللہ
فوق الجماعۃ حدیث آنحضرت صلعم کی اب تو عقیدہ مولف کا نصوص قطعیہ سے مردود ہے یا گنگوہی کا حکم مفرد
و جماعت کا ایکہی جانتا ہے اگر ایک جانیکا انکار ہے تو کیون مولف کے قول مین تبدیل و تغیر کی مولف نے

محبین وکثیر لکہا تہا گنگوہی نے محب کا لفظ جو مفرد ہے لیا گیا ایسے تغیر و تبدیل کر دینا اور کسی نے کچھہ کہا ہووے اور کچہہ اوس پر لگا دینا گنگوہی کے عقیدہ مین درست ہی اور یہ عقیدہ کیا نصوص قطعیہ سے مردود نہین ہے عقیدہ تو نصوص قطعیہ سے مردود گنگوہی کا ہی اور یہ بہتان مولف پر لگاتا ہی پہر ہم کہتے ہین کہ شامی کے قول مین محبین واقع ہین یہ کسطرح معلوم ہوا کہ شامی کے نزدیک ایسے محبین ہین کہ اوسکا فعل محبت نہین ہے جبتک یہ ثابت نہ ہووے تو قرینہ تیسرے کا ارتفاع جو علامت بدعت حسنہ ہونیکی ہے نہین ہو سکتا ہی اور بدعت سیئہ مراد شامی کے ہونا جو لفظ بدعت لا اصل لہا سے گنگوہی و دوسرے حمقاء ثابت کرتے ہین باوجود احتمال عدم اس مراد کے بنا بر قرینہ مذکورہ کے ثابت ہو سکتا ہی جائز ہی کہ شامی نے جو ایسے الفاظ بولے ہین تو اسیواسطے بولے ہون کہ انکے نزدیک یہی مراد ہووے جو مولف انوار کا بیان ہی کہ مانع ہو جاوین بدعت سیئہ مراد لینے سے اس جواز کے رفع پر برہان وہابیہ قائم کرین پہر مراد شامی کے بدعت لا اصل لہا سیئہ ہوتی نام لیوین اور بدون اسکی جہالت صرف ہے و ہذیان محض ہے جو تھے قرینہ مین جو ہذیان گنگوہی کا ہی اوسکو سننا چاہیے فرماتے ہین تعظیم قابل اعتبار کے وہ ہی کہ موافق قاعدہ شرعیہ کے ورنہ مردود ہووےگی اگرچہ حب فخر عالم مین کرین نہ غرض تعظیم وحب فخر عالم کا ہونا اور غرض نفسانی مرتفع ہونا حضرت معاذ صحابی نے محض حب و تعظیم فخر عالم کی وجہ سے سجدہ آپکو کرنیکی اجازت چاہی آپنے رد کر دیا اور بہت دلائل اسکے احادیث مین موجود ہین پس یہ قرینہ محض خطا و اضلال ہے ابلا شبہ تعظیم موافق قواعد شرعیہ جو ہووے ہی جائز ہے لکن اسمحل مین مخالفت کہان ہے اور کونسا قاعدہ شرعیہ اس قیام میلاد کے عدم جواز پر دال ہے جو کچہہ گنگوہی نے اوپر ہذیانات بیان کئے ہین سبکا ان تمام سے بطلان ظاہر ہو گیا اور ہذیان ہونا کہلگیا اور قیام میلاد بقاعدہ شرعیہ العادۃ محکمۃ و استحسان و تعامل علماء ثبوت ہو گیا اور محققین کے عبارات صریحہ اس قیام میلاد کے بارہ مین کہ مستحسن علماء و فضلاء و ائمہ کا ہی اوپر گذر چکین ہین یہ تمام قواعد شرعیہ مثبت جواز قیام میلاد ہین تمام امور سے قطع نظر کر کے اگر یہ نہین ہے جیساکے یہ لغو تقریر کرنا شروع کر دی اور سجدہ حضرت معاذ صحابی نے کرنا چاہا تہا آنحضرت صلعم نے رد کر دیا اوس سے اور اس قیام سے کچہہ علاقہ نہین ہے سجدہ تعظیم منسوخیت پر حدیث صحیح وارد ہے اور اجماع تمام امت کا اسکی منسوخیت پر واقع ہے اور یہ قیام میلاد کے استحسان پر ائمہ مسلمین وعلماء معتبرین کا ہونا واضح ہو چکا ہے عبارات مذکورہ بالا سے اوس پر اسکو قیاس کرنا محض جہالت و ایسا قیاس ہے جیسا کہ سجدہ ماموربہا آدم علیہ السلام کی سے عزازیل قیاس کر کے انکار کیا تہا ایسے تقریر سے قیام میلاد شریف رد ہو جاوے تو پہر تعظیم آنحضرت صلعم کی یہ تقریر گنگوہی کی کر کے اور امور مجوزہ اس تعظیم سے اعراض و اغماض کر کے باطل

ہو جاویگا

ہو جاویگا اور کہدیا جاویگا کہ تعظیم وہ جائز ہے جو موافق قواعد شرعیہ ہووے اور وہی مثال ارادہ سجدہ معاذ اللہ مستثنی کردیجاویگی سب تمام تعظیمات آنحضرت صلعم باطل ہوجاوینگی اس سے بڑھکر فساد کی بابت کونسی ہے اگر گنگوہی انہیں تعظیمات کے دلائل مجوزہ پیش کرے اور کہے یہ تقریر جو یہان قیام میں جاری کی ہے وہان جاری نہیں ہے یہ اولہ جواز کے موجود ہیں اور یہ تقریر وہان جاری ہوتی ہے جہان اولہ جواز کے موجود نہوں تو یہی جواب ہمارا بطرف سے ہے قیام میلاد شریف کے جواز اولہ بھی موجود ہیں استحسان و تعامل و عادت کثیر محبین کا اسپر جاری ہونا اور سواد اعظم علماء اسکو مستحسن جاننا اور تمام بلاد اسلام میں مشرق سے مغرب ہونا یہ تمام ادلہ جواز کے ہیں اور اسکا منے تعامل اور اتباع اکثر معتبر ہونا اور سب عبارات علماء و فضلاء معلوم ہوچکا ہے ان امور کے ادلہ شرعیہ ہونیکا مکابرہ صرف و عناد محض ہے پس تعظیم بھی مانند دیگر تعظیمات اور سے ثابت ہوئی اور اس تقریر گنگوہی کا یہان نہونا واضح ہوا اور اسے قول گنگوہی کا ہذیان ہونا بھی معلوم ہوگیا اور کلام تو اسمین ہے کہ محتمل ہے کہ شامی نے اس لفظ تعظیما لہ کو اسی واسطے ذکر کیا ہووے کہ دلیل جواز مباح اوسکی رائے میں ہووے اور بدعت لا اصل لہا سے کوئی احمق بدعت سیئہ نجانجاوے اس احتمال کے رفع پر برہان قاطع و دلیل ساطع کوئی گنگوہی نے بیان کئی ہوتی اوسوقت بدعت لا اصل لہا سے بدعت سیئہ مراد ہونا منہ سے نکالا ہوتا اور یہ جو گنگوہی نے کہا یہ کسی دوسرے کو ہی نے کہا نہیں پھر کیونکر مراد سیئہ ہونا زبان سے نکالدیا اور اس تقریر گنگوہی نے اس امر کو کہان ثابت کیا پس رفع قرینہ ہرگز نہوا اور قرینہ کو محض اضلال قرار دینا خود گمراہ و خاطی ہونا کیونکہ قرینہ مذکورہ یہان تعظیم آنحضرت صلعم کی ہے اور تعظیم آنحضرت صلعم کی یہ ایسی ہے جسکو محققین مستحسن فرماتے ہیں اور تمام بلاد اہل اسلام میں اسکو نیک جانتے ہیں اور کرتے ہیں پس اس تعظیم کو خطاء و اضلال بتانا تمام جہان کے علماء صالحین کو مضل و خاطی کہنا خود ضال و مضل و خاطی بننا ہے اور بعد ان حضرت کی تعظیم کو ایسا کہنا بے ادبی ساتھ آنحضرت صلعم کی ہے فکال القائل کما ترے مولف انوار نے کہا تھا اور یہ بات سب اہل اسلام جانتے ہونگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرع میں مطلوب ہے یا نہیں اور یہ کہ یہ بنیت ادب کھڑا ہونا مقید تعظیم ہے یا نہیں پھر جبکہ قیام اوسکا مبنی ہو التعظیم پر تو بالضرور مستحب اور مستحسن ہوگیا گنگوہی صاحب فرماتے ہیں اسکے جواب میں یہ تو کلمہ محض عجیب اندر دیکھا ہے کہ تمام عالم کی طرف سے اس علم میں مولف کو تنزیہ ہے خود آپ ہی عالم ہے آپ ہی مجیب ہے اور جواب تمام قیام تعظیم کے جواز اور اوس قیام خاص کے عدم جواز کا خوب تحقیق ہوچکا سو یہ قیاس مولف کا فاسد ہے کیا حاجت اعادہ جواب کے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق عجب جہالت ہے کہ اس کلام کو کلمہ عجیب اندر دیکھا ہے گنگوہی لکھا ادنی عقل والا بھی اسکو کلمہ عجیب کا نہیں کہسکتا ہے کہ علماء و فضلاء کامل عقل والے یہ گنگوہی خواہ مخواہ نفسانیت و حسد سے مولف انوار پر جا بجا بہتان لگاتا ہے اسکو خدا کا خوف بھی نہیں حیا و شرم بھی نہیں ہے

جو ایسے واہیات باتین کرتا ہی یہ نہین جانتا کہ کوئی اردودان بھی اسکی ایسے اقوال دیکھیگا تو بے ساختہ گنگوہی
کو نادان وحاسد وباغض کہہ اٹھیگا کون سے زبان کے محاورہ مین اس کلام مولف انوار سے تمام عالم کی
علم مین تردد معلوم ہوتا ہی اس عبارت مین تو کوئی کلمہ دال تردد وعدم قطع پر نہین ہے دجانتے ہونگے کا لفظ مستلزم ہوا تردد
کو یہ مسلم نہین ہے کبھی قطعی ویقینی امر مین بھی یہ لفظ بولدیا جاتا ہی چنانچہ اہل لسان واقف ہین اگر بالفرض
والتقدیر علم مین تردد ہونے پر بھی دلالت یہ لفظ کرے اور عدم جزم کا موجب ہووے لیکن ظاہر تب بھی ایسا کلمہ جو
عدم جزم اوسکی اصل ہے مقطوع یقینی پر واسطے اغراض متعددہ کے کہدیا جاتا ہی چنانچہ اصل لفظ ان شرطیہ
کی عدم جزم ہے ساتھ وقوع شرط کے فی تلخیص المفتاح فان واذا للشرط فی الاستقبال لکن اصل ان عدم
الجزم لوجود الشرط انتہی لکن کبھی واسطے تجاہل یا واسطے عدم جزم مخاطب کے یا واسطے تنزیل مخاطب کے
بمنزل جاہل تحقیقی علم کے وغیرہ من الاغراض جزم بعین کے محلین بے مستعمل ہوتا ہی وفی ذلک الکتاب وقد یستعمل
ان فی الجزم تجاہلا او لعدم جزم المخاطب کقولک لمن یکذبک ان صدقت فماذا تفعل او تنزیلہ
منزلة الجاهل مقتضی العلم او التوبیخ وتصویر ان المقام لاشتماله علی ما یقلع الشرط عن اصله لا
یصلح الا لفرضه کما یفرض المحال نحو افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین او تغلیب غیر المتصف
به علی المتصف وقوله تعالی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا یحتملهما والتغلیب باب واسع یجری
فی فنون کقوله تعالی وکانت من القانتین وقوله تعالی بل انتم قوم تجهلون وله ابوان ونحو انتہی ان وجوہ
مذکور ہین سے بعض وجوہ اس محل مین مستقیم ہو سکتی ہین پس اگر مولف انوار نے بالفرض والتقدیر لفظ تردد وعدم
جزم کو ہی کہا ہی تو ممکن ہے کہ سب اہل اسلام مین وہابیہ کو بھی داخل کیا ہووے اور کلام تعظیم قیام میلاد شریف
مین ہی اور وہابیہ قیام تعظیم میلاد شریف کے تو منکر ہی ہین پس وہابیہ کا تعظیم کو مطلوب شرع نہین جاننا چونکہ یقینی
نہین ہے متردد ہے تغلیبا دوسرونکو بھی وہابیہ کے حکم مین داخلکر کے کلمہ تردد کا داخل کردیا یا یہ کہ وہابیہ موقف
انوار کو باوجودیکہ قیام کی تعظیم کی مطلوب شرعی ہونے مین مولف سچا ہی سچا نہین جانتے ہین اور وہابیہ کو اس بارہ مین جزم
نہین ہے اور مخاطب مولف انوار کے وہابیہ ہی ہین پس بنا بر عدم جزم وہابیہ اس امر مین کلمہ تردد مولف نے داخل کیا
کہ جب ایسا ہوگا کہ سب اہل اسلام جانتے ہونگے الخ تو پھر تم وہابیہ کیا کروگے اور یہ حجت ہماری تم پر قائم ہوگی تو
تمہارا کیا جواب ہوگا چند وجوہ درستی کلام مولف کے موجود ہین واقف پر ظاہر ہے گنگوہی تعصب وحسد وبغض
یا بیعلمی سے کہ اردو عبارت کے فہم بھی اوسکو نہین ایسا مولف انوار کہتا ہی اب پانچوین قرینہ کے بارہ مین جو زبان
گنگوہی کا ہی جاننا چاہئے گنگوہی صاحب فرماتے ہین لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑھکر کونسا کلمہ ہجو کا ہوگا

کہ خود فخر عالم فرماتے ہین کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام کو بلفظ مبتدعین
یا بوجہ دعوے انکے کے ہے یا واقعی یا حسن ظن سے انکو مجیب جانتا ہی او خطا سے مبتلا اس فعل کا سمجہنا دعوے
قرینہ محض سوفہم ہے **اقول** وباللہ التوفیق لفظ بدعت لا اصل لہا کو کلمہ ہجو اسی بنا پر گنگوہی قرار دیتا ہی کہ اسکو
مستلزم بدعت سیئہ کا ہے زعم کرتا ہے اپنے زعم فاسد مین اور یہ اول ہی مرحلہ ہے کہ اسکو یہ گنگوہی طے نکر سکا ہی اور استلزام
مذکور نہ کسی دلیل سے ثابت کیا ہی اور نہ کسی کے قول سے بیان کیا ہے ابہی دعوی بلا دلیل ہے یہ زعم استلزام مذکور کا
کرتا ہی اور اس استلزام کے رفع پر یہ امر باجلی صورت تذکر تا ہے کہ نور الدین حلبی صاحب سیرت شمس وولد محمد شامی کے
ابو نصر عبد الوہاب عبارت شامی بدعت لا اصل لہا کے تحت مین بدعۃ حسنۃ لکہتے ہین پس لفظ بدعت لا اصل لہا
مستلزم بدعت کو علما کے نزدیک ہوتا تو اسکو یعنے بدعت لا اصل لہا کو بدعت حسنہ پر کیونکر علما محمول کرتے
پس استلزام کا ادعا باطل ہے جب بدعت لا اصل لہا کو بدعت سیئہ لازم نہوئی تو اسکو کلمہ ہجو بتانا نہایت درجہ
سوفہمی ہے اور دعوے تو یہ کیا گنگوہی نے کہ لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑہکر کوئی کلمہ ہجو کا نہین اور
اسکے اثبات کیواسطے قول آنحضرت صلعم کا کل بدعۃ ضلالۃ الخ پیش کیا یہ مدعی گنگوہی کہان دال اور اس کلمہ کے زیادہ بڑہکر ہجو
کیواسطے ہونا کہان ثابت ہوا دعوے کچہہ دلیل کچہہ اگر یہ مراد گنگوہی لیوے کہ بدعۃ لا اصل لہا مشتمل لفظ بدعت پر ہے
اور بدعت کو آنحضرت صلعم نے ضلالت فرمایا ہے جب ہر بدعت ضلالت ہوئے تو یہان جو بدعت مذکور وہ بہی ضلالت
ہوئی باین معنی یہ کلمہ ہجو ہوا تو جواب یہ ہے کہ مبنی اس مراد کا بہی جہالت صرف ہے اوپر عبارات علما حسن المقصد
مین گذر چکا ہی کہ علما وفقہا بلا شک امام شافعی بہی بدعت کے دو قسم ہونیکے قائل ہین ایک مذموم دوسرے غیر مذموم
اور بدعت کو منقسم پانچ قسم پر کیا ہی علما نے واجب مستحب مباح حرام مکروہ پس ہر بدعت ضلالت نہوئی اور اس حدیث
کل بدعۃ ضلالۃ کو عام مخصوص البعض شراح حدیث نے لکہا ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم کی کتاب الجمعۃ
تحت خطبہ آنحضرت صلعم مطبوعہ ہند صفحہ ۲۸۵ مین فرماتے ہین قولہ وکل بدعۃ ضلالۃ ہذا عام مخصوص
والمراد غالب البدع قال اہل اللغۃ کل شیء عمل علی غیر مثال سابق قال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام
واجبۃ ومندوبۃ ومحرمۃ ومکروہۃ ومباحۃ فمن الواجبۃ نظم ادلۃ المتکلمین للرد علی الملاحدۃ و
المبتدعین وشبہ ذلک ومن المندوبۃ تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط وغیر ذلک ومن المباح
التبسط فی الوان الاطعمۃ وغیر ذلک والحرام والمکروہ ظاہران وقد اوضحت المسئلۃ بادلتہا المبسوطۃ
فی تہذیب الاسماء واللغات فاذا عرف ما ذکرتہ علم ان الحدیث من العام المخصوص کذا ما اشبہہ
من الاحادیث الواردۃ ویؤید ما قلنا ان قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی التراویح نعمت البدعۃ

ولا یمنع من کون الحدیث عاما مخصوصا قولہ کل بدعۃ مؤکد بکل بل یدخل التخصیص مع ذلک کقولہ
تعالی تدمر کل شیئ انتہی اس عبارت امام نووی سے واضح ہے کہ حدیث کل بدعۃ ضلالۃ مخصوص البعض ہے
پس بدعت لا اصل لہا کو شامل ہونا لازم نہیں ہے پس انکو کلمہ ہونا لازم نہیں آیا اور زعم گنگوہی باطل ہوا پس
حدیث سے کچھ ثابت نہوا بے محل حدیث نبوی صلعم کو اس گنگوہی نے نقل کیا اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام
بلفظ محبین بوجہ دعوی اُنکے جو بتاتا ہی تو اوس سے بھی جہل گنگوہی کا ثابت ہی اسلیئے کہ بوجہ دعوے انکی محبین کہنا ہوتا
تو یہ مطلب ہوتا کہ محبین میں سے وہ قیام کرنے والے نہیں لیکن بتکلف خود کو اہل حب ظاہر کرتے ہیں تو اسحالت میں شامی
اونکو بلفظ مستحبین جو مشتق تحبب سے ہے تعبیر کرتا محاورہ یہی ہے کہ ایسے کو ملفظ مشتق تفعل کے جو دال تکلف پر ہی تعبیر کیا
کرتے ہیں چنانچہ جو خود صوفی بتکلف ظاہر کرے اور فی الواقع صوفی نہو اور جو کوئی خود کو فقیہ ظاہر کرے اور فی الواقع فقیہ
نہو بلفظ متصوف و متفقہ کے لفظ سے اوسکو بیان کرتے ہیں پس انکے دعوی کے سبب سے محبین کہنا شامی ہرگز مسلم
نہیں ہے ہان واقعی انکو محبین جاننا شامی مسلم اور حسن ظن بھی ہو سکتا ہی لیکن خطا سے اس فعلکو کرنا ان محبین کا شامی کے
کسی لفظ سے مفہوم نہیں ہے یہ زعم فاسد و توہم کاسد گنگوہی کا ہی کہ نقول کرتا ہی کہ شامی خطا سے مثلا اس فعل کا انکو
سمجھتا ہی بطلان اسکی تقریر گنگوہی واضح ہوگیا اور اس قول کا بھی ہذیان ہونا لائح ہوگیا پس یہ قول گنگوہی سو یہ قرینہ
محض سوء فہم ہے اسی ہذیان پر مبنی ہے پس بناء فاسد علی الفاسد و سوء فہم گنگوہی پر بخوبی دال ہے مولف انوار
پر سوء فہم کا صراحۃً بہتان ہے پانچون قرائن بیان کیئے ہوئے مولف انوار صحیح و سالم و سواس گنگوہی سے رہے اور
اور کسی ہذیان گنگوہی سے اونکو کچھ نقصان نہ پہونچا یا اور گنگوہی سے ہر طرح خسران پایا اسکے آگے جو صفحہ ۲۲ میں
گنگوہی سب قرائن مولف کو جہل و سوء فہم بتاتا ہی اور کہتا ہی کہ بدعۃ لا اصل لہا کو سینے تمام اہل علم و دیانت کی نزدیک
بدعت سیئہ کہے ہوتے ہیں اور مولف انوار کو مادہ علمی سمجھنے کلام علما اور دیانت نقل سے عاری بتاتا ہی اور خائن کہتا ہے
اور روایت رد المختار کے اخفاء کا بہتان لگاتا ہی اور مولوی احمد علی سہارنپوری کے حق میں مولف بدزبانی کرنیوالا قرار
دیتا ہی اور آیۃ ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی و اضل سبیلا مولف کے حق میں پڑہتا ہی سراسر جہالت
و نادانی گنگوہی کی ہے قرائن کا حال تو بخوبی معلوم ہوچکا اونمین گنجائش کسے میں دار عاقل کو چون و چرا کی نکلتی نہیں
اور سفہاء و حمقاء و بے دین تو کلام خدا و رسول میں بھی گفتگو کرتے ہیں کسی بیدین کی گفتگو واہی تباہی سے محق مدقق
نعین ہوتا ہی اور آفتاب پر خاک نہیں پڑتی ہے کسی کو الی ... اور قرائن کے رفع کیواسطے بہت ہی کچھ ہاتھ پاؤن گنگوہی
مارے سوائے خسران کے کچھ اسکے ہاتھ نہ آیا اپنی بے حیائی سے کچھ کیا کرے کیا ہوتا ہی وہ قرائن متفقہ مانند آفتاب روشن
نور افشان ہیں منکر کے جہل کو لوگون پر جو منصفین ہیں ظاہر کر رہے ہیں ایک اہل علم و دیانت کے قول سے بھی

گنگوہی نے ثابت نکیا کہ بدعت لا اصل لہا کے معنے بدعت سیئہ کے ہین اور یہان موافق عادت قدیمہ کے جھوٹ بولدیا
کہ تمام اہل علم و دیانت کے نزدیک معنی بدعۃ لا اصل لہا کے بدعت سیئہ کے ایسے خلاف کو آدمی کیا کہے تمام
اہل دیانت مین نور الدین حلبی و صاحب سیرت شمس شامی و ولد محمد شامی ہی تو ہین وہ تو اسیکے قول سیرت
شامی کے تفسیر ساتھہ بدعت حسنہ کے کرتے ہین چنانچہ اوپر گذر چکا ہی کیا تمام گنگوہی کے نزدیک نور الدین حلبی و صاحب
سیرت شمس و ابو نصر و ولد محمد شامی اہل علم و دیانت مین سے نہین ہین پہر کیون تمام علماء متدین کیطرف یہ نسبت
کرتا ہی کہ بدعت لا اصل لہا کے معنے اونکے نزدیک بدعت سیئہ کے ہین کچھہ بہی شرم و غیرت تہی تو دو چار علماء بلکہ ایک
دو ہی محققین کے اقوال نقلکر دیئے ہوتے کہ جس سے یہ ثابت ہوتا بدون نقل جھوٹا نام لیدینے مین شرم
و حیا نہین خود کا مادہ وہان سے یہان اس رسالہ سے واضح ہے دیانت امانت لائق ہی کہ ایک قول ہی صحیح نکہا
اور صدہا جگہہ غلط مراد کلام علماء کے و احادیث و آیات کے بیان کی اور خیانت عبارت تلویح و توضیح سند
اجماع کے بارہ مین کی اور حدیث مین لفظ خالفوا الیہود صید عاشوراء کے بارہ مین زیادہ کردیا اور حوالہ بخاری و مسلم
کا دیدیا اور والعاملین علیہا سے اجرت مدرسین کو ثابت کیا تمام جہان کے خلاف اور ابن حجر و جلال الدین کے
مقابلہ مین کیا ابلہ فریبیان کین اور چہوٹا منہ بڑی بات اونکے قیاس کو باطل اپنی جہالت سے بتایا اور صراحتہ
ملا علی قاری و ابن حجر و ابن جزری و سخاوی وغیرہم علماء کے اقوال غیر معتبر بتایا فقط فاکہانی کے قول ساقط و بلا دلیل
کو جو اپنے ہوائے نفسانی کے موافق پایا اوسکو معتبر و قوی ٹہرایا اور صراحتہ کہا ہی کہ ان کا ذکر کرنا تو ان علماء کا تعامل ہی معتبر
نہین ان تمام امور کا خود مرتکب ہے اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکہتا ہی اور اپنے افعال قبیحہ خیانت و بد
دیانتی و بد زبانی و بد لگامی نہین جانتا ہے اور جم غفیر و سواد اعظم کے عمل کو ضلالت بتاتا ہی اور کذب باریتعالی کے
امکان کی طرفداری کرتا ہی اور بالامکان خدا یتعالی کو کاذب گویا کہتا ہی اور انکار ایک رکعت وتر سے ایمان کا ٹہکانا
نہونا زعم کرتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ بعض صحابہ کرام رض و امام ابی حنیفہ و امام حسن بصری و تمام علماء و فضلاء ائمہ و
مشائخ و فقہاء حنفیہ کسی کے ایمان کا ٹہکانا نہووے اسلیئے کہ یہ تمام حضرات انکار ایک رکعت وتر کا کرتے ہین اور اسکو
گمراہی خود کی خیال نہین کرتا ہی اور مولف انوار جو بات حق کہرہا ہی اور جو مسلک جمہور علماء کا ہی بحوالہ کتب ثابت کر
رہا ہی اور اس نے کوئی خیانت و بد دیانتی نکی ہی اور نکے مقلدین بد زبانی اوسکو کرنا منظور نہین ہی فقط اظہار منظور ہے
اوسکے حق ایسے واہیات و خرافات زبان و قلم سے نکالتا ہی اور مولوی احمد علی سہارنپوری کو تو مولف انوار منکر
میلاد شریف و قیام نہین جانتا ہی بلکہ اوسکا عمل اسی رہ مین ثابت کیا ہی مولف نے چنانچہ اوپر گذرا ہی اور گنگوہی
صفحہ ١٢٩ براہین مین لکہتا ہی لہذا مولف نے جواب لکہنا شروع کیا ہی اور حاشیہ پر مولوی صاحب کے نسبت تشرکت

مجلس مروجہ اور قیام کے تہمت اور تکذیب اسکی کہ یہ فتوی اونکا ہی اور شہادت حافظ عبد الکریم خان کے لکھنا انکا
جواب بجز اوسکے نہین ہے دیتا ہون کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ مولف انوار مولوی
احمد علی کو منکر میلاد نہین جانتا ہی اور یہ فتوے مولوی احمد علی کا جو بعد وفات اونکی وہابیہ نے طبع کرایا ہی انکار
میلاد و قیام مین جو اقوال جہالت و بے علمی سے مملو ہی اوسکو وہ مولوی احمد علیکا نہین مانتا ہی پس جب کہ
فتوی مولف انوار مولوی احمد علی کا نہین جانتا ہی تو اوس فتوے پر کلام کرنا مولف کے نزدیک مولوی احمد
علی کے اقوال پر کیونکر کلام ہوا اور اس فتوے پر طعن کرنا مولوی احمد علی پر طعن کسطرح ہوا پس یہ جہالت
و نادانی صرف ہی جو گنگوہی مولف انوار کا بدزبانی کرنا مولوی احمد علی کے حق مین بتاتا ہی اب منصفین جانلیا
کہ جہالت و ضلالت کسکی ہے اور جو آیت مولف کے حق مین گنگوہی نے لکھی ہے اوسکا سزاوار گنگوہی ہے
مولف انوار اور ہم نقل کر چکے ہین کہ خوارج کو ابن عمر رض اسلیے بدترین خلایق جانتے آیات منزلہ حقوق کفار
مین مسلمانونکے حق مین قرار دیتے ہین یہ آیت خاص کفار کے حق مین ہین چنانچہ لقاسیر مین یہ روشن ہے مولف مسلمان
اہل سنت و جماعت کے حق مین اس آیت کا پڑھنا و یہی شیخ خوارج کا ہی اور وہابیہ کے بعض اقوال موجب کفر بہی
ہین چنانچہ امکان کذب کا قائل ہونا بہی ایسا ہی ہے پس وہابیہ کے حق مین ہی پڑھنا اس آیت کا مستقیم ہو سکتا
ہی نہ کسی مسلمان کے حق مین مولف انوار نے علامہ نور الدین حلبی و سیرۃ الشمس سے ثابت کیا تہا قول محمد شامی
کا تفسیر کرنا ساتھ بدعت حسنہ کے تو اوسکی جواب مین گنگوہی صفحہ ۲۴۱ مین اپنی فکر غیر مستقیم کی موافق اسقول
حلبی کو جو بعد نقل عبارت سیرت شامی کے لکھا ہی ای لکن ہے بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ
رد قرار دیتا ہی کہ حلبی سیرت شمس کا قول رد و تعاقب کیواسطے لایا ہی کہ بدعت ہونیکو قبول کرتا ہی اور لا اصل لہ پر
تعاقب کرتا ہی پس حلبی و صاحب سیرت شمس قیام کو بدعت او شانی سیئہ کہتا ہی اور گنگوہی اپنی بےعلمی سے یہ
کہتا ہی یہ قول شرح کے مراد سے نہین کیونکہ لکن لفظ شرح کیواسطے نہین ہے اور ای حرف تفسیر ہے مگر اصطلاح
حلبی سیرت کے عبارتکی نقلکرنا الشان ہی کہ وہ بمنزل تفسیر کے واقع ہوجاتا ہی پھر گنگوہی مجیب بنتے ہین کہ شامی کا قول
منصوص ہے مخالفت کسیکی اوسکو مضر نہین مگر تاویل حلبی کی یہ ہی کہ وہ مطلق کے فرد کے وجہ سے قیام کرتے تھے تقید
مطلق کا درجہ اس قیام مین تہا او عوام کا اندیشہ تہا لہذا جائز جانتے تھے اب وہ امر نہین رہا مکروہ ہو گیا او جواب تواتر ائمہ و علماء
عرب و مصر و غیرہما کا جو عبد اللہ سراج اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سراج کے فتوی سے نقلکیا جیلد بار پہلے
گذرا اقول وباللہ التوفیق معنے ظاہر متبادر جو بدون قرینہ کی فہم مین آتے ہین وہ یہی ہین کہ قول حلبی از سیرت
شمس شرح قول شامی کی ہے کوئی قرینہ بیان ردکا موجود نہین ہے جس سے رد قرار دیا جاوے معنے متبادر سے غیر متبادر

محتاج الی القرینة کیطرف جانا بدون تعذر معنی متبادر و بلا وجود قرینہ غیر متبادر کے سراسر بعلمی ہے اور تعاقب ان
لینا اور حلبی و صاحب سیرت شمس کو قائل بدعۃ حسنہ اور شامی کو قائل بدعت قرار دینا تکلف بارد ہی جو قابل التفات
ذوی العقول نہین ہے لیکن کا لفظ شرح کیواسطے نہونے یہ کب لازم آتا ہی کہ رد ہو جاوے یہ تو خوب بات ہی جو
کوئی لفظ شرح کیواسطے نہوا کرے تو اوسکو رد بنا دیا کرین ایسی ایسی عجائب امور گنگوہی سے صادر ہوتی ہین
جو موجب مضحکہ ہر ادنی و اعلی کے ہین لفظ لیکن رد کیواسطے بھی موضوع نہین جو گنگوہی قرار دیتا ہی کسی نحوی
و نحو کے جاننے والی ہی سے دریافت کر لیا ہوتا کہ لیکن کس معنی کیواسطے موضوع ہے تو وہ بتا دیتا کہ گنگوہی صاحب
یہ واسطے توہم کے ہے جو کلام سابق سے ناشی ہووے یہ حرف تعاقب و رد نہین ہے اور لفظ ای حرف تفسیر ہی اسکے
مابعد جو مذکور ہوگا اوسکو تفسیر اسکے ماقبل کی قرار دینگے اور سیرت شمس کے عبارتکی نقل کا نشان ہونا منافی اسکی نہین ہے
کہ یہ اسکا بعد تفسیر و شرح ماقبل کے نہووے ہو سکتا ہی کہ اپنے قول سے تفسیر و شرح حلبی نے قول شامی کی بیان
کی سیرت شمس کے قول کو بطور شرح و تفسیر کے بیان اور خود بھی اوس شرح و تفسیر کے ساتھ راضی ہوا بس حلبی نے
موافق اپنی اصطلاح کے بعد لفظ ای قول سیرت شمس کا بطور ایقاع تفسیر و شرح قول شامی کے ذکر کیا تو مطلب
بھی لوسکی ہو گئی اور یہ ذکر کرنا اوسکا تفسیر شرح ہی قول شامی کے ہو گئے گنگوہی نقل قول سیرت شمس اور اسکی
شرح ہونے مین منافات اپنی فکر ناقص سے خیال کر لی ہے اسواسطے اس ورطۂ ظلماء مین گرا ہوا اور شامی کے قول
منصوص کہنا اور مخالفت کرنا اسکی اوسکو مفسر ہونا بھی گنگوہی کے فہم پر دال ہے یہ سراسر نادانی ہے کہ شامی کو
منصوص قرار دیتا ہی کونسے نص قیام کی بدعت سیئہ ہونے وارد ہی جو قول شامی اسکے خلاف مراد پر حملکر کے اوس
مفہوم ہونا بدعت سیئہ کا قرار دیکر اوسکو منصوص زعم کرتا ہی اتنا نہین جانتا کہ منصوص بتانی سے افترا خدا و
رسول پر ہوتا ہی منصوص قیام میلاد کا بدعت سیئہ ہونا اوسوقت ہوتا کہ بدعت سیئہ ہونا قیام کا خدا اور رسول فرمایا
ہوتا اور باوجود نہ فرمانیکے یہ کہنا صراحۃً افترا خدا و رسول کرنا ہی ایسے بیباکی ایسے فرقہ بدعیہ وہابیہ وغیرہ کا ہی
خاصہ ہے نعوذ باللہ من ذلک تاویل حلبی کی خوب گہری ذکر مطلق کے فرد کیوجہ سے قیام کرتے تھے تقیید مطلق کا
درجہ اس قیام مین نہ تھا اسکی مراد یہ ہو سکتی ہی کہ حلبی صاحب فرماتی ہین کثیر محبین جو قیام کرتے تھے تو مطلق کی
فرد کیوجہ سے کرتے تھے اونکی قیام مین تقیید مطلق کا درجہ نہ تھا اور اس سے غرض یہی ہوگی گنگوہی کی کہ حلبی شامی کو
جواب دیتا ہی کہ اونکی قیام مین بدعت سیئہ تھی بسبب ہونے تقیید مطلق کی یہ تاویل و جواب حلبی کو گنگوہی صحیح
جانتا ہی جب ہی حلبی کے قولکی تصحیح کیواسطے ذکر کرتا ہی یہ تو ظاہر ہے کہ وہی قیام ہی کہ جس پر عادت جاری ہونا
محبین کا وقت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے بطور تعظیم کہتا ہی اور عادت کی یہ معنی نہین ہوتی ہین کہ کبھی کبھی محفل

میلاد وقت ذکر ولادت شریفہ کے کرتے تھے عادتاً اسیوقت قرار دیجاویگی کہ ہمیشہ کرتے ہوں قیام مذکور کو محفل میلاد مین درقت ذکر ولادت شریفہ کے اور اُس قیام ہمیشہ کا وقت ذکر ولادت شریفہ محفل میلاد جائز و درست ہونا اس تاویل سے گنگوہی کا صحیح و درست کرتا ہی کہ مطلق فرد کیوجہ سے کرتے تھے تقید مطلق درجہ اوسمین نہ تہا پس اس تاویل سے گنگوہی کے نزدیک قیام میلاد شریف ہمیشہ کرنا بہی جائز و درست ہوگیا اور یہ بہی ثابت ہوا کہ ہمیشہ قیام کرنے میلاد شریف کو مین تقید مطلق کا درجہ نہین ہے اب تقید مطلق گنگوہی کے نزدیک یہی ہی ہوگا کہ کوئی فرض و واجب مع ان قیود کے جانے اور بدون ان قیود کے جواز قیام تعظیمی واسطے آنحضرت صلعم کے جائز نہ جانے پس اس سے ایک امر تو ثابت ہوا کہ اب جو قیام اسلام مین جاری ہے وہ بہی جائز ہے کیونکہ کوئی ان قیود کو واجب و فرض واسطے جواز قیام کے نہین جانتا ہی اور غیر مقید بقیود مذکورہ کو غیر جائز کوئی نہین کہتا ہی پس تقید مطلق یہان بہی نہین ہے اور دوسرا امر یہ کہ یہی مراد قول محمد شامی کے بہی ہوسکتی ہے اور ممکن ہو کہ محمد شامی بہی اسی سبب سے قیام کو جائز جانتے ہووین اور اس جواز کیطرف اشارہ کرنیکو ایسا کلام فرمایا ہو کہ جسمین قرائن جواز کے جو مولف انوار نے ذکر کئے ہین موجود ہین پس بدعت لا اصل لہا اونکے نزدیک بدعت سیئہ ہونا زائل ہوا اور مزعوم گنگوہی کا گنگوہی کی تقریر باطل ہوا اور قول گنگوہی کا کہ اب وہ امر مباح مکروہ ہوگیا) یعنے بعدم اندیشہ عوام و عدم تقید مطلق نہرا تو مکروہ ہوگیا سراسر باطل ہے کیونکہ عوام مین بہی کوئی واجب و ضرور اس قیام کو آجتک نہین جانتا ہی اس اعتقاد کو انکی طرف نسبت کرنا محض افترا ہی اور اندیشہ و احتمال اسکا تو اوس حالت مین بہی تہا جس حالت بشر محبین کا قیام درست ہونا قول گنگوہی سے ثابت ہوا ہر زمانہ مین عوام و خواص ہوا کرتے ہین اور جاہل عالم رہتے ہین قیام جس زمانہ سے شروع ہوا اوس زمانہ سے لیکر آجتک عوام بہی موجود رہے ہین پس اندیشہ عوام کے بد اعتقادیکا اور احتمال انکی واجب و سنت موکدہ جانیکا اوسوقت مین بہی پہر اندیشہ عوام نہونا اسوقت جو گنگوہی بتاتا ہو سراسر غلط و خلاف عقل کے ہے اور تقید جس معنے کر ممنوع ہو وہ اب بہی پایا جانا مسلم نہین ہے محض دعوے لسانی گنگوہی کا ہی اور خوف بد اعتقادی عوام موجب عدم جواز ہونا ہر جگہ مسلم نہین ہے بعض جاہ ایسا خوف ہوتے ہوئے بہی علماء جواز جانتے ہین اور ایسے خوف بد اعتقادی کے سبب سے اوس امر کو ناجائز و مکروہ نہین بتاتے ہین دیکہو علماء و اولیا سے ساتھ عوام کا اعتقاد زیارت کا ایسا ہوتا ہی جو خارج شرع ہے اونکی قبور کے پاس نماز پڑہی جاوے تو خوف فساد اعتقاد عوام کا ہی اور باوجود اسکے قبور اہل علم و اولیاء کی نزدیک نماز پڑہنے کو فقہاء جائز فرماتے ہین اور خوف بد اعتقادی عوام سے ناجائز نہین فرماتے ہین فی العینی شرح الہدایۃ فی باب الجنائز فان قلت ترک الناس الصلوٰۃ علی قبر النبی صلعم انما کان خوفاً من ان یتخذ قبرہ

علیہ السلام مسجدا ولم یکن ذلک لا غرم مثلہ وغیرہ النفل بما قلت لا یلزم من الصلوۃ علی قبرہ
اتخاذ المسجد الا تری انہم جوزوا ان یصلی عند قبور اھل العلم والاولیاء مع مزید اعتقاد
العامۃ فی التعظیم لہم الخارج عن الشرع انتہی پس یہ کلیہ منقوض ہوا کہ خوف بداعتقادی عوام کی سے
کوئی امر مکروہ وحرام ہو جاوے پس بالفرض اگر خوف تقیید و تاکد عوام ہووے بھی تب بھی چونکہ علماء نے اس خوف کا
اعتبار نکیا اور قیام کو مستحسن جانا قیام مذکور مکروہ وحرام ہرگز نہوگا اور بہت سے مسائل موجود ہیں کتب
فقہ میں بنا بر قیاس وہ جائز نہیں اور بنا بر استحسان جائز و درست ہونے کے سبب سے وہ فقہانے درست ہی رکھے ہیں
اور استحسان کے مقابلہ میں دلیل قیاس کا ساقط و حدیث و اثر کو مخصوص قرار دیا ہے پس یہ خوف بداعتقادی
بھی مقابلہ استحسان کے ساقط ہے اور ضعیف تر ہے کہ عمل اس پر درست نہیں ہے ہان استحسان جو دلیل قوی
نہوتا تو خوف بداعتقادی موجب کراہت قیام ہو جاتا ہے اور استحسان کے ہوتے ہوئے ہرگز موجب کراہت
نہیں ہو سکتا ہے پس قول گنگوہی باطل و ساقط بلکہ ہذیان ہے اور توارث و تعارف کا چند بار جواب پہلے گذر جانا
گنگوہی بتاتا ہے منصفین او کیا یہ خوب روشن و ہویدا ہو گیا کہ کوئی دلیل شرعی ایسے جو رفع توارث و تعارف
و تعامل کی دلیل ہو انکو کردی گنگوہی نے ذکر نکی اور نہ کسی دوسرے وہابی نے بیان کی یہ بھی امر مزخرفات وہابیا
گنگوہی سے صادر ہوئی کہ تعامل لاکھوں کروڑوں علماء کا بھی معتبر نہیں اور ملا علی قاری و سخاوی و ابن حجر مکی
و ابن جوزی کا قول اس امر میں معتبر نہیں ہے اور قیاس ابن حجر و جلال الدین سیوطی باطل ہے ان مزخرفات کو کون
عاقل دلیل شرعی بنا دیگا اور ان سے اٹھانا تعامل علماء کا قبول کریگا ایسے بے ادبانہ کلمات تمام ملحدین اہل حق کے
مقابلہ میں بکتے ہیں یہ جواب چند بار گنگوہی کا گذرا ہے جسکا بطلان بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے پس اثبات محفل میلاد
قیام میلاد شریف جو مولف انوار نے کیا تھا وہ باقی رہا اور حق کا حق ظاہر ہوا اور مزخرفات گنگوہی ہباء
ہباء منثورا ہو گئے اور کچھ پیش نہ چلی اور سوائے خسران و خیبت و حرمان کے گنگوہی کو کچھ حاصل نہوا
اور فرقہ اہل سنت مظفر و منصور رہا الحمد للہ علی ذلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ **کوتاہی** فہم گنگوہی کی
یہ دیکھو کہ جو اول خاصہ ساتھ نماز و روزہ کے ہیں اور اونکے سبب سے نماز روزہ کی کراہت فرمائی ہے انکو اپنی کوتاہی فہم
سے ایسا عام بتاتا ہے کہ خارج نماز و روزہ و عبادات مخصوصہ کی بھی انکو دلیل کراہت جانتا ہے اور تشبہ بکفار کو بھی
ایسا عام لیا کہ خواہ وہ مذموم ہو خواہ نہو خواہ اوسکا شعار ہو خواہ نہو خواہ کامل تشبہ ہو خواہ اونکے فعل خاص
کی ایک جز میں تشبہ ہو خواہ اسکی دلیل جواز کی اہل اسلام کے نزدیک موجود ہو خواہ نہو تمام کو موجب کراہت
و حرمت جانتا ہے اور کہیں باوجودیکہ تشبہ ہوتا ہے اوسکا جواب اوس سے نہیں ہو سکتا ہے تو اپنی جہالت سے

کہدیتا ہی کہ یہان تشبہ معتبر نہین تمام رسالہ براہین کا مدار ان دو اصل تقیید مطلق جو اولہ مخصوصہ نماز روزہ سے مفہوم ہی اور تشبہ کفار کو ئی پر ان سے رکہا اول سے آخر تک اکثر جا ئی ان ہی دو امر سے استدلال کرتا ہی اور اکثر ہی زبان قلم پر نے آتا ہی کہ تقیید مطلق ہی تشبہ بکفار ہی خواہ یہ وہان کہو وے یا نہووے انکی عادت آنی سے اوسکو کچہہ بحث نہین ہے صفحہ ۱۰۱ سے لیکر صفحہ ۱۱۴ تک ان دو اصل کی اثبات مین اوراق بلا فائدہ سیاہ کیے اور آخر مین بہت خوش ہوکر کہا کہ یہی دو اصل رسالہ مولف کی قلع وقمع کو کافی وافی ہین اور آخر اس کلام کے مولف انوار کیطرف نسبت کج فہمی وکمعلمی اور کوتہ فہمی وجہل مرکب اور دعوی بے مغز واضلال خلق اللہ پر کمر باندہنی کی کی ہی چونکہ ان دو اصل پر گنگوہی الیساغرہ ہی اسیواسطے کچہہ کلام انمین کیا جاتا ہی اور کچہہ کچہہ کجفہمی وبے علمی اور اضلال خلق اللہ پر کمر باندہنا گنگوہی کو لایا جاتا ہی بتائید اللہ تعالے وتوفیقہ گنگوہی کوتاہ فہم نے تخصیص کے ممانعت کے یہ حدیث پیش کی قال رسول اللہ صلعم لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولا تختصوا یوم الجمعۃ بقیام من بین الایام ۲ لا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم الحدیث اور گنگوہی نے کہا کہ پس اس حدیث مین یہ ارشاد ہوا کہ تم جمعہ وشب جمعہ کو صوم وصلوۃ کے واسطے خاص مت کرو کیونکہ صوم وصلوۃ نوافل مطلق مین یکسان ہین خصوصیت کسی وقت بدون ہمارے حکم کے درست نہین ہے پس مطلق کو مقید کرنے سے منع فرمادیا ان قال الکنگوہی اور قولہ علیہ السلام لا تختصوا بہ مطلق وارد ہی تخصیص خواہ اعتقاد وعلم مین ہو خواہ عمل مین دونون ناجائز ہوونگی سو یہ ظاہر ہوگیا کہ تخصیص فعلی اگر منصوص مطلق مین واقع ہوویگی وہ بہی بدعت ہی اور داخل نہی کے ہے علی ہذا مطلق کرنا مقید کا عام ہی کہ علماً ہو عملاً ہو یا دونون منہی عنہ ہین چونکہ یہ قاعدہ اس حدیث سے بوضاحت مستنبط تہا تو امام نووی شرح اس حدیث مین فرماتی ہین کہ احتج بہ العلماء علی کراہۃ ہذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغایب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا فانہ بدعۃ منکرۃ من البدع التی ہی الضلالۃ والجہالۃ دیکہو کہ نماز جو خیر موضوع اور عمدہ عبادات سے اور سب اوقات مشروعہ مین افضل ہی القربات ہے سبب تخصیص کے بدعت منکرہ ہوگئی کیونکہ اطلاق متروک ہوا قید وقت کی لگ کر مخصوص ہوگیا تو اس قید کیوجہ سے سارا مقید بدعت بنگیا انتہی اقول وباللہ التوفیق گنگوہی احادیث نبویہ صلعم کی مراد خلاف تمام جہان کے لیتا ہی جو کسی محقق وامام نے نہین کہا ہی وہ یہ گنگوہی اپنے دل مملو مرض عناد وولداوسنے گہرتا ہی وجہ منع تخصیص رات جمعرات کے ساتھ قیام کے دن جمعہ ساتھ روزہ کے یہ ہرگز نہین ہی کہ مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہی یہ جہالت صرف گنگوہی کی ہے اور یہ مراد ہی علماء نے نہین لی ہے کسی نے کہا کہ جمعہ کا روزہ سوائے عادت کے جائز نہین ہے اور تخصیص فعلی بدعت وداخل نہی ہے بلکہ اسکو وجہ خصوص

کے سبب

کی سبب سے بعض علما نے مکروہ کہا ہی اور حکمت اسلئی تہی کہ جو اس حدیث مین وارد ہی یہ فرمائی کہ دن جمعہ کا
دن دعا و ذکر و عبادت و غسل کا ہی اور اول جانا چاہئے نماز کیواسطے اور اسکا انتظار کرنا چاہی اور خطبہ سننا چاہئے
اور اسدن جمعہ مین کثرت ذکر اللہ کی کرنا چاہئے بقولہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض
وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا اور سوائے اور عبادت کا دن ہی اسلیے افطار اسدن مستحب ہی کہ یہ
عبادات و وظائف خوب اچہی طرح لذت و خوشی طبیعت و قوت کی ساتھ ہووین و ملال و اختلال و فتور روزہ
رکہنے سے پیدا ہووے اس حکمت پر یہ اعتراض ہوا کہ اس حکمت کے سبب سے نہی و کراہت ہی تو چاہئے جمعہ سے قبل
و بعد کا روزہ جمعہ کے روزہ ساتھ رکہا جاوے تب بہی یہ فتور و ملال ہوگا پس چاہئے جمعہ قبل و بعد کے روزہ کے ساتھ
بہی جمعہ کا روزہ مکروہ ہووے اور حال انکہ مکروہ نہین تو اس کا جواب یہ دیا ہی کہ روزہ قبل کے بعد جبر نقصان ثواب
جو فتور کے سبب ہوائی ہو جاویگا پس کراہت مرتفع ہی اور کراہت خوف مبالغہ تعظیم جمعہ کے سبب قرار دینا
علما ضعیف و منقض ساتھ نماز جمعہ وغیرہا وظائف جمعہ و تعظیم جمعہ کے فرماتے ہین اور اس وجہ سے کراہت و نہی ہونا
بہی کہ اعتقاد وجوب کا نکیا جاوے محققین نے ضعیف منقض ساتھ صوم دن پیر کے ہونا فرماتے ہین کہ اسدنکا روزہ
تنہا رکہنا مندوب ہی پس یہ احتمال بعید قابل التفات کے نہین اور روزہ دن عرفہ و دن عاشورہ وغیر ذلک کی ساتھ
بہی یہ منقوض ہے امام نووی کی عبارت گنگوہی صلوۃ رغائب کے بارہ مین نقل کی ہے اسکے ساتھہی یہ عبارت
موجود ہی جو مخالف ہو گنگوہی کے جسکا مطلب ہمنے لکہدیا ہی الفاظ اسکے یہ ہین قال العلماء والحکمۃ فی نہی عنہ
ان یوم الجمعۃ یوم دعاء وذکر وعبادۃ من الغسل والتبکیر الی الصلوۃ وانتظارھا واستماع الخطبۃ واکثار
الذکر بعدھا لقول اللہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا
اللہ کثیرا وغیر ذلک من العبادات فی یومہا فاستحب الفطر فیہ لیکون اعون لہ علی ھذہ الوظائف و
اداءھا بنشاط وانشراح لہا والتذاذ بہا من غیر ملال ولا سامۃ وھو نظیر الحاج یوم عرفۃ فان السنۃ
لہ الفطر کما سبق تقریرہ لھذہ الحکمۃ فان قیل لو کان کذلک لم یزل النہی والکراھۃ بصوم قبلہ او
بعدہ لبقاء المعنی فالجواب انہ یحصل لہ بفضیلۃ الصوم الذی قبلہ او بعدہ ما یجبر ما قد یحصل من
فتور او تقصیر فی وظائف یوم الجمعۃ بسبب صومہ فہذا ھو المعتمد فی الحکمۃ فی النہی عن افراد صوم
الجمعۃ وقیل سببہ خوف المبالغۃ فی تعظیمہ بحیث یفتتن کما افتتن قوم بالسبت وھذا ضعیف
منتقض بصلوۃ الجمعۃ وغیرھا مما ھو مشہور من وظائف یوم الجمعۃ وتعظیمہ وقیل سبب النہی
لئلا یعتقد وجوبہ وھذا ضعیف منتقض بیوم الاثنین فانہ یندب صومہ ولا یلتفت الی ھذا

الا احتمال البعيد وبيوم عرفة ويوم عاشوراء وغير ذلك فالصواب ما قدمناه والله اعلم انتهى اس
عبارت امام نووی سے جو ہمنے کہا تھا ظاہر ہے اور گنگوہی نے اسکے مابعد کے عبارت امام نووی کے نقل کی اور اسکو
چھوڑ دیا اور اسکے موافق وجہ نہی کے بھی نہیں بیان کی بلکہ اپنی مدعی فاسد کے ثبوت کیواسطے عدم جواز تقلید
مطلق کے اس سے ثابت کرنے لگا اور اس حدیث کی وجہ جب ہوئی جو ہمنے بیان کی بحوالہ امام نووی کہ اس
حدیث تقلید مطلق کی عدم جواز سے کیا علاقہ ہے اور ہمارے امام اعظم ابی حنیفہ رح اور امام محمد رح و دیگر فقہاء
جمعہ کا روزہ تنہا بھی مستحب فرماتے ہیں قال فی الدر المختار (ونفل كغيرهما) يعم السنة كصوم عاشوراء مع
التاسع والمندوب كايام البيض من كل شهر ويوم الجمعة ولو منفردًا وعرفة ولو لحاج لم يضعفه
والمكروه تحريمًا كالعيدين وتنزيهًا كعاشوراء وحده سبت وحده الخ قال فی رد المحتار قوله ويوم
الجمعة ولو منفردًا) صرح به في النهر وكذا في البحر فقال ان صومه بانفراده مستحب عند العامة
كالاثنين والخميس ذكره الكل بعضهم اه ومثله في المحيط معللا بان لهذه الايام فضيلة ولم يكن
في صومها تشبه لغير اهل القبلة فما في الاشباه وتبعه في نور الايضاح من كراهة افراده بالصوم
قول البعض وفي الخانية ولا بأس بصوم يوم الجمعة عند ابي حنيفة ومحمد لما روي عن ابن عباس رض انه
كان يصوم ولا يفطر اه وظاهر الاستشهاد بالاثر ان المراد بلا بأس الاستحباب وفي التجنيس قال
ابو يوسف جاء حديث في كراهته الا ان يصوم قبله وبعده فكان الاحتياط ان يضم اليه يومًا
اخر اه قال ط قلت ثبت بالسنة طلبه والنهي عنه والاخر منهما النهي كما اوضحه شراح الجامع
الصغير لان فيه وظائف فلعله اذا صام ضعف عن فعلها انتهى وقال فی فتح القدير ولا باس
بصوم يوم الجمعة منفردًا عند ابي حنيفة ومحمد رح انتهى اور عبارت رد المحتار لا باس کا استحباب کے
واسطے ہونا واضح ہو چکا ہے امام صاحب و امام محمد اور عامہ فقہاء کے نزدیک یہ روزہ جمعہ کا منفرد مستحب ہے اور جو بعضوں نے مکروہ کہا تو یہی
سبب ہے کہا کہ روزہ رکھنے سے شاید افعال و وظائف جمعہ سے ضعیف ہو جاوے اور تقلید مطلق کیوجہ کسی نے نہ کہا اس سے
یہ فقط ہذیان گنگوہی کا ہے اس سے بیعلمی و جہالت و عناد و خیانت گنگوہی کی ظاہر ہے صوم جمعہ ہمارے امام صاحب
اکثر فقہاء نزدیک منفرد بھی مکروہ نہیں ہے اور گنگوہی ادعا تو حنفی ہونیکا کرتا ہے اور ایسے بدعت و حرمت روزہ
قائل اس حدیث سے کہ اس پر قیاس کرکے دوسری چیزوں کو بدعت سیئہ و حرام بتانے لگا اور اتنی خبر نہیں کہ
ہمارے امام و دیگر فقہاء اس سے بدعت سیئہ و حرام یا کراہت تحریمہ روزہ جمعہ منفرد کے نہیں سمجھتے ہیں بلکہ امام
مالک بھی اپنے موطا میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اہل علم و فقہ و مقتداؤں میں سے نہیں سنا کہ روزہ جمعہ سے منع کرتے

ہوں اور یہ روزہ حسن ہے اور بعض اہل علم کو مین نے دیکھا کہ وہ روزہ جمعہ کا منفرد رکہتے تھے چنانچہ امام نووی نے اونکا
یہ قول شرح مسلم مین نقل کیا ہے اما قول مالک فی الموطا لم اسمع احدا من اہل العلم والفقہ ومن یقتدی بہ ینہی
عن صیام یوم الجمعۃ وصیامہ حسن وقد رائت بعض اہل العلم یصومہ واراہ کان یتحراہ فہذا الذی قالہ مالک
ہو الذی راہ وقد رائ غیرہ خلاف ذلک الخ اور یہ کہنا امام نووی کا کہ امام مالک معذور ہین حدیث انکو
نہ پہونچی اور قول داودی کا نقل کرنا کہ انکو حدیث پہونچتی تو مخالفت نکرتے یہ اوس وقت مستقیم و درست ہوتا کہ امام
مالک صاحب کے پاس کوئی تاویل اس حدیث کی نہوتی جائز ہے کہ امام مالک رح کو حدیث پہونچی ہووے اور انکے
نزدیک شفقت پہ محمول ہووے کہ آنحضرت صلعم نے بطور شفقت نہی کئے ہووے کہ اسقدر امور عبادات و وظائف
جمعہ کے ساتھ صوم یوم جمعہ مین تکلیف ہوگی چنانچہ بعض صحابہ رض کو قیام تمام لیل سے منع بطور شفقت کے فرمایا
تہا احادیث دان پر روشن ہے امام مالک نجم المحدثین اونکو حدیث کا عدم بلوغ کیونکر تسلیم کرلیا جاوے اور جب امام
مالک کے زمانہ مین کسی اہل علم و فقیہ و مقتدای کو یہ حدیث نہ پہونچے تو اونکے زمانہ کے بعد کیا نسبے آگئی ہے کیونکر ہوسکے
کہ امام مالک اور دوسرے مقتدای علما و فضلا و فقہا کو انکے زمانہ کو تو نہ پہونچے اور ہم بعد ہمکو یہ پہونچا وے اور اگر
انکے زمانہ مین کسی فقہا و علما و مقتدای کو پہونچے اور معنی اوس حدیث کی بہی کراہت صوم متعین ہوتی اور قابل
مذکور یا دوسری تاویل فعل اسکی نہ ہوتی تو وہ روزہ جمعہ کا مستحسن کسطرح جانتے پس حدیث تو پہونچی ہوگی لکن
اون کے نزدیک یہان تاویل مذکور یا دیگر کے ہوگی پس اس حدیث سے کراہت و بدعت سیئہ کا ہرگز ثبوت نہین ہے اور
قیام لیلۃ الجمعہ کے وجہ بہی یہی ہوسکتی ہے کہ جب رات جمعہ کے درود و وظائف و عبادات مین گذریگی تو دنکو بسبب
شب بیداری کے وظائف مین فتور و ملال ہوگا اور دشواری پیش آوے اسلئے شفقۃً منع فرمادیا ہووے پس بدعت سیئہ
و مولف کا ثبوت اس حدیث سے ہرگز نہوا پس گنگوہی نے عبارت نووی رد المحتار و در مختار و فتح القدیر کا اخفا کیا
یہ خیانت صرف ہے اور ان عبارات کی مخالف وجہ حدیث کی گذاری جس سے بدعت سیئہ و عدم جواز لازم آوے یہ عناد صرف ہے اور امام نووی کی جو عبارت صلوۃ
رغائب کے بارہ مین نقل کی ہے اوسمین بہی پوری عبارت نقل نکی جسقدر نقل کی ہے اسکے متصل کی عبارت جو بعد کو ہے یہ ہے وفیہا منکرات ظاہرۃ
وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنفات نفیسۃ فی تقبیحہا و تضلیل مصلیہا و مبتدعہا و دلائل قبحہا
وبطلانہا و تضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصی واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ اس نماز
مین منکرات و غیر مشروعات امور ظاہرہ موجود ہین اسمین اس سبب سے یہ نماز صلوۃ رغائب ناجائز اور گنگوہی
دہوکہ دہی کو یہ عبارت تو چہوڑی اور لکہدیا کہ قید وقت و تخصیص کے لگنے سے یہ نماز بدعت بنگئی ہے جس سے
ناواقف لوگونکو دہوکہ کہ بدعت ضلالت جہالتکا سبب بہی تخصیص ہے تاکہ جاہلین کہ ایسے تخصیص سے مسلمان خیال ہوجاتا

ہی اور اہل سنت وجماعت ہونے سے نکل جاتا ہی اور مستحق نار کا ہوتا ہی یہ اضلال خلق گنگوہی نے نہ کیا
اور نہ کہا کیا جو امور خود مین موجود ہین وہ مولف انوار پر زبردستی لگاتا ہی باوجودیکہ ایسے امور سے وہ بالکل الفضل
پاک وبری ہے منصفین پر خوب واضح ہوگیا کہ اس حدیث سے تقلید مطلق کا ممنوع ہونا اور تخصیص ناجائز ہونا
ثابت کرنا چاہا ہرگز ثابت نہوا اگر فی نفسہ یہ مسئلہ ثابت ہی کہ تقلید مطلق بعض مجہلہ حنفیہ کے نزدیک ناجائز لیکن
اس حدیث سے جو گنگوہی ثابت کرتا ہی یہ حجت اس پر لاتا اور اسکو اپنا تمسک ٹھراتا ہی یہ سراسر اسکی نادانی و
تحریف معنوی حدیث کی ہے گنگوہی عامی محض ہے اقتدا فقہا اسکو واجب ہے اوسکو ترک کرکے جو رتبہ مجتہد کا ہے
کہ اجتماع حدیث سے اثبات قاعدہ کے بارہ مین کرے اوسمین اس نے دست اندازی کی اور حدیث پر اعتماد اس
بارہ مین تارک واجب علیہ کا ہوا موافق فرمانے امام ابی یوسف رح کے ایسے کے حق مین اعتماد حدیث پر کرنا
موجب شبہہ کا بھی نہین ہوتا ہی جس سے کفارہ ساقط ہووے کوئی عامی حجامت کراوے اور موافق حدیث آنحضرت
سے افطار ہوجاتا ہی حجامت کو مفطر جانے اوسکے بعد قصداً کہا لیوے تو کفارہ اوس پر آویگا اور عمل واجتہام الحدیث
اوسکے حق مین شبہہ نہونا جس سے کفارہ ساقط ہووے اسی سبب سے کہ اس نے ترک واجب کیا ہی اور ترک واجب شبہہ مسقط
کفارہ نہین ہے فی فتح القدیر وعن ابی یوسف لا یسقطہا لان علی العامی لا اقتداء الاقتداء بالفقہاء
لعدم الاہتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث فاذا اعتمدہ کان تارکا للواجب علیہ وترک الواجب
لا یقوم شبہۃ ومسقطۃ لہا انتہی امام نووے تحت حدیث اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا
حکم فاجتہد ثم اخطاء فلہ اجر کی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ یہ حدیث علماء نے فرمایا ہی کہ اجماع مسلمانوں کا
ہی کہ یہ اوس حاکم کے حق مین جو اہل حکم کا ہے یعنے مجتہد ہے اور جو اہل حکم یعنے مجتہد نہین ہے اوسکو حکم کرنا
حلال نہین اور اسکے حکم مین اجر نہین بلکہ گناہ ہی اور حکم اسکا موافق حق کے ہو یا نہو نافذ نہین ہی کیونکہ اوسکی اصابت
حق کو دلیل شرعی سے نہین ہے وہ تمام احکام مین عاصی ہے اور اسکے تمام احکام مردود ہین اور وہ معذور نہین ہے
عبارت یہ ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم ثم اخطاء فلہ
اجر قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ہذا الحدیث فی حکم حاکم عالم اہل للحکم فان اصاب فلہ اجر
ان اجر باجتہادہ واجر باصابتہ وان اخطأ فلہ اجر باجتہادہ وفی الحدیث محذوف تقدیرہ
واذا اراد الحاکم فاجتہد قالوا فاما من لیس باہل للحکم فلا یحل لہ الحکم فان حکم فلا اجر لہ بل ہو
آثم ولا ینفذ حکمہ سواء وافق الحق ام لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فہو
عاصی فی جمیع احکامہ سواء وافق الصواب ام لا وہی مردودۃ کلہا ولا یعذر فی شیء من ذلک انتہی

اور علم

اور علم اصول فقہ میں جو کہ تحصیل علم بوجوب عمل بتوسط ظن خاصہ مجتہد کا ہی ہے اجماعاً کچھ نصیب اسمیں مقلد
کا نہیں ہے مقلد کی دلیل و مستند قول اوسکے مجتہد کا ہے مقلد کا ظن یا اوسکے مجتہد کا ظن اوسکے دلیل مستند
نہیں ہے فی مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم تحصیل العلم بوجوب العمل بتوسط الظن من خواص المجتہد
اجماعاً لاحظ للمقلد فیہ و اما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ لا ظنہ ای ظن المقلد مستند او لا ظنہ
ای ظن المجتہد انتہی پس اجتہاد گنگوہی کا اور اخراج مسائل کا خصوصاً مخالف تعامل محققین تمام
مردود و ناجائز ہے اور گنگوہی آثم و عاصی ہے اس قول گنگوہی کا ہذیان ہونا معلوم ہوگیا اب صفحہ
۱۲۳ ایکسوئیں میں گنگوہی اس قول مردود کے بعد شرح منیۃ المصلی الکبیر سے صلوۃ رغائب کے کراہت کی وجوہ
پانچ وجہ ایک جماعت سے پڑھنا دوسرے تخصیص سورہ اخلاص تیسرے تخصیص لیلۃ الجمعۃ چوتھی اعتقاد
کرنا عوام کا اس نماز کو سنت پانچویں صحابہ و تابعین و من بعدہم سے منقول نہونا نقلکر کے صفحہ ۱۲۴ میں یہہ
مجتہد بنکر با وجود عدم لیاقت و بے علمی کے ان وجوہ کو ایسا عام قرار دیا کہ امور نماز و غیر نماز تمام میں یہ حکم جاری
کرنیکے ارادہ سے ان وجوہ کو قواعد مثل انواع تحت جنس کے ٹھہرا کر صدہا جزئیات کا حکم حاصل ہونا زعم
کیا اور اس بنا فاسد پر قصہ فاسد جنا کہ جسمیں تداعی کا حکم شارع نے فرما دیا اوسمیں ہو ورنہ تداعی بدعت
غرض اس سے یہ کہ نماز و غیر نماز سب میں یہ حکم ہے اور جسکی تخصیص فرماوے وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت یہ بھی عام
مراد لیا اور یہ کہ جسمیں زمانہ معین کردیا وہ معین ورنہ بدعت یہی عام لیا اور یہ جسکے اصل قرون ثلاثہ سے نقل وہ
بدعت اور ان سب علماً و عملاً یہ حکم ہے اور یہ کہ تداعی یا دوام سے عام فساد عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا
واجب ہے اسکے بعد یہ ہذیان شروع کیا کہ پانچ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہیں کہ شارح فقیہ سے استفادہ فرمائی ہیں اور
سب فقہا کے نزدیک مقرر ہیں کہ ان ہی قواعد سے فاتحہ و سوم و چہلم و غیرہ تعین جمعرات کی اور محفل میلاد
مروجہ سبکے سب بدعت ہوگئی ہیں اور تمام رسالہ مؤلف کا رد ہوگیا اور گنگوہی صفحہ ۱۴۲ صلوۃ رغائب
و شب براۃ کی رد جو عبارت شارح منیہ کی ہے پوری نقلکی وہ یہہ ہے و بعد ذلک فالصلوۃ خیر موضوع
سالم یلزم منہا ارتکاب کراہۃ اعلم ان النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم ما عدا
التراویح و صلوۃ الکسوف و صلوۃ الاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من
رجب و صلوۃ البراءۃ لیلۃ النصف من الشعبان و صلوۃ لیلۃ القدر و لیلۃ السابع و العشرین
من رمضان بدعۃ مکروھۃ و قال ابو الفرج بن الجوزی و ابوبکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب
موضوعۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و کذب علیہ و قد ذکروا لکراھتھما وجوھاً منھا فعلہا بالجماعۃ

وهي نافلة ولم يرو به الشرع ومنها تخصيص سورة الاخلاص والقدر ولم يرد به الشرع و
منها تخصيص ليلة الجمعة دون غيرها وقد ورد النهي عن تخصيص يوم الجمعة لصيام وليلة
بقيام ومنها ان العامة تعتقد فيها انها سنة من سنن النبي صلى الله عليه وسلم فيكون فعلها
سبب الكذب عليه عليه السلام قلت بل كثير من العوام بلاد الروم يعتقد ونها فرضا وكثير
منهم يتركون الفرائض ولا يتركونها وهو المصيبة العظمى ومنها فعلها يغري قاصد وضع الاحاديث
بالوضع والافتراء على رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنها ان الاشتغال بعد السور كما يخل
بالخشوع والتدبير وهو مخالف السنة ومنها ان في صلوة الرغائب مخالفة السنة في
تعجيل الفجر ومنها ان سجد بيتها مكروهتان اذ لم يشرع التقرب سجدة منفردة بلا ركوع غير سجدة
التلاوة عند ابي حنيفة ومالك وعند غيرهما غيرها وغير سجدة شكر ومنها ان الصحابة والتابعين
ومن بعدهم من الائمة المجتهدين لم ينقل عنهم هاتان الصلوتان فلو كانتا مشروعتين لما فاتتا
عن السلف وانما حدثتا بعد الاربعمائة وليس لاحد ان يستدل على شرعيتهما بما روي عنه
عليه السلام انه قال الصلوة خير موضوع فان ذلك يختص بصلوة لا تخالف الشرع بوجه
من الوجوه وقد صح النهي عن الصلوة في الاوقات المكروهة انتهى اسکے بعد گنگوہی نے بہر
بزبان شروع کیا کہ نفس ذکر مولود مندوب و مستحسن ہے مگر صلوۃ نفل اس سے اعلی و افضل ہے مگر بوجہ تداعی
و اہتمام کی کہ بدعت لکہی ہین ذکر مولود تداعی و اہتمام سلف سے ثابت نہین بدعت ہو ویگا وعظ و درس مین
تداعی ثابت ہی کیونکہ فرض ہی جیسا کہ فرائض صلوۃ مین تداعی ضروری ہے اور تعین سور اس صلوۃ مین
بدعت لکہا ہی مولود مین بھی تعین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہین بدعت ہو ویگا اور تعین وقت اس کی نماز مین مکروہ
ہی شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ مقرر کرنا الزاما یہان بھی مکروہ ہو ویگا اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روشنی
زائد از قدر حاجت مثلا اور سب ممنوع امر اس مجلس مین ممنوع ہو ویگا اور جیسا کہ عوام اس صلوۃ کو سنت اعتقاد
کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کے مجلس کو ضروری مذموم ہونا جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہی
اور جسطرح وضاع احادیث کی اغرا اس صلوۃ مین ہے اوسیطرح وضاعین روایات مجلس مولود کے
یہان اغراء حاصل و موجود ہے اور جیسا کہ رفع خشوع بسبب عدد سور اس نماز مین موجود ہے شب بیداری
مجلس سے صلوۃ فجر مین بسبب کاہلی نوم کے رفع خشوع چندگونہ زائد موجود ہے اور جسطرح اس صلوۃ مین تعجیل
صلوۃ فجر سے سنت وقت کی فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خود صلوۃ فجر ہی فوت ہوجاتی ہے

اور اس صلوٰۃ میں جسطرح بسبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجالس مولود مین بسبب انسلاط غیر شروع اور لباس ممنوع اور روشنی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہی یہ مجلس مولود مروجہ اس صلوٰۃ کے ساتھ بالکل مطابق ہی ہے مع شیٔ زائد فی وجوہ المنع اس قسم کی مزخرفات واہیات کی ہین ایسے اقوال سے احکام شرعیہ کو رفع کرنا چاہتا اور انکل بچو حرام و مکروہ امور مستحسنہ علماء بناتا ہی اور یہ شائی سے مذکور ہوچکا ہی کہ ایسے جرأت تو کوئی شقی کریگا کسی مسلمان کا یہ کام نہین ہے بطور اشارات و اجمال کے ان امور کے دفع مین قلم فرسائی کیجاتی ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ومنہ الاعانۃ فی احقاق الحق الحقیق منصفین کو جاننا چاہیے کہ اگر یہ وجوہ جو صلوٰۃ رغائب مین موجب کراہت و عدم جواز کی ہے اگر اس محفل میلاد شریف مین بھی پائی جاتی اور موجب کراہت و عدم جواز کے اور صلوٰۃ رغائب کے ساتھ بالکل یہ مجلس میلاد شریف مع شیٔ زائد فی وجوہ المنع ہوتی تو جسطرح بے شمار علماء نے صلوٰۃ رغائب کو رد کیا ہی اور کتب متداولہ مشہورہ مین انکار د موجود ہے اسیطرح اسکا رد بھی بے شمار علماء کرتے اور یہی وجوہ اس مجلس مین جاری کرتے جسطرح گنگوہی اپنی بیعلمی سے جاری کرتا ہی اور جسطرح اس نماز کی عدم جواز مین کہ کئی رسائل لکھے ہین اور ایسے درپے ہوئے ہین کہ بلاد مصر و شام و غیرہا سے قلع وقمع کردیا اور نام و نشان اوسکا نچھوڑا ایسے ہی اسکے درپے ہوتی نہ یہ کہ برعکس اسکے بڑی فضلاء و علماء و محققین مانند ابن حجر و ابن جزری و ابن جوزی و سبط ابن جوزی و سخاوی و ملا علیقاری و جلال الدین سیوطی و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار و صاحب سیرت شامی و صاحب سیرۃ الشمس و نور الدین حلبی و قسطلانی و زرقانی و امام برزنجی وغیرہم علماء اس محفل کی تعریف کرین اور علماء بلاد اسلام کا مستحسن جاننا اس محفل کو بتاوین اور اپنی تصانیف اسکا ثبوت دین اور صدہا برس سے جمہور علماء اسکو قبول کرین اور جب مجلس میلاد شریف مانند صلوٰۃ رغائب کے حرام و ناجائز و بدعت ضلالت ہوئی تو تمام مجوزین اسی گنگوہی کے نزدیک نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل و مرتکب حرام ہوئی اور چھپانے والے احکام شرعیہ بلکہ تبدیل کرنے والے ہوئے اور ایسے لوگون ہین کہ ان کے اقوال پر اعتماد احادیث وغیرہ کے بارہ مین کیا جاتا ہی جب یہ نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل و تبدیل کرنیوالی احکام کے ٹھہرے کہ جو جو صلوٰۃ رغائب کے عدم جواز کے ہین اس محفل مین اوس سے زیادہ بحسب قول گنگوہی کے موجود ہین تو انہین وجوہ سے صلوٰۃ رغائب کو تو ناجائز کہین اور اس مجلس کے بارہ مین مع پائی جانے اون وجوہ کے کچھ بھی نکہین پس اسکا یہ حال ہوا تو دوسرے مسائل کا بھی اسکے کسطرح اعتبار ہوگا ایسے ہی جیسے یہان ایک امر ضلالت کو مستحسن کہدیا ہی دوسرے امر ضلالت کو بھی ایسے مستحسن

کہدیوین یا مستحسن کو ضلالت کہدیوین کچہہ اعتبار نہونا چاہئے اس بنا پر پہر تو نعوذ باللہ من ذلک جب ایسے
لوگو محققین و معتبرین کا یہ حال ہو موافق قول گنگوہی کے ہونا لازم آیا تو دین مین نہبت بڑا فتور پڑگیا اور اعتبار نرہا
یہ قباحت وخرابی اس پر لازم آئی کہ گنگوہی وجوہ ممنوعہ محرمہ جنسے بدعت ضلالت ہونا صلوۃ رغائب کا
ثبوت دیتے وہی مجلس مین مانتا ہی پس ہر عاقل جانتا ہو کہ یہ وجوہ ہرگز مجلس میلاد شریف مین موجود نہین اور نہ مجلس میلاد
بدعت ضلالت بیعلمی گنگوہی کی ظاہر ہے یہ موٹی سے دلیل ہمنے بیان کردی ہے کہ ادنی عقل والا منصف
گنگوہی کا قول لغو ہونا جانجاوے اور دوسری یہ فاکہانی کے زمانہ آجتک صدہا برس گذرچکی ہین فاکہانی
نے بہی اپنے زمانہ مین انکار اس محفل کا کیا اور سوائے اس دلیل کے کہ کتاب وسنت واجماع سلف صالح مین اسکے
اصل مین نہین پاتا اور انحصار بدعت کراہت وحرمت مین کرے کوئی دلیل پیش نکرسکا اور یہ قول جیسا
پوچ ولچر فاکہانی ہے اوسکا حال معلوم ہوچکا ہی اسلئے اسکے زمانہ سے آجتک کسی معتبر محققین نے اوسکو قبول نکیا
بلکہ محققین اپنی تصانیف مین اسکو رد اور اسکا اصل نکالدی اور بدعت کا انحصار کراہت وحرمت مین جو سمجہا تہا
فاکہانی اور غیر نے بدعت مکروہ مجلس کو قرار دیا اوس انحصار کو محققین ومجتہدین کے اقوال نے باطل کردیا اور بدعت
کا واجب ومستحب ومباح ہونا بہی ثابت کردیا اگر یہ وجوہ ممنوعہ صلوۃ رغائب مع شئی زائد اس محفل مین موجود
ہین تو فاکہانی نے یا کسی دوسرے نے صدہا برس سے کیون یہ پیش کین اور حیران وپریشان اجوبہ محققین علماء کے
کچہہ کچہہ واہی تباہی باتین کرتے رہے اون منکرین کے ہی کبہی تو یہ پیش کین ہوتین مقتضی ان وجوہ کے پیش کا
موجود تہا کہ انکو کمال حقہ رد مجلس میلاد کا ضرور تہا اور ان وجوہ کا وجود ان منکرین کے نزدیک محفل مین پایا جانا
ثابت ہوتا تو انکی بہت اچہی ادلہ ہوتین انکو چہوڑکر دوسرے طرف کیون جاتے اور کوئی مانع بہی ان وجوہ کو پیش
کرنے سے موجود نہ تہا اسصورت مین بہی انہون نے یہ وجوہ پیش نکین تو سوائے احتمال کی کہ انکے نزدیک بہی
یہ وجوہ اس مجلس مین موجود نہین ہین پس جن وجوہ کو صدہا برس سے مخالفین نے پیش نکیا اور انسے اعراض کیا
باوجود حاجت کے اس قسم کے ادلہ کے تو یہ اعراض ہی اونکا بہت بڑی وجہ اس امر کی ہے یہ وجوہ مجلس میلاد
مین قابل اعتبار کے نہین ہین اگر گنگوہی یہ دہوکہ عوام کو دیوے کہ اونہون نے بہی یہ وجوہ پیش کی ہین کہ تخصیص
اس محفل مین اور سلف صالح کا عدم فعل ہے مثلاً تو جواب یہ ہی کہ تمام وجوہ مین کلام ہے ان دو تین مین کلام
یہ تمام وجوہ کسی نے پیش کی ہون تو ثابت کرو ورنہ دلیل مذکور اعتراض مذکور سے قوی تہا باطل ہے اور دوسرا یہ کہ
تخصیص وعدم فعل مین بہی کلام ہے صلوۃ کی تخصیص اور ہی خارج صلوۃ کی اور ہے اور نہ منقول ہونا نماز کا
سلف سے اور چیز ہے اور غیر نماز کا نہ منقول اور چیز ہے دونونکا ایک حکم ہونا مسلم نہین مخالف تخصیص صلوۃ

رغائب و عدم فعل صلوۃ رغائب کو وجہ عدم جواز مجالس نہین کہتے ہین اور تم ای گنگوہی اسہی کو وجہ بتاتے ہو
اگر دوسرا کوئی بہی اسے بنایا ہووے تو ثابت کرو ورنہ تمہارا قول تمہارے موافق و مخالف کے سب کے
مخالف ہو کر ساقط ہے اب یہ بہی سنلو کہ تخصیص صلوۃ رغائب مجلس مین اور عدم فعل سلف صالح و صلوۃ
مین کیا فرق ہے صلوۃ رغائب مین تخصیص لیلۃ الجمعہ ہے اوسکے ممانعت حدیث صریح سے ثابت کرتی ہین
شہر ربیع الاول معین اس مجلس کے واسطے بالفرض ہووے یہی صوم اثنین سے جو شکر یہ ولادت مین آنحضرت
رکہتی ہین اوس سے ثبوت مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج کے قول سے بہی گذر چکا ہے پس صلوۃ رغائب کی تخصیص کے
ممانعت اور اسکی اجازت دونون ایک نہین اور تخصیص سورہ اوس نماز مین ہوتی ہے جس سے ہجران باقی
قران لازم آتا ہے یہان اسکے مقابلہ مین کوئی تخصیص ایسے نہین جس سے یہ لازم آوے پس تخصیص مین فرق
ہو گیا اور صلوۃ رغائب نماز ہے اور روزہ و حج و زکوۃ و دیگر عبادات محضہ صدر اول سے قیامت تک ایکہی طریق
اور ایک ہی حالت پر رہیگی ایسے امور مین صحابہ و قیامت کے مسلمان برابر ہین یہ امور توقیفیہ مین بنا بر مصلحت
زیادت و کمی و ابتداع کی قابل نہین ہے اور مانند اس محفل میلاد شریف وسیلہ و ذریعہ واسطے محبت و اخلاص
آنحضرت صلعم کے ہین اور یہ محبت و اخلاص موقوف علیہ اتباع کا ہے ان المحب لمن یحب مطیع اور تبدل
و تغیر وسائل و ذرائع کا تبدل ازمان و اشخاص ہوتا ہے سلف کے واسطے اور ذریعہ و وسیلہ تہا اس زمانہ
یہ ہی مانند آلات حرب کے کہ جب اور تہے اور اب اور ہین اونہین عدم فعل سلف مانع جواز نہین اور نماز
روزہ مین مانع جواز ہو سکتا ہے پس تخصیص صلوۃ و عدم فعل سلف صلوۃ اور تخصیص اس مجلس مین فرق
ہو گیا یہ تیسری وجہ ہوئی اسکے وجوہ صلوۃ رغائب اس مجلس مین جاری نہین ہین چوتہی وجہ ہے یہ عبادت
کی ارکان و شرائط و سنن و اداب و محظورات علیحدہ ہین نماز کے اور ہین روزہ کے اور ہین جو ایک کا رکن
و شرط و ادب و کراہت و حرمت ہو دوسرے مین جاری ہونا ضرور و لازم نہین ہے قیام ذات و رکوع و سجود و قعدہ
نماز مین فرض ہین مثلاً اور روزہ مین یہ فرض نہین روزہ سلام کرنے و قبلہ سے منہہ پہرنے سے نہین جاتا اور نماز
جاتی رہتی اللہ اکبر اعظم و اجل وقت تکبیر تحریمہ کے کہنا مکروہ ہے روزہ مین مکروہ نہین ایسے ہی جو ایک عبادت
کے اندر ممنوع ہین باہر ممنوع نہین اور جو عبادت کے اندر فرض ہے وہ باہر فرض نہین قیام و قرأت و رکوع
و سجود و بابات قرآنیہ فرض ہین باہر نماز کے فرض نہین نماز مین کہانا پینا و کلام کرنا حرام ہے باہر حرام نہین
تکرار فاتحہ کے نماز مین مکروہ تحریمہ ہے باہر نماز مکروہ تحریمہ نہین اللہ اکبر اعظم و اجل باہر نماز سے کہنا مکروہ ہے
نماز مین مکروہ نہین بدن کہجلانا و کپڑا لٹکا رکہنا نماز مین مکروہ ہے باہر مکروہ نہین اور بہت سے ایسے امور

نماز کے ہین کہ اندر اوسکا ایک حکم اور باہر نماز سے دوسرا حکم ہے پس جب یہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہیئے
کہ گنگوہی جو محظورات صلوٰۃ کو محظورات محفل میلاد شریف بتاتا ہی اور صلوٰۃ مذکورہ کے ممنوعات اوسمین یہ جاری کرتا ہے
اور اونسے ممنوعیت مجلس ثابت کرتا ہی تو یہ اوسوقت ثابت ہووے کہ یہ امر ثابت ہوجاوے کہ یہ چیزین
نماز مین ناجائز موجب کراہت وحرمت کی ہین نماز مین تو وہ خارج مین بھی ناجائز و موجب حرمت وکراہت
کی ہین تو یہ نتیجہ ہووے کہ یہ چیزین جائز و موجب حرمت وکراہت کی ہین خارج نماز مین بہی اور اس امر
یعنی دلیل کا غیر ثابت و ناتمام ہونا ظاہر ہے کیونکہ کبریٰ اس دلیل کا کہ جو چیزین ناجائز و موجب حرمت و
کراہت کی ہین نماز مین وہ خارج نماز مین بہی ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین منقوض ہی اسلیئے اب یہی
معلوم ہوچکا ہی کہ بعض امور اندر نماز کے ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین اور خارج نماز کی نہین پس کلیت
کبرے جو شرط انتاج ہی موجود نہین ہے پس جب یہ ثابت نہوا تو مجلس میلاد شریف جو خارج نماز ہے اوسمین
اوس امر کا جو اندر نماز کے موجب کراہت وحرمت ہی موجب کراہت وحرمت ہونا ثابت نہوا اور یہ تقریر
پیر تنزویر گنگوہی کی لغو وہذیان ہوگئی یہ رد تو گنگوہی کے اقوال کا بطور اجمال کے کیا اب کچھہ بطور تفصیل
کہا جاتا ہی اول پانچ وجوہ جو شارح منیہ کی ذکر کئی ہوئی صلوٰۃ رغائب کے بارہ مین اونکو یہان پیش
کرتا ہی اور انکو قواعد کلیہ قرار دیتا ہی اندرون نماز و خارج نماز کے سب مین یہی حکم اونکا جاری کرتا ہے
اونکا جواب یہ ہی کہ جبتک شارح منیہ یا کسی دوسرے فقیہ کے قول سے یہ ثابت نہوجاوے کہ یہ قواعد کلیہ ہین اور نماز
وغیر نماز دونو مین انکا حکم برابر ہے جبتک اس گنگوہی کے زعم فاسد سے کچھہ ثابت نہوگا قرآن شریف مین
قوموا للہ قانتین اور فاقرؤا ماتیسر من القرآن واسجدوا وارکعوا اول فرضیت قیام وقرأت وسجدہ
ورکوع کی موجود ہین اور انمین قید نماز مین ان امور کے ادا کرنے کی نہین ہے مطلق ہین ان قیود سے اگر
انکو ہی فقط دیکھا جاوے تو نماز خارج دونو کو شمول انکا معلوم ہوتا ہی اور باوجود اسکے مقید بہ نماز
ہین خارج نماز کی فرضیت ان امور کے نہین ہے سجدہ تلاوت وسجدہ شکر کا ثبوت خارج نماز مین دلیل دوسرے
سے ہوگیا اوسوقت ان دونونکی مشروعیت مانی گئی اگرچہ ان ادلہ کو دیکھنے سے اطلاق وعموم اونسے مفہوم
ہی لکن مفہوم چونکہ امت محمدیہ نے اطلاق وعموم نہین مراد لیا اونسے اور انکو مخصوص ساتھہ نماز کے کیا تو اونسے
وہ حکم جو اندرون نماز کے ثابت ہوا ہے خارج نماز کے ثابت نہین ہوتا ہی پس اسیطرح ان مکروہات صلوٰۃ
کا حال جاننا چاہیئے کہ جب تک علماء کی تصریح نہووے کہ یہ خارج نماز کی بہی موجب کراہت وحرمت ہین کیونکر مانا
جاوے کہ خارج نماز کے بہی ایسے ہین اسیطرح کہانا وپینا کلام کرنا نماز مین ممنوع ہی تو اس ممنوع ہونیکو ایسا

عام کوئی نہین کہتا کہ اندرون نماز کے ممنوعیت سے خارج نماز مین بھی ممنوعیت ثابت اور قرآن دیکھکر
پڑھنا نماز مین ناجائز ہے اسکو بھی ایسا عام کسی نے نہین کہا کہ خارج نماز کی بھی ناجائز ہونا اس سے ثابت
کرے جہر سے بسم اللہ واعوذ باللہ وامین کہنا نماز مین ہمارے نزدیک مکروہ ہے تو اس سے نماز کے اندر مکروہ ہونے
سے کوئی خارج مین مکروہ ہونا ثابت نہین کرتا ہے بدن کھجلانا نماز مین اور کپڑے لپیٹے مٹی جھاڑنا اور استراحت ایک پاؤن
سے دوسرے پاؤن کیطرف نماز مین مکروہ ہے اور خارج نماز کی مکروہ نہین ہے ہان بعض مکروہات ومحرمات عامہ
کہ نماز وخارج نماز کی بھی مکروہ ہین لکن بعض کے عامہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر مکروہ نماز کو عام
جانلیا جاوے اور خارج نماز کے بھی اوس سے کراہت ثابت کی جاوے الغرض بعض مکروہات ومحرمات
عامہ ہین بعض خاص ساتھ نماز کے ہین لیکن یہ مکروہات نماز کے جو گنگوہی نے ذکر کئے ہین اونکا عموم جبتک
کسی فقیہ معتبر کے قول سے ثابت نکرے تو رائی گنگوہی کا کچھ اعتبا نہین ہے اور شارح منیہ کے قول سے نماز مین
مکروہ ہونا فقط ان امور کا معلوم ہے عموم مفہوم نہین ہے باینطور کہ نماز وخارج دونونکو شامل ہووے اور یہ قواعد
کلیہ ہین تو یہ نسبت نماز کے ہین نہ خارج کی اسلیئے کہ خارج مین انکا موجب کراہت وحرمت ہونا مصرح نہ کسی محقق
معتبر کے قول مین ہے نہ کوئی آیت قرآنیہ و حدیث نبوی صریح اس پر دال ہے اور نہ عقل سلیم وفہم مستقیم اسکو
چاہتی ہین اور مکروہات صلوۃ جو خاص مکروہات ہین اور نماز مین بھی انکا مکروہ ہونا فقط نماز ہی مین یہ خارج
نماز کی تو چاہیے اون سے امور کے کراہت پر دلیل پکڑے جاوے جو خارج نماز کے ہین اوسکا ثبوت بھی سلف سے
خلف تک نہین ہے گنگوہی کو دعوے ہے یہ منع اوسکا جاری تو ثابت کرے کہ کس نے ایسا کیا ہے کہین نہین
اور گنگوہی باکرہ عورت کی سکوت کو جو بسبب شرم وحیا کے نہین بولتے اجازت نکاح مین رضامند
ہونا معلوم کرے چنانچہ کتب حنفیہ مین موجود ہے ثیبہ کے حق مین بھی جو باکرہ سے زیادہ حیا والی ہووے
سکوت قرار دیوے اور حیا کو عام لیوے خواہ باکرہ مین ہووے خواہ ثیبہ اور خواہ اوسکے عام حکم کہ سکوت ثیبہ
کا بھی رضامندی ہی ثابت کرے اور سفر مین مشقت کیوجہ رخصت افطار معلوم کرکے مقیم مین مشقت
پائی جاوے تو عموم مشقت کو وجہ بنا کر رخصت کا حکم مسافر ومقیم دونونکے واسطے کر دی ایسے عموم تو بہت
نکل سکتی اور احکام شرعیہ ایسے عموم سے درہم برہم ہو سکتے ہین اگر ان امثال مین جو ہمنے ذکر کئی یہ کہوے گنگوہی
کہ سکوت بسبب حیا رضامندی باکرہ مین ثابت ہوا ہے نہ ثیبہ او مشقت کی سبب سے رخصت مسافر مین ثابت
ہوئی نہ مقیم مین اسواسطے کہ عام یہان نہین ہو سکتے ہین تو ابھی جواب ان خرفات کا بھی جانلی کہ ان امور کا موجب
کراہت وحرمت ہونا نماز مین ثابت ہوا نہ غیر نماز مین اسواسطے عموم یہان بھی مراد نہین لے سکتے ہین اگر

کہوے کہ ان امور کا موجب کراہت ہونا ثابت ہوا ہی تو کہا جاویگا کہ علماء کے اقوال سے ثابت کر اور اپنی رائے
عموم نکال موجب کراہت ثابت اگر کرتا ہی امثال مذکور مین بہی یہ ممکن ہے کہ سکوت و مغفقت عام لیا جاوے
اور دونونکے حکم ثابت کئے جاوین اور شغیبہ کا سکوت حیا و شرم کی رضامندی اور مقیم اہل مشقت کے واسطے
سبب مشقت کے رخصت نماز کا حکم دیا جاوے اور ایک شرع جدید اختراع کیا جاوے جسطرح یہان
گنگوہی نے کیا ہے الغرض قواعد مذکورہ کا ایسا عموم ہرگز نہین ہے کہ خارج نماز مین بہی لیا جاوے پس
جب ان امور کا عموم ایسا کہ خارج نماز بہی لیا جاوے اور اسکے موافق حکم کراہت و حرمت دیا جاوے
ثابت نہین ہے تو فاتحہ و سیوم و چہلم وغیرہ جمعرات و محفل میلاد مروجہ بدعت ہونا جو ان قواعد کے عموم
پر گنگوہی نے متفرع کیا بدعت ہونا ہی ثابت نہوا اور تمام رسالہ کا رد ہو جانا جو گنگوہی اپنے زعم فاسد
مین بتاتا تہا رد نہوا ویسے ہی قائم و ثابت رہا اب ہم کہتے ہین گنگوہی کا قول ہی کہ (جسکی تخصیص فرمادی
وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت) تخصیص سے کوئی قباحت شرعی لازم آوے یہ یہان ہمارے امور سیوم
چہلم و فاتحہ و جمعرات و محفل مین موجود نہین کیونکہ صلوۃ مین جو تخصیص سورہ ممنوع ہی یا تو اوسوقت
ممنوع کہ دوسرے سورہ سوائے اسکے پڑہنا جائز نہ جانے یا اوسوقت ممنوع ہی کہ ہجران ما نے قرآن
کا ایہام ہو وے چنانچہ آیندہ اوسکا ذکر آویگا اور یہان ما نحن فیہا مین یہ موجود نہین کہ بدون کسی ایک کے
دوسرا جائز نہ جانا جاوے یا ہجران کسی امر شرعیکا لازم آوے اور سکوت عنہ شارع کا بحکم حدیث ما سکت
عنہ فہو مما عفی عنہ معہود ہے پس بدعت سیئہ نہین ہے جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرمایا او سمین ہوا ہے
ورنہ تداعی بدعت سواد اعظم نے محفل میلاد و سوم مین مستحسن جانا اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم دیا شارع
نے کہ تداعی کا ثبوت شارع سے ہی ہوا ذکر کلمہ طیبہ و ذکر آنحضرت صلعم مجتمع ہوکر ثابت ہی احادیث سے تو یہ تداعی
ہی تو ثابت ہوئی پس تخصیص غیر مشروع جو نماز مین وہ یہان موجود نہین پس اول قاعدہ گنگوہی کا یہان نہ پایا
جانا معلوم ہوا اور تیسرا قاعدہ گنگوہی کا کہ جس مین زمانہ معین کردیا وہ معین ورنہ بدعت) زمانہ معین
ہونیکے معنے تو یہ ہین کہ وہ زمانہ نہ پایا جاوے تو وہ امر جو اوس زمانہ مین کیا جاتا ہے اور ہونا نجانا جاوے
اوسکے قبل آنیکے وہ امر کیا جاوے بری الذمہ ہونا نہ سمجہا جاوے اور بعد گذر جانیکے کیا جاوے تو قضا
جانا جاوے چنانچہ اوقات نماز روزہ کو دیکہو کہ یہ معین ہین تو انمین یہ معانی موجود ہین ایسے ہی نذر
معین دیکہو کہ قبل ان اوقات کے نماز و روزہ مثلا کریگا ادا نہوگا اور یہ اوقات جانیکے بعد کریگا تو قضا قرار
دیا جاویگا فاتحہ و سیوم چہلم و جمعرات و مجلس میلاد کے اوقات کو کوئی ایسا نہین جانتا پس اونمین

اوقات

اوقات معین نہ ہونی اور اسانی اوسوقت کیواسطے یا کسی مصلحت کیواسطے کسی دن مین کر لینا معین یا معنی المذکور کو مستلزم نہین ہے پس معین ہونا اوقات کا بھی ما نحن فیہا مین مفقود ہے جو تھا قاعدہ گنگوہی کا کہ جسکی اصل قرون ثلاثہ مین نہ ملی وہ بدعت ہے۔ العبد لسلیم کے کہا جاتا ہی کہ فاتحہ مرسوم طعام پر دعا اور آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک مین طعام دعا کی یہ اصل فاتحہ مرسوم کی کافی ہے اور جمعرات وسیوم وچہلم صدقات وانفاق مین داخل ہین یہ کلیہ صدقہ وانفاق کے یہ افراد ہین اور غیر مشروع کوئی قید انمین موجود نہین ہے اور صدقات وانفاق قرآن واحادیث واجماع سے ثابت ہین پس اصل قرون ثلاثہ مین موجود ہو کلیہ ہی کافی ہے کلی متعدد الافراد کے ہر فرد ثابت ہونیکے اسی کے اصل وجود موقوف نہین ہے بعض کا وجود کافی ہے بعض افراد قرون ثلاثہ مین پائی گئی بعض بعد کو پائی جاتی ہے حکم کلی مین فرق نہین آتا ہو فمن ادعی فعلیہ البیان پانچوان قاعدہ کہ (تداعی یا دوام سے فساد عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا واجب) یہ بھی ہمکو مضر نہین ما نحن فیہا مین تداعی ودوام سے فساد عقیدہ عوام لازم نہین آیا کوئی استحباب کے درجہ سے زیادہ نہین جانتا کوئی معاند تعصب وعناد بنا دی کہ عوام واجب وسنت موکدہ جانتے ہین تو وہ مردود القول ہے پس یہ پانچون قاعدہ موجب کراہت وحرمت ما نحن فیہا کے نہوئے اور ان امور سے قطع نظر ما نحن فیہا مستحسنات علماء وفضلاء جمہور کے ہین اور استحسان علماء ملحق بالاجماع ہے اور دلیل قیاس اسکے مقابلہ مین ساقط ہی یہ تمام ادلہ ہے بالفرض ان امور کا مکروہ ہونا ثابت ہو جاوے تو استحسان کے مقابلہ مین ساقط ہین اور اثر وحدیث مخصوص ہے ساتھ استحسان کے پانچ قواعد سے رد ہونا فاتحہ مرسوم وسیوم وچہلم وجمعرات ومحفل میلاد کا تو ظاہر ہو گیا اب گنگوہی صاحب نے جو عبارت شارح منیہ کے نقل کرکے مطابق ہونا وجوہ صلوۃ رغائب محفل میلاد سے زعم کیا ہی اوسکا بطلان معلوم کرنا چاہئے **گنگوہی** کا یہ زعم کہ صلوۃ نفلکو تداعی واہتمام کے سبب سے بدعت لکھتے ہین ذکر مولود مین تداعی واہتمام سلف سے ثابت نہین ہے بدعت ہوگا فاسد وباطل ہے سلف وخلف نے کسی نے تداعی کو خارج نماز کی ناجائز ومکروہ نہین کہا ہی کراہت تداعی بھی حکم شرعی ہے اسکا ثبوت بھی سلف وخلف سے ہونا چاہئے سب بدعت مکروہ کہنا چاہئے نماز مین اسکے یعنی تداعی کی کراہت علماء سے ثابت ہوئی وہان مکروہ ہوگی اور اصل اشیاء مین اباحت ہونا مذہب جمہور حنفیہ وشافعیہ کا ہی فی مسلم الثبوت ان الاصل فی الافعال الاباحۃ کما ہو مختار اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ انتہی وکذا فی رد المحتار حاشیۃ الدر المختار اور کسی امر کے فعل وترک مین تدارک شرعی ودلیل شرعی نہونا ہے دلیل شرعی وتدارک شرعی ہے اس امر کی حکم شرع اسمین ساتھ تخییر کی ہے فی سلم وشرحہ لبحر العلوم

الاباحة حكم شرعي لانه خطاب الشرع تخييرا والاباحة الاصلية تفرع عنه اى الخطاب بالتخيير لانه كل ما علم فيه المدرك الشرعي للحرج في فعله وتركه فذلك اى المدرك الشرعي مدرك شرعي للحكم الشرعي بالتخيير والاباحة الاصلية لايكون الا في موضع عدم المدرك الشرعي للحرج في الفعل والترك انتهى پس خارج نماز کی تداعی کے حرمت قول علماء سے ثابت نہیں اور کوئی دلیل خاص اس پر دال نہیں تو اباحت بنا بر مذہب جمہور اور اکثر ثابت ہے اور کوئی دلیل صریح جواز و عدم جواز اسکے بارہ مین نہونا یہی دلیل اسکی ہی کہ مکلفین اسمین مخیر ہین جانب شارع سے اور دوسرے دلیل اس تداعی محفل میلاد کے جواز کے استحسان علماء فضلاء تمام بلاد اسلام کا ہی بدون انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے انکار شرعًا اعتبار کیا جاوے اور فاکہانی وغیرہ کا انکار مخالف جمہور و بے دلیل ہونیکے سبب سے باطل وساقط ہے تیسرے دلیل یہ کہ تداعی عبارت اس سے ہی کہ بعض بعض کو بلاوین اور اجتماع کرین اور محفل میلاد مین ذکر آنحضرت کا ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم کے ذکر مین باہم بلانا و اجتماع ہونا ثابت ہے چنانچہ حسان بن ثابت رض نے ذکر اوصاف آنحضرت صلعم کا کیا اور غرض اوس سے سنانی تہا وہ بلا و تداعی و اجتماع متصور نہین اور اجتماع صحابہ کا اوسمین ہوا یہان معنے تداعی کے راست آئی انکار اسکا مکابرہ صرف ہی چوتھی دلیل یہ کہ اوپر ہم ذکر کر چکی ہین اس محفل کا سننے یہ کہ لوگ اوصاف و حالات و اخلاق و کمالات آنحضرت کی سنین اور عادت قاضیہ ہی کہ کمالات و حالات و اخلاق حمیدہ سنکر محبت و اخلاص پیدا ہوتا ہی ع نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کین دولت از گفتار خیزد ٭ اور اخلاص و محبت موجب اتباع فرمانبرداری کا ہے اور فرمانبرداری نبی علیہ السلام کا یہی طریقہ و سبیل ہے کہ خداتعالی نے ہمارے واسطے مقرر فرمایا ہے اور اسکے بلانیکا خود خداتعالی حکم دیتا ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة پس تداعی کا ثبوت قرآن سے واضح ہے وہابیہ کے فہم مین نہ آوے تو اونکے فہم کا قصور ہے اور یہ فعل مجلس جو داعی طرف محبت و اخلاص آنحضرت صلعم کے ایسا فعل ہے کہ اس کہنے سے کہ اتباع آنحضرت کی کرو اور احکام شرعیہ کو مانو بہتر ہے لان البيان بالفعل اظهر من القول چنانچہ امام شافعی رح نے واسطے فہمائش و منع حاسدین ابی حنیفہ رح کے طعن کرنے سے امام صاحب پر ترک قنوت و عدم جہر بسم اللہ کو اختیار کیا تہا جب کے نماز امام صاحب رح کی قبر کے پاس امام شافعی رح نے پڑہی تہی رد المحتار مین ہے ان الشافعي صلى الصبح عند قبره فلم يقنت فقيل له قال تادبا مع صاحب هذا القبر وزاد غيره انه لم يجهر بالبسملة واجابوا عن ذلك بانه قد يعرض للسنة ما يرجح تركها عند الاحتياج اليه كرغم انف حاسد وتعليم جاهل

ولا شك ان اباحنيفة كان لحساد كثيرون والبيان بالفعل اظهر منه بالقول مما فعله الشافعي
افضل من فعل القنوت والجهر انتهى اہل فہم تو کوئی اسکا انکار ہرگز نکریگا کہ یہ طریق بلا ئیکا طرف اتباع
آنحضرت صلعم کی نہایت عمدہ ہے متعصبین وسفہا کا انکار بعید نہیں ہے امام شافعی رحمہ نے تو تادبا اپنی
نزدیک سنت امر تھا اوسکو ترک کیا وہابیان گستاخ آنحضرت صلعم کی ذکر کی محفل جو مستحسن ہے بڑی گریکا کہ جسکا
انکار حرام ومکروہ تحریمہ کہنا چاہئے اسکو بھی ترک نہیں کرتے اور ادب نہیں سیکھتے ایسے بے ادبون سے
خداتعالی بچاوے مسلمانان کو گنگوہی کا یہ قول (وعظ ودرس مین تداعی ثابت ہے کیونکہ فرض ہے جیسا
فرائض صلوۃ مین تداعی ضرور ہے بھی سفاہت صرف ہے آیت ادع الی سبیل ربک الآیۃ سے وعظ
کیواسطے ثابت کرتا تو گنجائش تھی فرض نماز پر قیاس کرتا ہے اول خود ہی بحث بطلان قیاس مین کہچکا
ہے کہ جسمین کوئی نص وارد ہووے تو قیاس باطل ہے اور یہان فرائض پر قیاس کرنا دوسرے قیاس
کام مجتہد کا ہے اور یہ گنگوہی تو بیچارہ عالم بھی نہیں قیاس کرکے دوزخی بنتا ہے اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ غیر مجتہد
حکم مین مصیب ہووے تب بھی آثم ہے پس اس قیاس سے بھی استحقاق عذاب نار ثابت ہوا تیسرے یہ کہ وعظ
ودرس فرض کفایہ ہے نہ فرض عین اور فرض عین افضل ہے فرض کفایہ سے فی رد المحتار وحاصلہ ان
فرض الکفایۃ مایکفی فیہ اقامۃ البعض عن الکل لان المقصود حصولہ فی نفسہ من مجموع المکلفین
کتغسیل المیت وتکفینہ ورد السلام بخلاف فرض العین لان المطلوب اقامتہ من کل عین ای ذات
مکلفۃ بعینہا فلا یکفی فیہ فعل البعض عن الباقین وبذلک کان افضل تمامہ انتہی پس جو امر فرض عین سے
کہ وہ افضل ہے فرض کفایہ مین ہونا ضرور نہیں ہے پس اس قیاس سے ثبوت تداعی وعظ مین نہین ہوتا
ہے اگرچہ فی نفسہ ثبوت ہووے لکن کلام یہان اوسمین ہے کہ جس سے گنگوہی ثابت کرتا ہے اوس سے ثابت نہین
ہوتا ہے چوتھے یہ کہ مجلس میلاد شریف بھی مجلس وعظ مین داخل ہے مجلس وعظ سے اتباع آنحضرت صلعم
کیطرف لوگونکو بلانا غرض ہوتا ہے یہی غرض اس مجلس مین وہان قول صریح سے یہان اس فعل داعی سے
پس تداعی یہان بھی ثابت ہے یہ قول گنگوہی (اور تعیین سور اس نماز مین بدعت لکھا ہے مولود مین بھی
تعین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہین بدعت ہوویگا اور تعیین وقت اس صلوۃ مین مکروہ شہر ربیع الاول
کی کوئی تاریخ مقرر کرنا التزاما یہان مکروہ ہوویگا) کا بھی دال نادانی پر ہے تعیین سورت بطور ملازمت کی
جب ہے اوس سورت کی غیر کے جواز کا قائل نہووے تو ہمارے امام ابی حنیفہ رحمہ کے نزدیک مکروہ ہے اگر
اوس سورۃ معین کی غیر جواز کا معتقد ہووے اور باوجود اعتقاد جواز غیر کے انکے کسی سورت معینہ لازم پکڑے واسطے

آسانی و تبرک وغیرہ کے تو مکروہ نہین ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ مین یہ مصرح ہے قلت لا خلاف بیننا
وبینہم فی الحقیقۃ لان اباحنیفۃ انما کرہ الملازمۃ اذا لم یعتقد الجواز بغیرہ الشافعی رح ایضاً یکرہ مثل ھذا
اما اذا اعتقد الجواز بغیرہ ولازم علی سورۃ معینۃ لا لاحد الوجوہ التی ذکرنا الآن فلا یکرہ انتہی اور تعین
سورت بحثیت مذکور اسواسطے ممنوع ہی کہ باقی قران سے ہجران لازم آتا ہی اور ہجران قران و اعراض اوس سے
ناجائز ہی بقولہ تعالی وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ہذا القران مہجوراً قال العینی فی شرح الہدایۃ
اور دوسری وجہ ایہام تفضیل اوس سورت معین کی ہے دوسری سورت قرآن پر اور قرآن کل برابر ہے
تفضیل مین اس قول صاحب ہدایہ کے تحت مین یکرہ ان یوقت بشیی من القران شیی من الصلوات لما فیہ من
ھجر الباقی وایہام التفضیل امام عینی رح فرماتے ہین م من ھجر الباقی ش لان المواظبۃ علی تعیین
شیی من القران شیئ من الصلوات ھجر باقی القرآن من غیر المعین فیدخل تحت قولہ تعالے
وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مہجوراً ای متروکاً واعرضوا عنہ وایہام التفضیل
ش ای ولما فیہ من ایہام تفضیل المعین علے غیرہ والقرآن کلام اللہ تعالی کلہ سواء فی التفضیل
پس سورت کی تعین نماز مین اس سبب سے مکروہ ہی کہ ہجر و اعراض باقی قران کا لازم آتا ہی جو ممنوع ہے یا ایہام
تفضیل اوس سورت کا غیر پر لازم آتا ہی یہ بہی ممنوع ہی کہ کل کلام الہی برابر ہے تفضیل مین اور یہان ایک برابری کا
اعتقاد فوت ہوتا ہی اور جسجگہ یہ گمان ہووے کہ کوئی جاہل یعنی یہ جانیگا کہ غیر اس سورت کا جائز نہین ہے
یا بدون اس سے نماز نہین ہوتی ہے جیسا کہ شافعیہ کے سورت سجدہ کا التزام کرنے سے اکثر عوام کا
یہ اعتقاد ہوا تہا کہ بدون سورت سجدہ باطل ہے تو وہان اسوجہ سے بہی تعین سورہ مکروہ ہے اگر کبہی کبہی
دوسرے سورت نہ پڑہیگا تو باوجود بقاء اون دونون وجہون کے فی العینی قال الاسبیجابی والطحاوی ھذا اذا
ذکرا ذا راٰہ حتماً واجباً لا یجزی غیرھا او رای القرأۃ بغیرھا مکروھۃ اما لو قرأھا فی تلک الصلوۃ
تبرکاً بقرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہا او تاسیاً او لاجل التیسر علیہ فلا کراھۃ فی ذلک
لکن بشرط ان یقرأ غیرھا احیاناً لئلا یظن الجاھل الغبی انہ لا یجوز غیر ذلک وغالب العوام
علی اعتقاد بطلان الصلوۃ بترک سورۃ السجدۃ دون سورۃ ھل اتی وما حملھم علی ھذا الا التزام
الشافعیۃ قرأۃ سورۃ السجدۃ انتہی پس اول یہ نادانی کہ تعین سورت قرآن جو نماز مین مکروہ ہے ان
وجوہ ممنوعہ کے سبب سے اوس پر قیاس ہیئات مجلس و تاریخ شہر ربیع الاول کو یہ گنگوہی کرتا ہی کجا سورت
و کجا ہیئات و تاریخ کوئی وصف ان دونون مین موجود نہین اور وجوہ ممنوعہ کہ ہجر باقی قرآن جو آیت سے

ممنوع ہے اور تفضیل ایک سورت کے دوسرے سورت پر جو اعتقاد برابری تمام قرآن کے خلاف ہو یا کسی مجلس جاہل
غبی کا گمان کرنا کہ بدون اسکے نماز نہین ہوتی ہے اس ہیئات و تاریخ مین کہان پائے جاتے ہین جو دونون
کو اس وصف مین شریک مانکر ایک حکم دیتا ہے گنگوہی کو خوف خدا تعالے نہین ہے زبردستی تحریم حلال کرتا
ہے اور ادعا ر شارعیت کرتا ہے دوسرے یہ ایک کسی ہیئات خاصہ کا التزام ہونا بہی اس محفل مین مسلم نہین
کوئی ہیئات ایسے محفل مین نہین کہ بدون تبدل و تغیر باقی رہتی ہو معلوم نہین پس چہ بنات مبین
گنگوہی اپنی ہذیان کر رہا ہے اور شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ معین ہے میلاد شریف کی محفل نہین
کرتا ہے کوئی کسی تاریخ مین اور کوئی کسی تاریخ مین کرتا ہے بلکہ کوئی کسی مہینہ مین اور کوئی کسی مہینہ مین کرتا ہے
افترا رمحض و کذب خالص ہے جو تاریخ شہر ربیع الاول تعین مانند سورہ کا بتاتا ہے اور بالفرض اگر تعین
ہووے بہی تو کوئی خرابی نہین ہے وجوہ تعین سورت سے واضح ہے کہ یقین سورت ان وجوہ ممنوعہ کسی سبب لذاتہ
اگر لذاتہ تعین منع ہوتا تو ہجر باقی قرآن و تفضیل سورت غیرہ کہ ان دونون دو قباحت شرعیہ موجود
ہین جو مذکور ہوئین علما کیون پیش کرتی اور تاریخ و ہیئات اگر معین بھی ہووین تو اونمین جبتک کوئی وجہ
ممنوع مانند وجوہ مذکور تعین سورہ موجود نہونگے نفس تعین ممانعت ثابت نہوگی اور پہر ہم کہتے ہین صوم یوم
الاثنین سے تعین یوم شکر ولادت آنحضرت صلعم کا مفہوم ہے اور پہر ہم کہتے ہین کہ استحسان فضلا و علما ر
و صلحا سے ثبوت اسکا ہوا تو یہ بہی تو دلیل شرعی ہے چنانچہ اوپر چند بار اسکا دلیل ہونا بقول علما مخول اقوال
علما الطول ثابت ہوا ہے پس یہ تعین و تخصیص بدلیل شرعی ثابت ہے اور بد علمی دیکہو گنگوہی کی کہ خود قول صاحب
شرح منیہ سے جو درباب کراہت صلوۃ رغائب ہے منہا تخصیص سورۃ الاخلاص و القدر لم یرد به
بلا تشریع تخصیص کے ممانعت پر دلیل پکڑتا ہے اور صفحہ ۱۰۲ مین لکہتا ہے اس عبارت کی تحت مین رکسی صلوۃ
مین کسی سورۃ کو مخصوص کرنا اطلاق شارع کے خلاف ہے مگر جہان تخصیص وارد ہوگئی جیسا سورۃ جمعہ
اور سورۃ منافقون صلوۃ جمعہ مین مثلاً) اپنی جہالت سے سورۃ جمعہ و سورۃ منافقون کو اطلاق شارع
خلاف مستثنی کرتا ہے اور ان کے تخصیص کا قائل ہونا اسکا ظاہر ہے اور حال آنکہ ان سورتون تعین و تخصیص
مکروہ کے علمار تصریح فرما رہے ہین تحت قول صاحب ہدایہ یکرہ ان یوقت بشیء من القرآن من الصلوۃ
کی علامہ عینی تصریح ان سورۃ کی کرتے ہین اپنی اس عبارت مین مثل ما اخذ قراۃ السجدۃ و ھل اتی
علی الانسان فی فجر کل جمعۃ و مثل تعین سورۃ الجمعۃ و المنافقین فی صلوۃ الجمعۃ انتہی جس سے صاف
ظاہر ہے کہ تعین ان سور کی مکروہ ہے نماز مین اور یہی علامہ عینی ناقلا عن الطحاوی غیر ان سور کا بہی جمعہ

جمعہ مین آنحضرت صلعم کا پڑہنا فرماتے ہین قال الطحاوی قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعۃ بغیر ما ذکر
فیہما وعن النعمان بن بشیر انہ علیہ السلام کان یقرأ فی الرکعۃ الثانیۃ ہل اتاک حدیث الغاشیۃ
فیحمل علی انہ قرأ ہذا مرۃ وہذا مرۃ انتہی اس سے واضح ہوا کہ جمعہ مین ان سورتون کے سوا اور سورت
بہی آنحضرت صلعم نے پڑہی جس سے تعین نہونا ثابت ہوا اگر یہی سورتین معین جمعہ کیواسطے ہوتین تو انکے سوا
دوسری سورت آنحضرت صلعم نہ پڑہتے جب دوسری بہی پڑہے تو تعین کا شبہہ اوٹھگیا یہ تصریحات
فقہا کی عموما وخصوصا موجود ہین کہ کوئی سورت کسی نماز کیواسطے تعین کرنا مکروہ ہے اور اسکی
مثال مین سورت جمعہ ومنافقون وغیرہما خاصہ کرکے ذکر کرتے ہین اور ایسے عبارات سے عدم تعین
عدم تخصیص یہ گنگوہی دلیل پکڑتا ہے اور پہر سورت جمعہ ومنافقون کے تخصیص شارع سے وارد ہونیکا
قائل ہے یہ عجب تماشا ہے مین تخصیص وتعین اپنے نزدیک عدم تخصیص وعدم تعین اپنے زعم کس چیز کا اس نے
نام رکہا ہے اسکی اس حالت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بالکل تخصیص وتعین کے معنی سے واقف نہین ہے جیسا کہ
اس نے تخصیص کا وارد ہونا شارع سے یہ جانلیا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اوسکو کرلیا ہووے گو ہمیشہ
نکیا ہوا اور اگرچہ اوسکا کرنا اور اوسکے غیر کا کرنا دونون برابر جانا ہووے اسی واسطے سورت منافقون
وجمعہ کے بارہ مین تخصیص کے ورود کا قائل ہوا ہے اور اتنی تمیز نہین کہ تخصیص فقط شارع کی ان سورتون
کو بروز جمعہ پڑہنے سے کبہی ثابت نہین ہوتی ہے بڑی دوڑ ایسے کمفہمونکی یہ ہے کہ کوئی حدیث جس
مین آنحضرت صلعم کا ان سورتونکو بروز جمعہ پڑہنا ثابت ہے پیش کردینگے اور بہت خوش ہونگے کہ
تخصیص وتعیین ان سورتونکی حدیث سے ثابت ہے اور ان جہلا معتقد اور تلامذہ غیر مجتہدین
کو یون یہ سمجہائینگے کہ حدیث سے یہ ثابت ہوگیا اتنی فہم نہین کہ یہ اہل فہم کے نزدیک موجب مضحکہ ہے
انکا پڑہنا تعین وتخصیص کو مستلزم نہین ہے تاوقتیکہ ان پر دوام اور اونکے غیر کا عدم جواز آنحضرت
صلعم کے نزدیک ثابت ہوجاوین اور یہ حدیث مذکور پیش کردینے سے نہین ثابت ہوسکتا ہے پس جس
بیچارہ کو تمیز تخصیص وتعین کے معنے جاننے کے نہو اوسکو کب گنجائش ہے کہ وہ تخصیص وعدم تخصیص ثابت کر کے
اوس پر متفرع عدم جواز محفل میلاد وغیرہ کو کرے اب گنگوہی اور انکی معتقدین کو اپنے گریبان مین منہ
ڈالکر دیکہنا چاہیے کہ یہ حال اور انکار محفل میلاد وغیرہ امور مستحسنہ امور کا مثل مشہور ہے کی آمدی و کے
پیر شدی اول کلام علما کو تو سمجہنا چاہیے پہر کسی بات مین دخل دینا چاہیے ان سورتونمین ورود تخصیص
شارع سے ہرگز ثابت نہین ہے جیسا کہ گنگوہی بیعلمی سے ورود تخصیص جانگیا اور یہ قول گنگوہی کا کہ

اور کوئی مکروہ جیسا کہ روشنی زائد از قدر حاجت مثلاً اور ممنوع مذموم ہونا اس مجلس میں ممنوع ہو ویگا
اقوال فقہا سے یہ گنگوہی بالکل بے بہرہ ہے کسی محفل میلاد میں روشنی زائد از قدر حاجت اگر پائی جاوے تو
گو وہ فی نفسہ قطع نظر از عوارض ناجائز ہوگی لیکن واسطے قصد تعظیم کے عوام لوگوں کی آنکھوں میں تاکہ آنحضرت
صلعم کے محفل میلاد کو حقیر نجانیں اور آپکی ذکر کی شان و شوکت دیکھکر معلوم کر کے خشوع انکو ہووے اور حاضرین
غافلین ادب کریں روشنی وعمدہ قالین وغیرہ امور رونق و شوکت محفل کے اقوال فقہا سے درست معلوم
ہوتی ہیں چنانچہ کتاب الحظر والاباحۃ فصل لبس میں تحت اس مسئلہ در مختار ولا یکرہ خرقۃ لوضوء بالفتح بقیۃ
بلکہ او مخاط او عرق لو لحاجۃ ولو لتکبر تکرہ کی رد المحتار میں ہے کہ پردوں و عماموں و کپڑوں کا رکھنا قبور
صالحین و اولیا پر بعضے فقہا نے مکروہ جانا ہے ہم اب اس زمانہ میں تعظیم و عدم حقارت کے سبب سے انکی
عوام اور جلب خشوع اور ادب زائرین کے جائز کہتے ہیں کہ اعمال نیت کے ساتھ ہیں عبارت یہ ہے کرہ بعض الفقہاء
وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور
علی القبور اھ ولکن نحن نقول الآن اذا قصد به التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا یحتقروا
صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فهو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان
بدعۃ فهو کقولهم بعد طواف الوداع یرجع القهقری حتی یخرج من المسجد اجلالا للبیت حتی
قال فی منهاج السالکین انه لیس فیه سنۃ مرویۃ ولا اثر محکی وقد فعله اصحابنا اھ کذا فی
کشف النور من اصحاب القبور للاستاذ عبد الغنی النابلسی قدس سره انتهی جب یہ
امور زیادہ قدر حاجت سے واسطے تعظیم صالحین کے کرنا درست ہوا تو واسطے تعظیم ذکر آنحضرت صلعم کے
کرنا ساتھ قصد و نیت مذکورہ بالا کے جو صالحین سے بدرجہا افضل ہیں بطریق اولیٰ جائز ہوگا پس بخوبی
بدلالت اولیٰ اس عبارت شامی سے ثابت ہوا جسکو چشم حق نہیں اوسکے انکار سے کیا ہوتا ہے اولی
الابصار کا جان لینا کافی ہے اور نقش و نگار مساجد کی باوجودیکہ قدر حاجت سے زائد ہیں اور ظاہر حدیث
سے ممانعت بھی معلوم ہوتی ہے اور ممانعت میں اقوال بھی سلف کے علماء ذکر کرتے ہیں با این ہمہ ہمارے
علماء بعضے لا باس بہ فرماتے ہیں اور بعضے قربۃ فرماتے ہیں اور قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع
کو اسکی حجت قرار دیتے ہیں کہ رفع اوسکا تعظیم اسکی ہے اور سلیمان علیہ السلام نے بنا بیت المقدس کو تمام کیا
اور زینت اوسکو دی رہا سنگ یاقوت سرخ کی بلند و بالا قبہ پر نصب کیا کہ سات میل اور بعض کہتے ہیں کہ بارہ
میل سے وہ چمکتی تھی اوسکی روشنی میں سوت کاتی جاتی تھی اور کعبہ شریف کا باطن منقش و مرصع ہے

ما ذہب اور ظاہر اسکا ستور دیباج سے ہے اور عمر رضؓ نے کعبہ کو لباس پہنایا اور یہ وجہ ہی کہ تزئین مسجد
مین نماز جماعت کی رغبت دلاتا لوگونکو ہے اور تعظیم بیت اللہ کی ہے قال فی العینی شرح الہدایۃ وجا
فی الآثار ان من اشراط الساعۃ تزیین المساجد ومر علی بمسجد مزان بالکوفۃ فقال عن
ہذہ البیعۃ فقیل تقول للمسلمین فقال ہکذا ما یکون مصلی المسلمین وبعث ۔ وبعد بن
عبد الملک بمال تزین بہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمر بہ عمر بن عبد العزیز
فقال المساکین احوج من الاساطین الا ان محمدًا انفی الباس بقولہ لا باس بہ لا
لاحتہ عندہ فیما قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ورفعہا تعظیمہا وروی عن
داؤد علیہ السلام بنی مسجد بیت المقدس واتم بناہ سلیمان علیہ السلام وزینہ حتی
نصب علی اعلی قبۃ بالکبیرۃ الاحمر وکان یضئی من سبعۃ امیال وقیل اثنی عشر امیال وکانت
الغزلات یغزلن فی ضوءہا قلت المراد ہنا الیاقوت الاحمر وکذا الکعبۃ باطنہا مزخرف
بماء الذہب ظاہرہا مستور بالدیباج وکساہا عمر رضی اللہ عنہ ایضًا وفی تزیین
المسجد ترغیب الناس فی الجماعۃ وتعظیم بیت اللہ والدخول فی امر من دوحہ اللہ
تعالی بقولہ تعالی انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر ثم ان تزیین المسجد لما
واردہ بین الاستحباب وبین الکراہۃ قال اصحابنا بالجواز ولم یقولوا بالاستحباب کما
قال بعضہم ولا بلفظ الکراہۃ لما ذکرنا کما قال بہ بعضہم ہم وقیل ہو قربۃ فتش ای
تزیین تقربًا الی اللہ تعالی لما ذکرنا من الدلائل الدالۃ علی انہ قربۃ واجاب ہولاء عن الاثر
المذکور بان کونہ من اشراط الساعۃ لا یدل علی البطلان وعن قول علی رضؓ من انہ محمول
علی انہ کان فیہ تماثیل او اعاجیب نقش یشغل المصلین عن الخشوع والخضوع وعن قول
عمر بن عبد العزیز انہ کان من مال الصدقۃ والمسجد لا یصلح مصرفًا کذلک ومنع ابو اسحاق
المروزی بحلیۃ الکعبۃ والمساجد والمشاہد بقنادیل الذہب والفضۃ قال الفرا
لا یعد مخالفۃ حملًا علی الاکرام کما فی تحلیۃ المصحف ذکرہ فی الوسط وذکر صاحب الطراز
عن المالکیۃ کراہۃ ذلک کلہ وذکر فی الرعایۃ عن احمد ان المسجد سفیان من النور خرقۃ
وہم محجوجون بما ذکرنا من اجماع المسلمین فی الکعبۃ انتہی پس نقش و نگار مسجد کے قدر حاجت سے
باوجودیکہ زیادہ ہین لکن تعظیم کیواسطے جائز و قربت قرار دیگئے ہین اور مجالس آنحضرت صلعم کی تعظیم اس سے

کم کی

الغرض کسی مسلمان کے دین مین نہین ہے درصورت زیادت کی بدلالت اولی تعظیم کیواسطے وغیرہ زائد قدر حاجت
سے کرنا درست ہوگا اور درصورت مساوات تعظیم کی بدلالت مساوات ثبوت ان امور کا اس سے ہوگا اور
جسطرح قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع سے دلیل اوپر جواز نقش ونگار مسجد کی بانیطور پکڑی
ہے کہ رفع سے بیوت کا تعظیم انکی ہے اسی طرح آنحضرت صلعم کی ذکر کے حق تعالی فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک
رفع سے مراد تعظیم ہے اور تعظیم یہ امور زائد قدر حاجت سے کہ نقش ونگار مین داخل کئے ہین ایسے اس ذکر کی
محفل مین روشنی زائد قدر حاجت کے سے مثلاً داخل تعظیم مین ہوگی اور جسطرح کعبہ شریف کو مزخرف کرنا
ولباس پہنانا تعظیم کعبہ مین داخل ہے باوجودیکہ قدر حاجت سے یہ زائد ہے اسطرح یہان محفل ذکر
آنحضرت صلعم مین جاننا چاہئے اور جسطرح زینت دینا مساجد کو رغبت دلاتا ہے لوگونکو جماعت مین کہ رغبت
کرکے آوین اسیطرح یہ زینت محفل ذکر آنحضرت مین زینت ساتھ روشنی وفرش وغیرہ کے ساتھ کرنا رغبت
دلاتا ہے لوگونکو کہ آکر ذکر آنحضرت صلعم کی معجزات ومدائح واخلاق وحلیہ وشفقت علی الامت رحمت کا سنکر
اخلاص محبت پیدا کرکے اتباع اختیار کرین اور اوپر شفاء قاضی وشرح ملا علی قاری سے گذر چکا ہے
کہ جیسے تعظیم آنحضرت صلعم کی مسلمان پر حالت حیات مین واجب تھی بعد ممات کی بھی وقت ذکر آنحضرت
صلعم اور وقت ذکر کلام آنحضرت صلعم اور وقت ذکر طریقہ آنحضرت صلعم کے اور وقت سننے اسم مبارک
آنحضرت صلعم اور مدح آنحضرت صلعم اور ذکر جمیع حرکات وسکنات آنحضرت صلعم کی وتعظیم آنحضرت
صلعم کی واجب ہے اور وقت ذکر آنحضرت صلعم خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین اور حرکات سے ساکن
ہوجانا اور ہیبت مین اور خوف مین آجانا واجب ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم کے روبرو ہوتا اور ایسا کرنا اوسکو
واجب ہوتا اس سے واضح ہے کہ آپکی ذکر تعظیم ایسی ہے جیسی آپکی ذاتکی تعظیم اس قیام وقت ولادت کا جواب
بھی ظاہر ہوگیا کہ جب ذکر کی تعظیم آنحضرت صلعم کی ایسی ہوئی جیسے ذاتکی تعظیم تو ذات ولادت آنحضرت
کی ہمارے روبرو ہوتی اور اس سے ہم اپنے ذات ولادت سے تو تعظیماً قیام کرتے ایسی ہی ذکر ولادت کی
تعظیم ہمکو ذکر چاہئے اور جب استحسان بھی علما کا اسپر ہوگیا تو اب کچھ چون وچرا کی گنجائش مسلمان کو
باقی نرہی اور آنحضرت صلعم کی شان وشوکت وعظمت کیواسطے آنکھون عوام جیسے ذات تعظیم بحسب مقتضی وقت
ہم ایسے کرنے کہ خوب رونق محفل کو انکی ذات کیواسطے تو اب یہ معاملہ ذکر کی ساتھ ہم ایسا کرین تو جواز
اسکا عاقلین کے نزدیک ظاہر ہے صاحب مجمع البحار ناقلاً عن الکرمانی فرماتے ہین کہ اگر کوئی کرے بلند مکان بنانے
مسجد کے اور رنگدار کرنے اس مسجد کے تو وصیت اوسکی نافذ ہوگی اسلئے کہ لوگونکے واسطے فساد نہی سے

پیدا ہوئے بقدر نئے انوپ پیدا کرنے اونکے کہ اونہون نے اپنے گہرونکو بلند وبالا ومحکم بنانا جلوس کیا اور انکو زینت
دی اگر مساجد کچی اینٹونکی اور پست وغیر محکم بناوینگے درمیان بلند مکانون کی کہ بسا اوقات اہل دنیا کے ایسے
مکانات بلند وبالا محکم ہوتے ہین تو البتہ اون مساجد کی جو ایسے بنائے جاوینگے اہانت وحقارت ہوگی
چنانچہ لفظ زخرف کی تحت مین یہ فرماتے ہین ولو اوصی بتشیید مسجد وتحمیرہ نفذت لانہ قد حدث
للناس فتاوے بقدر ما احدثوا وقد احدثوا التشیید بیوتہم وتزیینہا فلو بنینا مساجد باللبن
قطا فتربین الدور شاهقة وربما کانت لاهل الذمة لکانت مستهانة انتہی بقدر الحاجة
پس یہان بہی یہ دلالت ثابت ہین لوگونے نئی باتین حادث کی ہین کر اپنے مجالس روشنی زائد وفرش
وغیرہ سے مزین کرتے ہین اگر ہم آنحضرت صلعم کی ذکر کی مجلس کو ایسے امور سے آراستہ نکرینگے تو آنحضرت
صلعم کی حقارت واہانت عوام جہال کی دلونمین ہووینگی پس اسلئے آراستہ کرنا ساتھہ روشنی زائد وفرش
وغیرہ کے ساتہہ کرنا چاہئے جس امر سے عوام کی دلونمین خدشہ پیدا ہونیکا خوف ہووے اور احتمال ہووے کہ اثم
وگناہ مین واقع ہونگے اگرچہ وہ فعل جائز ہووے تو اوس امر کو نکرنا بہتر ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے
بنا کعبہ شریف اسی خیال سے نکی باوجودیکہ بنا جیسے آپ چاہتے تھے جائز تھی ایسے ہی چنانچہ قرات قرآن جو
عوام کے نزدیک غریبہ ہون نہ پڑہنا اولی ہے واسطے خیانت دین عوام کی فی در المختار ویجوز بالروایات
السبع لکن الاولی ان لایقرأ بالغریبة عند العوام صیانة لدینہم انتہی وفی رد المحتار ای بالوجوہ
الغریبة والامالات لان بعض السفہاء یقولون ما لایعلمون فیقعون فی الاثم والشقاء ولا
ینبغی للائمة ان یحملوا العوام علی ما فیہ نقصان دینہم ولا یقرأ عندہم مثل قراءة ابی جعفر وابن
عامر وعلی حمزة والکسائی صیانة لدینہم فلعلہم او یضحکون وان کان کل القراءات والروایات
صحیحة فصیحة ومشائخنا اختاروا قراءة ابی عمرو وحفص عن عاصم اه من التتارخانیة عن فتاوی
الحجة انتہی پس احتمال یہان موجود ہی کہ اس زمانہ مین اگر محفل میلاد شریف نہوگی اور دوسرے محفل لوگ
آراستہ کرتے ہین تو عوام کی دلونمین شاید استخفاف واقع ہووے اور آنحضرت کے ذکر کو حقیر جانین اور گناہ
مین پڑین عاقلین انصاف غور کرینگے تو اسکی بظاہر شرع مین بے شمار پاوینگے کہ بالغرض ان امور کا جواز
گنگوہی ان عوارض مجوزہ سے چشم پوشی کر کے زبان پر زائد از قدر حاجت عدم جواز وکراہت کے ثبوت کے
واسطے لاتا ہی اور جائز بالعوارض کو ناجائز بتاتا ہی اہل علم کو واضح ہے کہ عوارض سے امر ناجائز بہی جائز ہو
جاتا ہی امر جائز ناجائز ہو جاتا ہی جالس کیواسطے قیام کی منع ظاہر حدیث سے مفہوم ہے لیکن اس زمانہ مین اعوان

قاضی کو برقرار رہنا تاکہ عوام و سفہا و اشرار کی نظروں میں ہیبت معلوم ہووے اور بیچ فتح القدیر و عینی کے گذر چکا ہے
الغرض تبدل علت سے احکام بدل جاتے ہیں اور جیسے علت موجود ہوتی ہے اوسکے موافق حکم شرع لگتا ہے
علما پر یہ واضح ہے اور محققین اسکو خوب جانتے ہیں اسواسطے مع ان قیود کے گنگوہی بے علمی سے ناجائز جانتا
ہے اس زمانہ میں جائز فرماتے ہیں بلکہ مستحسن جانتے ہیں یہ سراسر خبط و جنون ہے کہ تمام جہان کے علما و فضلا
کو ناحق پر بتانا اور اپنی گروہ کے چار منکرین کو بھی برحق جاننا اور ایسے علما محققین کے اقوال جنکا شرع
میں اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ اونکی اسامی بارہا گذر چکی ہیں مانند ابن حجر و جلال الدین و ملا علی قاری وغیرہم
مذکورین بالا کے سبکو نہ ماننا اور ان تمام ادلہ کو پس پشت ڈالدینا ایسے آدمی کو کون عاقل کہیگا اور یہ قول
گنگوہی کا ہے (جیسا کہ عوام کا اس صلوٰۃ کو سنت اعتقاد کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کی مجلس
کو ضروری جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہے) مفتری بات ہے کہ عوام کی طرف نسبت ضروری جاننے کی
کرتا ہے اگر عوام ضروری جانتے تو ہمیشہ کرتے کبھی ترک نکرتے اور مانند روزہ رمضان یا عیدین ضروری
عمل میں لاتے حالانکہ اکثر عوام لوگوں میں نہیں کرتے ہیں بعضے کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اونکا ضروری جاننا بھی
ان کے منہ سے نہیں سنا گیا اور نہ کسی نے کسی رسالہ و کتاب میں خواہ کسی زبان میں ہو اردو فارسی
عربی گجراتی میں اسکو ضروری لکھا ہے اور ایک فعل ہمیشہ سے کوئی کرے تو اوس سے یہ مفہوم ہوتا کہ یہ ضروری
جانتا ہے مثلاً مستحب جو نماز و روزہ میں اونکو کوئی ہمیشہ کرے تو اوسکا یہ فعل کرنے سے اسپر دال نہیں کہ یہ اسکو
ضروری جانتا ہے ہمیشہ گناہ کرنیوالے کو بھی یہ کوئی عاقل فقط اوسکے فعل کرنے سے استدلال اوسکی ضروری
جاننے پر نہیں کر سکتا ہے بہت سے عوام لوگ انگرکھہ ٹوپی ہمیشہ پہنتے ہیں اونکی اس فعل سے یہ کوئی نہیں
ثابت کر سکتا ہے کہ اسکو ضرور جانتے اور کرتہ عمامہ کو پہننا مکروہ جانتے ایام بیض و عاشورہ و عرفہ کا روزہ ہمیشہ
رکھنے سے کوئی یہ خیال نہیں کر سکتا ہے کہ اسکا عامل انکو ضروری جانتا ہے الغرض ہمیشہ کسی فعل کے کرنے سے
یہ لازم نہیں آتا ہے کہ کرنیوالا انکو ضروری جانتا ہے جب تک اسکے قول سے اشارۃً کنایۃً و صراحۃً یہ مفہوم ہووے
پس جب عوام کا یہ قول نہیں اور نہ کسی کتاب و رسالہ سے گنگوہی اسکا ثبوت دے سکتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے
عوام دو چار سے بھی نہیں کہلا سکتا ہے تو اور ہمیشہ کرنا اسکو یعنی ضروری جاننیکو مستلزم نہیں ہے تو یہ افترا محض
گنگوہی کا عوام پہ ہے ایسے مفتری بات سے محفل میلاد شریف کو رد کرتا ہے بالفرض والتقدیر اگر لاکھوں میں
ایک دو آدمی ایسے بالکل احمق ہووین کہ کسی کی صحبت بھی انکو نہووے اور صحبت یافتہ کی بات بھی اونہوں
نے کبھی نہ سنی ہووے وہ اپنی جہالت و سفاہت سے ضرور ہونا سمجھہ جاوین تو انکو فہمایش کر دینا ضرور ہے کہ ضروری

فرض و واجب نہین اور مستحب و مستحسن ہے نہ یہ کہ ایکد و کے ایسے قول حماقت کے سبب سے تمام جہان کی محافل کو مکروہ
کہدینا چاہئے یہ کوئی عقل و علم کی بات نہین معدوم کے ہوتا ہی نادر پر حکم نہین ہوتا ہی النادر کالمعدوم مشہور
معروف ہے غالب پر حکم لگایا جاتا ہی آدمی کو فہم چاہئے یہ کوئی عاقل گنگوہی کی بات کو تسلیم کیونکر کریگا کہ عوام
اسکو ضروری جانتے ہین بس یہ زعم گنگوہی کا باطل ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا کہ (جسطرح اس وضاع کے اعتراز اس
صلوۃ مین ہے اور اوسیطرح فرضاً عین روایات مجلس مولود کے بیان اعتراز حاصل و موجود ہے) اسرا سر
اسکی بیعلمی پر دال ہے صلوۃ رغائب کا بونداء ہے حدیث موضوع پر ہے اس صلوۃ کے عمل سے عملکرنا
حدیث موضوع پر لازم انفکاک ممکن نہین ہے کیونکہ اسکی اثبات کے حدیث موضوع ہے چنانچہ ابہی
عبارت شرح منیہ المصلی سے ہی واضح ہے اور رد المحتار مین اسیطرح ہی تحت قول صاحب درمختار کی (وفی
حاشیۃ بخط ثقۃ وکذا صلوۃ رغائب وبرأۃ وقدر) کی یہ موجود ہے قال الرحمتی هو فی الحواشی
الموحشۃ ویمنع التوثق بذلک الخط اجماعہم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا
علی وضع حدیث هذہ الصلوۃ والفقہ لاینقل من الهوامش المجهولۃ سیما کان فسادہ ظاهرا
انتهی پس صلوۃ رغائب پر عمل کرنا تو حدیث موضوع پر عمل کرنی سے منفک ہرگز نہین ہے اس پر مجلس میلاد شریف
قیاس کرتا ہی اگر کسی نے کوئی روایت کہین موضوع بالفرض اس مجلس مین ذکر کردی تو اس مجلس کیواسطے
لزوم تو روایت نہین ہوگیا اور تمام مجالس کا ایک حکم تو نہین ہوگیا بہت سے کتب و رسائل مولود
محققین نے مانند ابن حجر و ملا علیقاری و ابن جوزی وغیرہم لکہے کیا تمام مین یہی روایات موضوعہ ہین اور
کوئی محفل میلاد خالی روایات موضوعہ کیا نہین ہوتی ہے جو علی الاطلاق تمام محافل بلا تخصیص محفل
کی یہ ایک حکم یہ گنگوہی دی اگر ایسا ہی کہ کسی نے کبہی کوئی روایت موضوع کسی کتاب مین لکہدی اور
کسی نے اوسکو بیان کردیا اون روایات اور ان سے تمام محافل مکروہ ہوگئین تو یہی حکم تمام محافل
وعظ کا دینا چاہئے کیونکہ وعظ کی کتابین مانند مجالس الواعظین وغیرہ کے جو واعظ لوگ لئے پہرتے ہین بہت سے
روایات موضوعہ اونین موجود ہین اور قدیم و ہمیشہ واعظ ایسی روایات بیان کرتے رہی ہین مجمع البحار
صدہا برس کی کتاب بنی ہوئی ہے اوس خلاصہ سے نقل کیا ہے اور واعظ لوگونکو ہی واضعین شمار
کیا ہی اور صاحب خلاصہ فرماتی ہین کہ اکثر مجلس وعظ مین ایسے احادیث مجہبیش ہوتی ہین واعظ اونکو ذکر
کرتے ہین مین رد کرتا ہون تو کینہ و حسد مجہسے کرتی ہین کما قال ومنہم القصاص لانهم یریدون احادیث
ترقق وینفق فی الصحاح یقل مثلہ ثم ان الحفظ یشق علیہم وینفق عدم الدین ویحقرهم جهال

ا اکثر ما تعرض على احاديث فى مجلس الواعظ قد ذكرها قصاص الزمان اى دعاتهم فاذا
قلدون على انتهى فافى المجمع اور شاه عبد العزیز صاحب دہلوی عجالہ نافعہ مین فرماتے ہین او رفرقہ دیگر
یہ از علم حدیث نداشتند ومحدثین را موقر ومعظم دیدند خواستند کہ خود را ہم درین فن داخل نمایند این
عت قبیحہ اختیار کردند مثل ابو البختری وہب بن وہب القاص وسلیمان بن عمرو النخعی وحسین بن علوان
حق بن بشار نجیح وغالبا این فرقہ بوعظ وتذکر مشغول بودند انتہی اور شرح نخبۃ الفکر مین ہی کہ حامل وضع
یث پر یہ بہی کہ لوگونکو رغبت دلانے کیلئے عجیب وغریب بیان کرنا چاہئے واسطے قصد شہرت کے
الاغراب لقصد الشهرة انتهى شرح شرح النخبة مین ہے تاکہ عوام کے نزدیک بہت بڑے علما مین سے
ہور ہوئیے اور ویسہی شرح الشرح مین کہ ایک واعظ کا قصہ لکہا کہ اوسنے ایک مسجد مین کہ احمد
حنبل ویحیی معین بہی وہان موجود تہے وعظ کہا اور بیان کیا کہ یہ حدیث کی ہے مجہکو احمد بن حنبل
ی بن معین نے جب وعظ کہچکا تو یحیی بن معین اس سے کہا کہ احمد بن حنبل ہین اور ابن معین مین ہون
لو جہوٹ بنانا منظور تہا کسی غیر پر جہوٹ بنایا ہوتا ہم پر کیون بنایا تو یحیی بن معین کو احمق بنایا اور کہا کہ مین نے حدیث
ر احمد بن حنبل سے لکہی ہے عبارت یہ ہے قولہ لقصد الاشتہار الخ ای لیشتہر عند العامة انہم من
علماء الكبار او يشتهر ذلك الحديث فى اهل الديار وذكر فى خلاصة الطيبى ان من الواضعين
ر من السوال وشحادين يقفون فى الاسواق والمسجد فيصفون على رسول الله صلى الله
يه وسلم احاديث باسانيد صحيحة قد حفظوها فيذكرون الموضوعات بتلك الاسانيد قال
فر محمد الطيالسى صلى احمد بن حنبل ويحيى بن معين فى مسجد الرصافة فقام بين ايديهما
ص فقال حدثنا احمد بن حنبل ويحيى بن معين قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر
ر عن قتاده عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله
لق الله من كل كلمة منها طائر منقاره من ذهب وريشه من مرجان واخذ فى قصة نحو عشرين
قة فجعل احمد ينظر الى يحيى ويحيى ينظر الى احمد بن حنبل فقال انت حدثت بهذا فقال
لله ما سمعت به الا هذه الساعة قال فسكتا جميعا حتى فرغ فقال اى اشارة يحيى بيده
ن تعال فجاءه متوهما النوال يجيزه فقال له يحيى من حدثك هذا فقال احمد بن حنبل
يحيى بن معين فقال انا ابن معين وهذا احمد بن حنبل ما سمعنا بهذا قط فى حديث
ول الله صلى الله عليه وسلم فان كان ولا بد . الكذب فعلى غيرنا فقال له انت ابن معين

فرض و واجب نہین اور مستحب و مستحسن ہے نہ یہ کہ ایکدو کے ایسے قول حماقت کے سبب تمام جہانکی محافل کو مکروہ
کہدینا چاہئے یہ کوئی عقل و علم کی بات نہین معدوم کے ہوتا ہی نادر پر حکم نہین ہوتا ہی النادر کالمعدوم مشہور
معروف ہے غالب پر حکم لگایا جاتا ہی آدمی کو فہم چاہئے یہ کوتاہ عقل گنگوہی کی بات کو تسلیم کیونکر کیگا کہ عوام
اسکو موضوع جانتی ہین پس یہ زعم گنگوہی کا باطل ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا کہ جسطرح اس وضاع کے اعزاز اس
صلوۃ مین ہے اور اوسیطرح فرضاً عین روایات مجلس مولود کے بیان اعزاز حاصل و موجود ہے اسرار
اسکی بیعلمی پر دال ہے صلوۃ رغائب کا نمونہ ہے حدیث موضوع پر ہے اس صلوۃ کے عمل سے عملکرنا
حدیث موضوع پر لازم الفکاک ممکن نہین ہے کیونکہ اسکی اثبات کے حدیث موضوع ہے چنانچہ یہی
عبارت شرح منیۃ المصلی سے ہی واضح ہے اور رد المحتار مین اسیطرح ہی تحت قول صاحب درمختار کی (وفی
هامشة بخط ثقة وكذا صلوة رغائب وبرأة وقدر) کی یہ موجود ہے قال الرحمتی هو في الحواشي
الموحشة ويمنع التوثق بذلك الخط اجماعهم على حرمة العمل بالحديث الموضوع وقد نصوا
على وضع حديث هذه الصلوة والفقه لاينقل من الهوامش المجهولة سيما كان فساده ظاهرا
انتہی پس صلوۃ رغائب پر عمل کرنا تو حدیث موضوع پر عمل کرنے سے منفک ہرگز نہین ہے اس پر مجلس میلاد شریف
قیاس کرنا ہی اگر کسی نے کوئی روایت کہین موضوع بالفرض اس مجلس مین ذکر کردی تو اس مجلس کیواسطے
لزوم تو روایت نہین ہوگیا اور تمام مجالس کا ایک حکم تو نہین ہوگیا بہت سے کتب و رسائل مولود
محققین نے مانند ابن حجر و ملا علیقاری و ابن جوزی وغیرہم لکھے کیا تمام مین ہی روایات موضوعہ ہین اور
کوئی محفل میلاد خالی روایات موضوعہ کیا نہین ہوتی ہے جو علی الاطلاق تمام محافل بلا تخصیص محفل
کی یہ ایک حکم یہ گنگوہی دی اگر ایسا ہی کہ کسی نے کبھی کوئی روایت موضوع کسی کتاب مین لکھدی اور
کسی نے اوسکو بیان کردیا اون روایات اور ان سے تمام محافل مکروہ ہوگئین تو یہی حکم تمام محافل
وعظ کا دینا چاہئے کیونکہ وعظ کی کتابین مانند انیس الواعظین وغیرہ کے جو واعظ لوگ لئے پہرتے ہین بہت سے
روایات موضوعہ اونین موجود ہین اور قدیم و ہمیشہ واعظ ایسی روایات بیان کرتے رہی ہین مجمع البحار
صدہا برس کی کتاب بنی ہوئی ہے اوس خلاصہ سے نقل کیا ہے اور واعظ لوگونکو ہی واضعین شمار
کیا ہی اور صاحب خلاصہ فرماتے ہین کہ اکثر مجلس وعظ مین ایسے احادیث مجہول پیش ہوتی ہین واعظ انکو ذکر
کرتے ہین مین رد کرتا ہون تو کینہ و حسد مجہسے کرتے ہین كما قال ومنهم القصاص لانهم يريدون احاديث
ترقق وينفق في الصحاح يقل مثله ثم ان الحفظ يشق عليهم ويتفق عدم الدين ويحضرهم جهال

وما اکثر ما تعرض علی احادیث فی مجلس الواعظ قد ذکرها قصاص الزمان ای دعاءلهم فاردها
فیحقدون علی انتهی فافی المجمع اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی عجالہ نافعہ مین فرماتے ہین اور فرقہ دیگر
کہ مایہ از علم حدیث نداشتند ومحدثین را موقر ومعظم دیدند خواستند کہ خود را ہم درین فن داخل نمایند این
صنعت قبیحہ اختیار کردند مثل ابو البختری وہب بن وہب القاص وسلیمان بن عمرو النخعی وحسین بن علوان
واسحق بن نجیح وغالبا این فرقہ بوعظ وتذکر مشغول بودند انتہی اور شرح نخبۃ الفکر مین ہے کہ حامل وضع
حدیث پر یہ بہی کہ لوگونکو رغبت دلانے کیلئے عجیب وغریب بیان کرنا چاہئے واسطے قصد شہرت کے
او الاغراب لقصد الشهرة انتهی شرح شرح النخبۃ مین ہے تاکہ عوام کے نزدیک بہت بڑی علما مین سے
مشہور ہووے اور اوسیہی شرح الشرح مین کہ ایک واعظ کا قصہ لکہا کہ اوس نے ایک مسجد مین کہ احمد
بن حنبل ویحیی معین بہی وہان موجود تہے وعظ کہا اور بیان کیا کہ یہ حدیث کی ہے مجہکو احمد بن حنبل
ویحیی بن معین نے جب وعظ کہہ چکا تو یحیی بن معین اوس سے کہا کہ احمد بن حنبل ہین اور ابن معین مین ہون
تجہکو جہوٹ بنانا منظور تہا کسی غیر پر جہوٹ بنایا ہوتا ہم پر کیون بنایا تو یحیی بن معین کو احمق بنایا اور کہا کہ مین نے حدیث
سترہ احمد بن حنبل سے لکہی ہے عبارت یہ ہے قولہ لقصد الاشتہار الخ ای لیشتہر عند العامۃ انہم من
العلماء الکبار او لیشتہر ذلک الحدیث فی اهل الدیار وذکر فی خلاصۃ الطیبی ان من الواضعین
قوم من السوال وشحاذین یقفون فی الاسواق والمسجد فیصفون علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم احادیث باسانید صحیحۃ قد حفظوها فیذکرون الموضوعات بتلک الاسانید قال
جعفر محمد الطیالسی صلی احمد بن حنبل ویحیی بن معین فی مسجد الرصافۃ فقام بین ایدیهما
قاص فقال حدثنا احمد بن حنبل ویحیی بن معین قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا
معمر عن قتادہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ
یخلق اللہ من کل کلمۃ منها طائر منقارہ من ذهب وریشہ من مرجان واخذ فی قصۃ نحو عشرین
ورقۃ فجعل احمد ینظر الی یحیی ویحیی ینظر الی احمد بن حنبل فقال انت حدثت بهذا فقال
واللہ ما سمعت بہ الا هذه الساعۃ قال فسکتا جمیعا حتی فرغ فقال ای اشارۃ یحیی بیدہ
ان تعال فجاء متوهما لنوال یجیزہ فقال لہ یحیی من حدثک هذا فقال احمد بن حنبل
ویحیی بن معین فقال انا ابن معین وهذا احمد بن حنبل ما سمعنا بهذا قط فی حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کان ولا بد . الکذب فعلی غیرنا فقال لہ انت ابن معین

قال نعم قال لم ازل اسمع ان ابن معین احمق ما علمتہ الا ھذہ الساعۃ قال یحیی وکیف علمت انی احمق قال فانہ لیس فی الدنیا یحیی بن معین واحمد بن حنبل غیر کما کتبت عن سبعۃ عشر احمد بن حنبل غیر ھذا قال فوضع احمد بن حنبل کسمہ علی وجھہ وقال دعہ یقوم فقام کالمستھزئ بھما انتہی بس جب اوسی زمانہ مین بہت اچھا زمانہ اس زمانہ کی نسبت ایسے موضوعات روایات وعظ مین واعظ لوگ بیان کرتے تھے تو اس زمانہ کا کیا اعتبار ہے اس زمانہ کے واعظ کا ہر وعظ کیا خالی ہو موضوعات سے ہوتا ہی پس بعض لوگ روایات موضوعہ محفل میلاد مین بالفرض والتقدیر اس زمانہ مین پڑہین اس سبب سے تمام مجالس مکروہ ہوگئے تو بعض وعظ کا بھی یہی حال ہے پس تمام مجالس وعظ کو بھی گنگوہی مکروہ کہدے اور مولوی عبد الخالق واعظ دیوبندی بھی اب تو مرتکب فعل غیر مشروع کہدے پس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے ایسے لغو لچر تقریر گنگوہی کی ہے کہ اسکے سبب سے تمام وعظ بھی مکروہ ہوئے جاتی ہین شاید اپنی سفاہت سے کہدیگا کہ وعظ مین یہ درست ہے مجلس میلاد شریف مین درست نہین تو اس تفرقہ دلیل کی ہم طالب ہین شاید کہوے کہ وعظ مین روایات موضوعات نہین ہوتے تو کتابین وعظ دکہاوینگے جنکو بعض وعظ بھی پڑہتے ہین الغرض تمام مجالس کا ایک حکم دیدینا نہایت درجہ کی سفاہت وحماقت ہے پس اس قول سے نادانی وبیعلمی ثابت ہوئی اور مجالس میلاد مین اعزاء وضاع لازم نہین بسبب ہونیکے ہر مجلس مین روایات مانند وعظ کے بعض مجلس میلاد اعزا مرادلیگا تو یہی وعظ مین پیش کیا جاویگا اور بعض مین اعزاء وضع پائی جاتی سے کل مین اعزا ہونا مراد لینا تو یہی حکم وعظ مین جاری ہی پس قول گنگوہی کا ساقط ہی اور یہ گنگوہی اور جیسا کہ رفع خشوع سبب عدکسو اس نماز مین موجود شب بیداری مجلس سے صلوۃ فجر مین سبب کاہلی نوم کے رفع خشوع چند کو زائد موجود ہے یہی کمال بے انصافی ہے شب بیداری عبارت تمام شب بیدار رہنے سے ہے ہر ادنے واعلی جانتا ہی کہ اس مجلس کے واسطے شب بیداری لازم وضرور نہین ہے بلکہ رات مین ہونا بھی ضرور نہین ہے چنانچہ مشاہدہ ہر خاص وعام کا ہی کہ یہ مجلس دنمین بھی بہت ہوتی ہے اور رات مین بھی ہوتی ہے تو تمام شب نہین ہوتی ہے غایت نصف شب کبھی اس سے بھی قبل اور نصف شب تک جاگنا بلکہ نماز عشا بھی نصف شب تک مباح ہے فی الدر المختار وتاخیر العشاء الی ثلث اللیل قیدہ فی الخانیۃ وغیرھا بالشتاء اما الصیف فیند ب تعجیلھا فان اخرھا الی ما زاد علی النصف کرہ لتقلیل الجماعۃ اما الیہ فمباح انتہی بس نصف شب بیداری کرنے سے ایسی کاہلی پیدا ہوتی کہ فجر کی نماز مین کاہلی کے باعث خشوع فوت ہوتا کہ جس سے کراہت لازم آتی تو فقہاء منصف شب نماز عشاء کو مباح نہ فرماتے

بلکہ مکروہ فرماتے جیسے کہ بعد نصف شب کے نماز عشاء کو مکروہ فرماتے ہین لکن یہ مکروہ فرمانا سبب عدم خشوع کے
نماز فجر مین نہین ہے بلکہ اس سبب سے ہی کہ نصف شب کے نماز عشاء پڑہنے تفضیل جماعت عشا کی
ہوتی ہے چنانچہ اسہی عبارت در مختار سے یہ اوپر گذر چکا ہی پس نصف شب کے بعد تک ہی مجلس میلاد
شریف رہے تو نماز فجر مین کچہہ خرابی نہین ہان شب بہر جاگنے مین یہ خوف ہی اور شب بہر جاگنا یہان
ہرگز نہین ہوتا ہی لکن یہ بہی اوس شخص کیواسطے جسکو عادت جاگنیکی نہووے اور جسکو عادت ہووے
انکو یہ خوف بہی نہین امام صاحب و دیگر بزرگان دین تمام رات جاگنا اور فجر کی نماز عشا کی وضو سے پڑہنا
اور ایک ختم قرآن مجید کا کرنا ہر رات مین ثابت ہے ایسے صاحبونکو کاہلی ایسے نہین ہوتی کہ نماز صبح مین
خشوع جاتا رہے اور عدد سو تو نسے خشوع اوسہی نماز کی مین فرق پڑہتا ہے جسمین عدد سور کہا جاتا ہی کیونکہ
اسوقت شمار کا ہی لحاظ رکہنا اور حضور قلب و خشوع بہی اوسیوقت ہونا دشوار ہے غالبًا فرق حضور قلب
و خشوع مین ضرور آویگا اور مجلس میلاد شریف اور وقت مین ہوتی ہے اور نماز فجر دوسرے وقت مین
اُسمین غالبًا ایسی کاہلی کہان ہوتی ہے کہ جس سے حضور قلب و خشوع نماز فجر کے مین فرق آجاوے یہ امر تو
ہر فرد بشر پر بداہت عقل واضح ہے کہ نصف شب تک یا کچہہ زائد تک جاگنے کی تو اکثر لوگونکی عادت اس زمانہ مین ہے
اسکے بعد سونے سے نماز فجر مین کاہلی ہرگز نہین ہوتی ہے پس یہ قیاس گنگوہی کا ہی اوسکی فہم و علم
ناقص سے خبر دیتا ہی اور چند گونہ رفع خشوع بتانا گنگوہی کا اسیطرح ہے اور یہ قول گنگوہی کا (اور جسطرح
اس صلوۃ مین تعجیل صلوۃ فجر سے سنت وقت فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خود
نماز فجر ہے فوت ہوجاتی ہے) سراسر افترا ہی کہ حاضرین مجلس کے حق بہ سبب حضور مجلس کے اکثر حاضرین
کی نماز کا فوت ہونا بتاتا ہے جہوٹ بولتے ہوئے شرم نہین آتی وہابیہ کے تو وہان فروغ تجلی نور ملائکہ حاضرین
مسجد کرے کہ ذکر خیر کی مسجد مین آنا انکا احادیث سے ثابت ہی جلتی ہین اور اس مجلس کا نام سنکر مانند
شیخ نجدی نہایت غم و اندوہ انکو ہوتا ہی اور وہان جاتے ہوئے ڈرتے ہین کہ وقت قیام قیام نکرینگے تو
اہل سنت و جماعت منکرین ذکر جمیل آنحضرت صلعم کو سزا انکو پہونچاینگی باین ہمہ اس گنگوہی نے
کسطرح جانا کہ نماز حاضرین مجلس کی قضا ہوجاتی ہے وہ بہی ایسا تفصیل سے کہ اکثر کی قضا ہوجانی
اور ہوجانیکا لفظ استمرار پر دال ہے جو مشعر اس امر کا ہی کہ ہمیشہ کا حال گنگوہی بیان کرتا ہی اور تمام
مجالس کا ہی حکم دینا اسپر دال ہے کہ تمام جہان یا ملک مخصوص مانند ہند یا روم یا شام وغیرہا کا حال
اسکو معلوم ہی کسی وہابی کو دعوے ہے تو یہ ثابت کردے کہ ایک شہر مین جو مجالس ہوتی ہین اوسکے اکثر

حاضرین مجلس کے سبب حضور کے نماز فوت ہمیشہ ہوجاتی ہے یا دس بیس ہی دفعہ فوت ہونا ثابت کردی
خیر ابکدفع دکہادی کہ تمام اوس شہر کے مجالس کا یہ حال ہے یہ تو کسی وہابی سے حشر تک بہی نہین ہوسکتا
ہی اور نہ ہوا ہے فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة پر عمل کرکے وہابیہ کو توبہ کرنا لازم ہے
اور آیت لعنة الله علی الکاذبین کی وعید سے انکو بچنا ضرور ہے ایسے مفتریات کرنا ایسے ہی کاذبین
کا پیشہ ہے جنکو ایمان سے بہی کچہہ علاقہ نہین ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ اس صلوة مین جسطرح
سبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود مین سبب لبساط غیر مشروع کی اور لباس
ممنوع کی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہے سراسر بے انصافی و تعصب ہے کہ سجدہ غیر مشروع
کو مجالس بساط وغیرہ مجالس کے امور کے اوس سجدہ کا جواز تو بالعرض و بالذات کسیطرح معلوم ہی نہین ہوتا
اور روشنی زائد از حاجت و فروش کا جواز واسطے تعظیم مجلس کے اور بعدم حقارت و اہانت کی نظر و ن
عوام اور رفعنا لک ذکرک سے معلوم ہوچکا ہی پس جسکا جواز کتب دینیہ سے بطور دلالت کی معلوم ہو قیاس
ایسے چیز پر کرنا جو کسیطرح جائز نہین سراسر نادانی ہے اور گنگوہی جو فروش و لبساط کو غیر مشروع بتاتا ہے
انکل پچو کہہ رہا ہے اسنے لبساط محافل و مجالس میلاد کی کہان دیکہے اوسمین کونسے چیز ناجائز ہے وہ فرش
چاند سونے کے ہوتے نہین ہین ریشم کے بہی نہین قالین سوت یا کسی جگہہ صوف کی اور دریان سوت کے
اور چاندنیان و سوزنیان یہ تمام سوتی ہوتی ہے گاؤ تکیہ وہ بہی روئی و سوت کا کپڑا اوسمین کوئی چیز
غیر مشروع نہین بعض جائے پر یہ تمام امور ہوتی ہین اور اکثر جائے نہین بہی ہوتی ہین اگر بالعرض
ریشم کا تکیہ و فروش ہووے تو کچہہ مضائقہ نہین ہے ہدایہ مین ریشم کا تکیہ اور ریشم کے فرش پر
سونا لاباس یہ لکہا ہے امام صاحب کے نزدیک ولاباس بتوسدہ والنوم علیہ عند ابی حنیفة
وقالا یکرہ اور ایسے اختلاف ریشم کے پردہ مین ہے اور اوسکے لٹکانیمین دروازہ پر وکذا الاختلاف فی
ستر الحریر و تعلیقہ علی الابواب انتہی ما فی الہدایة اور در مختار مین ہی کہ پردہ رقیق واسطے
ہکانی مجہرونکی ہووے اوسمین سونا مردونکو درست ہے (ولاباس بکلة الدیباج وہو ما سداہ ولحمتہ
ابریشم شرح وہبانیة (للرجال ، لانہ لیس بلبس ونظمہ شارح الوہبانیة فقال وفی کلة الدیباج فالنوم
جائز انتہی اور تحت قول صاحب درمختار کی (والکیس الذی یعلق ، رد المختار مین بہی وفی الدر المنتقی ولا
تکرہ الصلوة علی سجادة من الابریسم لان الحرام ہو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس
بما فی الصلوة الجواہر انتہی دیکہو فرشی و تکیہ پردہ لٹکانیکا اور پردہ واسطے نگہبانی مجہرونکی اور

نماز کا یہ تمام ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہین پس فروش مجالس میلاد کی اور تکیہ وپردہ ریشم کی ہووین
تب ہی غیر مشروع نہین ہین معلوم نہین کو لسنے بساط کو گنگوہی غیر مشروع انکل بچو بتاتا ہی اوپر دیکہیے کے
زبردستی ایسے باتین کرتا ہی اگر کسی سے سنا ہی ہووے تو بلا تحقیق جیسا سنا ایسا کہدینا بدلیل حدیث نبوی
صلعم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کی جہوٹ سے یہ خالی نہین ہے اور بعض لوگونکی لباس
غیر مشروع ہووے بالفرض تو اوس سے مجلس میلاد کو کیا نقصان ہے جواز مجلس وعظ وتذکیر کی
یہ نہین ہی کہ تمام لوگ موافق لباس پہنکر مجلس مین تو مجلس وعظ درست ہووے ورنہ نہین ایسے تصریح
کہین کسی عالم محقق وفقہ قابل قبول کے قول کے پیش کی ہوتی گنگوہی نے تو اسوقت ایسے لوگونکی حضور
سے کراہت وعدم جواز معلوم ہوتا اس زمانہ مین یہ ہی جواز کے واسطے ضرور ہوگا تو کوئی مجلس وعظ ونماز
تراویح وعید واستسقاء ونکاح وغیرہا بدون کراہت نہوگا اور ایسے ہی لوگونکی فہمائش اور اتباع آنحضرت
صلعم کی رغبت دلانیکو مجالس وعظ ومجالس میلاد شریف کی جاتی ہین اور انہین لوگون کے افادہ واضافہ
کیواسطے یہ مجالس ہوتی ہین جب یہ شرط ہوئی کہ یہ لوگ نہووے تو انکو ترغیب وترہیب جسکے سبب سے
ایسے امور کو چہوڑدین نہ آوینگے تو کسطرح ہوگی اور تمام لوگ من کل الوجوہ باشرع ہونگے تو اونکو ترغیب
وترہیب سے جو غرض ہی کہ اتباع شریعت حاصل ہی ہے پہر اونکو چندان فائدہ ہونا متصور نہین ہے
انبیاء علیہم السلام کی گفتگو کرنا کفار اور فہمائش اور آنحضرت صلعم کے مجلس مین کفار کا آنا ثابت ہے انکے
آنے سے تو مکروہ نہووے ہان مسلمان لوگ کو فاسق ہون جو بدرجہا کفار سے بہتر ہین جنکا رہ راست
آنا یہ نسبت کفار کی بہت آسان اونکی آنے سے وہابیہ کے نزدیک مجلس مکروہ ہوجاتی ہے اگر ایسا ہی ہے
تو مجالس وعظ وغیرہ کو بہی مکروہ کہنا چاہیئے یا مجلس میلاد سے عناد ہی کہ یہ وجہ عدم جواز اپنی رائے
خاص سے اس مجلس کے ساتھہ کی ہے اور دوسرے مجالس مین اگرچہ ایسے وجوہ موجود لکن وہ مکروہ نہین
ہوتین اس پر دال کسی عالم محقق کا قول لانا چاہیئے ورنہ معاندت صرف ہے اور روشنی وغیرہ
کا جواز ہم اقوال فقہاء سے ثابت کرچکے ہین پس بعلمی گنگوہی کی ظاہر ہے پس یہ قول گنگوہی کا
یہ کہ مجلس اس صلوۃ سے بالکل مطابق مع شئی زائد کے ہے غلط ودروغ ہوگیا اور بخوبی معلوم ہوگیا
کہ یہ مجلس ہرگز مطابق صلوۃ رغائب کے نہین منصفین غور فرماوین کہ جو بالکل مطابق بتاتا ہے تو اس نماز
رغائب کے بارہ مین علماء نے یہ ہی کہا ہے کہ یہ نماز موضوعہ آنحضرت صلعم اور کذب ہے یعنے نماز پڑہنے
یا فرمانیکی نسبت آنحضرت صلعم کیطرف کرتے ہین اور آنحضرت صلعم پر کذب بتاتے ہین اس محفل کو کسی نے کیا

کہا ہے آنحضرت صلعم نے یہ محفل باین قیود کی ہے یا اسلئے کرنیکو فرمایا ہو پس اس وجہ مین بہی مطابق نہین ہین اور
صلوۃ رغائب کو یہ بہی علما فرماتے ہین کہ اسکو عوام سنت سنن نبی صلعم سے جانتے ہین اور یہ بہی فرماتے ہین سنت عوام
اسکو بلاد روم مین فرض جانتے ہین اور یہ بہی فرمایا ہے علمانے فرائض کو چہوڑ دیتے ہین اس نماز کو نہین چہوڑتے ان تمام
وجوہ کا ذکر جو ہمنے کین عبارت شرح منیہ سے منقول اس گنگوہی ہاین موجود ہے اور ان وجوہ مین مطابق
موافق زعم فاسد اپنی بہی گنگوہی نہ بیان کر سکا جیسا کہ اور وجوہ مین زعم فاسد کیا ہے اور بالکل مطابق
بتانا صریح کذب ہے یا نہین انصاف طلب مسلمانون سے اس امر مین اب یہ تو خوب ظاہر ہو گیا نہ گنگوہی پانچ
قواعد شرح منیہ سے سمجہے ہونے کے موافق فاتحہ مرسوم وسیوم وچہلم وتعین جمعرات ومجالس میلاد کا بدعت
ہونا ثابت ہے اور نہ محفل میلاد شریف مطابق صلوۃ رغائب کے ہے اس امر مین تمام جانفشانی گنگوہی
کی برباد ہے الحمد للہ الذی وفقنا لہذا اب پہر صفحہ ۱۰۴ طرف ہم رجوع کرتے ہین پانچ قواعد جو اپنے ذہن مین عام
سمجہکر گنگوہی تمام رسالہ اونسے رد ہو جانا بتاتا ہے اگرچہ جو کچہہ ہمنے اوپر بیان کیا منصفین کیواسطے
اونکے رد کے واسطے بہی کافی ہے لکن کچہہ اور تنبیہ اس گنگوہی کی غلط فہمی پر سر دیجاوے تو خالی نفع سے نہین ہے

مولف انوار ساطعہ نے وہابیہ کے اس بات کے جواب مین کہ تعین سورت نماز مین مکروہ پس ایصال قرآن
وغیرہ مین بہی تعین دن ہوتا ہے مکروہ کہا تہا کہ تمہارا قول ہو کہ قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے اور اپنے مطلب کو بہی
تم جواز قیاس کرتے ہو جائز ہے ہم اس سے قطع کر کے کہتے ہین کہ تعین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر
کرنا صحیح نہین ہے اور تمہاری دلیل تام نہین سورت کی کراہت تو جب ہو کہ ایک ہی سورت پڑہنا
واجب جانے دوسرے یہ کہ جاہل کو اعتقاد ہو جاوے کہ ایک ہی سورت واجب دوسری نہین
مین کہتا ہون قوی وجہ کراہت کے اول ہے گنگوہی کا یہ ہذیان اوسکے جواب مین ہے (تقریر مختصر
یہ کہ مقید کرنا کسی مطلق کا شرعا بدعت ومکروہ ہے جیسا کہ فقہا نے اس قاعدہ کے سبب سے لکہا ہے کہ کسی
نماز مین کسی سورت کو موقت نکرے اگر ایسا کریگا تو مکروہ وبدعت ہوگا پس جب صلوۃ مین انکا حسب قاعدہ کے
تعین سورت مکروہ ہوا ایصال مین بہی حسب قاعدہ کلیہ کے تعیین وقت اور ہیئت کے ہوویگی خلاصہ
دلیل مانعین بدعت کا یہ تہا جسکو مولف نے اپنے حوصلہ کے موافق نقل کیا اب چونکہ مولف نے اس
مسئلہ تعین سورۃ مین اپنے حوصلہ علم کا ظہور ظاہر تو اسکو نہو کہ ہدایہ مین لکہا ہے ویکرہ ان یوقت بشیء
من القران شیء من الصلوۃ لان ہجران الباقی وایہام التفضیل انتہی سو یہ جزیہ ایک کلیہ کا
ہے کہ اوس مین تمام عبادات عادات مطلقہ کا تقیید کرنا شارع نے ممنوع کر دیا ایک جزئی اوسکی تعیین

سورہ ہی ہے جیساکہ اوپر واضح ہولیا تو مولف اس جزئی کو مقیس علیہ اور سیوم کے مسئلہ کو مقیس محض رائے
سی سمجھ گیا کیا فہم ہے یہ نہیں جانتا کہ جب کلی امر کا ارشاد ہو تو اوسکی جملہ جزئیات محکوم ہوگئی گویا فرد کا نام لے لیا
جب یا ایہا الناس فرمایا تو زید عمر و بکر عبد السمیع سبکو نام بنام حکم ہوگیا کسی جزئی کو مقیس نہیں کہہ سکتے
اسیطرح جب تقیید مطلق کو منع فرمادیا تو سب جزئیات اوسکے خواہ تعین سورہ ہو خواہ تعین روز شیوم
ہو خواہ تعین نحو دیگر ہو سب ممنوع بالنص الکلی ہوگئی مانعین بدعت کے کلام قیاس نہیں بلکہ جو جزئی اس کلیہ میں
مشہور اور ظاہر متفق علیہ ہے اوسکے نظیر دیگر اور امثال سے فرمایش کرکے دوسرے مندرجہ اس کلیہ کو ظاہر
اور الزام کرنا ہی کہ مبتدعین نے اوسکے اندراج تحت ہذہ الکلیہ نہیں سمجھا تہا پس قیاس کہاں ہے مولف کو
عقل نہیں ہے کہ کلیہ کو اور قیاس کو ہتیا کر سکے) **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق الانیق معلوم
نہیں گنگوہی کو اسقدر بے فہمی کہاں سے آگئی ہے ایسے لغو و کجیر تقریر کرتا ہے فقہا اس سبب سے کہ کسی نے مطلق کو
مقید کرنا بدعت ہے سورت کو بوقت کرنا بدعت لکہا ہے یہ کلام گنگوہی بالفعل غیر محصل ہے خود گنگوہی نے
عبارت ہدایہ کی نقل کی اور اوس عبارت میں وجہ کراہت صاحب ہدایہ ہجران باقی قرآن کا اور تفضیل سورت
معیہ ایہام ہونا فرماتی ہے اور اوپر عینی شرح ہدایہ سے گذر چکا ہی کہ بدلیل آیت قرآنیہ ہجران باقی قرآن کا
ممنوع ہے اور تفضیل قرآن کی بعض آیت و سورت کی بعض دوسرے پر ناجائز ہے پس تعین سورت کے
کراہت کی یہ وجہ فقہا فرماتے نہیں نہ یہ کسی مطلق کا مقید کرنا درست نہیں یہ گنگوہی بے فہمی سے واسطے بنا
فاسد علی الفاسد کرنے کو سورت کی کراہت بوجہ فقہا کے نزدیک ہونا بیان کرتا ہی اگر اوسکو سبب کراہت
فقہا کے نزدیک ہونا ثابت کرتا ہی اس عبارت ہدایہ میں تو اسکا ذکر بہی نہیں اور یہ تعمیم اطلاق بہی غلط ہے
فی نفسہ کہ کسی مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے یہ فقط نص مطلق کے بارہ میں کہ اوسکا مقید کرنا درست
نہیں ہے اور مقید مطلق کا ورود معا ہووے اور دونوں مثبت ہووین نفی نہووے مع اتحاد سبب کے
تو مطلق کو مقید پر حملکرتے ہین اور قید مانلیتے ہین فی مسلم وانکان مثبتین فان وردا معًا والسبب
واحد حمل المطلق علیہ ضرورۃ ان السبب لایوجب المتنافیین والمعیۃ قرینۃ البیان کقولہ تعالی
فصیام ثلثۃ ایام مع قراۃ ابن مسعود متتابعات ومن ثم قال اصحابنا بوجوب التتابع فی صوم کفارۃ
الیمین وان جہل التاریخ فکذلک لعدم الترجیح فیترجح البیان انتہی اس گنگوہی کے کلام
سابق میں گذرا ہی کہ تقیید مطلق کے ناجائز ہونے پر اجماع ہے اوسکا بطلان بہی ہوگیا اور یہ تو ہمارے
نزدیک بہی تقیید مطلق جائز امام شافعی رح بعض ایسے جگہون میں جائز فرماتے ہین کہ حنفیہ کے نزدیک ناجائز

پس اجماع بتانے مین بہی جہالت اسکی ظاہر ہوگئی اور علی العموم کہنا عدم جواز تقیید مطلق کا بہی غلط
ہوگیا اور فقہا رنے وجہ کراہت تعیین سورت جو بیان کی وہ یہ نہین ہے جو گنگوہی بتاتا ہی اسمین بہی
بیعلمی ثابت ہوگئی اب اس پر بنا رکیا تہا کراہت تعین روز سیوم کو اوسکا ثبوت بہی نہوا اور سورت کے
تعین جس وجہ سے مکروہ ہے کہ ہجران باقی قران وایہام تفضیل بعض سورت کی بعض پر وہ تعیین روز
سیوم مین موجود نہین کیونکہ تیسرا دن معین کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ بعض قرآن سے اعراض
وہجران ہووے اور نہ تفضیل بعض سورت کے بعض پر کیونکہ یہ تو جب لازم آتا کہ پورا قران نہ پڑہا جاتا
سیوم مین جب پورا قران پڑہا جاتا ہی تو یہ وجہ مفقود ہی جو کراہت کے تہے اور گنگوہی جو تقیید مطلق کو
کلیہ بناکر تمام عبارات وعادات مطلقہ کا تقیید مطلق کو شارع کا منع کردینا بتاتا ہی اور تعیین کو بہی اوسکی
جزئی قرار دیتا ہے غیر مسلم ہی شارع نے تمام عبادات وعادات مطلقہ کا تقیید بایمعنی کہ آسانی کیواسطے
یا کسی دوسرے مصلحت کے واسطے وقت معین کرنا عبادات کا یا عادات کا منع کیا ہے غلط محض ہے اور
نہ کسی فقیہ نے یہ عامہ قاعدہ بیان کیا ہے گنگوہی سچا ہے تو بحوالہ کتب یہ ثابت کردی ورنہ کذب محض ہے
اور تعیین سورت تو ہجران باقی قرآن ایہام تفضیل کی جزئی ہے ایسے تقیید مطلق جو گنگوہی نے اپنی ذہن سے
گہڑی ہے اوسکی جزئی ہونا ہرگز مسلم نہین ہے اگر یہی ہے تو تعطیل مدرسہ دیوبند ماہ رمضان اور
جمعہ مین اور امتحان ہونا شعبان مین اور دستاربندی ضرور ہونا اور لوگونکو بلانا بجاسے تمام توقیت وتعین ہین
انکی جواز کے بہی کوئی نص موجود نہین یہ بہی کلیہ گنگوہی کے جزئیات ہین تمام مکروہ وحرام ہوجاوینگے سچا ہے
تو کوئی نص توقیت وتعیین کے جواز کے پیش کرے اور فی الواقع جو تقیید مطلق کی فقہا رکے نزدیک ناجائز ہے
کہ کسی نص مطلق مین کوئی قید لگائی جاوے کہ اس قید کا ہونا جواز اوسی فعل کے واسطے ضرور ہووے اور
بدون اوس قید کے عدم جواز اور نہ ادا ہونے مامور کا کیا جاوے جیسا کہ امام شافعی صاحبؒ کفارہ
یمین مین جو غلام آزاد کرنیکا حکم ہے اور قرآن شریف مین غلام مؤمن ہونیکی قید نہین ہے کفارہ قتل
پر قیاس کرکے مؤمن ہونیکی قید لگاتے ہین اور بلا قید مؤمن ہونے کے کفارہ یمین کا ادا ہونا جائز نہین جانتے
ہین ایسے تقیید مطلق بہی روز سیوم وچہلم وجمعرات ونخود مین موجود نہین کہ کوئی مسلمان یہ اعتقاد کرتا ہووے
کہ یہ اوقات اور نخود نہونگے تو صدقات وثواب کا وجود وثبوت ہرگز نہوگا اور نہ خود پر کلمہ نہ پڑہا جاویگا
تو ایصال ثواب کلمہ کا نہوگا پس جو فی الواقع تقیید مطلق ہے اوسکا وجود بہی نہین اور جس وجہ کراہت
تعیین سورہ فقہا ر فرماتے وہ بہی نہین ہے ایسے لغویات باتون گنگوہی سے کیا ہوتا ہے اور کلیہ بنانا ہے

اصل غرض گنگوہی کے یہ ہی کہ مؤلف انوار کا اعتراض کہ تم تعیین سورت پر قیاس سیوم کو کرتے ہو اور
تم خود کہتے ہو کہ قیاس کام مجتہد کا ہی مرتفع ہو جاوے اور اوس اعتراض کا جواب ہو جاوے اور نہ لازم
آوے کہ تعیین سورت پر یہ قیاس کیا ہے سیوم کو پس جاننا چاہیے کہ قیاس میں چار چیزیں ہوتی ہیں
ایک مشبہ بہ ایک مشبہ ایک حکم اور ایک وصف جامع نبیذ تمر کو قیاس خمر پر کریں اسطرح اوسکی
تقریر و تصویر ہو ویگی نبیذ مسکر ہی مثل خمر کی اور خمر حرام ہے بسبب مسکر کے پس نبیذ حرام ہے بسبب
اسکار نبیذ مشبہ ہے اور خمر مشبہ بہ ہے اور حکم حرام ہے اور اسکار وصف جامع دونوں نبیذ او خمر میں
التحقیق ان القیاس مجتہد کسائر الحجج فرکنا المقلد متان اولا فانما یتحصل ان بہ ارکان ثانیا فانما الارکان
الارکان وھی الامور الاربعۃ کما فی قولك النبیذ مسکر کالخمر والخمر حرام للاسکار فالنبیذ حرام
انتہی ما مسلم الثبوت وشرحہ لبحر العلوم وہی ارکان قیاس تقریر وہابیہ میں موجود ہیں کہ سیوم کی تعین
کو مانند تعین سورت کی کہتے اور حکم کراہت لگاتے ہیں اور وصف جامع گنگوہی نے نئے کہڑے کیا تقیید
مطلق وہی تقریر و تصور یہاں موجود ہی کہ سیوم معین ہے مانند سورت معین کے اور سورت معین
مکروہ واسطے تقیید مطلق ہے پس سیوم مکروہ ہے واسطے تقیید مطلق کی اب گنگوہی اسکے قیاس ہونیکا
انکار کرے تو یہ انکار جہالت و سفاہت صرف ہے پس بلا شبہ اعتراض مولف انوار کا وارد ہے اور
گنگوہی ہذیان ہے کہ یہ جزیہ کلیہ مرتفع نہیں وصف جامع جزئی خاص نہیں ہوتی ہے کلیہ بہی ہوتی ہے
کلیہ کے ثبوت سے قیاس ہونا دفع نہیں ہوتا اور کلیۃ ثبوت کسی چیز کا شارع سے ہو جاوے تو تمام جزئیات
کا ثبوت ہو جانا مسلم ہے لکن اس محل میں ثبوت اس کلیہ کے تقیید مطلق تمام عبادات و عادات میں ہر
طرح سے خواہ مخالف کسی دلیل کے ہووے یا نہووے شارع سے اور کسی فقیہ سے ممنوع ہے اور یہ جزئی
گنگوہی کی کہ سیوم وغیرہ کا تعین ہے اس کلیہ اختراعیہ کی جزئی ہے پس اس کلیہ کا ثبوت شارع و فقہا
سے نہیں تو اس جزئی کی کراہت جو اوسکی جزئی کی اوسکا ثبوت کسطرح ہو جاویگا اور جو تقیید مطلق
غیر جائز ہے جسکا ذکر اوپر چند مرتبہ ہو چکا ہے جس سے نسخ اطلاق نص ہووے وہ یہاں موجود نہیں پس
سیوم کسی کلیہ شرعیہ کی جزئی نہیں اور تعیین سورت دوسرے کے تحت میں داخل کہ وہ ایہام تفضیل
و ہجران باقی قرآن کا ہے نہ اوس کلیہ کے جزئی جو گنگوہی بنا رکہے ہے پس قیاس ہی کیا گنگوہی نے وہ بہی فی
نفسہ باطل اسیواسطے غیر مجتہد کو قیاس کرنا ناجائز ہے کہ ہو کچہ ہی پہچان کچہہ لیتا ہے اور اگر کسی حکم کا
مناط مجتہدین کے نزدیک کوئی کلیہ ہو اور اس کلیہ کا وجود کسی جگہہ واضح ہو جاوے علما کاملین ہیں

اگرچہ وہ علماء مجتہدین مین سے نہون تو وہ حکم جسکا وہ کلیہ مجتہدین کے نزدیک مناط مقرر ہو چکا ہی اوس
جگہہ پر جہان اوس کلیہ کا وضوح ہے توبے شبہ جاری کرنا درست ہے اوس کو قیاس نکہینگے لکن یہ حکم
جاری کرنا ایسے علماء کا کام ہے جنکو معلوم ہوسکتا ہی کہ یہ مناط فلان حکم کا مجتہدین کے نزدیک قرار پاچکا ہے
اور وہ مناط جو قاعدہ کلیہ کسی جائی خاص مین پایا جانا بہی محقق ہوی ایسے کم علم و بے انصاف کو جیسے گنگوہی
کہ نہ یہ خبر کہ اس کا حکم مناط کونسا کلیہ ہے اور نہ اوس کلیہ کا حصہ وہان موجود ہونا اوسکو معلوم یہ حکم جاری
کرنا درست نہین ہے کلاہ خسروی وتاج شاہی :: بہر کل کی رسد حاشا و کلا اسی محل مین ہدایہ کے عبارت
جو نقلکی جس سے واضح ہی کہ ہجران باقی قرآن وایہام و تفضیل وجہ کراہت تعیین سورت کی ہے اور پہر اسکو
چہوڑکر واہی تباہی کہنا شروع کردیا اس شخص کو علم و انصاف ہوتا تو ایسا کیون کہتا اور یہ صرف اسنے اسہی
غرض سے کہا ہی کہ ہجران باقی قرآن ایہام تفضیل سیوم و چہلم و جمعرات و میلاد شریف و نحوہ مین موجود
نہین ہے اور اس سبب سے کراہت ان امور کے تو ثابت نہین اب ایک قاعدہ عامہ اپنے شکم سے نکالنا
جو اس سے عام ہووے اور اوسکو بہی ایسا عام گہڑنا چاہی کہ تمام جہان کے اسبا اپنے نفس کے اور
زعم فاسد کے مخالف ہین تمام مکروہ ہوجاوین اور اتنی خبر نفرعون موسی مشہور اپنی بیعلمی و بے انصافی
ظاہر کردیا اور بدلہ نفع نقصان وخسران ہوگا اور سیوم وغیرہ کو جو ممنوع بالنص الکلی بتا رہا ہی نہ معلوم
وہ کونسے دن اس گنگوہی کے شکم سے برآمد ہوگی جو جو نصین اپنے نزدیک مانند کل بدعة ضلالة کی اور تخصیص
صوم جمعہ کے وامثالہا لئے انکل پچو پیش کردین نہین اوسکا تو حال معلوم ہوچکا کہ اوسنے ان امور کے
کراہت ہرگز ثابت نہین اور نص اس بارہ مین موجود نہووے تو اوسکو بدعت کہدینا بہی خصوصًا ایسے امور
مرسومہ مین باطل ہوچکا ہی کہ بدعت سیہ نہین بلکہ اباحت اصلیہ ہے عبارت مسلم الثبوت کی تحت احکام کے
مقام ہم نقل کرچکی ہین اور حدیث ما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ اس کیطرف بہی اشارہ کرچکے ہین اوسنے ان امور
سیوم وغیرہ کا جواز ظاہر ہے اور استحسان مسلمین مزید ان ہی دونون کے اور مسلم الثبوت و شرحہ کی بحث قیاس
سی تو اگر پہلے عبارات وحدیث سے اقوعان حاصل نہین ہے تو عدم المدرك للحكم بخصوصه في واقعة واقعة
مدرك للاباحة الشرعية لدلالة الدليل السمعي عليه كما مر في الاحكام فتذكر انتهى منصفين کو تو کافی
معاندین کا علاج نہین ہی پس نص کلی سے ممنوعیت جو گنگوہی ان امور کو بتاتا تہا وہ ثابت نہین اور اباحت ثابت ہے
اور وہابیہ کا کلام قیاس فاسد ہے جو تعیین سورت پر کرتے ہین اور تعیین سورت نظیر و مثال قرار دیتا یہی قیاس کرنا
اثبات حکم کی حالت مین جس چیز کو مشہور و معروف کی نظیر و مثال دیجاتی ہین وہی قیاس ہوتا ہی علماء

تحقیقین

محققین جواز قیاس کے ثبوت کی دلیل اس حدیث نبوی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے قبلۂ صائم سے
دریافت کیا آنحضرت نے فرمایا تومضمضت یعنے قبلۂ صائم کا مانند مضمضہ کے اس امر مین کہ جیسے مضمضہ مقدمہ
اکل کا ہی ہے ایسے ہی قبلہ مقدمہ جماع کا ہے مضمضہ سے نہ افطار ہوتا تم سب جانتے ہو ایسے قبلہ سے بھی نہین
جاتا ہی اور ایک عورت خثعمیہ نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ اپنے باپ کے طرف سے حج کر دیوے آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنے باپ کیطرفسے دین ادا کردے تو درست ہی یا نہین تو اوس عورت نے کہا ہان تو آپنے صلعم فرمایا
کہ دین اللہ کا احق ہے ساقطہ اکرتین فی التفسیر الکبیر تحت آیۃ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
الایۃ کے فعلمنا انہ لابد وان یکون المراد فرد وہا الی واقعۃ تشبیہہا فی الصورۃ والصفۃ ثم ان المعنی الذی قلنا
یوکد بالخبر والاثر واما الخبر فہو انہم لما سالوہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قبلۃ الصائم فقال علیہ الصلوۃ والسلام
ارأیت لو تمضمضت یعنے المضمضۃ مقدمۃ الاکل کما ان القبلۃ مقدمۃ الجماع فکما ان تلک المضمضۃ لم تنقض
الصوم فکذا القبلۃ ولما سئلۃ الخثعمیۃ عن الحج فقال علیہ السلام ارأیت لو کان علی ابیک دین فقضیتہ
ہل یجزی ہے فقالت نعم قال علیہ الصلوۃ والسلام فدین اللہ احق بالقضاء انتہی بقدر الحاجۃ پس یہان آنحضرت
صلعم نے مضمضۃ و دین کے نظیر دیکر فہمائش کی اور دین کا ادا ہو جانا اور دوسرے کی ادا کرنے اور مضمضہ سے
روزہ نہ جانا مشہور و معروف ہے یہ دونون یعنے مضمضہ و دین مقیس علیہ آنحضرت صلعم کے قول مین قرار
دیجاتی ہین پس اس سے واضح ہے کہ مثال و نظیر مشہور مقیس علیہ ہوتی اور جسکو قیاس کیا ہے اس پر وہ مقیس ہے
گنگوہی اپنی زبان سے ایسے کلمات بولتا ہی جس سے مقیس علیہ و مقیس ہونا ثابت ہوتا ہی لیکن اسقدر خبر نہین
سبب نشہ نتے اب تعصب و بے علمی کی کہ اپنے قول کو سمجھے جو بات اسکی قول سے ثابت ہوتی اوسکا ہی انکار
کرتا ہی و نظیر و مثال مشہور کہ یہان یقینی صورت ہی مقیس علیہ اور یہ کلام و نا بیہ اہل بدعت ضلالت قیاس
ہوا گنگوہی کا انکار اوسکے قول سے رد ہوتا ہی اور اوسکی بے علمی و بے عقلی سے خبر دیتا ہی اب مولف کو
عقل نہین یا خود گنگوہی کو عقل کہ یہ قیاس صاف ہے اور اسکی عقل مین نہین آتا ہی اب بڑے گنگوہی
اس مصرع کو نہ ین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا **گنگوہی** صفحہ ١٠٥ اپنی بیفہمی سے سورتہ و ہر و غیرہ
تاکہ تخصیص کا ثبوت آنحضرت صلعم سے بتاتا ہی اور یہ جہالت صرف ہے انہین سورت کی تخصیص کا انکار ہمارے
علماء کرتے ہین اور اوپر عینی سے ہم نے نقل کر دیا کہ جمعہ ان سورتونکی سوا دوسرے سورت بھی آنحضرت صلعم نے
پڑہے کبھی یہ اور کبھی اور پس تخصیص اس حالت مین کہان اسکو تخصیص کے معنے سے بھی خبر نہین لفظ تخصیص
سنلیا معنے نہین جانتا اور اسی صفحہ مین امام صاحب کا مداوم کو مکروہ فرمانا بتاتا ہے اور جاہل اوپر گذرچکے

بحوالہ عینی کے کہ امام صاحب ملازمت اور مداومت او سوقت مکروہ جانتے ہین کہ جب غیر کے جواز کا اعتقاد
نہو اور اس حالت مداومت امام شافعی صاحب بہی مکروہ جانتے ہین اور اگر سورت معینہ پر ملازمت و مداومت
کرے اور باوجو مداومت و ملازمت کے غیر کے جواز کا معتقد ہووے کراہت نہین پس مداومت علی الاطلاق
امام صاحب کے مکروہ بتانے مین یہ گنگوہی مفتری ہوا امام صاحب پر اسی صفحہ مین کہتا ہے کہ (ہدایہ نے
دو دلیل کا اشارہ کیا ہی کہ جب شرع مین سور جائز ہین تو ایک کے دوام مین باقی سور کا ترک ہوگا ہجران باقی قرآن کا
ہوا اور ہی تقیید مطلق ہوئی **اقول** وباللہ التوفیق پہلی ہی لبسم اللہ کہنا ہدایہ نے دو دلیل کا اشارہ حق
عبارت یہ تہا کہ صاحب ہدایہ نے دو دلیلین بیان کین خیر ایسے سفاہت اس سے بہت جائی وقوع مین
آئی ہین ہمنے اکثر جای مواخذ نہین قائل شرعیہ پر ہے اکتفا یہ قول کہ جب شرع مین سب سور جائز ہوین
گنگوہی نے اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے ہدایہ مین یہ نہین ہے اور یہ کچھ مفید نہین زائد ہے کوئی مطلب اسپر
موقوف اور کوئی اس سے نکلتی نہین اور قول وہی تقیید مطلق ہے یہ بہی ایجاد گنگوہی کی ہے صاحب ہدایہ
نے یہ نہین کہا ہے لفظ وہی اس قول مین کلمہ حصر کا ہی جس سے واضح ہی تقیید مطلق ہجران باقی مین ہی اوسکی
غیر مین یعنے ہجران باقی نہو تو تقیید مطلق نہین ہے اور محض غلط ہے بدون ہجران کے بہی تقیید مطلق
تعیین سورت مین ممکن ہے باین طور کہ ایک سورت مانند سورت جمعہ کو تو کوئی ادا جمعہ کیواسطے فرض جانے
اور بغیر اسکے نماز کا جواز نہ جانے اور اسکے ساتھہ ہی دوسری بہی سورت کبہی کوئی پڑلیا کرے یہانتک
کہ اوس سورت کے ساتھ تہوڑا تہوڑا کرکے تمام پڑہلیا تو دیکہو یہان ہجران باقی تو نہین ہے لکن تقیید مطلق
یہان موجود ہے کہ آیت فقرؤا سے فرضیت قرائت علی الاطلاق معلوم ہے خواہ کہین سے ہووے اور
اس شخص نے پہلا سورت جمعہ کو ہی فرض ادا ہونے کیواسطے ضرور فرض جانا ہے آیت کا مقتضی یہ تہا کہ بدون
اسکے بہی فرض دوسرے آیت و سورت سے بہی ادا ہو جاتا ہی پس یہان تقیید لازم آئی اور ہجران نہین ہے
پس قول گنگوہی غلط محض اب یہ بہی جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص کسیصورت مانند کو کسی نماز کیواسطے
مانند نماز جمعہ کیواسطے واجب جانے اور فرض نجانے تب تقیید مطلق لازم نہین آتی ہے اسلیئے کہ اوپر
تلویح و توضیح سے گذر چکا ہی کہ فاتحہ باوجودیکہ ہم واجب کہتے تب بہی زیادت کتاب خبر واحد سے نہین آتی
اور نسخ عموم آیت فاقرؤا نہین لازم آتا ہی یہ فرضیت کی صورت مین لازم آتا ہی یعنے فاتحہ فرض کہتے تو
لازم یہ نسخ عموم و اطلاق کا لازم آتا اور واجب کہنے سے فرض اطلاق و عموم اپنے حال پر رہتا ہے
اور اسمین فرق نہین آتا ہی اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ تقیید و تخصیص او سوقت ہوتی کہ جس درجہ و

درتبہ کا حکم اوس نص مطلق وعام اوسہی درجہ ورتبہ کا اور قید لگانے اور تخصیص کرنے مین بہی پایا جاوے یعنے
نص مطلق وعام سے فرض ثابت ہووے تو دوسرے امر کے ساتھ اوسکی تقیید وتخصیص بہی فرض عمل دو
کیجاوے اوسوقت تقیید مطلق وتخصیص ہوویگی اور اس سے کمدرجہ کا حکم مانند واجب وسنت ومستحب و
مباح اوسکی تقیید وتخصیص کا حکم قرار دیا جاوے تو تقیید وتخصیص مطلق وعام کی نہوگی پس اسمحل مین
صاحب ہدایہ کو یہ مدنظر ہے کہ کوئی واجب جانے توقیت سورت کو وہ مکروہ اب اس کراہت وجہ کہ
ہرگز نہین ہو سکتی کہ تقیید مطلق وتخصیص عام کی لازم آتی ہے کیونکہ یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ مطلق وعام
مثلاً فاقرؤا کا حکم تو فرض ہے وہ واجب سے مرتفع نہین ہوتا ہی پس عموم فرض واطلاق فرض اپنی
حالت پر رہتا ہی اور تقیید مطلق وتخصیص عام مین اوس اطلاق وعموم رفع ہوتا ہوتا ہی اور یہان وہ مفقود ہے
پس تقیید مطلق وتخصیص وزیادت علی الکتاب یہان وجہ نہین بنسکتی ہے اسیواسطے صاحب ہدایہ یہ
نفرمایا اور ہجران باقی ایہام تفضیل کہ ممنوعیت انکی ثابت اونکو وجہ کراہت دیا کہ واجب جاننیکی حالتمین
یہ ہجران باقی قرآن وایہام تفضیل دونون لازم آوینگے اور بدون واجب جاننے کے مداومت مین
ایہام تفضیل لازم آویگی اور یہ دونون ممنوع ہین اور ادنے منع کا کراہت ہے پس کراہت ثابت ہوئی
پس تقیید اس محل مین وجہ کراہت نہ تو ثابت ہدایہ قرار دیا ہے اور بر تقدیر مذکور یہ وجہ مستقیم ہے فقط
یہ کج فہمی گنگوہی سقیم ہے جو مستحق نار جحیم ہے اگر بے توبہ مریگا اور ایمان لایا تو خدا تعالی غفور رحیم گنگوہی
صفحہ ۱۰۶ از قول طحاوی اوسبجابی کا کہ کراہت تعیین سورت مین اوسوقت ہی کہ وجوب کا اعتقاد کرے اور
ترک کو مکروہ جانے الخ نقل کرکے کہتا ہی پس اسصورت مین قید وجوب اعتقاد کی لغو ہوگئی کیونکہ جب
دوام مطلقاً مکروہ ہی تو بر قید اعتقاد سے کیا نفع نکلا اسواسطے فتح القدیر نے اعتراض کیا اور کہا والحق
ان المداومة مطلقاً سواء رآه حتما اولا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی بے ادب کو اوپر وجوب
اعتقاد کے قید کے سبب سے مداومت کا مکروہ اور بدون اس اعتقاد کے مکروہ امام ابی حنیفہ صاحب کے
مذہب کے نزدیک عینی سے معلوم ہو چکا ہی اور اسکی تصریح طحاوی واسبجابی بہی کر رہی ہین اور یہ بے ادب
اس قید کو لغو بتاتا ہی اتنا بہی ادب نہین آئمہ مذاہب کے کہ ایسے کلمات سے باز رہے امام ابن الہمام
صاحب فتح القدیر کا رتبہ اجتہاد کو پہونچنا در مختار مین لکہا ہے اونہون نے بہی لغو ہونا بسبب ادب کے
نفرمایا اور اس سیئی الادب نے اسواسطے کہ کوئی نادان لغو ہونا قید اعتقاد وجوب کا اذعان کرلے
اور اسکے قول کو حق جان لے اعتراض امام ابن الہمام رح کو ذکر کر دیا اور اسقدر نجانا کہ یہ ضرور نہین کہ ہر اعتراض

معترض کی صحیح وقوی دفی نفس الامر صحیح وقوی ہونا ضرور نہین ہے دوسری یہ کہ اس اعتراض کا جواب
بہی علامہ شامی نے دیا ہے اور قول طحاوی و سجانی کے معنی بیان کر دی ہین اگر اعتقاد وجوب
ہی تو تغیر مشروع کے سبب سے مکروہ ہے اور اگر یہ اعتقاد نہین ہے تو ایہام جاہل کے سبب سے مکروہ ہے
عبارت شامی کی یہ ہے واعترضہ فی الفتح بانہ لا تحریر فیہ لان الکلام فی المداومۃ اھ واقول
حاصل معنی کلام ہذین الشیخین بیان وجہ الکراہۃ فی المداومۃ وھو انہ ان رای
ذلک حتمًا یکرہ من حیث تغیر المشروع والا یکرہ من حیث ایہام الجاہل وبہذا الحمل یتایید
ایضًا کلام الفتح السابق ویندفع اعتراضہ السابق فتدبر انتہی اس عبارت علامہ مین مندفع
ہونا اعتراض امام ابن الہمام رح کا ظاہر ہے اور عدم لغویت اعتقاد وجوب کے ثابت ہے اور قید
اعتقاد سے نفع ہونا واضح ہے گنگوہی کے ہذیان کا بلا فائدہ ہونا لائح ہے گنگوہی صفحہ مذکور بالا ترمین
مین اب اسکا جواب دیتے ہین جو مولف انوار کراہت تعیین سورت کی اسوجہ کو قوی کہا کہ اعتقاد وجوب
ہووے اور بدون اعتقاد وجوب کے کسی دوسری وجہ سے پڑہے تو اوسکی کراہت رفع ہونا اس حدیث
سے ثابت کی کہ ایک امام ہمیشہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ پڑہتا تہا لوگون نے اسکی شکایت آنحضرت ص سے
کی آپنے اوس سے دریافت کیا کہ اوسنے یہ وجہ گذاری کہ یہ سورت مجکو محبوب ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ تجہکو اسکی محبت جنت مین داخل کریگی اور یہ کلام اس شخص کا جب سنکر آپکو معلوم ہوا کہ پڑہنا اسکا
اعتقاد وجوب کے سبب سے نہین دوسری وجہ سے ہے تو اوسکو منع نفرمایا اسکا جواب گنگوہی فرماتے ہین
جس علت کو کل علما فقہا قبول کرین مولف اوسکو ضعیف بتاوے بہلا اس نخوت کا کیا ٹہکانا ہی اور ایسے
محققین پر طعن کرنا اس فخر کی کوئی نہایت ہی اقول وباللہ التوفیق یہ کیا جواب ہے جو گنگوہی دیتا ہے
جواب جب ہوتا کہ مولف نے ضعیف کہا تہا گنگوہی قوی ہونا ثابت کر دیتا اور فقہا نے اس علت
کو قبول کیا ہے اس سے گنگوہی کو کیا فائدہ اور مولف انوار کو کیا نقصان قبول کرنیکا مولف کب انکار
کرتا ہی کلام قوی و ضعیف ہوتی ہین اور راجح و مرجوح ہوتی ہین یہی فقہا کا قبول کرنا اس پر کب دال ہے
کہ اوسکو وہ قوی بہی کہتے ہین بمقابلہ وجہ اعتقاد وجوب کے کیون نہین جائز ہے کہ انکے نزدیک بہی قوی
نہووے اور اوپر عینی سے منقول ہو چکا ہی کہ امام ابی حنیفہ صاحب کے نزدیک مداومت مین اوسوقت
کراہت کی کہ اوسکے غیر کو جائز نجانے مکروہ جانے اور اگر یہ اعتقاد عدم جواز غیر کراہت غیر ہووے
تو سورت معینہ پر مداومت دوسرے اغراض مصالح سہولت و تبرک وغیرہ کے سبب سے کرے تو کراہت

نہین ہے پس مذہب امام صاحب کا یہی ہوا کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین ہے اور یہ مقرر ہو چکا
ہے کہ سوائی قول امام کے دوسرے کے قول پر فتوے نہ دیا جاوے اور قول صاحبین یا احدہما یا غیرہما
کیطرف قول امام سے عدول نکیا جاوے مگر واسطے ضرورت کی مانند مسئلہ مزارعت کے اگرچہ مشائخ
نے فتوے صاحبین کے قول پر دیا ہووے تب بہی امام صاحب کے قول پر ہی فتوی دیا جاوے اسواسطے
کہ امام ابی حنیفہ صاحب کا مذہب و امام مقدم ہین پس اونکی ہی قول پر فتوے دینا واجب ہے اگرچہ یہ معلوم
ہووے کہ کہان فرماتی ہین چنانچہ سیوم جلد مین علامہ شامی لکہتے ہین وکذا لا تخییر لو کان احدہما قول الامام
والآخر قول غیرہ لانہ لما تعارض التصحیحان وساقطنا فرجعنا الی الاصل وہو تقدیم قول
الامام بل فی شہادات الفتاوی الخیریۃ المقرر عندنا انہ لا یفتی ولا یعمل بقول الامام ولا یعدل
عنہ الی قولہما او قول احدہما او غیرہما الا الضرورۃ کمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان
الفتوی علی قولہما لانہ صاحب المذہب والامام المقدم اہ ومثلہ فی البحر عند الکلام علی
اوقات الصلوۃ وفیہ من کتاب القضاء یحل الافتاء بقول الامام بل یجب وان لم یعلم من این
قال اہ پس جب مقرر یہی ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوے دیا جاوے اور صاحبین یا احدہما
یا غیرہما کے قول پر اگرچہ فتوے مشائخ نے دیدیا ہے نہ دیا جاوے سوائے مواضع مخصوصہ کے اور یہ اون
مواضع مین سے نہین تو اس محل مین بہی فتوے قول امام صاحب ہی پر ہوگا اور بمقابلہ امام صاحب کے
دوسرونکا قول ضعیف قرار پائیگا پس یہی وجہ کراہت تعیین سورت کی کہ اعتقاد وجوب وعدم جواز
غیر و کراہت غیر کا ہووے قوی ہوئی اور مقابل اوسکا غیر قوی وضعیف پس قول مولف انوار مستقیم ہے
اور اسمین کچہہ طعن محققین پر نہین ہے اور نہ اسمین فخر و نخوت ہے گنگوہی دریافت کرلے کسی عالم سے خدا
عالم ہوتا تو جانتا اس گنگوہی نے اعتقاد وجوب کو لغو کہدیا جس سے امام صاحب کے وجہ کا جو قوی ہے لغو
ہونا اور قول امام طحاوی و امام اسبیجابی کا لغو ہونا مفہوم ہے اسکو طعن کرنا محققین ومجتہدین پر نہین
جانتا اور مولف انوار سے ہرگز طعن مفہوم نہین ہے اوسکو طعن بتاتا ہے وتر کی ایک رکعت کی
انکار سے ایمان کا ٹہکانا نہونا بتاتا ہے جس سے تمام حنفیہ و امام حسن بصری و بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اوپر طعن واضح ہے اور انکے ایمانکا نہونا لازم آتا ہی اور ملا علیقاری و ابن حجر و جلال الدین وغیرہم محققین
مذکورین بالا کے اقوال کو باطل و بدعت اس گنگوہی نے کہا تو یہ تو طعن نہین اسکے اور یہ قول مولف
الانوار کا اسکے نزدیک طعن ہوگیا اسکو شرم وحیا نہین ایسی باتین کرتے ہوئے مولف انوار نے حدیث

قل ہو اللہ پر مداومت کرنا صحابی رضہ کا اور آنحضرت صلعم کا بعد معلوم ہونے اوسکے اعتقاد کی منع نکرنا ذکر
کیا تہا واسطے اثبات اس امر کی کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین تو گنگوہی صاحب اسکے جواب
مین اشارت دیا آنحضرت صلعم اوس صحابیکو قبول کرتے ہین لکن مداومت کے جواز کا انکار اپنے زعم کے
سبب سے کرتے ہین وجہ یہ گذارتے ہین کہ ایک صحابی رضہ ایسا کیا تہا کہ جماعت ہو رہی تہی رکوع فوت ہونیکے
خوف سے پہلے وصول کی صف تک رکوع کر لیا تہا رکوع ہی مین ہے دو قدم چلکر صف مین شامل ہو گئے تھے
آنحضرت صلعم نے فرمایا زادک اللہ حرصًا ولا تعد گنگوہی اس سے دلیل پکڑتے ہین باینطور کہ لا تعد ایک
روایت مین یہ فعل نصر ینصر سے ہے کہ پہر یہ کام مت کرنا دوسرے روایت مین لا تعد باب افعال سے ہے کہ اعادہ
صلوۃ مت کر دوسری روایت مین باوجودیکہ یہ فعل مذموم تہا مگر آپنے صراحۃً منع نہین فرمایا مدح بہی
کر دی بس اسکی نظیر قل ہو اللہ کی حدیث ہے کہ طرز تعلیم و فعل آپکے خلاف تہا اسکی صراحۃً منع کی ضرورت
نہوئی اشارۃً منع فرمایا تہا تسلیم کیا کہ اجازت دیدے اگر مگر ہجران باقی کا نہ تہا وہ ہر رکعت مین دوسرے
سورت بہی پڑہتے تھے اور افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل قل ہو اللہ آنحضرت صلعم فرما چکے تھے کہ ثلث
قرآن ہے تو فضل منصوص مین ایہام سے کیا علاقہ اور پہر وہ ایسا وقت تہا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب
اخص الخواص تھے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہو گئی تہی اوس قرن مین یہ دلیل کراہت موجود نہ تہی اور جواب ہے
اوسکے بعد یہ واقعہ حال تہا نہ حکم عام اور ایسے امر خلاف قواعد سے کہ کسی کو خصوصیت سے اجازت ہو جاوے
بلکہ قیاس عامل عامہ پر کیا جاتا ہے **اقول** و باللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق و التوفیق حدیث قل ہو اللہ
کو گنگوہی مانند حدیث رکوع صف صف قرار دیتا ہے اول تو حدیث رکوع کے معنے معلوم کرنا چاہیئے کہ
علماء محققین کیا بیان فرماتے ہین اور گنگوہی کیا بیان کرتا ہے محققین شارحین حدیث تو کلمہ لا تعد کو عود سے
ماخوذ مانکر یہ معنی بیان فرماتے ہین کہ پہر ایسا مت کر کہ اقتداء منفردا خلف صف کی کرے یا رکوع قبل
وصول سے صف تک کرے یا نماز مین طرف صف کے چلے پس اس مین امر فرمایا کہ جسجگہ تکبیر افتتاح و تحریمہ کے
ہے اوسہی جگہہ قائم رہو اور چونکہ آنحضرت صلعم اعادہ نماز کا اوس شخص کو امر نفرمایا تو اس سے معلوم ہوا
کہ خلف منفرد کہڑا ہونے سے نماز باطل نہین ہوتی اور بعض رواۃ لا تعد سکون عین و ضم دال کے ساتھ
ضبط کیا ہے ماخوذ عدو بمعنے دوڑنے سے اس تقدیر پر بعضے محققین نے یہ معنی بیان فرمائی کہ اسقدر
مت جلدی کر ساتہ دوڑنے کے پوہنچی شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں باز مگرد باین فعل کہ اقتداء منفردا
باشد خلف صف یا رکوع پیش از وصول بصف یا مشی بسوئے صف در نماز پس این امر است بایستادن

کہ احرام البتہ پس این حدیث دلالت دارد کہ انفراد خلف صف مبطل صلوٰۃ نیست زیرا کہ امر باعادہ صلوٰۃ نکرد و بعض رواہ ولا تعد بسکون عین وضم دال نیز ضبط کردہ اند از عدو بمعنی دویدن یعنے چندان شتاب و سعی مکن کہ بدویدن برسد و اول صحیح تر است روایۃ و درایۃ انتہی اور مجمع البحار مین لا تعد ماخوذ عود سے قرار دیکر وہی معنے و مطلب لیا ہے جو شیخ نے بیان کیا ہے اور لا تعدُ عدو سے ماخوذ مانکر ملا علی قاری نے مفاتیح شرح مصابیح یہ معنی بیان کئے ہین کہ نماز کیطرف چلنے مین جلدی اور صبر کر یہانتک کہ صف تک پہونچے تو پہر شروع کر زادک اللہ حرصًا ولا تعد الی الاقتداء منفردا او الی الرکوع قبل الوصول الی الصف او الی المشی الی الصف فی الصلوۃ فہو امر بالوقوف حیث احرم صف تعد بسکون عین وضم دال ای لا تسرع فی المشی الی الصلوۃ واصبر حتی تصل الی الصف ثم تشرع انتہی ان دونون لفظ سے لا تعدُ عود سے ماخوذ ہو یا لا تعدُ عدو سے ماخوذ منع فرمانا آنحضرت صلعم اوس صحابی کو مفہوم و معلوم ہے نماز مین چلنے سے وقبل وصول الی صف شروع کرنے سے شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کلام مین تصریح ہے کہ اول معنے صحیح تر ہین از روئے درایت و روایت کے ان شراح حدیث کے اقوال مین تو لا تعد باب افعال سے لیا ہی نہین ہے دونون نصر ینصر سے ہے ماخوذ ہین لکن ایک عود سے جو اجوف واوی ہے دوسرا عدو سے جو ناقص واوی ہے گنگوہی بدون حوالہ کسی محققین باب افعال بتاتا ہے اور معنی یہ کرتا ہے اعادہ نماز کا متکر اول یہی غلط معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ سے ماخوذ ہونا زعم کرتا ہے دوسرے یہ جہوٹے و غلط معنے اپنے شکم سے تراشتا ہے کہ اعادہ نماز کامت بالفرض اگر اعادہ سے یہ لفظ ماخوذ ہوتا یا ہووے یہ کیون جائز ہے کہ یہ معنے کئے جاوین کہ اعادہ اس فعل کا مت کر کہ قبل وصول صف نیت باندہے اور نماز مین چلے یہ معنے اول کے موافق ہو جاتے ہین انکو ترک کر کے واسطے بنا ر فاسد علی الفاسد کے اعادہ نماز سے منع کرنا بتاتا ہے یہ تحریف معنوی بلکہ لفظی ہی گنگوہی نے کی معنے وہی ہین جو محققین شراح سے ہمنے نقل کئے ہین ان مین صراحتہً منع فرمانا آنحضرت صلعم کا واضح ہے پس یہ قول گنگوہی کا کہ آپنے صراحتہً منع فرمایا غلط محض و بے علمی و بے فہمی معنی حدیث کے سے واضح ہے اگر بالفرض لا تعد اعادہ سے ماخوذ ہی ہووے اور معنی ہی وہ جو گنگوہی نے گہڑے ہین ہو وین جو ان شراح حدیث کی بیان کے خلاف ہین اور نماز کے اعادہ سے ہی منع فرمایا ہے تو دوسری روایت اول جو خود گنگوہی بیان کر چکا ہی اوس سے صراحتہً منع فرمانا ایسے فعل سے جو اون صحابی رضہ سے صادر ہوا تہا واضح ہے اس روایت کو کیا کریگا بہر صورت لا تعد سے منع فرمانا مفہوم ہے

قل ہو اللہ پر مداومت کرنا صحابی رضہ کا اور آنحضرت صلعم کا بعد معلوم ہونے اوسکے اعتقاد کی منع نکرنا ذکر
کیا تہا واسطے اثبات اس امر کی کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین تو گنگوہی صاحب اسکے جواب
مین اشارت دیا آنحضرت صلعم اوس صحابیکو قبول کرتے ہین لکن مداومت کے جواز کا انکار اپنے زعم کے
سبب سے کرتے ہین وجہ یہ گذارتے ہین کہ ایک صحابی رضہ ایسا کیا تہا کہ جماعت ہورہی تہی رکوع فوت ہونیکے
خوف سے پہلے وصول کی صف تک رکوع کرلیا تہا رکوع ہی مین ہے دو قدم چلکر صف مین شامل ہوگئے تھے
آنحضرت صلعم نے فرمایا زادک اللہ حرصًا ولا تعد گنگوہی اس سے دلیل پکڑتے ہین بایںطور کہ لاتعد ایک
روایت مین یہ فعل نصر ینصر سے ہے کہ پہر یہ کام مت کرنا دوسرے روایت مین لا تعد باب افعال سے ہے کہ اعادہ
صلوۃ مت کر دوسری روایت مین باوجودیکہ یہ فعل مذموم تہا مگر آپنے صراحۃً منع نہین فرمایا مدح بہی
کردی پس اسکی نظیر قل ہو اللہ کی حدیث ہے کہ طرز تعلیم و فعل آپکے خلاف تہا اسکی صراحۃً منع کی ضرورت
ہوئی اشارۃً منع فرمایا تہا تسلیم کیا کہ اجازت دیدی لیکن مگر ہجران باقی کا نہ تہا وہ ہر رکعت مین دوسرے
سورت بہی پڑہتے تھے اور افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل قل ہو اللہ آنحضرت صلعم فرما چکے تھے کہ ثلث
قرآن ہے تو فضل منصوص مین ایہام سے کیا علاقہ اور پہر وہ ایسا وقت تہا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب
اخص الخواص تھے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہوگئی تہی اوس قرن مین یہ دلیل کراہت موجود نہ تہی اجاب سے
اوسکے بعد یہ واقعہ حال تہا نہ حکم عام اور ایسے امر خلاف قواعد سے کہ کسی کو خصوصیت سے اجازت ہوجاوے
بلکہ قیاس عامل عامہ پر کیا جاتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق والتوفیق حدیث قل ہو اللہ
کو گنگوہی مانند حدیث رکوع صف صف قرار دیتا ہے اول تو حدیث رکوع کے معنے معلوم کرنا چاہیئے کہ
علماء محققین کیا بیان فرماتے ہین اور گنگوہی کیا بیان کرتا ہے محققین شارحین حدیث تو کلمہ لا تعد کو عود سے
ماخوذ مانکر یہ معنی بیان فرماتے ہین کہ پہر ایسا مت کر کہ اقتداء منفردا خلف صف کی کرے یا رکوع قبل
وصول سے صف تک کرے یا نماز مین طرف صف کے چلے پس اس مین امر فرمایا کہ جسجگہ تکبیر افتتاح و تحریمہ کے
ہی اوسہی جگہ قائم رہو اور چونکہ آنحضرت صلعم اعادہ نماز کا اوس شخص کو امر نفرمایا تو اس سے معلوم ہوا
کہ خلف منفرد کہڑا ہونے سے نماز باطل نہین ہوتی اور بعض رواۃ لا تعد سکون عین و ضم دال کے ساتھ
ضبط کیا ہے ماخوذ عدو بمعنے دوڑنے سے اس تقدیر پر بعضے محققین نے یہ معنی بیان فرمائی کہ اسقدر
مت جلدی کر ساتہ دوڑنے کے پوچہی شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین بازمگرد باین فعل کہ اقتداء منفردا
باشد خلف صف یا رکوع پیش از وصول بصف یا مشی بسوئے صف در نماز پس این امر است بایستادن

دراثنای

کہ احرام البتہ پس این حدیث دلالت دارد کہ انفراد خلف صف مبطل صلوٰۃ نیست زیراکہ امر باعادہ صلوٰۃ نکرد و بعض رواۃ ولا تعد بسکون عین وضم دال نیز ضبط کردہ اند از عدو بمعنی دویدن یعنی چندان شتاب و سعی مکن کہ بدویدن برسد و اول صحیح تر است روایۃ و درایۃ انتہی اور مجمع البحار میں لا تعد ماخوذ عود سے قرار دیکر وہی معنے و مطلب لیا ہے جو شیخ نے بیان کیا ہے اور لا تعُد عدو سے ماخوذ ماننا نقلا عن مفاتیح شرح مصابیح یہ معنی بیان کئے ہین کہ نماز کیطرف چلنے مین جلدی اور صبر کر یہانتک کہ صف تک پہنچے تو پہر شروع کر زادک اللہ حرصاً ولا تعد الی الاقتداء منفردا او الی الرکوع قبل الوصول الی الصف او الی المشی الی الصف فی الصلوۃ فہو امر بالوقوف حیث احرم صف تعد بسکون عین وضم دال ای لا تسرع فی المشی الی الصلوۃ واصبر حتی تصل الی الصف ثم تشرع انتہی ان دونون لفظ سے لا تعُد عود سے ماخوذ ہو یا لا تعْدُ عدو سے ماخوذ منع فرمانا آنحضرت صلعم اوس صحابی کو مفہوم و معلوم نماز مین چلنے سے و قبل وصول الی صف شروع کرنے سے شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کلام مین تصریح ہے کہ اول معنے صحیح تر ہین از روئے درایت و روایت کے ان شراح حدیث کے اقوال مین تو لا تعد باب افعال سے لیا نہین ہے دونون نصر ینصر سے ہے ماخوذ ہین لکن ایک عود سے جو اجوف واوی ہے دوسرا عدو سے جو ناقص واوی ہے گنگوہی بدون حوالہ کسی محققین باب افعال بتاتا ہے اور معنی یہ کرتا ہے اعادہ نماز کا متکرر اول یہی غلط معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ سے ماخوذ ہونا زعم کرتا ہے دوسرے یہ جہوٹے و غلط معنے اپنے شکم سے تراشتا ہے کہ اعادہ نماز کا مت بالفرض اگر اعادہ سے یہ لفظ ماخوذ ہوتا یا ہووے یہ کیون جائز ہے کہ یہ معنے کئے جاوین کہ اعادہ اس فعل کا مت کر کہ قبل وصول صف نیت باندہی ہے اور نماز مین چلے یہ معنے اول کے موافق ہو جاتے ہین انکو ترک کر کے واسطے بنا ر فاسد علی الفاسد کے اعادہ نماز سے منع کرنا بتاتا ہے یہ تحریف معنوی بلکہ لفظی ہی گنگوہی نے کی معنے وہی ہین جو محققین شارح سے ہمنے نقل کئے ہین ان مین صراحۃً منع فرمانا آنحضرت صلعم کا واضح ہے پس یہ قول گنگوہی کا کہ آپنے صراحۃً منع فرمایا غلط محض و بے علمی و بے فہمی معنی حدیث کے سے واضح ہے اگر بالفرض لا تعد اعادہ سے ماخوذ ہی ہووے اور معنی ہی وہ جو گنگوہی نے گہڑے ہین ہووین جو ان شراح حدیث کی بیان کے خلاف ہین اور نماز کے اعادہ سے ہی منع فرمایا ہے تو دوسری روایت اول جو خود گنگوہی بیان کر چکا ہی اوس سے صراحۃً منع فرمانا ایسے فعل سے جو ان صحابی رض سے صادر ہوا تہا واضح ہے اس روایت کو کیا کریگا بہر صورت لا تعد سے منع فرمانا مفہوم ہے

اور انکار فرمایئگا گویا کی تکذیب آنحضرت صلعم کی ہے اور حدیث قل ہو اللہ والی مین کسی طرح منع
فرمادینا معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہی پس اسکو نظیر حدیث لا تقعد کہنا کمال بیعلمی ہے اگر ایسے ہی بدون
ایسے لفظ موجود ہونے کے یا ایسا قرینہ پائے جانے کے اگرچہ حالیہ ہووے جس سے ناراضی آنحضرت صلعم
کی مفہوم ہووے منع مراد لینا درست ہے تو کوئی حکم والی حدیث ہو اوسکو کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے اشارۃً منع فرمادیا ہے اور اسکو لا تقعد کا نظیر بنا کر اوس حکم کے منع و مکروہ ہونیکا قائل ہو جانا ہو سکتا ہے
پس اس سے تو تمام احکام شرعیہ درہم و برہم ہو جاوین اور جو حکم ناپسند ہوا اوسکو ایسے تقریر بیر تزویر سے
اوڑا دیا آپنی خبر نہین کوئی لفظ یا کوئی حکم جبتک دال منع نہو منع لینا ہرگز درست نہین ہے ورنہ کوئی
حکم اور امر ثابت نہوگا پس حدیث قل ہو اللہ ہرگز کسی طرح منع پر دال نہین ہے اور یہ جو گنگوہی نے
کہا کہ تسلیم کیا کہ اجازت دیدی مگر ہجران باقی کا نہ تہا ہر رکعت مین دوسرے سورت ہی پڑہتے تھے اور
اور افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل اوسکا منصوص ہے ایہام سے کیا علاقہ سراسر بیعلمی و نادانی ہے
کہ ایہام افضلیت کا انکار کرتا ہی اور افضلیت منصوص ہونا بتاتا ہی سبب اسکے ثلث اسکو فرمایا ہے
اتنی تمیز نہین کہ حسن و فضل و تفضیل ہر دم ممنوع ہونا فقہاء کے نزدیک معتبر ہے وہ کونسا ہی آیا اس اعتبار
سے فضل ہی کہ ثواب اس سورت مین دوسرے سورت سے زیادہ ہے یا اس اعتبار سے ہے کہ قطع نظر ثواب سے
فی نفسہ قرآن جو کلام اللہ ہے بعض اولی و افضل ہے بعض سے اور غیر اولی و غیر افضل و انقص ہے بعض
سے جو ممنوع ہے تو اسی اعتبار سے ہی کہ نفس کلام الہی کے بعض کو بعض پر تفضیل نہین برابری ہے تفضیل
مین اور کوئی تفضیل بعض کی بعض جانے تو نا جائز ہے اور اس اعتبار سے تفضیل کی ممانعت بعض کا
ثواب بعض سے زیادہ نہین اور ایہام تفضیل جسکے سبب سے کراہت لازم ہے اسی نفس کلام کی اعتبار سے
نہ ثواب کے اعتبار سے اور قل ہو اللہ کی فضیلت جو حدیث سے ثابت ہی تو باعتبار ثواب کے ثابت ہے اوس اعتبار سے
اس عبارت سے ممنوع فقہاء فرماتے ہین یہ علینی سی اور یہ معلوم ہو چکا ہی کہ کلام الہی تمام تفضیل مین برابر ہی اور دوسرے کتاب مین
بہی بالتفضیل راقم نے دیکہا ہی اس وقت حوالہ و عبارت کتاب بسبب عدم دستیاب نہین لکہہ سکتا پس کلام تو کسی تفضیل
و فضایت مین ہے اور گنگوہی کو نسی سمجہہ گیا ہی اور اسکا منصوص بتانے لگا یہ شخص بالکل فقہاء کی کلام سمجہنے سے بی بہرہ ہے اور مراد احادیث کی بہی سمجہنے
کی لیاقت اوسکو نہین ہے اور یہ کہنا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب اخص الخواص تہے سراسر جہالت
تمام صحابہ کرام کا ایک حال نہ تہا اور ایسے اخص الخواص کہ تمام محققین و مجتہدین ہون اور ہر امر کو سمجہتے
ہون تاکہ یہ ایہام تفضیل نہو کے سب ایسے نہ تھے امام ابن الہمام فتح القدیر کی کتاب الطلاق تحت قول ابدا

وطلاق

طلاق البدعۃ کی صفحہ ۱۴۹ افرماتے ہین کہ صحابہ رضہ سے جو حکم اجماعی منقول ہووے اور ایک لاکہہ صحابی ہنکو
چہوڑکر آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تہا تو کل کا نام لیا کہ ایک حکم مین ایک مجلد کبیر ہوجاوے لازم نہین ہے
اور ثانیہ یہ کہ نقل اجماع مین مجتہدین سے ہونا چاہئے نہ عوام اور ایک لاکہہ صحابہ رضہ جو آنحضرت صلعم نے چہوڑے تھے
تو اونمین بیس سے زیادہ مجتہدین فقہا نہ تھے خلفا اور عبادلہ و زید بن ثابت و معاذ بن جبل و انس و ابی ہریرہ
و تہوڑے دوسرے مجتہدین تھے باقی صحابہ انکی طرف رجوع کرتے تھے اور استفتا ان سے لیتے تھے و لیس یلزم
فی نقل الحکم الاجماعی عن مایۃ الف ان یسمی کل لیلزم فی مجلد کبیر حکم واحد علی انہ اجماع سکوتی و
اما ثانیا فان العبرۃ فی نقل الاجماع نقل ما عن المجتہدین لا العوام و المأتۃ الالف الذی توفی عنہم
صلی اللہ علیہ وسلم لایبلغ عدۃ المجتہدین الفقہاء منہم اکثر من عشرین کالخلفاء و العبادلۃ و زید بن
ثابت و معاذ بن جبل و انس و ابی ھریرہ و قلیل و الباقون یرجعون الیھم و یستفتون منہم انتہی بقدر
الحاجۃ اس عبارت سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضہ مین تمام اخص الخواص نہ تھے بلکہ عام بہی تھے کہ اونکو استفتا
مجتہدین صحابہ سے دریافت کرنیکی ضرورت ہوتی تہی اور احادیث سے بہی ایسے امور کا ثبوت ہے کہ بعض صحابہ
کرام ایسے تھے کہ اونکو وہم ہوجاتا تہا چنانچہ حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مطلب جو بعض صحابہ رضہ نہین
نہین سمجہے تھے وہ حدیث دان پر روشن ہے اور بعض بعض ایسے واقع ہوئے ہین پس سب اخص الخواص بنانا اور
ایہام التفضیل کا احتمال ہونا باطل و ساقط ہے اور دال ہے اس پر کہ اس شخص کو کچھ خبر اقوال علما سے نہین
ہے کہ کیا کیا فرمایا ہوا ہے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہونا بتاتا ہے لغو ہے سبکو معلوم ہوجانا کہان سے مفہوم
ہوا بلکہ ثابت ایسا ہوا ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم بعض احکام فرمائے بعض صحابہ رضہ کو خبر تک نہوتی متعۃ النکاح
کا ناجائز ہونا آنحضرت صلعم نے بڑے بڑے مجامع مین منع فرمایا تاہم بعض صحابہ رضہ صدر خلافت حضرت عمر رضہ تک
سبب نہ معلوم ہونے کے کرتے رہے جب حضرت عمر رضہ نے منع فرمایا تو منع ہوئے چنانچہ مسلم مین
بہی حدیث اس بارہ مین موجود ہے جب ایسے مجامع مین فرمانے سے سبکو خبر نہین تو اسکی کہ آنحضرت صلعم نے
اجازت دیدی سبکو خبر ہونا کسطرح قرین قیاس ہوسکتا ہے اور بدون ثبوت و نقل کے سبکو خبر
ہوجانیکا دعوے گنگوہی کرتا ہے یہ کسطرح درست ہے اور سبکو خبر تو اسوقت ہوتی کہ تمام صحابہ کرام وہان
موجود ہوتے یا اسکا التزام کیا ہوتا کہ شاہد غائب کو پہونچا دے اور تمام کو پہونچا دینا ثابت ہوگیا ہوتا جب
یہ کہنے کی گنجائش تہی پس انکا وجود اس دلیل کراہت اس قرن مین نہونا جو گنگوہی اس مذکور پر مبنی
کرتا ہے باطل و فاسد ہے اور واقعہ حال ہونا اوسوقت قابل حجت نہین کہ وہ محتمل غیر مدعیکا بہی ہووے

یعنی اوسمین چند احتمال ہوویں کہ بعض احتمال غیر مدعی پر ہی دال ہوویں اور عموم نہووے چنانچہ یہ استقراء
وتتبع عبارات علماء سے واضح ہے جابر بن عبد اللہ صحابی رضنے آنحضرت صلعم سے بیع اونٹ کی کی تہی اور اپنے
مکان تک اوسکی سواری شرط کرلی تہی چنانچہ مسلم مین بہی یہ حدیث موجود ہے یہ بیع معہ شرط ظاہراً
معلوم ہوتی ہے امام ابی حنیفہ وامام شافعی رحمہما اللہ وغیرہما اسکے جواز کے قائل نہین ہین بدلیل حدیث نہی
بیع ثنیا کی حدیث جابر کے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ یہ قضیہ معینہ ہے بہت سے احتمال اوسمین قال النووی
فی شرح المسلم قال الشافعی وابو حنیفة وآخرون لایجوز ذلك سواء قلت المسافة او كثرت ولا ينعقد البيع
واحتجوا بالحديث السابق في النهي عن بيع الثنيا وبالحديث الآخر في النهي عن بيع وشرط واجابوا
عن حديث جابر بانها قضية عين تتطرق اليها احتمالات قالوا ولان النبي صلعم اراد ان يعطيه الثمن ولم يرد حقيقة
البيع قالوا ويحتمل ان الشرط لم يكن في نفس العقد وانما يضر الشرط اذا كان في نفس العقد ولعل
الشرط كان سابقا فلم يؤثر ثم تبرع صلى الله عليه وسلم باركابه انتهى باب صلوة الجمعة شرط سلطانکی بحث مین
فرماتے ہین وما روی ان عليا رض اقام بالناس وعثمان رض محصور فواقعة حال فيجوز كونه عن اذنه كما
يجوز كونه عن غير اذنه فلا حجة فيه لفريق انتهى اور یہی امام ابن الہمام فتح القدیر کے کتاب الزکوٰۃ کے
تحت مین قول صاحب ہدایہ اذا دفع الزكوة الى رجل يظن فقيرا ثم انه غني او هاشمي او كافر الخ کے بعد ذکر حدیث معن
کے فرماتے ہین وهو ان كان واقعة حال يجوز فيها كون تلك الصدقة نفلا لكن عموم لفظ ما في قوله
عليه السلام ما نويت يفيد المطلوب انتهى یہان دیکہو واقعہ حال ہے لیکن عموم کے سبب سے مطلوب
حاصل ہے اور احتمال غیر مطلوب کا مضر نہوا اور واقعہ حال ہونا قبل ہوا اللہ کے حدیث کا مولف انوار کو
اسوقت مضر ہوتا اور اسکے ساتہ جواب دینا گنگوہی کو اس حالت مین ہوتا کہ یہ اوس نے ثابت کردیا ہوتا
کہ اسمین چند احتمال ہین کہ بعض اونمین سے مخالف مدعی مولف انوار کو ہین اور بدون اسکے اتنا کہدینا گنگوہی
کا لغو ہے اور یہان کوئی دلیل خصوصیت دال نہین ہے جو خصوصیت سے اجازت دینا قرار دیا جاوے
پس دعوے خصوصیت بہی باطل ہے بلا دلیل خصوصیت نہین ہوسکتی ہے اور یہ قیاس نہین جو گنگوہی
کہتا ہے کہ قیاس مسائل عمامہ کا کیا جاتا ہے یہان قیاس سے کیا علاقہ پس قول گنگوہی کا بطلان اظہر من الشمس ہے
ان خرافات واہیات کے بعد جسکا بطلان اول سے آخر تک منصفین اذکیا پر واضح ہوگیا گنگوہی
اپنے عقیدہ فاسدہ کے اظہار کو کہتا ہے والغرض بناء علی ہذہ القاعدہ سیوم وغیرہ رسوم سب بدعت
ضلالت ہوئی اور یہ ایک دلیل کراہت ان امور کی نہین بلکہ پانچ دلائل ہین جنکو شارح منیہ نے بسط کیا ہے

اقول وباللہ التوفیق یہ وہی بنا رفاسد علی الفاسد ہی کہ اپنی شکم سے ایک خرافات تراشکر نکالکر اوس کو یہ مبنی کرتا ہی سیوم وغیرہ رسوم جیسے نہت مستحسن تہے اور مولف انستحباب واستحسان اونکا بیان کیا ویسے ہی باقی جس پر گنگوہی کو گہمنڈ تہا اور قواعد مبنیہ صاحب شرح منیہ کو ایسا عام اپنی جہالت سے سمجہگیا تہا کہ خارج نماز کی بہی جو بیان لوگ نکا جانتا تہا ایسا عام ہونا باطل ہوگیا بفضلہ تعالے اور اون پانچ دلائل ان رسوم سے کچہہ علاقہ نہونا واضح ہوگیا تعیین کی وجہ بیان کی ہوئی صاحب کو چہوڑ اور حق سے منہہ موڑ کر جو گنگوہی تقیید مطلق وجہ تعیین کے بنانے لگا تہا وہ سب ہبا ءً منثورا ہوگیا اور تقیید ہجران باقی قرآن وتفضیل بعض قرآن کے بعض ان رسوم مین لازم نہ آنا خوب واضح ہوگیا پہر کیونکر منصفین عقلاء اہل سنت وجماعت ان رسوم کو بدعت ضلالت کہسکتے ہین سوائے چند حمقاء وہابیہ کے کوئی بہی انکو مکروہ نکہیگا جبتک دوسرے عوارض نہوین اور شارح منیہ نے اون دلائل کو بلا شبہ بسط کیا لکن شارح منیہ کی مراد یہہ ہرگز نہین جو گنگوہی قرار دیتا ہی اور انکو خارج نماز کی ان امور مین بہی جاری کرتا ہی شارح طعام میت مانند سیوم وغیرہ کی کراہت تسلیم نہین کرتی ہین اور اباحت اوس طعام کی بدلیل حدیث عاصم بن کلیب کے کلیت ثابت کرتی ہین چنانچہ صراحۃً فرماتی ہین ولا دلیل علی الکراہتہ الخ دوان اتخذ واطعاما للفقراء کان حسنا بہی فرماتی ہین جس سے حسن ہونا اس طعام کا فقراء کیواسطے انکے نزدیک ظاہر ہے جب شارح کی تصریح یہ موجود ہی تو خوب واضح ہی کہ اونکے نزدیک وجوہ ان رسوم مین جائز نہین گنگوہی اسی زعم سے ان وجوہ کے سبب سے بدعت ضلالت جاہتا ہی اور خود استحقاق نار کے وکہف اپنے جہوٹا وغلط مسئلہ بیان کرکے ثابت کرتا ہے اور بہتان گویا اوپر شارح منیہ کے لگاتا ہے اور نادانی گنگوہی کی یہ ہی کہ شارح منیہ کے قول سے اونکی خلاف مراد لیکر اپنا مدعی فاسد ثابت کرتا اور صفحہ براہین مین انہون نے جو اباحت طعام کے بارہ مین حدیث عاصم بن کلیب کے پیش کی اور کراہت کا بلا دلیل ہونا بتایا تہا اور اعتراض ونظر کیا تہا اونکی کلام ونظر کو لایعبا بہ ہونا بتاتا ہی اور صاحب رد مختار کا قول انکی قول مین نظر ہوتی ثبوت کیواسطے نقلکرتا ہی واقول وفیہ نظر فانہ واقعۃ حال لاعموم لہا مع احتمال سبب خاص الخ اور مولف نے جو شارح منیہ کا قول نقل کیا تہا اور یہ قول رد مختار کا نقل نکیا تہا تو مولف انوار ساطعہ کا خائن بناتا ہی خوب بات ہے کہ اپنے مطلب فاسد کے ثبوت کیواسطے تو شارح منیہ کا وہ قول پیش کیا جاوے جسکی وہ مراد نہین ہے اونکی جو یہ لے رہا ہے اور جسجگہہ اس مطلب کے خلاف ہووے شارح منیہ کے قول کو لایعبا بہ بتایا جاوے فقط رد مختار والی قول سے اونکا قول مردود قرار دیا جاوے اور باوجود درستی قول صاحب شرح منیہ وامکان عمل حدیث عاصم بن کلیب اور باوجود محتمل ہونے حدیث جریر کے اور اونکے

حلماء کے جو کراہت کے قائل ہوئے ہین صاحب شرح منیہ کے قول و حدیث عاصم بن کلیب کو کچہہ نہ سمجہا جاوے
اور قائلین کراہت کے اقوال کا ایسا محمل نہ نکالا جاوے جو تمام مین طبق ہو جاوے بلکہ محققین نے ایسے
محامل نکالدئے ہین اونکو نہ دیکہا چنانچہ ملا علیقاری مرقاۃ مین تحت حدیث عاصم بن کلیب کے قائلین
کراہت سیوم وغیرہ کے اقوال کو محمول چند محامل پر کر چکی ہین اول یہ کہ ایسا اجتماع اہل کے نزدیک کرین
لوگ کہ اوسکو حیاء آوے اور کرہاً و استحیاءً وہ طعام دیوے دوسرے یہ کہ بعض ورثہ یا غائب ہون یا اونکی رضا
نہ معلوم اس طعام دینے مین یا یہ طعام کسی شخص خاص نے اپنے مال خاص مین سے نکیا کہ وہ مال میت کا
قبل قسمت کے ہووے یا مانند اوسکے اور محامل عبارت اونکے یہ هذا الحديث بظاهره يرد على قراءة اصحاب
القريبة لمن انه يكره اتخاذ الضيافة من اليوم الاول والثاني وبعده الا سبوع كما في البزازية وذكر في
الخلاصة انه لا يباح اتخاذ الضيافة عند ثلاثة ايام وقال ابن الهمام يكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت
والكل عللوه بانه شرع في السرور لا في الشرور قال وهي بدعة مستقبحة روى احمد وابن ماجة باسناد
صحيح عن جرير بن عبد الله قال كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة انتهى
فينبغي ان تقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب استحياء اهل الميت فيطعموهم كرها او يحمل
على كون بعض الورثة صغيرا او غائبا او لم يعرف رضاه او لم يكن الطعام من عند واحد معين من
قال نفسه لا من مال الميت قبل قسمة ونحو ذلك انتهى یہ ان محامل پر حمل کرنے سے تمام پر عمل آجاتا ہے
حدیث جریر و حدیث عاصم و اقوال فقہاء قائلین کراہت ضیافت از اہل میت اور سب مین تطابق ہو جاتا
ہے اور قول صاحب شرح منیہ کا بہی درست و بجا رہتا ہے کہ امور ممنوعہ مفقود ہونیکی حالت مباح و حسن
اور یہ موجود تو فقہاء جس طرح فرماتے مکروہ و ناجائز اور حدیث جریر اسی پر محمول اور حدیث عاصم
اوس پر محمول ایسا اب شامی کی نظر سے کلام صاحب شرح منیہ المصلی کا کہان ہوا اور شامی کا قول کیونکر لایعبأ
بہ نہین ہے پس جس طرح مولف انوار پر شامی کی عبارت اور نظر کی نہ لحاظ کرنے خائن ہونے کا دہبہ لگاتا ہے وہی
دہبہ اس پر یعنے گنگوہی پر لگ گیا ہے کیونکہ خود یہ گنگوہی محدث قرار دیتا مشکوۃ چند بار درس تدریس مین اسکی آئی ہوگی
اور مشکوۃ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقاۃ موجود ہے اور ناقل مولوی احمد علی سہارنپوری ہین ایک دفع تو
ضرور نظر گنگوہی کی اس پر پڑی ہوگی اوس عبارت مرقاۃ کی لحاظ ٹہرنے مین یہ گنگوہی خائن ہوا کہ بہت مرتبہ
اوپر اسکی خیانتین ظاہر ہو چکین ہین اور عبارت تلویح و توضیح وغیرہ مین خیانت دیدہ و دانستہ کی تو
یہان بہی ضرور کی ہوگی یہ اقوال اولہ پانچ گنگوہی کا حال بخوبی واضح ہے اور سیوم وغیرہ طعام کا جواز اس عبارت

ملا علی قاری و صاحب شرح منیہ سے بخوبی واضح ہوگیا اب کسی کو گنجائش نہین کہ بزازیہ و خلاصہ و فتح القدیر
کا قول عدم جواز سیوم وغیرہ مین پیش کرے اور حدیث جریر سے حجت لاوے اسلیئے کہ تمام اپنے اپنے
محل پر ہین گنگوہی سے ناعاقل ایسے محال سے واقف نہین اور اقوال فقہا کے قیود کا علم نہین انکو تو واہی تباہی
اقوال منیہ سے نکالتے ہین اور جہال کو ضال و مضل بناتے ہین اور خود ہوتے ہین اور یہ قول گنگوہی کا
کہ طحاوی روایت دوام سورۂ بلا اعتقاد مین شرط کی ہے کہ اگر گاہ گاہ ترک کیا کرے تو مکروہ نہین
مولف نے اوس شرط کو حذف کرکے نقل کیا ہے اور جہلا کے اعتقاد کی فساد کے وجہ سے شرح
منیہ اور طحاوی اور فتح القدیر نے سب تصریح کی ہے) **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے خیانت
تو اسوقت ہوتے کہ بحوالہ فتح القدیر و شرح کتاب طحاوی کی مولف یہ نقل کیا ہوتا مولف نے تو بحوالہ
برہان کی نقل کیا ہے چنانچہ یہ عبارت ہے اما اذا لازمہا للسہولتہا فلا یکرہ بل یکون حسنا کذا
فی البرہان انتہی اگر برہان کی عبارت مین یہی ہووے تو ایسے کہنے سے گنجائش گنگوہی کو نہی اور جب
برہان مین نہین تو مولف ناقل ہے مولف نے جیسا برہان مین پایا نقل کردیا حذف کیا تو صاحب
برہان نے کیا نہ مولف نے صاحب برہان کے نزدیک اس شرط سے ضعف ثابت ہوگا اسلیئے اونہون نے
اس شرط کو نقل نہ کیا ہوگا پس برین تقدیر مولف اعتراض مولف سے ساقط ہے اور کم فہمی گنگوہی
کی ہی کہ ناقل پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ گنگوہی نے اس شرط کا نقل کرنا فتح القدیر و شرح منیہ وغیرہما
مین ذکر کیا اور برہان کا نام نہ لیا باوجودیکہ مولف نے برہان کا حوالہ دیا تہا تو اس سے معلوم و مفہوم ہے
ہی کہ برہان مین اس شرط کے نہونیکا گنگوہی کو انکار نہین ہے ورنہ گنگوہی ہی کہتا کہ برہان مین یہ شرط
موجود ہے مولف نے حذف کردی جب ایسا نکہا تو معلوم ہوا کہ برہان مین اس شرط نہونیکو گنگوہی نے
تسلیم کیا پس اعتراض مولف سے ساقط ہے دوسری یہ کہ مولف نے خود بیان کرچکا ہے طحاوی نے
و اسبیجابی وغیرہما محققین کے نزدیک کراہت تعیین کو دو سبب سے ایک اعتقاد وجوب دوسرے فساد
اعتقاد جاہل مداومت کی صورت مین اس سے واضح ہی کہ مولف انوار مداومت بلا ترک احیانا طحاوی
وغیرہ کے مکروہ ہونیکا قائل اور اس کا مصرح ہے پہر شرط مذکور کے ذکر کرنیکی کیا ضرورت ہی جو شرط سے
مفہوم ہے وہ اسطرح بہی مفہوم ہے اور اصل بحث سیوم وغیرہ مین ہے کسی جاہل کا واجب جاننے
کا سبب احتمال مداومت کی گو صورت ہو اوسکا انکار مولف انوار نے نکیا لکن اس واجب جاننے کے
احتمال کو سیوم وغیرہ مین مولف انوار قبول نہین کرتا ہی اور کہتا کہ جو ایسے جہلا ہین فرض واجب سنت

ومستحب کو مثلاً نہین جانسکتی ہین وہ تو مباحات ومستحباب کو فرض اور فرض کو افضل واولی اور مکروہ
کو مفسد وحرام مباح کو واجب جو چاہتی ہین کہتی ہین ایسے جہلا کے عقاید کا خیال کیا جاوے تو تمام احکام سے
فاسد ہونا لازم آتا ہی اور بطلان اسکا لازم ہی پس ایسے لوگون سے قطع نظر کر کے دیکھنا چاہی کہ جو عوام ایسے
ہووین کہ ان امور مین فرق کر سکین تو وہ اس سیوم وغیرہ کو فرض واجب نہین جانتے اس تعین کو
پس یہ شبہ یہان نہین پایا جاتا پس ان امور وجہ مذکور کراہت جو سورت مین تھے کہ اعتقاد وجوب
کا عوام ہو جاوے یہان نہین ہے مولف انوار کی تو یہ تقریر ہے اب گنگوہی کا شرط طیحاوے وغیرہ کو
سورت کی تعین کے بارہ مین ثابت کچھہ مفید نہین ہے اس سے یہ تقریر مولف کے مرتفع نہین ہوتی
پس دوام مستحب کی کراہت فساد عقیدہ عوام کے سبب جو فقہا سے محقق ہونا بتاتا ہی گنگوہی تو
مولف کا اس سے کب انکار مولف تو ان امور فساد عقیدہ کا شبہ ہی یہان تسلیم نہین کرتا ہی اور ان
امور کو ہی فساد عقیدہ عوام کا احتمال ہرگز نہین مانتا ہی اس فساد عقیدہ عوام کی احتمال وشبہ ہونے
پر دلیل قائم کرنا گنگوہی کو ضرور تہا تا کہ اس مقدمہ ممنوعہ کا ثبوت دیتا یہ نہین اور کچھہ کہنے لگا گنگوہی
تقریر مولف انوار سمجہا ہی نہین ہے پس جواب سے کیا علاقہ ہے یہانتک بے فائدہ اسقدر اوراق
سیاہ کی اتنا ثبوت نہو سکا کہ وجہ کراہت جو فی الواقع تعیین سورت مین موجود ہے یہان بہی موجود
ہی ایسے دلیل لاتا جو قابل قبول ہوتی تو سیوم وغیرہ کی کراہت کی ثبوت کا نام لینا چاہی تہا بدون اسکے
یہ زبان پر لانا نہایت درجہ کی حماقت ہی اب جہل مرکب کسکا ثابت ہوا مولف یا گنگوہی کا اور غیر
ثابت بنا دے یہ جہل مرکب نہین تو اور کیا اور مولف انوار کے پاس دوسرے دلیل ہووے بالفرض اباحت
اصلیہ بہی ان امور کے جواز کیواسطے کافی جسکا ذکر بحوالہ کتب اوپر ہوچکا ہے پس ثبوت ان امور کا واضح
اور ادعا کراہت ان امور کا باطل وبلا ثبوت ہے **اب** گنگوہی دوسرے اصل مین تشبہ بکفار ہے
کلام کرتے ہین اور علم وفہم کا اظہار لوگو نپر کرتے ہین مولف انوار ساطعہ سیوم مین تشبہ بکفار و ہنود
بتاتی ہین اوسکا انکار تہا کہ ہم قرآن وکلمہ طیبہ کفر شکن اور برادری سب جمع ہوکر کلمہ کلام پڑتی ہین ہنود کے
یہان قرآن وکلمہ نہین پڑہتے اور جمع ہوکر برادری کی نہین پڑتی اون کے یہان فقط وارث بہت
دکان کہواتی ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتہ لگواتی ہین ہڈیان گنگا کو لیجاتے ہین تیسرے روز ہمارے
یہ کچھہ نہین کرتے پس کوئی عاقل اسکو مشابہت نہ قرار دیگا پس شبہ ہرگز نہین ہے اگر اسکو کوئی مشابہت
نہ کہے کہ اونکی یہان تیسرے روز رسوم کفر ہوتی ہین تمہارے یہان کلمہ وقرآن ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ

ہے کہ

ہی کہ یہ تو مخالفت ہنود سے ہوئی نہ مشابہت ہمنے خلاف کفار کام کئے انہون نے خلاف اسکے حکم دیا کہ جیسا کہ مثلاً مغرب عشاء
صبح کی اوقات مین ہمارے یہان اذان و نماز ہوتی ہے اونکی یہان ان اوقات مین سنکھ بجایا
جاتا ہے پس مشابہت نہوئی اگر کوئی مشابہت اثبات کیواسطے یہ کہوے اگرچہ عبادت اپنی اپنی طور
ان اوقات مین ہی لیکن اتحاد اوقات سے شبہ ہے تو یہ قابل مضحکہ و قہقہ کی بات ہے اور ایک بیہودہ
بات ہی اسیطرح زمزم کا پانی لانے والونکو مشابہت ہنود کے گنگا کے پانی لانے مین بتاوے تو یہ
خرافات و بیہودہ ہے تیسرے دن کی مشابہت مین بھی قوم ہنود سے مشابہت نہین اسلیے کہ
انکی یہان قوانین نجوم گردش کواکب سے متعلق ہین انکے قانون کے موافق تیسرا دن ہوتا ہے یہ جا
جو انکی رسم کے موافق ہی کرتی ہین ورنہ نہین کرتے ہین چوتھے پانچوین دن بھی کرتے ہین مسلمانون
کو کواکب سے کچھ علاقہ نہین اسواسطے تیسرے دن سے آگے نہین بڑھتے مین شبہ باعث مشارکت
وقت کی نہین ہے اور کفار سے تفاوت و امتیاز پیدا ہوجانے سے مشابہت نہین رہتی ہین آنحضرت صلعم
نے صوم عاشورا رکہا اور حکم رکہنے کا دیا مشابہت دور کرنیکو اشارہ روزہ اول و آخر رکہنے کا کیا اول و آخر کے
روزہ سے مشابہت نہ رہی اور تشبہ کے معنے لغوی مانند ہونا ہین امور ہنود اور امور مسلمانونکی معلوم ہوے
تو مانند ہونا انمین ہرگز نہین ہے پس تشبہ لغوی نہین اور معنے اصطلاحی تشبہ سے یہ ہین کہ ہر امین
تشبہ مکروہ نہین چنانچہ کہانے پینے مین نہین ہے صاحب بحر الرائق شرح جامع صغیر قاضی سے نقل کرتے ہین
اس امرکو عبارت یہ ہے فانا ناکل ونشرب کما یفعلون اور درمختار مین تشبہ کیواسطے قید قصد اور
مذموم فی الشرع ہونیکی لگائے ان قصد فان التشبہ بہم لایکرہ فی کل شیئ بل فی المذموم فیما
یقصد بہ التشبہ شامی نے اسکو مسلم رکہا سیوم کلمہ و قران پڑہنے مین قصد مشابہت کا نہین ہوتا
ہے اور یہ دونون مذموم شرعی ہین اور مولوی اسمعیل نے اس اعتراض کے جواب مین کہ رفع یدین فی الصلوۃ
تشبہ بروافض تنویر العینین مین یہ لکہا ہے کہ ہم ارادہ انکے تشبہ کا نہین کرتے اتفاقاً موافقت ہوجاتی ہی
لانتحری تشبہ الفرق الضالۃ بل اتفقت الموافقۃ اور ملا علیقاری بھی فرماتے ہین کہ ہمکو منع اہل
کفر و بدعت تشبہ سے اونکی شعار مین ہے بدعت مباحہ سے ہمکو منع نہین کیا ہے خواہ وہ افعال اہل
سنت سے ہو یا اہل کفر و بدعت سے فقہ اکبر کے شرح یہ اونکی عبارت ہے انا ممنوعون من التشبہ
بالکفرۃ واہل البدعۃ المنکرۃ فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت
من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ واہل البدعۃ حدیث مین جو تشبہ منع ہے اوسکے

یہ معنی ہین شرعًا پس ہمکو قوم ہنود سے کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑہتے ہین نہ جنون پر
کلمہ پڑہتی ہین نہ تیسرے دن کے مشارکت مین اسلئے کہ اونکے یہان تعیین بدلتی ہین پس تشبہ لغوی
وشرعی کسیطرح ہمکو اونکی ساتھہ نہین الحمد للہ یہ خلاصہ تقریر مولف انوار کا ہے گنگوہی صاحب کا ہذیان
وزٹل اوس پر جو ہے اوسکو تہوڑا تہوڑا ذکر کر کے اظہار بطلان اوسکا بفضلہ تعالے ہم کرتے جاتے ہین
گنگوہی صاحب فرماتے ہین مولف نے تین غلطی فاحش کر کے سیوم کو اس کلیہ سے خارج کیا اول
یہ کہ مولف حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزائہ من کل الوجوہ سمجہا ہے کہ سب اجزا و ہیئت
مشابہ ہوجاوے تو اوسوقت تشبہ محظور ورنہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق اس سمجہکا مولف انوار پر گنگوہی
افترا محض کرتا ہی مولف کی کسی قول سے یہ مفہوم نہین کہ حدیث تشبہ سے یہ مراد ہی کہ مولف نے
شبہ کے معنے لغوی و شرعی بیان کی لغوی معنے مانند ہونا اور شرعی قصد تشبہ و مانند وجس مین تشبہ
وہ مذموم شرعی اسمین بجمیع اجزائہ ومن الوجوہ سے کچہہ علاقہ نہین ہے اور ان دونون معنے لغوی
وشرعی خارج ہوا بالتفصیل بیان کر دیا کہ منصفین اذکیا رکو اسمین کچہہ تردد نہین ہے گنگوہی سے
اوسکا جواب نہوسکا تو مولف کی غیر مراد کو مراد مولف قرار دیکر یہ ہذیان شروع کر دیا یا بسبب عدم الفہم
قول مولف کے یہ مراد قرار دی ہے **قال** گنگوہی حدیث مین لفظ تشبہ کا مطلق آیا ہی کہ کوئی قید کل یا البعض
قلیل کثیر کے نہین اور مطلق مراد کا حکم ہر فرد مطلق مین جاری ہوتا ہے اور کوئی قید لگانی درست نہین
ہر ہر فرد مین حکم ثابت ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کہا گیا ہی لہذا مطلق تشبہ کے کوئی فرد مصداق
حدیث کا ہوجاویگا اگرچہ ایک جز مرکب اپنے پایا جاوے سب مرکب مکروہ ہوجاویگا کہ لفظ حدیث صاف
اس پر دلالت کرتے ہین نظیر اسکی سنو کہ ہدایہ مین ہے اذا قرأ الامام من مصحف فسدت صلوۃ عند ابی
حنیفۃ رح وقالا ہی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ اھل الکتاب انتہی قال فی النہایۃ فانہم یصلون ھکذا
فیکرہ للتشبہ لا انا نہینا عن التشبہ بہم فیما لنا بد ھینا انتہی ایضًا ہدایہ مین ہے یکرھون ان یقوم
الامام فی الطاق لانہ یشبہ اھل الکتاب انتہی **اقول** بتوفیق الیہ وحسن توفیقہ مولف انوار پر یہ
ہرگز وارد نہین مولف نے ہرگز اسکا انکار نہین کیا کہ ایک چیز مین تشبہ ہونیسے تمام مرکب مکروہ ہوجاتا ہے
بلکہ مولف انوار سیوم کی کسی چیز مین تشبہ نہین قبول کرتا اسلئے حدیث تشبہ سے خارج کرتا ہی پس
یہ صرف ہذیان گنگوہی کا ہوا بمقابلہ قول مولف کی مولف کچہہ کہتا ہے اسکو سمجہنا نہین جسکا انکار ہو
کو نہین ہی اوسکا اثبات کرتا ہی سفاہت وحماقت اور کیسے ہوتی ہے اور بیعلمی کسکا نام ہی کہ اردو عبارت

کا مطلب

کا مطلب بھی نہ سمجھے المطلق یجری علی اطلاقہ اس امر کا مقتضی نہین کہ جہان تشابہ جسجگہ پایا جاوے تو حکم کل تشابہ کا پایا جاوے اور جس محل مین بعض تشابہ ہوونے تو حکم کل تشابہ کا ہو جاویگا المطلق ینصرف الی الفرد الکامل کا اختصار یہی ہی کہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہی نہ ناقص اسیواسطے آیت تحریر رقبۃ کاملہ مراد لیتے ہین نہ ناقصہ او کفارہ کا اور ہوجانا مقطوع الیدین سے مثلاً جائز نہین جانتے ہین فی التوضیح لان المطلق لا یتناول ما کان ناقصاً فی کونہ رقبۃ وھو فائت جنس المنفعۃ وھذا ما قال علمائنا رح المطلق ینصرف الی الکامل ای الکامل فیما یطلق علیہ ھذا الاسم کالماء المطلق لا ینصرف الی ماء الورد فلا یکون حملہ علی الکامل تقییدا انتہی پس جسجگہ تشابہ کامل نہووے ناقص ہووے وہان بھی حکم مطلق کا جاری نہوگا اور وہ فرد مطلق قرار نہین دیا جاویگا اسکو گنگوہی خوب یاد رکہین کہ بعض جگہ تشبہ دیکھکر وہان حکم تشبہ اس حدیث تشبہ کو دلیل بناکر جاری کرتے ہین اور غیر مراد شارع کو مراد شارع قرار دیکر ضال مضل یہ وہابیہ بنتے ہین یہ تمام جہالت و عدم فہمی کا ثمرہ ایک جملہ کسی طالب سے سن لیا المطلق یجری علی اطلاقہ اوسکی مطلب سے خبر نہین احادیث سے غلط غلط مسائل نکالنے لگے اب دو نظیر ون کا حال سنو گنگوہی نے پیش کی ہین بے محل پس جاننا چاہیے کہ تشبہ کے دو اعتبار ہین ایک یہ کہ بعد کمال تشبہ کے اگر قصد تشبہ کا ہی تو کراہت تحریمہ ہے اور قصد تشبہ کا نہین ہے فقط اصل فعل مین تشبہ بلا قصد ہو جاوے اہل کتاب کے ساتھ تو ترک اوسکا مستحب ہے چنانچہ عینی مین تحت اس قول صاحب ہدایہ کہ ہے ویستحب تعجیل المغرب لان تاخیرھا مکروہ لما فیہ من التشبہ بالیہود کی موجود ہے فقال لما فیہ من التشبہ بالیہود لان ما فیہ التشبہ بالیہود فترکہ مستحب انتہی اور شنبہ کا روزہ علیحدہ بدون دوسرے دن کے روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسمین کراہت تحریمہ اوسوقت ہوتی ہے کہ بقصد تشبہ ہووے رد محتار مین ہے وقولہ و سبت وحدہ) للتشبہ بالیہود بحر وھذہ العلۃ تفید کراھۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد التشبہ کما مر نظیرہ ط انتہی اور درمختار کے اس قولکی تحت مین کہ امام شافعی رح کے نزدیک قران دیکھکر پڑھنا نمازمین بلا کراہت درست ہی اور صاحبین کی مع کراہت درست اگر قصد تشبہ کا کرے اسلئے کہ تشبہ ہر شیئے مین مکروہ نہین بل مذموم مین اور اس چیز مین کہ قصد تشبہ کا کرے رد محتار مین ہے قال ھشام رائت فی رجل ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر فقلت اتری ھذا الحدید باسا قال لا قلت سفیان و ثور بن یزید کرھا ذلک لان فیہ تشبھا بالرھبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم یلبس النعال التی لها شعر وانها من لباس الرهبان فقد اشار الی ان صورة المشابهة فیما تعلق به صلاح العباد لا یضر فان الارض مما لا یمکن قطع المسافة البعیدة فیها الا بهذا النوع وفیه اشارة ایضًا الی ان المراد بالتشبه اصل الفعل ای صورة المشابهة بلا قصد انتهی حاصل فعل مین تشبه یعنے بلا قصد امام ابی یوسف بھی جائز کہتے ولا باس یہ فرماتے ہین اور حدیث آنحضرت صلعم کی پیش کرتے ہین اور صلاح عباد جسمین ہو اوسکا یہ تشبہ مضر نہونا اس عبارت سے ثابت ہے اور قطع مسافت بعید کی ضرورت امام ابی یوسف وآنحضرت صلعم کو جوتون کے جو بال کے تھے جو رہبان کا لباس ہے ہرگز نتھے تاہم درست ہی تو بدون ضرورت بھی بلا قصد تشبہ درست ہونا ثابت ہوا پس قرآن نماز مین دیکھکر صاحبین کے نزدیک بدون قصد تشبہ کے بسبب تشبہ صوری اہل کتاب کے ترک مستحب ہی اور ترک مستحب کے جائز ہونے مین باینمعنی کہ اوس ترک مین کچھہ ملامت وسرزنش وغصہ شارع کی طرف سے نہین کچھہ کلام نہین ہان محرومیت ثواب مستحب سے ہی یہ جائز امر مباح مین ہوتا ہی ہے پس بلا تشبہ قصد ممنوع نہوا تو حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین جس سے ایک نوع کی وعید مفہوم ہے اوسمین نہ داخل نہوا اوسمین تو وہی تشبہ داخل ہوگا جو بقصد ہووے کہ مکروہ تحریمی ہے جسمین خرابی وقباحت شرعی ہی ہان صورۃ تشبہ ہونیکے سبب سے ترک اولی وترک مستحب جسکو مکروہ تنزیہ کہدیتے ہین ہوا چنانچہ شامی کے مکروہات صلوۃ مین ہی ثم اینہما المکروہ تنزیہا ومرجعہ الی ما ترکہ اولی وکثیرا یطلقونہ الخ پس روایت اولی ہدایہ تشبہ دو صورت رکھتی ہین کوئی بقصد تشبہ کرے تو مکروہ تحریمی وداخل حدیث من تشبہ بقوم مین ہی اور اگر بقصد نہووے تو مکروہ تنزیہ ہے جو ترک مستحب وترک اولی ہے جس مین کچھہ سرزنش وملامت شارع نہین ہے اور روایت امام کی طاق مین کہڑے ہونیکی جو ہی تو اوسکی کراہت کی وجہ مین مشائخ مختلف ہین بعضے تشبہ باہل الکتاب وجہ قرار دیتے ہین جیسا کہ ہدایہ مین ہی اور مختار سرخسی کا بھی یہی ہے اور بعضے مشائخ وجہ کراہت کی اشتباہ حال امام اور نہ واقف ہونا اوسکے حال مقتدیون داہنی اور بائین طرف والونکو اور امام ابن الہمام نے فتح القدیر مین اسی کو ترجیح دی ہے اور باوجود تشبہ اہل کتاب کی وجہ تشبہ کو نہ قرار دیا بلکہ اوسکا جواب دیا کہ امتیاز مکان امام مطلوب ہے اور تقدم اوسکا واجب ہے اور تشبہ اہل کتاب کا جواب یہ دیا کہ غایت یہ ہی کہ اتفاق ملتین اسمین ہے اور حلیہ مین اسی کو پسند کیا اور اسکی تائید کے اور بحر مین منازعہ کیا کہ ظاہر روایت کا مقتضی کراہت مطلقًا ہی اور امتیاز امام کا جو مطلوب ہے وہ حاصل ہوجاتا ہی بتقدم سے بلا وقوف کی مکان آخر مین اسیواسطے والوالجیتہ وغیرہ مین کہا کہ بدون تنگی مسجد کے

مقتدیون پر یہ علیحدہ کہڑا ہونا امام کو نہ چاہیے یہ مشابہ تباین مکانی کے ہے ایسے حقیقت اختلاف مکان
مانع جواز تشبہ اختلاف موجب کراہت ہے علامہ شامی نے اس اخیر کلام کو پسند کیا پہر استدراک کیا
کہ تشبہ باہل کتاب کے سبب سے کراہت مذموم مین ہی ہا اوسمین جو قصد تشبہ کیا ہووے مطلقا
تشبہ مکروہ نہین ہے شاید یہ علیحدہ کہڑا ہونا مذموم ہووے اور حاشیہ بحر کے حوالہ سے بیان
کیا کہ اونکی کلام سے ظاہر ہی کہ یہ کراہت تنزیہ ہے عبارت شامی کی یہ ہے حاصلہ انہ صرح محمد فی
الجامع الصغیر بالکراهة ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببها فقیل کونه یصیر ممتازا عنهم فی
المکان المحراب فی معنی بیت اخر وذلك صنیع اهل الکتاب واقتصر علیه فی الهدایة واختاره
الامام السرخسی وقال انه الاوجه وقیل اشتباه حاله علی من فی یمینه ویساره فعلی الاول
یکره مطلقا وعلی الثانی لایکره عند عدم الاشتباه واید الثانی فی الفتح بان امتیاز الامام
فی المکان مطلوب وتقدمه واجب وغایته اتفاق الملتین فی ذلك وارتضاه فی الحلیة وایده
لکن نازعه فی البحر بان مقتضی ظاهر الروایة الکراهة مطلقا وبان امتیاز الامام المطلوب
حاصل بتقدمه بلا وقوف فی مکان آخر ولهذا قال فی الولوالجیة وغیرها اذا لم یضق المسجد
عن خلف الامام لاینبغی له ذلك لانه یشبه تباین المکانین انتهی یعنی وحقیقة اختلاف
المکان تمنع الجواز فشبهة الاختلاف توجب الکراهة والمحراب وان کان فی المسجد فصورته
وهیئته اقتضت شبهة الاختلاف اه ملخصا قلت لان المحراب انما بنی علامة لمحل قیام الامام
لیکون قیامه وسط الصف کما هو السنة لا لان یقوم فی داخله فهو وان کان من بقاع المسجد
لکن اشبه مکانا آخر فاورث الکراهة ولایخفی حسن هذا الکلام فافهم لکن تقدم ان
التشبه انما یکره فی المذموم وفیما قصد به التشبه لامطلقا ولعل هذا من المذموم تامل
هذا وفی حاشیة البحر للرملی الذی یظهر من کلامهم انها کراهة تنزیه تامل انتهی
پس اس سے واضح ہی کہ اس مسئلہ مین بعضے فقہا واسطے کراہت تشبہ اہل کتاب کو وجہ بیان فرماتے
ہین اور بعضے اس تشبہ اہل کتاب کے ہونے سے کراہت نہین تسلیم کرتی اور اس تشبہ کا اعتبار نہین کرتے کراہت
کی بارہ مین دوسری دلیل گذارتی ہین اور تشبہ کو وجہ قرار دیتے ہین تو شامی تصریح کرتی ہین کہ تشبہ قصدا ہو
یا مذموم ہو تو مکروہ مطلقا یہان بھی شاید تشبہ مذموم ہوگی اور اس کراہت کو تنزیہ بھی کہتی ہین تشبہ
اسکی وجہ ہو یا غیر تشبہ اور تنزیہ کا حال معلوم ہو چکا ہی کہ خلاف اولی سکے ہے اور خلاف اولی کا جواز وعدم

سرزنش وملامت کسی نوع کی اوسمین شارع کیطرف سے نہونا واضح ہی پس محظور شرعی نہین ہی چنانچہ
درمختار کے اس قولکی تحت مین والالتفات بوجہہ کلہ او بعضہ للنہی وببصرہ یکرہ تنزیہا کے تحت مین
ردمحتار مین ہے وخلاف الاولی غیر محظور تامل انتہی اور ترک مستحب سے کراہت لازم نہین آتی
ہی جبتک نہی خاص اوسمین موجود نہووے تحت قول درمختار وترک سنة ومستحب کی ردمحتار مین
ہی صرح فی البحر فی صلوة العید مسئلة الاکل بانہ لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہة اذ لابد لہا من دلیل
خاص واشار الی ذلک فی التحریر الاصولی بان خلاف الاولی مالیس فیہ صیغة نہی کترک صلوة الضحی بخلاف
المکروہ تنزیہا اھ والظاہر ان خلاف الاولی اعم فکل مکروہ تنزیہا خلاف الاولی ولا عکس لان خلاف الاولی
قد لایکون مکروہاً حیث لادلیل خاص کترک صلوة الضحی وبہ یظہر ان کون ترک المستحب راجعاً الی خلاف الاولی لایلزم
منہ ان یکون مکروہاً الا بنہی خاص لان الکراہة حکم شرعی فلابد لہ من دلیل واللہ اعلم انتہی پس جب تشبہ
قصداً نہو اور نہ مذموم ہونا بھی اوسکا کسی دلیل شرعی سے ثابت ہووے اور فقط تشبہ صوری اصل فعل مین
ہو کر پایا جاوے تو اسکو بدعت ضلالت قرار دینا سخت سفاہت وجہالت ہی اگر ہووے تشبہ بالفرض تعین
مین ہوتا ہی باوجودیکہ نہین ہے تب بھی ایسے تشبہ سے کہ مذمت اسکی شرع مین وارد نہووے اور قصد تشبہ
نہووے تو اوسکو بدعت کہنا اور مسلمانونکو بدعتی بنانا وہابیہ کی حماقت وضلالت ہے خاص کی جو دلیلین
تشبہ کفار کی بیان کرتے ہین اونہین سے ترک مستحب وترک اولی ہونا ثابت ہوتا ہی واوسکو ناجائز و
ضلالت ہونے سے کیا علاقہ ہے پس یہ وہ روایت ہدایہ نے کچھہ نفع ندیا بلکہ اور نقصان پہونچایا گنگوہی
کمالایخفی علی الفطین الماہر فی الفن اور تشبہ اہل کتاب کے ساتھہ حالت نماز مین معتبر ہونے سے یہ لازم نہین
آتا کہ خارج نماز کی بھی تشبہ معتبر ہے اور خارج مین بھی لازم آتی ہے دیکھو سدل ثوب نماز مین مکروہ ہے پائے جامہ
نہونیکی حالت مین کراہت کشف عورت کی احتمال سے ہی اور پائے جامہ ہونیکی حالت مین بسبب تشبہ
اہل کتاب کی ہی اور خارج نماز مین یہ تشبہ معتبر ہونا علماء تسلیم نہین کرتے اور کراہت نہین مانتے قال
الشیخ اسمعیل فیہ بحث لان الظاہر من کلامہم ان تخصیص اہل الکتاب بفعلہ معتبر فیہ
کونہ فی الصلوة فلا یظہر التشبہ وکراہتہ خارجہا اہ انتہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگر اہل کتاب
یا مجوس کے فعل کے ساتھہ تشبہ ایسا ہووے کہ جسقدر امور اونکی فعل خاص مین موجود ہین وہ تمام ہوون
تو تشبہ معتبر ہوتا ہے اور تمام امور نہوون بعض ہون تو معتبر نہین ہی دیکھو قرآن شریف اہل کتاب اپنے
کتاب کو نماز مین روبرو رکھتے ہین واسطے قراۃ کے اسمین دو امر ہین ایک روبرو رکھنا دوسرے قراۃ

اُس سے اگر ہمارے یعنے مسلمانونکے یہان کوئی نمازکے روبرو قرآن رکھلے تو باوجودیکہ ایک جزو ایک امر
اُن امور سے یہان موجود ہی لکن اس تشبہ کا اعتبار نہین ہے کیونکہ دوسرا امر یہان مفقود ہے کہ پڑھنا
اوسکو دیکھکر ہے اور کراہت جب ہے کہ اوسکو سامنے رکھکر پڑھے بلکہ تیسرا امر ایک اور بھی ہے کہ وہ
نماز مین پڑھنا ہے پس ان تینون امور سے ایک بہی فوت ہوجاوے تو تشبہ نہین دیکھو بعض علما نے استقبال
طرف قرآن کے نماز مین مکروہ ہی تشبہ اہل کتاب کے سبب سے کہا تہا تو اوسکا جواب امام ابن ہمام وغیرہ بہی
دیتے ہین کہ اوسکا استقبال قرأۃ کے واسطے تہا چنانچہ فتح القدیر مین ہے تحت اس قول صاحب ہدایہ کے ولا
باس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق او سیف معلق لانہما لایعبدان وباعتبارہ تثبت الکراہۃ
موجود ہے قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر فیفید الرد علی من قال من الناس بالکراہۃ لان السیف
آلۃ للحرب والباس فیکرہ استقبالہ فی مقام الابتہال وفی استقبال المصحف تشبہا باہل
الکتاب والجواب ان استقبالہم ایاہ لقرأۃ منہ لا لانہ من افعال العبادۃ وقد قلنا بکراہۃ
استقبالہ بذلک انتہی اور علامہ عینی نے یہ جواب دیا کہ مصحف کے تقدیم مین تعظیم ہے اور تعظیم اسکی عبادت
ہے پس عبادت اوپر کی ہوئی مکروہ نہین ہے اما المصحف لان فی تقدیمہ وتعظیمہ عبادۃ فتقدیم المصحف
عبادۃ علی عبادۃ فلا تکرہ انتہی اور باہر نماز کے کوئی دیکھکر قرآن شریف کو پڑھے نہ سامنے رکھکر تو تب بہی
تمام اہل اسلام کے نزدیک بہی جائز ہے اور تشبہ نہین ہے کیونکہ جز تشبہ کا کہ اندرون نماز کے ہونا فوت ہے
یہ خارج نماز کے تشبہ معتبر نہین اسیطرح نماز مین چنگاری و انگارہ رکھکر نماز پڑہنا مکروہ اور خارج نماز
چنگاری و انگار کوئی سامنے رکہے تو مکروہ نہین کیونکہ عبادت ہونا فوت ہے باوجودیکہ چنگاری اور سامنے ہونا
دونون موجود ہین اور چراغ روبرو نمازیکی ہووے تو مکروہ نہین ہے بسبب تشبہ نہونے کے کیونکہ چنگاری
وانگار بہی آگ اور سراج کا شعلہ بہی آگ اور اندرون عبادت کی ہے لکن یہ جو نمازی نے روبرو رکہا ہے
کہ وہ چراغ ہے چنگار و انگار ہونا اوسمین موجود نہین ہے اگرچہ روبرو ہونا اور اندرون نماز کے ہونا اور آگ
ہونا موجود ہی ایسے جزئیات فقہا کے تتبع سے واضح ولائح ہے کہ جس چیز مین تشبہ ہووے تو اسکی تمام اجزا موجود
ہونا چاہیے ہان یہ ضرور نہین تمام اوس عبادت کے امور جو کفار کے یہان ہوتی ہین ہونا چاہیے بلکہ اس چیز سے
جو امور متعلق ہین جس چیز مین تشبہ پایا گیا وہ تمام ہونا چاہی اگر تہوڑا سا بہی اوس چیز مین فقط آجاویگا تو
کراہت مرتفع ہوجاویگی چنانچہ درمختار مین ہی کہ روزہ عاشورا کا مکروہ ہی تنہا اور روزہ شنبہ یعنے سنیچر
کا جسکو سنیچر بہی کہتی ہین تنہا مکروہ ہے روزہ عاشورا کے تنہا مکروہ ہونے سے کہ اور عاشورا کے تنہا مکروہ

ہونیکی وجہ علامہ شامی نے بہی لکہا ہی کہ تشبہ ساتھہ یہود کے ساتھہ درمختار کی عبارت اس مضمون کی اوپر
گذر بہی چکی ہے دہا رہ یہر لو والمکروہ تحریمًا کالعیدین وتنزیہًا کعاشوراء وحدہ وسبت وحدہ
انتہی علامہ شامی فرماتے ہین قولہ عاشوراء وحدہ) ای مفردًا عن التاسع او عن الحادی عشر
امداد لانہ تشبہ بالیہود محیط قولہ وسبت وحدہ) لتشبہ بالیہود بحر وہذہ العلۃ تقید
کراہۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد التشبہ کما مر نظیرہ بلکہ ہفتہ کا روزہ جسمین تشبہ یہود کے
ساتھہ رکہے اور یہود سے تشبہ مرتفع ہوئیکا اتوار کا روزہ کوئی رکہے جس سے تعظیم اتوار مین تشبہ نصاری کی
کی ساتھہ لازم آتا ہی اگر تنہا ہووے تو تب بہی ان دونو نکی جمع کرنے سے تشبہ کسیقوم کے ساتھہ نہین رہتا
کیونکہ ہیئت اجتماعی پر اتفاق دونون طائفہ مین سے کسی کا نہین ہی علامہ شامی نے اسیہی صفحہ مین
لکہا ہی جس صفحہ کی عبارت ابہی ہمنے لکہی وہل اذا صام السبت مع الاحد تزول الکراہۃ
محل تردد لانہ قد یقال ان کل یوم منہما معظم عند طائفۃ من اہل الکتاب ففی صوم
کل واحد منہما تشبہ بطائفۃ منہم وقد یقال ان صومہما معًا لیس فیہ تشبہ لانہ لم تتفق
طائفۃ منہم علی تعظیمہما معا و یظہر لی الثانی بدلیل انہ لو صام الاحد مع الاثنین
تزول الکراہۃ لانہ لم یعظم احد منہم ہذین الیومین معًا وان عظمت النصاری الاحد لا
وکذا لو صام مع عاشوراء یومًا قبلہ او بعدہ مع ان الیہود تعظمہ ویظہر من ہذہ انہ لو جاء
عاشوراء یوم الاحد او الجمعۃ لا یکرہ صوم السبت معہ وکذا لو کان قبلہ او بعدہ یوم
المہرجان او النیروز لعدم تعمد صومہ بخصوصہ واللہ اعلم انتہی دیکہو اجزا مین اگرچہ
مشابہت طائفہ اہل کتاب سے ہی لکن مجموع کی تعظیم کوئی نہین کرتا ہی ہیئت اجتماعی نے اوس تشبہ اہل
کتاب کو رفع کردیا ہی پس بخوبی ظاہر ہی کہ تشبہ ناقص معتبر علما کے نزدیک نہین ہے اور تشبہ ناقص فرد
مطلق تشبہ کا نہین ہے جو حدیث مین وارد ہے پس حدیث مذکور تشبہ ناقص کا وہی حکم دینا جو کامل کا ہی سراسر
بیعلمی ہے اس تقریر سے تمام اقوال پر اختلال گنگوہی کا جو تشبہ سے متعلق ہین جواب ہوگیا اجمالًا
بیفہمی و علمی جو کچہہ کلمات گنگوہی کے اوسکا مردود ہونا اس سے ہر ذی عقل جان لیگا کچہہ تفصیل اور کردی جاتی ہین گنگوہی اسکے بعد یعنی عبارت شامی
ہدایہ کی نقل کے بعد کہتا ہی قرآن کہولکر پڑہنا اور بلند مکان پر کہڑا ہونا تشابہ اہل کتاب سے تہا ساری نماز مکروہ ہوگئی اور مثل مولف کے
محشی نے لکہا کہ اسقدر اجزا مین ایک جز کے مشابہت سے کراہت نہین ہوتی اقول و باللہ التوفیق یہ مولف ہمارے کہان کہا ہی کہ اسقدر اجزا ایک جز کی
مشابہت سے کراہت نہین ہوتی وہ مشابہت کا وجود سوم مین ہو دکہانہ منع کرتا ہی اسکا یہ مطلب کہان کہ اسقدر اجزا مین ایک جز مشابہت سے کراہت

نہین ہوتی یہ تو افترا ہوا مگر گنگوہی مولف پر کرتا ہی یا بیعلمی کے سبب سے اردو عبارت بہی مولف نہین سمجہتا ہی پر اسکو مولف کا کلام کر دیکہا علاوہ گنگوہی کہتا ہے کہ
سیوم پانچ جز سے مرکب ہی کلمہ قرآن نخود ان تین مین تشبہ نہین اور اجتماع سوم میت کیواسطے امر تخصیص
سیوم کے ان دو مین تشبہ ہنود کے ساتھ ہی ہے مولف بہی مقر ہے اقول وباللہ التوفیق تین جز مین تشبہ
نہونا گنگوہی قبول کرتا ہی دو مین تشبہ بتاتا ہی تو اسکا حال یہ ہی کہ اجتماع مین بہی تشبہ نہین کیونکہ وہان اجتماع
وارثون میت کا فقط ہوتا ہی اور برادری و دوست آشنا سب ہوتی ہین وہان اجتماع سوگ کہلوانیکے ہوا
ہی یہان اجتماع کلمہ و قرآن پڑہنیکو جس قسم کا کام کرے تو ہنود جمع ہوتی ہین کہ وہ سوگ کہلواتا ہی اسیواسطے یہان
مسلمان بہی جمع ہوتی تو تشبہ کے گنجائش تہی جب اونکا مطلب و غرض یہان نہین ہی تو تشبہ بہی نہین اب ہی معلوم
ہو چکا ہی فقط استقبال قرآن کا نماز مین مکروہ نہین اسلئے کہ اگرچہ استقبال مین شابہت اہل کتاب سے ہی لیکن آ
مشابہت معتبر اسواسطے نہین ہی کہ جس غرض کیواسطے کہ وہ دیکہکہ پڑہتا ہی یہان مفقود ہی چنانچہ اوپر فتح
القدیر سے گذر چکا ہی پس اسی طرح اگرچہ اجتماع ہنود کے یہان بہی ہوتا ہی اور اہل اسلام کے یہان بہی لیکن
جس غرض سے ہنود کے یہان ہوتا ہی اوس غرض سے یہان نہین پس فقط استقبال قرآن کے مشابہت کے ہو جیسا
کہ فقط استقبال مذکور بسبب فوت غرض مذکور کے مکروہ نہین ایسا ہی یہ اجتماع بسبب فوت اوس غرض کے
ہنود کے یہان مکروہ او جسطرح چراغ نمازی روبرو ہونے سے نماز مکروہ نہین ہوتی فقط اس قدر اعتقادت کہ
وہ یعنے مجوس چراغ کی پرستش نہین کرتی ہین انگار کہتی ہین اور شعلہ مین کہ چراغ ہی اور انگار نہین تہوڑا
فرق ہی آگ ہونا دونون مین شامل ہے اسیطرح یہان فرق ہے وہان فقط وارث ہوتے ہین یہان جو کوئی مسلمان
ہو خواہ وارث خواہ برادری ہو خواہ ہنو اہل اسلام ہو وہان قانون نجوم کے موافق تیسرا دن پڑے تو تیجا
ہوتا ہی ورنہ نہین ہوتا ہی اور یہان تیسرا دن ہوتا ہی ہے اس سے آگے سیوم نہین کرتے ہین پس فرق
مانند استقبال قرآن و چراغ کے یہان موجود ہے اور کراہت مرتفع ہی اور ہم کہتے ہین کہ یہ تشبہ اہل کتاب سے
ہدایہ سے جو مفہوم ہے جس سے کراہت لازم آتی ہے تو وہ اندرون نماز کے ہی اور باہر نماز ان امور مین تشبہ
معتبر نہین ہے چنانچہ شیخ اسمعیل کے بیان سے واضح ہو چکا ہی کہ خارج نماز کی تشبہ و کراہت اسدن مین نہین
اندرون نماز کے ہے اور یہان یعنے قرآن دیکہکر پڑہنے کے بارہ مین بہی خارج کی تشبہ نہونا بالاجماع
ثابت ہی پس اس سے استدلال اوس امر پر کرنا کہ خارج نماز سے ہی باطل ہے اور جسطرح امام ابن الہمام کا
فتح القدیر مین فرمانا اوپر گذر چکا ہی کہ تقدم امام مطلوب ہی اور مشابہت اہل کتاب کا اونہون نے یہ جواب
دیا کہ یہ اتفاق دو ملتونکا ہی پس اسیطرح ایک جواب ایسا ہی ہو سکتا ہی کہ اتفاق ملتین کا ہی اور یہ جواب

بہی ہو سکتا ہی کہ تشبہ بقصد ہونا مذموم ہو تو مکروہ ہی مطلقًا مکروہ نہین ہے اور مسلمان تشبہ کے قصد سے
اجتماع نہین کرتے ہین اور مذموم ہونا بہی اسکا دلیل سے ثابت نہین ہی پس مکروہ نہوا اور تخصیص اور سیوم
مین بہی مشابہت نہین ہی انکی یہان یعنے ہنود کے یہان تین سے زیادہ مین بہی تیجا کرتی ہین پس تخصیص
تین دن کی نہوئی اگر ہووے تو اسقدر فرق کہ ہمارے یہان آگے پیچھے نہین ہوتا ہی انکے یہان
ہو جاتا ہے پس تشبہ نہین ہے اور مولف نے اقرار تشبہ کا نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ تشبہ ہوتا اور مشابہت
لازم آتی ان قوم ہنود سے آتی جو تیجے کو مانتے ہین کہ بشنی اگر دال ہین سو غور سے دیکہو تو انکی ساتھ بہی مشابہت
نہین اسکے بعد مولف نے وہی فرق قانون کو اکب بیان کیا پس مولف مقر تشبہ کا نہین ہے اور سوگ
کہلوانا سراوگی وغیرہ کا تیسرے روز اوس سے مشابہت نہونا مولف نے ثابت کیا اسکے بعد گنگوہی اجتماع
کو شعار تیسرے دن شعار ہنود کا بتاتا ہی غلط محض ہے شعار جب ہوتا کہ اہل اسلام کی یہان یہ نہوتا جب اہل اسلام کے
یہان بہی تو شعار ہنود کیونکر ہوا اور گنگوہی وقت مغرب مین اتحاد مابین اہل اسلام و اہل ہنود کے واسطے
عبادت کی ہوئی تہی اعتراض تو مولف انوار نے کیا اور تشبہ آب زمزم و گنگا کا پانی مین ہونیکا جو ذکر کیا تہا
اسکے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ فرائض و واجبات مین تشبہ کا اعتبار نہین ہے یہ بیعلمی گنگوہی کی ہے
دیکہو آخر وقت عصر کہ ایک رکعت قدر باقی ہو اوسوقت سوری عصر اوس دن کی دوسرے دنکی قضا پڑہنا
درست فقہا نہین بتاتے ہین اور اسوقت ناقص امر مانی ہین اور کراہت نماز کی اُسوقت مین تشبہ کفار
عباد شمس کے ساتھ ہونیکے سبب سے فرماتی ہین شرح وقایہ مین باحسن وجہ اسکو بیان کیا ہے اور نور الانوار مین
بہی یہ عبارت اس بارہ مین موجود ہے اول گذر بہی چکی ہے پہر تہوری سے لکہی جاتی ہے لان عصر
یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعًا والطواف محدثا مامور بہ مع انہ مکروہ شرعًا قلنا
ذلك الكراهة ليس في نفس المامور به بل بمعنى خارج وهو التشبه لعبدة الشمس انتہی پس یہ کلیہ
جہوٹہ بنایا ہوا گنگوہی کا کہ فرض و واجبات مین تشبہ معتبر باطل ہوا اور بے علمی واضح ہوئی اور زمزم
کی پانی لانیکو گنگوہی عادی وطبعی امر بتاتا ہے اور یہ عادی و طبعی نہونا وجہ عدم تشابہ قرار دیتا ہی جسکو
دیکہکر بچے بہی قہقہہ مارتے ہین پانی زمزم کا ہر بچہ بچہ جانتا ہے کہ بطور تبرک پینے کیواسطے مسلمان
لاتے ہین اور پینے مین ثواب جانتے ہین نہ مقتضائے عادت کے سبب سے جیسا کہ یہ ناواقف جہال سے
زیادہ بیعلم کہتا ہے حدیث و فقہ مین استحباب لانے پانی زمزم کا ثابت ہے در مختار کے اس قول کے
تحت مین ولکرہ الاستنجاء بماء زمزم تحت رد المحتار مین ہے ویستحب حملہ الی البلاد فقد روی

الترمذی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا کانت تحملہ وتخبر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحملہ وفی غیر الترمذی انہ کان یحملہ وکان یصب علی المرضی ویسقیہم وانہ حنک بہ الحسن والحسین رضی اللہ تعالی عنہما من المباب وشرحہ انتہی اور پانی زمزم لانیکو طبعی یہ گنگوہی بتاتا ہی اتنی تمیز نہین کہ جو فعل طبعی ہوتا ہے مثلاً انسان کا ہے وہ اسکے اختیار مین نہین ہوتا ہی دیوار سے گر جانا نیچے کو جسم فصل کے اختیار مین نہین ہے انسان وحیوان وقت گرنے کے ارادہ رکہنے کا کرے اور کوئی ایسے چیز جسکے سہارے رکے موجود نہو یا اوسکے ہاتھ نہ آوے وحاصل اسکا نہو تو ہرگز نہین رک سکتا ہی پس فعل وحرکت طبعی ایسی ہوتی اور تمام افعال طبعیہ مانند غذا کا ہونا اور اخلاط کا ملنا اور اشاج بدن سے منی جدا ہونا بعد یہ وتخیہ ہونا اور جو بدن انسان مین مثلاً ہوتا رہتا ہی یہ تمام ایسے امور ہین کہ انسان کے اختیار مین نہین بلکہ افعال طبعیہ بدون شعور کے ہنین ہوتی ہے یہ امور پانی زمزم لانے مین تمام مفقود ہین گنگوہی کو علم ہوتا یا کسی طالب علم میزان خوان یا موجز خوان سے صحبت بہی ہوتی تو پانی زمزم کے لانیکو یا پانی گنگا کے لانیکو ہرگز طبعی نہ کہتا اور عادی کہدینے سے عرض تشبہ امر بنجاتا ہے کہ یہ سیوم جو اہل اسلام کے یہان ہوتا ہی اسکو بہی عادی اہل اسلام کہدینگے اور عادی ہونا تو ظاہر ہے اگرچہ بطور ایصال ثواب کے یہ عادت تیسرے دنکی ہووے اور جسطرح گنگوہی گنگا کا پانی لانا ہنود کا شعار نہین جانتا ہی ایسے ہی تیسرے دنکا ایصال ثواب کرنا ہنود کا شعار نہین جانتی ہین پس فیصلہ ہوا مولف انوار کی فتح ہوئی گنگوہی کو شکست فاش ہوئی اب آگے جو گنگوہی کا ہی واسطے اثبات اہل اسلام تشبہ کے درمیان اجتماع ہنود کے تیجے کے دن اور درمیان اجتماع اہل اسلام کے سیوم مین واسطے قرآن وکلمہ خوانی کی کہ بعض وجوہ کا محل تشبہ کو نہین زید اسد سے تشبہ دنی مین وجہ شبہ فقط شجاعت ایک امر باقی کو ہوئی مشابہت نہین پس کسی نے یہ نہین کہا کہ بالکل مشابہت من کل الوجوہ ہو تو تشبہ ہووےگی ورنہ نہین یہ قول مولف کا شرع وعقل وعرف کے خلاف ہے **اقول** وباللہ التوفیق مولف من کل الوجوہ تشبہ ہے تشبیہ ہونا بایطور تمام امور مشبہ بہ مشبہ مین موجود ہوں تو تشبیہ ہووے ہرگز نہین کہا ہے مولف کے کسی کلام سے مفہوم نہین مولف وجہ شبہ کا پایا جانا جسکے سبب سے تشبہ عرفاً وعقلاً وشرعاً جائز ہووے سیوم مین نہین مانتا ہے اور کوئی معنے ایسے مشہور ومعروف ومخصوص اجتماع مین ایسے موجود ہونا جسکے سبب سے سیوم کو اس سے تشبہ دینا درست ہووے قبول نہین کرتا یہ تشبیہ سیوم کے اجتماع ہنود کے ساتھ مانند تشبیہ زید کے ساتھ اسد ہرگز مولف نہین مانتا ہے

زید و اسد کے تشبیہ صحیح و درست ہی وجہ شبہ وہان موجود ہے سیوم و اجتماع ہین وجہ شبہ پائے
جانیکے سبب سے تشبہ درست نہین ہے اور کوئی عاقل لیکن تشبہ نہین مانسکتا ہی اور تشبہ شرعی تو جب
ہی ہوتا کہ قصد تشبہ ہوتا یا مذموم ہوتا اور جس قسم کی غرض ہنود کی ہوتی ہے اوسہی قسم کے
غرض اہل اسلام کی ہوتی ہے چنانچہ اوپر اسکا بیان گذر چکا ہی اور اس سے ظاہر ہی کہ فقط اجتماع سے
تشبہ علماء کے نزدیک ثابت نہین جیسے فقط استقبال الی القران سے نماز مین تشبہ اہل کتاب کے
ساتہ ثابت نہین ہے پس کوئی تشبہ یہان سیوم و اجتماع ہنود مین ثابت نہین ہے نہ عقلی و نہ شرعی
فقط اجتماع تیسرے دن سے تشبہ شرعی بتانا جو فقہاء کے نزدیک موجود ہے بیعقلی صرف ہی اور
وہابیہ کی بدجو اسی ثابت ہے **اول** خطا جو مؤلف کی گنگوہی نے نکالی تو اوسمین تو خود
سرتاپا خاطی نکلا اور دوسری **گنگوہی** مولف کی بتاتا ہی اوسمین جو جو خطائین گنگوہی کی ہین
اوسکا حال معلوم کرنا چاہئے مولف انوار ساطعہ نے کہ کفار اور اہل اسلام کے درمیان کچہہ فرق
اور امتیاز ہو جاوے تو تشبہ نہین اور مثال صوم عاشوراء کے پیش کی کہ دن معین دسوین تاریخ سے
روزہ رکہنے مین مسلمان و یہود سب شریک ہین فقط مقدم یا موخر روزہ دوسرے رکہنے سے تشبہ نہین رہتا
تو گنگوہی کے فہم مین یہ کلام ہی مولف نہ آیا اور تعجب کیا اور کہا کہ مسئلہ ہدایہ مین مابہ الامتیاز موجود
ہی فقط ارتفاع و امتیاز مکان ایک مسئلہ مین اور نظیر مصحف دوسرے مین تشابہ کا ہے پس مکروہ کیون
ہوگیا اور صوم کا جواب ناصواب گنگوہی یہ دیتا ہے کہ یہ روزہ فرض تہا فرض مین تشبہ نہین اب
تنہا روزہ عاشوراء کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق بلاشبہ فرق و امتیاز جیسا کہ مولف
انوار نے کہا ہے تشبہ مرتفع ہو جاتا ہی فقط استقبال قرآن کا نماز مین تشبہ اسیواسطے نہین کہ یہ فرق پا
پڑگیا کہ یہان پڑہنا اوس قرآن سے نہین ہے اگرچہ نماز مین اور استقبال ہونا اسمین بہی موجود ہے
اور ارتفاع امام کا ہووے لکن کچہہ قوم امام کے ہمراہ ہو جاوے تو فرق کر جانیکی سبب سے تشبہ نہین
رہتا ہے اور تنہا صوم عاشوراء مین تشبہ نہونا اس سبب سے کہ فرض تہا جہالت محض ہے کوئی ادنے
واعلی اسوجہ جہالت کو تسلیم نکریگا اور نہ کسی کتاب مین کسی نے یہ وجہ گذاری ہے کہ اول کوئی امر فرض
ہووے پہر فرضیت اوسکی مرتفع ہو جاوے فقط استحباب باقی رہے تو فرضیت منسوخہ تشبہ سے
مانع ہوتی ہے ایسے غلط غلط مسائل شکم سے نکالنا اور دل سے گہڑنا احبار و رہبان کا کام ہی اور چنین
مرتبہ درمختار اور ردمحتار سے اوپر گذر چکا ہی کہ روزہ تنہا دعاشوراء کا مکروہ ہے اور بوجہ اسکی ردمحتار

مین بہی فرمائی ہے کہ تشبہ یہود سے ہی اور اس بیعلم کو اتنی خبر نہین صوم عاشوراء کے حق کہتا ہے کہ تنہا
روزہ عاشوراء کا مکروہ نہین ہے اب ایسے بے علم آدمی کا کیا کیا جاوے اور نادان کا کیا خطاب کیا جاوے
با این ہمہ مولف انوار ساطعہ کو قواعد شرعیہ سے بے خبر لکھتا ہے اور حمقاء جہلاء وہابیہ کو جنکی ایسی
باتین ہین اونکو علماء نکتہ دان و تفقہ بتاتا ہے کونسا عاقل منصف ایسے حماقت کے باتون کو تفقہ
و نکتہ دانی بتاویگا یہ دوسرے خطاء مولف انوار کے اس گنگوہی نے نکالی تہی جس سے ظاہر ہے کہ گنگوہی
بہت غالطہ و خاطی ہے اور مولف اس سے بری ہے اب تیسری خطاء مولف کے گنگوہی بتاتا ہے مولف
انوار نے بحوالہ کتب علماء معتبرین محققین کے بیان کیا تہا کہ تشبہ مکروہ ہر چیز مین نہین ہے فعل
مذموم مین مکروہ ہے یا قصد تشبہ کا ہو تو مکروہ ہے گنگوہی مولف کی اثبات کیواسطے کہتا ہے کہ
دو روایتین جو ہدایہ سے منقول ہوئین اونمین قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم نہین ہے بلکہ محمود ہے
اور مکروہ ہوگیا امام کا علیحدہ کہڑا ہونا مذموم نہین ہے صوم عاشوراء مذموم نہین ہے پہر کیون بعضے
صوم نہم سے بہت کو رفع کیا اور آگ کا روبرو نمازی کے ہونا موجب تشبہ مجوس کا ہوا اور مسلم کا
قصد تشبہ بالمجوس کا نہین اور اشتمال صما مکروہ حال آنکہ قصد تشبہ یہود مسلم کو ہرگز نہین ہے اقول
و باللہ التوفیق اس سے گنگوہی نافہم کی غرض یہ ہی کہ بدون قصد تشبہ کے اور غیر مذموم مین
بہی تشبہ اہل کتاب کا مکروہ ہی اور غرض گنگوہی کی بالکل فاسد و باطل ہے چند مرتبہ علماء معتبرین
کی اقوال صریحہ اس بارہ مین گذر چکی ہین کہ مطلقاً تشبہ مکروہ نہین ہے قصد تشبہ ہو یا مذموم مین
تشبہ ہو تو مکروہ امام ابی یوسف کا نعلین شعر کو جائز فرمانا اور فعل آنحضرت صلعم کا ہونا باوجود یکہ یہ
رہبان کا لباس ہے اوپر گذر چکا ہے اور یہ بہی اوپر گذر چکا ہے قصد تشبہ ہووے تو مکروہ تحریمی ہے
تشبہ فقط تشبہ بلا قصد و بلا مذموم ترک مستحب ہے جو مستلزم کراہت کو نہین ہے اور مکروہ سے
ایسے مواقع مین مراد کراہت تنزیہی ہی جسکا رفع ترک اولی ہے پس ان امور مذکورہ و منقولہ مین کراہت
بلا قصد تشبہ و بلا مذموم ہوئی ثابت ہو جاوے تو مراد کراہت سے تنزیہی ہوگی ترک اولی ہے کیونکہ
یہ تتبع اقوال فقہاء سے ظاہر ہو چکا ہی اور مذموم ہونا اور قصد ہونا ثابت ہووے تو تحریمی ہوگی ان
نقول سے یہ واضح نہین ہی کہ بدون مذموم ہونے اور بدون قصد تشبہ کے بہی کراہت تحریمی ہوتی ہے
جبتک یہ ثبوت نہووے تو گنگوہی کو مفید مولف انوار کو مضر نہین اور اقوال فقہاء و علماء جنمین تصریح
ان امور کی موجود ہے کہ بقصد ہووے یا مذموم ہووے کراہت مطلقاً نہین ان نقول سے منقوض

نہین ہوتی اونکی اقوال مین اسوقت مین کراہت تحریمہ مراد ہونا جائز ہے اور بدون انکی کراہت
تنزیہ ہوتی ہین اونکے اقوال کی مخالفت نہین ہوتی کیونکہ وہ ترک مستحب ہے جسکو ناجائز کوئی مسلمان
نہین کہسکتا ہے تارک عارضی اکو کوئی بدعتی نہین کہسکتا ہے اور ان امور کا غیر مذموم جو گنگوہی
بتاتا ہے اس بیعلمی سے بتاتا ہی کہ کسی کتاب کا حوالہ نہین کسی عالم معتبر کا قول اس امر مین پیش
نہین پہر کیونکر اس کا قول مقبول و معتبر ہووے گنگوہی اسکے آگے کہتا ہی کہ اجتماع اہل میت کے
نزدیک جسکا نیاحت ہونا حدیث سے ثابت ہے پہر ہود کا فعل و تقیید مطلق پر بہی مذموم نہین
عجب ہے **اقول** وباللہ التوفیق اجتماع الی اہل المیت جو موجب کراہت ہے اوسکا مخصوص ہونا
ایک نوع خاص کے ساتھ مرقات ملا علیقاری سے اوپر گذر چکا ہی فلیرجع الیہ اور اس اجتماع موجب
کراہت کا لازم آنا سیوم ہی مین ممنوع ہے اور تقیید مطلق کو اس سے کچھ علاقہ نہین تقیید مطلق تو اسوقت
ہوتی کہ سوائے اسدن کے اہل اسلام ایصال جائز نجانتے اور اس اجتماع یوم سیوم کو موقوف علیہ
جواز خیال کرتے اور اسکا فقدان اظہر من الشمس ہے پس تعجب ایساہی جیساکہ اہل حق کے مسائل سنکر
مبطلین تعجب کرتے ہین اسکے آگے گنگوہی اول تو قول بحر الرائق کو کہ امر مذموم مین تشبہ ہووے
تو مکروہ ہی رد کرتا ہی اور اس پر نقض اپنی جہالت سے ایک مسئلہ گہڑ کر کرتا ہی کہ قرآن دیکہکر
پڑہنا امر مذموم نہین ہے اور حدیث مین مطلق تشبہ ہے اس غرض سے یہ قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم
ہونا نہین پایا جاتا ہے اور کراہت موجود ہے اور بحر الرائق نے تشبہ کو مقید مذموم کے ساتھ کیا ہے
اور یہ حدیث کے خلاف ہی کہ حدیث سے مطلق تشبہ ممنوع ہے پہر گنگوہی توجیہ کرتی ہین کہ قرآن دیکہکر پڑہنا
فی حد ذاتہ محمود ہے لکن صلوۃ مین مذموم ہی مگر مولف اپنے کو نہ فہمی سے مذموم فی اصل وضعہ سمجہگیا
اقول وباللہ التوفیق جب یہ مراد بحر رائق ہے تو گنگوہی بفہم نے غیر مراد بحر رائق کو مراد بحر رائق کیون
قرار دیا اور خارج نماز کے قرآن پڑہنا مراد لیا اور اس سے نقض جہالت سے کرنے لگا اور اسکے اون ہی
قیود کو جن کے سبب سے مذموم ہو جاوے چہوڑا امور منقولہ بالا کو محمود قرار دیا اور اپنی ایک اختراعی وارد
امر کے موافق ان اقوال جو علماء سے مولف نے نقل کین ہین منقوض ہونا بتایا اون تمام مین قیود کا
لحاظ ہے جن کے سبب سے وہ مذموم مین پہر دہی ہوا کہ مذموم مین تشبہ مکروہ ہے خواہ مذمت پہلی سے
ہو یا کسی سبب سے حادث ہو بحر رائق و مولف نے یہ کب کہا کہ فی حد ذاتہ مذموم ہو اور کسی امر کے لحوق
سے مذمت نہ آوے اسوقت تشبہ ناجائز ہی خود غلط مطلب قرار دیکر اعتراض فقہاء و علماء و مولف پر کرنا

یہ کوتہ فہمی گنگوہی کی نہین ہے تو اور کیا ہے اور باین ہمہ مولف کو کوتہ فہم بتاتا ہے یہ جہل مرکب صرف ہے
اور بحر کے مطلب کو خود نہ سمجھا اسواسطے نقص کرنے لگا مولف کی طرف بحر کا مطلب نہ سمجھنے
کی نسبت کرتا ہے حیا نہین آتی اور حدیث کو مطلق بنا کر غیر مذموم مین بہی تشبہ کا ثبوت کرنا چاہتا ہے
تشبہ کے معنے شرعی ہے جو غیر مذموم و غیر مقصود بالتشبہ اوسکو شمول حدیث کا ہونا ہرگز مسلم نہین
حدیث کا شمول تو اوسکو ہی ہے کہ جسپر ملامت شرعی ہووے چنانچہ فہو منہم لفظ حدیث سے ملامت
مفہوم ہے اور غیر مذموم و بدون مقصد مین ملامت نہونا ظاہر ہے کیونکہ اصل فعل کی صورت مین
تشبہ ترک مستحب ہے چنانچہ عینی سے ظاہر ہے اوپر گذر چکا ہے اور ترک مستحب مین ملامت شرعی
نہین ہے پس حدیث اس تشبہ صوری کو شامل نہین جسمین مذمت یا قصد تشبہ نہو پس حدیث کے مطلق
قرار دینے سے قول بحر رائق کا رد نہوا اور حدیث مفید نہوئی مولوی اسمعیل سرگروہ وہابیان کا قول
جو بطور الزام مولف انوار نے نقل کیا تہا تو گنگوہی سے اوسکے قول پر اعتراض کچھہ نکیا جیسا کہ بحر رائق کے
قول پر اعتراض کیا اسلیے کہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک اوسکے سرگروہ سے یا کسی وہابی سے کسی قسم کا قول
صادر ہووے وہ تمام حق ہوتا ہے یہ شخص انکا سرگروہ تقلید شخصی کو بدعت و مشابہ شرک قرار دیتا ہے
بعضے وہابیہ جو بظاہر تقلید کے قائل ہین اور اہل سنت مین ملنے کو وجوب تقلید کے قائل ہین غیر
مقلدین کو تو برا کہتے ہین لکن اس شخص کو ولی و قطعی جنتی و تمام اقوال حق کہنے والا بتاتے ہین بڑی
تعجب کی بات جو بدعت سیہ و مشابہ شرک بناوے تقلید اوسکو تو موافق سنت و ولی و قطعی
جنتی بنایا جاوے جو اسکے قول کے اطاعت کرے مانند لامذہب اہم کے اونکو بد کہا جاوے الغرض
نزد سرورین کوئی چیز بری ہووے وہابیہ کے نزدیک تو وہ اوس شخص کو جاکر اچھی ہوجاتی ہے
اوسکو وہابی شارع جانتے ہین اس واسطے یجوز ما لیجوز لغیرہ کا مضمون ہے اب دیکھو گنگوہی اوسکے
قول کی تاویل کرتا ہے جس سے وہ بہی راضی نہوتا اگر ہوتا تو اوس نے کہا تہا کہ روافض کے ساتہ مقید ہین
کرتے ہین ہم موافقت کا قصد نہین کرتے اتفاقاً موافقت ہوجاتی ہے چنانچہ عبارت اسکی مولف انوار
کی کلام بل اتفقت الموافقۃ گذر چکی ہے گنگوہی کہتا ہے اسکے قول کے یہ معنی ہین کہ فعل در اصل
مسنون تہا بعد کو روافض نے بہی ایک حرکت ایجاد کرلی کہ موافق اسکے ہوگئے تو یہ امر الزام
شارع کا ہے ترک نہین ہوسکتا اور تشبہ معتبر نہین **اقول** وباللہ التوفیق مولوی اسمعیل کی
عبارت دیکھو لا نتحری تشبہ الفرق لفضلا لہ بل اتفقت الموافقہ انتہی صراحۃً اسکے

یہ معنے ہین کہ فکر و قصد تشبہ فرقون ضالہ کا ہم نہین کرتے ہین بلکہ اتفاقاً موافقت ہوگئی ہی اس سے
اور گنگوہی کی تاویل فاسد سے کیا علاقہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تشبہ بالقصد مذموم ہوتی ہے کوئی لفظ
کسطرح اُس پر دلالت نہین کرتا کہ دراصل فعل سنت تہا بعد کو روافض نے الخ نہ یہ دلالت مطابقی
نہ تضمنی نہ التزامی نہ کنایہ نہ اشارہ نہ مجاز کچہہ بہی نہین ہے اور قابل تاویل تو وہ عبارت ہوتی ہے
کہ اسمین اجمال ہووے چند معانی کے محتمل ہووے بدون اسکے تاویل کے کیا معنے یہ تاویل تو ایسی ہے
جیسے بعض نیچری لوگ ارسل علیہم طیراً ابابیل کی تاویل مرض چیچک کی کرتے ہین یا بعض فلسفی
منکر عبادات اقیموا الصلوٰۃ سے مراد فقط انقیاد مراد لیتے ہین کسی طرح سے نہ ارکان مخصوصہ پس تاویل
گنگوہی کوئی عاقل قبول نہین کر سکتا ہے اور مولف انوار نے قول ملا علیقاری جو ذکر کیا تہا کہ ہم
تشبہ اہل کفر و بدعت سے اونکے شعار مین منع کی گئی ہین نہ ہر بدعت سے تو گنگوہی ملا علی قاری
کی عبارت کی بہی یہی معنے بتاتا ہے جو مولوی اسمعیل کے عبارت کی بنائی تہی اور اسکے وجہ مین یہ
کہتا ہی جو شعار اونکا ہوگا خواہ فی ذاتہ حسن ہی ہو وہ اونکا فعل ہوگیا اور تشبہ ناجائز ہوا اس ہذیان
کا کیا ہی ٹہکانا ہی مولوی مذکور کی عبارت کی جو معنے بیان کی اپنے تاویل فاسد سے اونکو عبارت ملا علی
قاری سے کچہہ علاقہ ہی نہین اور اون معنے ہونے یہ وجہ اور طرہ ہے ملا علیقاری کے عبارت مولف
انوار کے کلام مین موجود ہے اب ہی چند صفحہ پہلے گذری ہے منصفین اوسکو دیکہین اور اسکی ہذیان
گوئی دیکہین اونکی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اونکا شعار ہووے اوس سے ہمکو منع کیا ہے ورنہ
منع نہین ہے اور یہ گنگوہی کہتا ہے اور جو متفق دو ملت کا ہوگا وہ شعار نہوگا ماموراس امت پر بہی ہوگا
اور جو بدعت مباحہ ہووینگی اور افعال سنت سے ہووینگی وہ خود مامور شرعی و سنت ہے یہ کلام
مفید نہ مضر مولف انوار کی یہی غرض ہی کہ سیوم مین تیسرے دنکا اجتماع شعار ہنود کا نہین ہے غایت کہ
اونکی اور ہمارے دونون کے یہان یہ اجتماع ہوگا اور شعار اونکا توجب ہوتا کہ یہ اونکے تعارف کی
علامت ہوتی کیونکہ شعار عبارت اوس علامت سے ہی کہ جبکا وہ شعار ہے وہ اُس سے پہچانے جاوین
مجمع البحار مین ہے ان شعار اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغزو یا منصور امت امت ای
علامتہم التی کانوا یتعارفون بہا فی الحرب ط ومنہ شعار المؤمنین علی الصراط رب سلم
ای علامتہم التی یتعارفون بہا ۱۲ انتہی اور جب ہی تو ہی کہ خاصہ ہووے دوسرے مین نہ پایا
جاوے اگر ایک قوم کی ساتھ خاص نہووے تو علامت و نشان اوس قوم کے نہووے اور تیسرے دنکا

اجتماع

اجماع چونکہ مسلمانون مین بکثرت صدہا سال سے رائج ہی تو علامت و شعار یہود نہوا اور منع شعار ہونیکے
سبب سے پس منع نہوا اور موافق قول گنگوہی کے بہی یہ شعار نہوگا اسلئے کہ متفق دو ملت کا ہوا
پس کراہت ہرگز نہین ہے یہ مولف کو مفید ہوا نہ گنگوہی کو اور بدعت مباحہ مامور و سنت کہنا بہی معنی
سی خالی نہین ہے ہماری یعنے حنفیہ کے امر کو وجوب لازم ہی چنانچہ تمام اہل اس سے مملو ہی فقط صیغہ افعل سے
مثلاً امر ہونا ثابت نہین ہوتا جبتک الزام و طلب فعل لزوماً نہووے پس ماموربہ واجب و فرض
ہوتا ہی اور مباح سنت دونون نوعین تباین ہین بدعت سنت نہین ہے جو اصول سے ناواقف ہے
وہ ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہی اور وہابیہ اپنی اصطلاح جدید بتا دین تمام علما محققین سے علیحدہ تو
وہ دوسرا امر ہے اب گنگوہی بحر رائق کے قول پر کہ تشبہ بقصد ہووے تو ناجائز ہے یہ اعتراض ثابت
کا کرتا ہے کہ حدیث مین مطلق تشبہ آیا ہے تخصیص حدیث بالرائی درست نہین اور سب محققین نے
مطلق تشبہ لکہا ہے اور گنگوہی یہ حدیث غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود ۱ [illegible] نظفوا افنیتکم ولا
تشبہوا ۲ لکہکر کہتا ہی کہ شیب مین اور تنظیف افنیہ مین کسی نے قصد تشبہ یہود نہین کیا تہا) اس سے غرض
یہ ہی کہ صحابہ رض نے قصد یہان نکیا تہا بلا قصد کے تہا تب بہی یہ ناجائز ہے تو بلا قصد بہی ناجائز ہوتا ہے
اقول وباللہ التوفیق مطلق کا فرد تشبہ بلا قصد و غیر مذموم جسمین سرزنش نہین ہرگز نہین ہی پس حدیث
اوسکو شامل نہین حدیث تو اوسکو شامل ہے جسمین سرزنش و ملامت شارع ہو پس بلا قصد
و غیر مذموم مین صورۃ تشبہ ہے حقیقۃ نہین ہے پس یہ تخصیص بالرائے نہوئے اور کسی نے محققین مین سے
مطلق اس معنی کر کے قصد بلا قصد و مذموم و غیر مذموم و شعار غیر شعار سبکو ہرگز نہین لکہا ہی چنانچہ
قیود مذکورہ کا وجود ہونا تشبہ کے واسطے ضروری جاتا ہی اوپر گذر چکا ہی انکار اسکا مکابرہ پس محققین پر مطلق
لکہنے کا گنگوہی افترا محض کرتا ہے اور غیروا الشیب ۲ و انظفوا مین تغیر شیب کا حکم ہے او تنظیف فنا
کا حکم ہے اور تشبہ بالیہود سے منع ہے یہ ضرور نہین کہ کوئی فعل کسی سے صادر ہووے اسیوقت
اوسکو ممانعت کہی جاتی ہے آیندہ فعل کرنے سے ممانعت نہین ہوتی ہے لا تشبہوا بالیہود کے یہ معنے ہونا
کیون جائز نہین ہین کہ قصد تشبہ بالیہود کا آیندہ مین نکرنا جسطرح قرآن مین اللہ تعالی فرمایا تہا
ولا تطع منہم آثما او کفورا ۳ اور لا تکونن من الممترین یہ نہی باینمعنی نہین ہی کہ فی الحال اطاعت
آثم و کفور اور ممترین سے ہونا ثابت تہا اسیواسطے منع کر دیا ہی یہ کوئی اہل اسلام نہین [illegible] کوئی
بی ایمان کہیگا پس واضح ہی کہ نہی کے صدور کے واسطے یہ ضرور نہین کہ منہی عنہ سے اوس فعل کا صدور ہوئے

فی المحال بابی الا ستقبال پس اسیطرح یہ حدیث مین نہی اور یہی کہ تشبہ بالیہود کا قصد نکرنا پس اس
حدیث سے بھی یہ نہ معلوم ہوا کہ قصد تشبہ ہی تشبہ ممنوع و حرام کا وجود ہوتا ہے اور یہ معنے
ہرگز مراد نہین کہ عدم تغیر مین تشبہ بلا قصد ہے اور ایسے ہی عدم تنظیف مین بھی بلا قصد ہے اور اس
عدم تغیر و عدم تنظیف کی حرمت لاتشبہوا بالیہود سے مفہوم ہی بلکہ تغیر و تنظیف کا حکم بطور ادب سکھانے
اور نہی لاتشبہوا قصد تشبہ یہود سے منع کا ہی اگرچہ صحابہؓ سے اس کا قصد صدور نہوا تھا لکن بے صدور
قصدًا کے منع کر دیا ہی کہ آیندہ قصدا یہ تشبہ کرنا پس قول بحر رائق پر اعتراض گنگوہی کا ہرگز وارد
نہین ہے اعتراض بحر رائق پر کرنا صرف نادانی و بیعلمی معنے حدیث سے ہی اسکے بعد گنگوہی کا یہ قول
ہی تشبہ کے بارہ مین اگر کسینے کوئی کام نادانستہ کیا اور پھر اوسکو خبر ہوئی تو ازالہ کرے ورنہ اب
بعد علم کے متشبہ ہوگا پہلے متشبہ نہ تھا اور اپنے فعل مین عاصی بھی نہین تھا اب قصدًا جو کرتا ہے
تو تشبہ ہوا علی ہذا جو امر ایسا ہی کہ اوسکا ازالہ کر سکتا ہی مگر قصداً ازالہ نکیا جیسا ریش کا خضاب
تو ترک خضاب قصدًا کرتا ہی کیونکہ ازالہ پر قادر ہے اور نہین کرتا بہر حال سب جگہ معصیت کیواسطے
فعل مکلف کا ضرور ہے اور اسکے چند سطور کے بعد بھی گنگوہی اور جو خبر بھی نہو کہ یہ شعار کفار کا ہی اور پھر
خبر ہوا اور بعد خبر کے ازالہ نکرے تاہم عاصی ہوویگا) **اقول** وباللہ التوفیق دیگر امور لا یعنے اس گنگوہی
کی سے اعتراض کرکے ہم کہتے ہین کہ ایسے لوگ مصداق افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا کے ہین جیسا کہ یہ
قائل ہی کہ اسکے قول مذکور سے یہ مفہوم ہی کہ قصدًا تارک خضاب ریش کا عاصی و گنہگار ہے اس
شخص کو اسقدر مسئلہ کی بھی خبر نہین کہ خضاب کو درمختار کی کتاب الحظر والاباحۃ مین مستحب لکھا ہے
یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الاصح والاصح انہ علیہ السلام
لم یفعلہ ویکرہ بالسواد انتہی یعنے سر و داڑھی کا خضاب مستحب ہے اور صحیح تر یہ ہی کہ آنحضرت
صلعم نے نہین کیا ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور قبیل کتاب الفرائض کے اس قول درمختار
اختضب لاجل التزین للنساء والجواری جاز فی الاصح ویکرہ بالسواد انتہی کے تحت
علامہ شامی ناقل ہے قال النووی ومذہبنا استحباب خضاب الشیب للرجل والمرأۃ
بصفرۃ او حمرۃ وتحریم خضابہ بالسواد علی الاصح لقولہ علیہ السلام غیروا ھذا
الشیب واجتنبوا السواد اہ قال الحموی ھذا فی حق غیر الغزاۃ ولا یحرم فی حقہم
للارہاب ولعلہ محمل من فعل ذلک من الصحابۃ انتہی دیکھو علماء حنفیہ و شافعیہ خضاب کو

مستحب

مستحب فرماتے ہین بدلیل حدیث غیر و الشیب کی اور حدیث مذکور سے استحباب ہی ثابت کرتے ہین اور
استحباب کا حکم بچہ خلاصہ کیدانی پڑہنے والا بہی جانتا ہے کہ اسکے کرنے مین ثواب ہے اور ترک
عصیان و عذاب نہین ہے اور یہ گنگوہی تارک کو عاصی قرار دیتا ہے جس سے واضح ہے کہ خضاب اسکا فرض
یا واجب ہے اسلیے کہ عصیان ترک فرض و واجب مین ہی ہوتا ہے نہ ترک استحباب مین پس
گنگوہی مخالف علماء مذہب حنفی و شافعی کے ہو کر باوجود ادعاء حنفیت ایک تیسرا رستہ نکالتا ہے
اور حدیث غیروا کی مراد مخالف علماء کے لیتا ہے ایسے ناواقف و عاقل کے قول کا کیا اعتبار ہے
اور ایسے جہالت کا کیا ٹہکانا ہے یہ مزخرفات لکہکر گنگوہی خوش ہوتے ہین اور الحمد پڑہکر صفحہ ۱۴ مین
واضحات نص و فقہ سے کراہت سوم کا قول باطل کرتے ہین اور دو اصل ہے کہ جنکا ذکر اوپر ہوا
رسالہ مولف انوار ساطعہ کا قلع و قمع اپنے ظن فاسد و وہم کاسد کے رد سے جتاتی ہین اور مولف
انوار کو کم علمی و کوتہ فہمی اور جہل مرکب اور دعوے بے مغز و اضلال خلق اللہ کے متہم کرتے ہین
اور منصفین جانتے ہین کہ تمام امور گنگوہی کے ہی حق مین ہمارے اقوال حنفیہ سے ثابت ہو چکے ہین
اور یہ ثمرہ گنگوہی کی بدزبانی و دریدہ دہنی کا ہے یہ تمام عیوب گنگوہی پر عائد ہوئی ہین اور مولف
انوار چونکہ متبع حق کا ہے اور نور حق کے مقابلہ مین یہ ظلمات ہرگز نہین آسکتی ہین اب جاننا چاہیے
کہ گنگوہی کو ان دو اصل پر بہت بڑا ناز تہا جسسے تمام رسالہ کا قلع قمع ہونا زعم کرتا تہا اون دو اصل
کا حال بخوبی معلوم ہو گیا کہ مضمون رسالہ کے بارہ مین ہرگز جاری نہین ہین فقط جہالت سے
انکا اجراء مضمون رسالہ کے بارہ مین یہ گنگوہی کرتا تہا ایسے واہیات تقاریر سے اجراء ان دو
اصل کا مضمون رسالہ کے بارہ مین ہو جاوے مدرسہ دیوبند کے بارہ مین بہی یہ دو اصل جاری
ہو سکتے ہین اونہین تقاریر کے رو سے جن تقاریر سے یہان یہ گنگوہی جاری کرتا ہے جلسہ امتحان
بالکل مشابہ امتحان مدارس انگریزونکی سے جسطرح وہان اجتماع ہوتا ہے اور تحریری جواب و سوال
ہوتے ہین یہان بہی ہوتے یعنے دیوبند مین اسطرح ہوتے جسطرح مدارس انگریزی مین انعام مین
کتب دیجاتے ہین یہان دیوبند مین بہی دیجاتی ہین اور جسطرح تداعی کی سبب سے گنگوہی مجلس میلاد
شریف کو ناجائز کہتا ہے تداعی منزلون سے دیوبند کے امتحان مین ہوتے اور تخصیص کے سبب سے
مکروہ کہتا ہے یہان دیوبند مین بہی ماہ شعبان مین ہی امتحان ہوتا ہے علی ہذا القیاس بعض علوم
اور جلسہ دستاربندی کہ تعقید مطلق و تشبہ کفار موجود ہے پس جسطرح مجلس میلاد و سوم وغیرہ

گو گنگوہی و دیگر سفہاء وہابیہ حرام و مکروہ کہتے ہین ان دو اصل کے سبب سے یہ امور مدرسہ دیوبند کو بہی حرام ہونا چاہئے اور انکے ارتکاب سے اور جائز جاننے سے تمام وہابیہ کا بدعتی و ضال ہونا ثابت ہے جسطرح اہل سنت و جماعت کو یہ بدعتی و ضال کہتے ہین اب جسطرح کا جواب یہ گنگوہی دیگا اسیطرح کا اسطرف سے ہو جاویگا اور اس ناانصاف سے مدح و خوبی و مقبولیت لوم کسی مجہول سے اول رسالہ براہین قاطعہ مین ثابت کی اور آنحضرت صلعم کو اردو آجانا دیوبندیون کے سبب سے لکہکر اپنا گہر دوزخ مین بنایا ہے اور آنحضرت صلعم کی روح مبارک کا مجلس میلاد شریف مین آنا کشوف و منام سے قبول نہین کرتا ہے یہ سراسر بے انصافی و تعصب ہے اپنے حق مین تو خواب کو حجت شرعیہ الیسا جانا کہ اللہ تعالے کے نزدیک اوس سے مقبولیت مدرسہ ثابت کی اور کشوف بزرگان دین جنکا بطور ادب کے مانا اور انوار الانوار وغیرہ مین لکہا ہے اونکا بالکل بے اعتبار ہونا بتاتا ہے اس بارہ مین پس ایسے ناانصاف کو کیا ٹہکانا ہے یہ کتاب براہین قاطعہ من اولہ الی آخرہ مزخرفات سے مملو ہے عبارات جو اسمین منقول ہین بے محل منقول ہین بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ اغلاط اسکے راقم نے ظاہر کر دئے تاکہ ضلال و اضلال و بیعلمی و بے انصافی و عناد ولداد اسکے مولف کا منصفین اذکیا پر واضح تر ہو جاوے اور دو چار باتین سن لینا چاہئے اور اسکے عقیدہ فاسدہ پر اور اغلاط معانے احادیث پر واقف ہو جانا چاہئے اور مخالف قرآن و حدیث و علماء ہونا اور مسائل غیر معتمد ہا اسکا لکہنا ظاہر ہو جاوے اور بے انصافی اسکی کہلجاوے صاحب **انوار ساطعہ** نے کہانا سامنے رکہکر ہاتہہ اوٹہانیکا ثبوت دیا بایں طور حدیث ام سلیم مروی بخاری و مسلم کے پیش کی کہ آنحضرت صلعم نے روٹیون کو توڑ کر ملیدہ بنا کر الفاظ اس پر پڑہے ہدویہ حدیث انس کی کہ وہ فرماتی ہین کہ میری مان نے کچہہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین کہجور وغیرہ بنایا ہوا کہانا بہیجا تہا اوس پر کچہہ آنحضرت صلعم نے پڑہا اور تیسرے حدیث غزوہ تبوک کی کہ حضرت عمر رض قلت طعام لوگونکی شکایت کی تہی آنحضرت صلعم نے سب کے پاس سے کہانا جو کچہہ انکے پاس تہا طلب کر کے دستر خوان پر رکہکر دعا برکت کی ان تینون حدیثون سے طعام پر دعا کرنا صاحب انوار نے ثابت کر کے کہا کہ آنحضرت صلعم کو جو ضرورت تہی اوسکی دعا کی اور صاحب فاتحہ کو جو ضرورت اوسوقت ہوتی ہے اوسکی وہ دعا کرتا ہے دعا ہونے مین طعام دونون برابر ہین کیونکہ دعا کے معنے شرعی السوال من اللہ الکریم ہین یہ دونون جگہہ ایک ہین پہر ہاتہہ اوٹہانیکی ثبوت مین حصن حصین سے نقل

کیا

کیا آداب الدعاء بسط الیدین ورفعہما یعنے آداب دعا کا پہیلانا اور اوٹہانا ہاتو نکا ہے اور یہ حدیث پیش کی اذا سالتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور یہ حدیث ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ ان یردہ صفرا اور مولوی اسحق دہلوی ۔ ۔ سے نقل کیا کہ اربعین میں یہ لکہتے ہیں اما دست برداشتن برائی دعا وقت تعزیت ظاہرا جواز است زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در وقت دعا مطلقًا ثابت شدہ پس مضائقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برائی دعا وقت تعزیت ماثور نیست اور جامع الادر رد سے نقل کیا اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقرا دہند البتہ ثواب می رسد اور شاہ ولی اللہ صاحب سے نقل کیا اگر ملیدہ وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال بروح ایشان پزند و بخورانند مضائقہ نیست وطعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن جائز است اور کتاب انتباہ شاہ ولی اللہ سے نقل کیا پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند وبر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عمومًا بخوانند الخ اور دوسرے عبارات بہی علماء کی مقید اس مطلب کی نقل کیں پس اس تقریر صاحب انوار طعام پر دعا کرنا اور ہاتہ اوٹہانا ثابت ہوا اب گنگوہی کا خبط بے ربط و اہمل بیہودہ بدحواس ہوکر کلام کرنا معلوم کرو اول تو صفحہ ۶ میں لکہتا ہے قولہ پس اس بنا پر الخ عرف میں بطور مجاز متعارف کے فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا نام ہوگیا ہے اگرچہ فاتحہ نہ پڑہی جاوے اور خالص مال کا ہی ثواب کا ہے ثواب ہو انتہی اقول وباللہ التوفیق بعد قولہ اقول نہیں کہا اور فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا نام قرار دیا جس سے با دی الرائی یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب انوار کا یہ قول ہے یہ ابلہ فریبی گنگوہی کی ہے دوسری یہ کہ مطلق ایصال ثواب کو فاتحہ کہنا ہرگز عرف میں بطور مجاز متعارف ثابت و واقع نہیں ہے کسی دلیل و نقل سے اسکو ثابت اسلیئے یہ گنگوہی بہی نہ کر سکا یہ محض سخن سازی و زبان درازی بے محل ہے اگر یہ مجاز متعارف ہوتا تو اہل عرف گائی بکری و کپڑا اناج جو کسی مسلمان کے روح پر ایصال ثواب کیواسطے دیتے ہیں اسکو بہی فاتحہ کہتے اور فاتحہ دینا بولتے اور ہر ادنے و اعلی جانتا ہے ان اشیا کے ساتہہ ایصال ثواب کرنیکو کوئی بہی فاتحہ اور فاتحہ دینا نہیں بولتا ہے اس سے ہی منصفین گنگوہی کے بیفہمی جانلیں اور دروغ گوئی پہچان لیں اور یہ بنا ر فاسد اسواسطے اس گنگوہی نے ڈالی ہے کہ اسپر مضر فاسد آگے چنیگا چنانچہ صفحہ ۷ میں اوس عبارت شاہ ولی اللہ کے جواب میں جو اوپر صاحب انوار کے قول میں گذری ہے اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد الخ یہ کہتا ہے کہ شاہ ولی

الله صاحب کے کلام مین یہ فقرہ اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد خود معلوم ہولیا کہ فاتحہ دادن کے
معنے ایصال ثواب کے ہوگئے ہین مجاز متعارف کی طور پر یا عرف عام وضع پر علما ، ہذا عبارت انتباہ
مین انتہی دیکہو یہ کیسا لغو و بے عقل کا کلام ہے اسکو اسقدر بہی فہم نہین کہ جب شاہ ولی اللہ کے
کلام مین فاتحہ سے مراد مطلق ایصال ثواب کے فاتحہ پڑہنے نئے مراد ہوگا تو اس عبارت شاہ
ولی اللہ کے اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند الخ معنے
یہ ہونگے کہ اگر ملیدہ دودوہ چاول واسطے ایصال ثواب کے کسی بزرگ بقصد ایصال ثواب
کی ساتھہ روح انکی پکاوین یہ مراد نی عقل والا بہی جانتا ہی کہ ایصال ثواب بقصد ایصال ثواب
کلام لغو ہی اور اول قول مین فاتحہ کے معنے ایصال ثواب کے یہ گنگوہی بتاتا ہی نہ فاتحہ دادن
کی اور یہان فاتحہ دادن کے معنے ایصال ثواب کے بتاتا ہی اور عبارت انتباہ مین فاتحہ
خوانند واقع ہے اسکے معنے بہی ایصال ثواب کے ہی بتاتا ہے ایسی تاویلات فاسدہ اور
معانی کاذبہ باطلہ جو اپنی الفنس سے یہ گنگوہی جہوٹے جہوٹے بتاتا ہے اور ان معانی پر عبارات کتب
کو محمول کر کے مسائل حقہ کو اوٹہانا چاہتا ہی اور اپنے مذہب باطل کو ثابت کرنا چاہتا ہی درست ہین
تو اقوال نیچری کے جو منکر ہے وحی اور جبرئیل وغیرہما کا ایسے معانے جہوٹے اپنی طرف سے بنا کر
کہ انتقاش قلبی کو کہتا ہی ملکہ نبوت کو اس گنگوہی کے نزدیک صحیح ہوتی جاتی ہین اور گنگوہی کے ایمان
کا حال مانند نیچری کے اظہر ہوا جاتا ہی اگر گنگوہی نیچری کے تقریر کو اور اسکے معانی اپنے طرف سے
بنائی ہوئی صحیح نہ کہی تو اس پر دلیل قائم کرے کہ نیچری کو تو بدون دلیل و نقل کے وحی
و جبرئیل کے معانی مثلاً انتقاش قلبی و ملکہ نبوت کے بتانا درست ہووے اور فاتحہ کے اور فاتحہ دادن
کی اور فاتحہ خواندن کے معنی مطلق ایصال ثواب کے کرنا بدون دلیل و نقل درست ہو جاوین فقط
اسقدر دروغگوئی گو بتا کر کہ عرف و مجاز متعارف مین فاتحہ ایصال ثواب کا نام فقط اپنی طرف سے
بدون دلیل و نقل ایسا کہدینا جواز و صحت کے واسطے کافی ہے تو نیچری بہی اس کہنے سے مطلق
عاجز نہین ہے وہ بہی کہدیگا کہ عرف عام یا مجاز متعارف جبرئیل و وحی ملکہ نبوت و انتقاش کا نام
ہے اور جسطرح عبارات کتب علماء گنگوہی اسکی معنی بنائی ہوئے پر محمول کرتا ہی ایسے ہی نیچری اقوال
قرآن شریف اپنے معانی بنائے پر محمول کر رہا ہی بس دونون یعنے گنگوہی و نیچری کا ایک ہی
حال ہے ایک ظاہر ایک پوشیدہ ہوا تو کیا ہے اگر گنگوہی نیچری کا انکار کرے اور عرف عام اور

مجاز متعارف یہ معانی ہونا تسلیم نکرے تو اسیطرح ہم بہی پر ہے او گنگوہی دونون کے معانی عرف
عام و مجاز متعارف مین ہونا تسلیم نہین کرتے الغرض یہ صنع گنگوہی کا ایسا ہی کہ اسکی وجہ بہی بیت
بہی درست ہو سکتی ہے اور معانی اور احادیث بہی مرتفع ہو سکتی ہے اور بہی خدشات و اعتراضات
اسمین باقی ہین لکن ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین دوسرے بات واہیات بیعلمی کے اس گنگوہی کی اور بے
فہمی کی اور بتاتے ہین اوسیہی صفحہ ۷ مین یہ گنگوہی کہتا ہی (کہ ان عبارات مین کہین بہی طعام روبرو
رکہکر ہاتھہ اٹہا کر فاتحہ کا پڑہنا نہین نکلتا ہے) گنگوہی کے دلمین انصاف ہوتا یا معنے عرفی کو پہچانتا
تو یہ ہرگز نہین کہتا مولوی اسحٰق کی عبارت مین موجود ہی کہ وقت دعا کے مطلقًا ہاتھہ اوٹہانا ثابت
ہولیہے اور مطلق کا فرد طعام پر دعا کرنا بہی ہے پس بطور اطلاق کے اسکا ثبوت بہی ہوا اسی اطلاق
کی ثبوت کے سبب سے وقت تعزیت کے دعا کرنیکے وقت ہاتھہ اوٹہانیمین مضائقہ نہونا مولوی
اسحٰق صاحب فرماتے ہین چنانچہ انکی عبارت جو اوپر صاحب انوار کے کلام مین گذری ہے اوسمین یہ
مصرح ہی اس عبارت طعام پربہی ہاتھہ اوٹہانا ثابت ہوا لکن یہ طریق ثبوت گنگوہی کو بے فہمی یا تعصب
کے سبب سے معلوم نہین ہے اسواسطے انکار کرتا ہی اور شاہ ولی اللہ کے کلام مین جو ہی کہ اگر فاتحہ
بنام بزرگی دادہ شد جسکی مراد یہی ہے کہ طعام پر فاتحہ دیگر چنانچہ سیاق و سباق سی یہ ظاہر ہے
ہر ادنٰی و اعلٰی جانتا ہی کہ بزرگ کے نام پر فاتحہ دادن کے طعام پر عرف مین یہی معنے ہین کہ ہاتھہ اوٹہاکر
فاتحہ طعام روبرو رکہکر دیجاوے کیونکہ طعام و شیرینی بدون ہاتھہ اوٹہائے فاتحہ پڑہنا بدون ہاتھہ
اٹہائے ہرگز مروج و مرسوم نہین ہے عرف مین فاتحہ طعام پر پڑہنے کیواسطے ہاتھہ اوٹہانا لازم ہو رہا ہے
جسطرح عرف حاتم سخی ہو رہا پس طعام پر فاتحہ دادن یا شیرینی پر فاتحہ پڑہنا جب مذکور ہوا تو بعرف عام
ہاتھہ اس سے مفہوم و معلوم ہوا ہان ایسا رسم بہی جاری ہوا ہوتا اور ایسا ہی عرف مین شائع ہوتا
کہ طعام پر بدون ہاتھہ اوٹہائے کے بقصد ایصال فاتحہ پڑہی جاتی تو یہ مفہوم نہوتا یعنے ہاتھہ کا اوٹہانا
اور جب بدون ہاتھہ اوٹہائی کے طعام و شیرینی پر فاتحہ پڑہنا مروج نہین اور ایسا عرف جاری
نہین بلکہ جو لوگ فاتحہ طعام بقصد ایصال پڑہتے تو ضرور ہاتھہ اوٹہاتے اسکے ساتھہ تو بلاشبہ
طعام و شیرینی پر فاتحہ دادن و خواندن کے ذکر سے ہاتھہ اٹہانا مفہوم و معلوم ہے انکار اسکا مکابرہ
صرف ہے دیکہو گنگوہی جو معروف نہین کہ وہ فاتحہ مطلق ایصال ہے اوسکو معروف بتاتا ہے
اور جو فاتحہ طعام و شیرینی پر پڑہنے کے ساتھہ معروف ہی اور ذائع و شائع کہ وہ ہاتھہ اوٹہانا ہے

اوسکا ثبوت فاتحہ دادن و فاتحہ خواندن سے نہین مانتا ہی ایسے مکابر کا کیا ٹہکانا ہی لفظ حاتم سے سخاوت کا مفہوم و معلوم ہوتا ہی اس مکابرہ کے نزدیک ثابت نہووے تو عجیب نہین ہے مولف انوار ساطعہ نے طعام و دعا کرنا اور ہاتھہ اوٹہا علیحدہ علیحدہ ادلہ سے ثابت کر دیا تو گنگوہی غیظ و غضب مین آنکر فرماتی ہین اسب اجزا مباح سے ترکیب ہوا اور ہیئت ہی مباح ہوا اسوقت اباحت ہوتی فاتحہ مین طعام و قرآن کی ہیئت ترکیب مین تشبہ حاصل ہوا اور تقید مطلق آیا بدعت و مکروہ ہوگیا

اقول و باللہ التوفیق تشبہ و تقید کا اسمحل مین دعوا کرنا بلا دلیل ہے ہم ہرگز تسلیم نہین کرتے کہ تشبہ و تقید مطلق ممنوع عین یہان موجود ہین اول اسکا ابطال ہمارے کلام سے گذر چکا ہی اعادہ کی ضرورت نہین منصفین اقوال سابقہ ہمارے کیطرف رجوع کرلین گنگوہی کی بیعلمی پر دوبارہ نظر کرین اس ہیئت ترکیب کے ممنوعیت پر **گنگوہی** دو حدیث ایاکم و محدثات الامور و من تشبہ بقوم فہو منہم کو دلیل لاتا ہے اور ہیئت کی ممنوعیت اس سے ثابت کرتا ہی یہ امر بھی قابل مضحکہ ہر ادنے و اعلے کے ہے اتنا نہین جانتا کہ اول ثبوت اس امر کا چاہئے تھا کہ ہیئت محدث اون محدثات مین سے حرام یا مکروہ ہین جس سے صغرے دلیل کا ثابت ہووے اسکا ثبوت تو گنگوہی نے کیا ہی نہین دلیل اثبات کبرے کے پیش کرنے لگا اور علی ہذالقیاس تشبہ ہی ثابت نہوا پس دونون حدیث سے کچہہ ثبوت اس محل مین نہین ہوتا ہے بیمحل ان حدیثون کو گنگوہی نے پیش کیا ہی اس بنا پر طعام پر فاتحہ و ہاتھہ اوٹہا دینا مخالف قواعد و شارع کے بتا کر گنہگار ہوتا ہے اور ادعا محض کرتا ہی کہ نص سے عدم جواز اسکا ثابت ہی یہ افترا خدا و رسول اللہ پر گنگوہی کا ہی خدا تعالی ایسے افترا سے مسلمان کو بچاوے کہین یہ گنگوہی لا صلوۃ بحضرۃ الطعام جو خاص نماز کے بارہ مین ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ بہوک ہوتے ہوئے طعام کے حضور مین نماز نہ پڑہو کہ حضور مین قصور ہوگا یہ مراد نہین بہوک نہو تب بہی طعام کے حضور کے وقت نماز نہ پڑہو یہ پیش کرتا ہی اور اس سے ثابت کرتا ہے کہ طعام آنے کے بعد قرآن پڑہنا مکروہ ہے غرض یہ کہ طعام پر فاتحہ پڑہنا اس دلیل سے مکروہ ہے اتنی خبر نہین کہ مناط کراہت صلوۃ بوقت حضور طعام کیا ہے مناط وہی ہے جو راقم نے ابہی بیان کیا منصفین کتب دینیہ مین تلاش کر کے معلوم کرلین اگر یہ وجہ ہوتی جو گنگوہی بیان کرتا ہی کہ قرآن پڑہنا بعد آنے طعام مکروہ ہے اور نماز مین مکروہ اور بہوک ہونا اور حضور مین نقصان نہوتا تو بدون بہوک کے ہی کراہت نماز ثابت ہوتی اور مطلق قرآن کی کراہت تو اس سے ہرگز ثابت

نہین ہے دعوے دلیل سے عام ہی یہ کیون ثبوت ہوا آنحضرت صلعم کا دعا پڑہنا طعام پر جو مولف
انوار نے احادیث صحیحہ سے ثابت کیا اوس کا جواب گنگوہی یہ لکہہ دیوے تقریر بریہ تردید بلکہ کرتا ہے
کہ یہ دعا طعام آنحضرت صلعم نے زیادت طعام کیواسطے فرمائے آپ دعا کرتے تو زیادت طعام
کی ہوتی اور جس شئے کی دعا زیادت کرین اوسکا روبرو ہونا مناسب ہے یہ دعا کرنا ضرورت کے
واسطے تہا یہ فعل نظیر فاتحہ کے نہین **اقول وباللہ التوفیق** اس تقریر سے مدعی ہمارا انکے زعم مین
یہ گنگوہی رد ہوجانا خیال کرتا ہے اور عوام کالہوام اپنے معتقدین وہابیہ کو دہوکہ دیتا ہے کہ ہمنے
جواب احادیث کا دیا اتنا نہین جانتا کہ ایصال ثواب اس امر کو مستلزم نہین ہے کہ یہ دعا طعام
برکت وزیادت کیواسطے نہین ہے بلاشبہ ہم بہی برکت وزیادت کے واسطے یہ دعا کرتے ہین
وفاتحہ وقل ہو اللہ کے وسیلہ سے یہ برکت وزیادت خدا تعالے سے چاہتے ہین آنحضرت صلعم کے
دعا فرمانے سے بطور معجزہ کے زیادت ہو گئی تہی طعام مین عام مومنین اولیاء کے دعا کے بطور
معونت کی کرامت کی یہ زیادت ہونا ممکن ہے خارق عادات کے اقسام مین سے معجزہ
واستدراج ومعونت وکرامت تمام ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی بہی ترجمہ فارسی مشکوۃ
مین فرماتے ہین ومجموع خارق عادات را چہار قسم نہادہ اند انچہ از کفار وفساق ظاہر گردد آنرا
استدراج گویند وانچہ از عموم مسلمانان ظاہر انرا معونت خوانند وانچہ از اولیا بود کرامت
وبقید دعوے این ہمہ اقسام بیرون رفت یعنے از معجزہ اگرچہ زیادت طعام ہر ایک دعا کرنیوالے سے
نہوتی ہو لکن دعا کرنے کا جواز وقوع زیادت پر موقوف نہین ہے فقط امکان واحتمال اس خرق
عادت یعنے وبرکت دعا کے واسطے کافی ہے ہر ادنی واعلی جانتا ہے کہ زیادت جب ہوگی کہ جب
خدا تعالے اسکی دعا کو قبول کرلیگا لکن کرنا کسی امر کیواسطے ہو زیادت وبرکت کیواسطے ہو خواہ
دیگر امر کے واسطے جواز اسکا اس پر موقوف کسی اہل عقل کے نزدیک نہین ہے کہ قبول بہی وہ دعا
ہووے اور یہ دعا برکت وزیادت ادعیہ ممنوعہ سے ہی نہین جو ممنوعہ ہووے فقط خلق عادت
کی وقوع کا احتمال وامید اس امر کی فعلی برکت جواز کیواسطے کافی ہے دیکہو یہی احتمال وقوع
خارق عادت وامکان یہ مسئلہ فقہ کا مبنی ہے لڑکا بالغ ہو یا کافر مسلمان ہو یا حائض
پاک ہو آخر وقت نماز کے مین کہ فقط تکبیر تحریمہ اوسمین ہوسکتی تو نماز اوس پر فرض ولازم ہے
اس توہم کے وجہ سے کہ وقت مین امتداد آفتاب ٹہر جانے کے سبب سے حاصل ہوجاوے

کیونکہ ٹھہر جانا آفتاب کا ان مذکورین کے واسطے بھی ممکن ہے خارق عادت ہی چنانچہ سلیمان علیہ السلام
و یوشع علیہ السلام و آنحضرت صلعم کے واسطے آفتاب ٹھہر گیا تھا قال فی نور الانوار والشرط توھم
لاحقیقۃ حتی اذا بلغ الصبی او اسلم الکافر او طہرت الحائض فی آخر الوقت لزمت
الصلوۃ لمتوھم الامتداد فی آخر الوقت بوقف الشمس والمراد باخر الوقت الذی
لایسع فیہ الا مقدار التحریمۃ فاذا حدث ھذہ الموجبات فی ھذا لوقت لزمت الصلوۃ
لاحتمال امتدادہ بوقف الشمس فان امتد فی الواقع یؤدیہ فیہ والا یقضیہا وھذا الوقف
امر ممکن خارق للعادۃ کما کان سلیمان علیہ السلام حیث عرضت علیہ بالعشی
الصافنات الجیاد فکادت الشمس تغرب فضرب سوقہما او اعناقہما فرد اللہ الشمس
حتی صلی العصر و سخرلہ الریح مکان الخیل وھذا بنص القران وقد کان لیوشع
علیہ السلام حتی فتح القدس قبل دخول لیلۃ السبت وقد کان نبینا علیہ السلام
حین فاتت صلوۃ العصر من علی کما ذکر فی السیر وھذا بخلاف الحج فانہ لم یعتبر فیہ توھم
الزاد والراحلۃ مع اکثر الناس یحجون بلا زاد و راحلۃ لان فی اعتبار ذلک حرجا ولو
اعتبر ذلک لا تظہر ثمرتہ فی وجوب القضاء لان الحج لا یقضی وانما تظہر فی حق الاثم
والایصاء و ذلک غیر معقول انتہی جب فقہا نے خارق عادت کے احتمال وقوع پر نماز
فرض کر دی اور اس خارق عادت وقوع اور آفتاب کے وقوف کرنے پر اس فرضیت کو موقوف
نہ رکھا تو بخوبی واضح ہے کہ وقوع پر موقوف نہیں ہے اور انبیاء علیہ السلام کیواسطے بطور معجزہ کے
ہو جانا اس خارق کا وہی دلیل دوسرے کیواسطے ہو جانیکی قرار دی اور یہ نہ کہا کہ وہ معجزہ انبیا
علیہ السلام تہا دوسرے کو اسکی امید و تمنا کرنا اور اس امید وار تمنا پر عمل کرنا درست نہیں ہے
اسیطرح زیادت طعام و برکت کی احتمال و توہم پر دعا کرنا ہر مسلمان کو طعام پر درست جانا چاہیے
اور زیادت کیواسطے طعام پر دعا کرنا جب ہوا تو اوسکا روبرو رکھنا یہ گنگوہی بھی تسلیم کرتا ہے
اور اسکو مناسب جانتا ہی پس طعام پر دعا برکت روبرو رکھکر کرنا احادیث مذکورہ سے جنکو مولف
انوار نے ذکر کیا ہے ثابت ہے اور تقریر و تحریر گنگوہی بے شعور ہے اور لغو اوس سے ہمارا مدعے نقض
نہیں ہوتا ہی اور دعا پر طعام کو حصر ایصال ثواب کے واسطے یا مغفرت میت کیواسطے کر نہیں جو یہ
گنگوہی کرتا ہی حصر اوسکا باطل ہے اور زیادت و برکت کیواسطے ہونا سوائے اس شق ہی اسکے ساتھ

ایصال

ایصال ثواب کی نیت بہی ہووے تو مضائقہ نہین ہے اور یہ جو گنگوہی کہتا ہی کہ فاتحہ مین افساد طعام ہے
کہ ٹہنڈا ہوتا ہی) تقریر لچر ولغو ہے طعام ٹہنڈا ہونیکو افساد شرعًا جو مذموم ہے قرار نہین دیا گیا ہے
ورنہ کسی دوسرے کام کے سبب سے طعام ٹہنڈا ہو جاوے تو وہ کام بہی مفسد طعام قرار دیکر ناجائز
ہونا چاہیے اس حالت مین تمام جہان مفسد طعام قرار پاویگا اور بزعم گنگوہی بدعتی ہوگا اوسمین
وہابیہ بہی تمام شامل ہین کوئی وہابی ایسا نہین معلوم ہوتا کہ کبہی کسی کام کے سبب سے اس کا طعام
ٹہنڈا نہوتا ہووے ایسے لغویات ادلہ شرعیہ یہ گنگوہی بناکر لوگونکو اپنے ہنسا تا ہی اور یہ قول
گنگوہی کا کہ (مولف اقط کا ترجمہ وہی کرتا ہے اگرچہ خطائین اسکی بہت ہین مگر ترجمہ حدیث کی
خطا بتانی ضرور ہی اقط پنیر کو کہتی ہین نہ دہی کو اور اوپر سے معلوم ہوا کہ دعا فخر عالم علیہ السلام کی
ضروری تہی اور فاتحہ دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون) **اقول**
وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ایسی جہالت ونادانی سے خدائتعالے مسلمان کو بچاوے کہ
خود خاطی وغالط ہو اور دوسریکو خاطی وغالط بتاوے جب مولف انوار نے ترجمہ اقط کا دہی
کیا تہا تو گنگوہی پر لازم تہا کہ لغت شروح احادیث کو دیکہتا اور اپنی یا دوسریکی غلطی وصحت پر
واقف ہوتا اتنی فہم وسمجہ کہان جو ایسا کرتا اب تو گنگوہی کا حدیث کے معنے مین غلطی کرنا اور
اور بجہل مرکب مصنف ہونا ظاہر کرتے ہین اگرچہ تمام کتاب اس گنگوہی کے اغلوطات سے مملو
ہی چونکہ یہ حدیث کا معاملہ ہے اسلیے اس غلطی سخت کا اظہار اور اس گنگوہی کے جہل مرکب کا
ابراز کرتے ہین پس جاننا چاہیے کہ مولف انوار نے اقط کا ترجمہ دہی کا کیا ہے موافق لغت شراح
حدیث کے کیا ہے منتخب اللغات مین ہے اقط بالکسر وبکسرتین کشک کہ از ماہینو گویند انتہی اور
ماہینون کے حق مین برہان قاطع مین ہے ماہینو بروزن لیمو کشک باشد کہ دروغ ترش خشک
شدہ است وبعربی اقط وبترکی قروت خوانند وماست چکیدہ وماست چکندہ را پنیر گویند کہ روغن
ازانگرفتہ باشند اور کشک کو باب کاف مین لکہا ہے کشک بفتح اول وسکون ثانی وکاف دوغ
خشک شدہ باشد وبترکی قروت خوانند اور لفظ ماست کو باب میم مین اسطرح لکہا ہی کہ ماست
بروزن راست معروفاست کہ جغرات باشد وبعضی جغرات چکیدہ را الی آخرہ یہ تحقیق الفاظ
برہان قاطع سے واضح ہوئی اور قاموس اللغات مین ہے اقط مثلثۃ ویحرک ویکتف ورجل
واھل شیئ یتخذ من المخیض انتہی اور غیاث اللغات مین ہے شروح نصاب وکنز وغیرہ سے

نقل کیا ہے اقط بالکسر و بکسرتین بمعنے پنیر کہ از قروت و کشک نیز گویند و آن ماست و جغرات خشک
کردہ شدہ است کہ از انان خورش سازند ان کتب ملغات سے واضح ہے کہ اقط دہی یا چھاچہ
ٹیکائے و خشک کی ہوئی ہوتی ہے شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ فارسی مشکوۃ مین درمیان باب معجزات
کے تحت حدیث انس کے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا بزینب لعمدت امی ام سلیم آلے
تمر و سمن و اقط الحدیث پس قصد کرد مادر من کہ ام سلیم است بضم سین بسوئے خرما و روغن
و قروت انتہی اور قروت کا ترجمہ لغت سے ابہی معلوم ہوا کہ دہی یا چھاچہ خشک ٹیکائی ہوئی ہے
اسکا ہندی کوئی جدا نام عام فہم نہین اور دہی خشک و ٹیکائے ہونکو بہی دہی کہتی ہین اسلیے مصاحب
انوار ساطعہ نے دہی اسکا ترجمہ لکہا پس لکہنا صاحب انوار کا موافق لغت عربی و فارسی و موافق
شرح اہل حدیث کی ہے گنگوہی تمام عمر گذری آجتک اسکو اقط کے معنے بہی نہ معلوم ہوئی اور جہل مرکب
سی اقط کے معنے پنیر کے کرتا ہے دہی اور چھاچہ ٹیکائے ہوئے کو کوئی اہل لغت عربی و فارسی و اہل
شرح حدیث پنیر نہین لکہتا ہے پنیر کو عربی مین جبن کہتی غیاث مین ہے جبن بفتحتین و بالضم اول
و سکون ثانی پنیر و سفیدی کہ از آب و شیر جدا کنند اور مخزن الادویہ مین اقط و جبن کو علیحدہ
علیحدہ لکہا ہے اقط کی طبیعت سرد و خشک اور جبن کے سرد تر اقط کا اصل مادہ دوغ و جغرات
اور جبن کا مادہ دودہ جو پنیر مایہ سے منجمد کیا جاتا ہے اور مجمع البحار سے بہی مغائرت دونون ہونا
مفہوم ہے الاقط لبن مجفف یابس مستحجر یطبخ بہ اور جبن کے حق مین لکہا ہے وہو الذی
یوکل فیہ دلیل طہارۃ الانفحۃ لانہ لایحصل الا بہا انتہی اس سے خوب واضح ہوگیا
کہ اقط کے معنے پنیر کے نہین ہین اور اقط و پنیر تو عین متبائن ہین یہ جہالت صرف ہے جو
نوعین متبائنین مین گنگوہی فرق نہین کرتا ہے اور بہتان صرف ہے کہ خاطی و غالط خود ہے اور
صاحب انوار کا مصیب ہونا واضح ہے تحقیق مذکور سے اوسکو خاطی بتاتا ہے و من یکسب
خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا کا مصداق ہوگیا گنگوہی الف لغو کو
بتاتا ہے اور دعا فاتحہ کو لغو کہنا ایسے ہی نادان و لاغی کا کام ہے دعا برکت طعام کرنا احادیث سے ثابت اور
ہاتھ اوٹہانا دعا کے وقت علی الاطلاق و فی الاصل دوسرے حدیث سے ثابت اور علماء کی عبارات
سے بہی اسکو ثبوت ہوگیا اور تعارف و تعامل علماء و صلحاء و مومنین کا سوائے چند بیعلم وہابیہ کے جو بیعلمی
و عناد و لداد سے اسکی منکر ہین اور تعامل الناس کا حجت شرعیہ ہونا بقولہ علیہ السلام ما راٰہ المسلمون

حسنا فہو عند اللہ حسن اور یہ معلوم ہو لیا اور خدشات گنگوہی کے مدفوع و مطرود ہوگئی اور یہ
عمل کو یعنی ہاتھ اوٹھا کے طعام فاتحہ دینے کو لغو کہنا بلا شبہ جہالت و عناد و لغویت صرف ہے اس آیت
والذین عن اللغو معرضون بایں طور مجوزین دعا فاتحہ کی تو حق میں صادق ہے کہ وہ لغو سے
معرض ہیں اور گنگوہی ایسے لغو باتیں کرتا ہی کہ وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتا بلکہ اوسکے
حق میں یہ آیت پڑھنا مناسب ہے ومن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما
تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا **گنگوہی** صفحہ ۶۶ میں یہ عبارت ملا علی قاری کی بحوالہ شرح
مناسک لا یرفع یدیہ عند رؤیۃ البیت ای ولو حال دعائہ لعدم ذکرہ فی المشاہیر و
کلام الطحاوی صریح فی انہ یکرہ الرفع عند علمائنا الثلاثۃ ونقل عن جابر انہ فعل
الیہود اور دوسرے عبارت اوسی کتاب سے یہ نقل کی کانہما اعتمدا علی مطلق اداب الدعا
لکن السنۃ متبعۃ فی الاحوال المختلفۃ اما تری انہ علیہ السلام دعا فی الطواف ولم
یرفع یدیہ انتہی نقل کرکے بہت خوشی ہو کر کہتا ہی کہ استحباب رفع یدین وہیں ہے جہاں فخر عالم
سے ثابت ہو گیا) اور کہتا ہی کہ مولف کو لازم ہی کہ یہاں بھی رفع یدین کو مکروہ و خلاف سنت جانے
کہ یہ محل دعا کا ہی نہیں ہے چہ جائی کہ رفع یدین کا علی ہذا دخول خانہ میں اور لباس پہننے میں اور
خروج خلاف اور نوم کی حالت میں اور دیگر بہت مواقع ہیں کہ رفع یدین وہاں ثابت نہیں اور دعوات
کا پڑھنا ثابت ہی تو سب جگہہ یہاں رفع یدین مکروہ ہوگا) اور کہتا ہی یعنی گنگوہی روایات حصن
حصین و مشکوۃ کچھہ مفید نہیں یہ ادب محل رفع میں ہے نہ غیر اوس محل میں اور یہ روایت کلیہ
قطعیہ تھی علی ہذا روایت اربعین کے کیونکہ اوسمیں بھی دعا کی رفع مطلقاً ذکر کیا ہے نہ ہر جگہہ اور یہ
تخصیص کو دعا تعزیت میں غیر ماثور کہدیا ہی پس مولف کا کیا مدعا اس سے نکلتا ہی کہ یہاں تخصیص بھی
ہی اور عدم رفع بھی یہاں ثابت ہی پھر گنگوہی نے یہ رد المحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ دعاء الخفیۃ ما یفعلہ فی نفسہ
قال شارح المنیۃ لیس فیہا وضع لان فی الرفع اعلانا اور رد المحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ اوسپر یہ متفرع کرے کہ
ایصال ثواب کی دعا حنفیہ کے یہاں بھی رفع یدین نہیں ہی **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی کو دیکھو اپنے مطلب کیموافق جانکر عبارت ملا علی
قاری پیش کرتا ہی اور اس قول ملا علی قاری کو معتبر جانتا ہی اور محفل میلاد شریف جو ملا علی قاری نے ثابت کی ہو استحسان
مسلمین تمام جہان روم و شام و مصر و اندلس و ہند و شرق و مغرب کا بیان اوس رسالہ کے
بارہ میں بیان کیا ہے جو دلیل شرعی ہے فقہا کے نزدیک کہ بہت سے مسائل تعامل سلف سے

فقہاء ثابت کرتے ہین اور قیاس مجتہد سے اسکو راجح جانتے ہین اور اسیہی غرض سے یہ دلیل شرعی
کا تحقق ہوکر جواز محفل میلاد شریف کا ثبوت ہوجاوے ملا علی قاری نے یہ استحسان ثابت کیا ہے
چونکہ مذہب فاسد گنگوہی کے خلاف ہی تو یہان ملا علی قائیلکیو غیر معتبر کہتا ہی اور اپنے قول کو دلیل بناکر
اس تعامل کو حجت شرعی ہونے سے خارج بتاتا ہے اب اسکو شرم نہین کہ ملا علی قاری کے قول
یہان اس بارہ مین پیش کرتا ہے اور اس گنگوہی کے عادت خیانت فی العبارۃ کی بہی ہی چنانچہ
چند جائی پر معلوم ہوچکا ہے شرح مناسک اس وقت موجود نہین تا کہ خیانت و امانت اسکی
معلوم کیجاوے ؎ ز کذاب گیرد خردمند عار ۔ کہ او را نیارد کسے در شمار ۔ بعد تصحیح نقل کے
جواب یہ ہے کہ عدم رفع یدین ملا علی قاری کی عبارت سے محل خاص مین مفہوم کہ رویت ہیت
اور یہان رفع یدین کے جائز ہی کہ اس سبب سے ہووے بعض امور شرعیہ ایسی ہین کہ وہ محدود
و محصور ہین چنانچہ اذکار صلوۃ بہی اسیہی قسم کی ہین اور اذان و نحوہ بہی محصورات سے چنانچہ عبارت
فتح القدیر سے اوپر معلوم ہوچکا ہی اور رد المحتار مین ہے قال ابو حنیفۃ رح ولو نقص من تسعین
او زاد فیہ کان مکروہا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا ۱ھ انتہی اور بعض امور
مشروعہ محصور و محدود نہین ہین اونمین زیادت و کمی جائز ہی چنانچہ تلبیہ مین زیادت درست ہے
اوسکو محصورات سے شمار نہین کرتے ہین پس یہ فعل رویت کے وقت بہی جائز ہی کہ محصورات
مین سے ہووے کہ اسمین جو فعل آنحضرت صلعم سے ثابت ہی وہ جائز اور جو ثابت نہین وہ ناجائز
اور دعا فاتحہ ایسی ہونا ممنوع ہے پس اس قول ملا علی قاری سے دعا فاتحہ کی رفع یدین کا ممنوع ہونا ثابت
نہوا اور کوئی قاعدہ ملا علی کی عبارت مین موجود نہین ہی کہ جس سے یہ مفہوم ہووے کہ ہر جگہ کا یہی
حکم ہے کہ فعل آنحضرت صلعم سے اس کا ثبوت ہووے تو جائز ہے رفع یدین اور فعل سے ثبوت
نہووے تو ناجائز ہے پس اس عبارت سے استدلال رفع یدین فاتحہ کی کراہت پر کرنا سفاہت
محض ہے اور ممکن ہی کہ ہمارے ائمہ نی کسی دلیل اور کسی قرینہ سے اس محل خاص رویت ہیت
مین کراہت سمجھی ہووے اور کوئی دلیل خاص اون کے پاس موجود ہووے اسلئے کراہت
رفع یدین کے اس محل مین قائل ہوئے ہوویں اسلئے کہ ثبوت کراہت کیواسطے دلیل خاص چاہیے
مستحبات وضو کے تحت مین رد المحتار مین ہے قال فی البحر ھناك ولا یلزم من ترك المستحب
ثبوت الکراھۃ اذ لابد لہا من دلیل خاص ۱ھ اقول ھذا ھو الظاھر ولا شبھۃ الخ او

مسلم الثبوت کی شرح کے صفحہ ۶۲ مین ہے الدلیل الاباحۃ الاصلیۃ فانہ قد علم من الشرع ان
مالم یقم علیہ دلیل فہو مباح بخلاف تحریمکم فانہ لابد من دلیل مخصوصہ انتہی جب
کتب فقہ واصول سے ثابت ہی کہ اباحت کے واسطے دلیل اسیقدر کافی ہی کہ کوئی دلیل خاص کراہت
وحرمت کی نہووے اور کراہت وحرمت کے واسطے یہ ضرور ہی کہ دلیل خاص ہووے تو ضرور اس
محل مین کراہت رفعیدین کی دلیل خاص ہمارے علما کو حاصل ہوگی جسکے سبب سے مکروہ فرماتے ہین
پس جب کتب اصول وفقہ ناطق ہین اسطرح پر کہ اباحت کیواسطے دلیل خاص ضرور نہین کراہت
وحرمت کے واسطے ضرور ہے تو یہان محل رفعیدین مین فاتحہ برطعام کوئی خاص کراہت وحرمت موجود
نہین ہی تو مباح ہی اور جسجگہ سوائے امور محصورہ کے دلیل خاص کراہت وحرمت موجود نہو وہان
وقت دعا رفعیدین جائز ہے نہ مکروہ اور ثبوت رفعیدین کا وقت کے فعل آنحضرت صلعم ہونا
ضرور نہین ہی احادیث قولیہ مطلقہ سے ثبوت کافی ہے اور کسی محل دعا مین کوئی مانع رفعیدین کے موجود
ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جگہ بہی جہان مانع موجود نہین ہے وہان مکروہ جاننا
چاہیے پس محل دعا فاتحہ مین وجود مانع ہمارے نزدیک ممنوع اور گنگوہی کی یہ لغو تقریر تمام مرفوع
اس کے مانع کا ثبوت نہین ہے پس رفعیدین ممنوع نہین احادیث قولیہ مطلقہ کی جہت سے
مباح مستحب ہی پس مولف انوار کراہت تسلیم وقبول اس محل مین لازم بنانا ہی بنا فاسد علی الفاسد
عبارت علی قاری سے یہ مفہوم نہین کہ محل فاتحہ مین رفعیدین مکروہ ہے اور محل مذکور مین ثبوت
نہین ہوا جسکے سبب سے مولف کو قبول کراہت لازم ہووے اور محال معدودہ حالت نوم وخروج
از خلا دپوشیدن وغیرہ کے وقت بہی کوئی رفعیدین وقت کر سکے تو اسکی ممانعت کا ثبوت بہی
کسی دلیل سے نہین ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم سے ان محال مین منقول نہونا رفعیدین کا مستلزم عدم
وقوع وعدم ثبوت نہین اور بالفرض والتقدیر اگر اقوال علما معتبرین ان محال مین ثبوت کراہت
کا ہو جاوے تو ہم وجود دلیل خاص کراہت اونکے نزدیک وجود مانع پر محمول کرینگے اور کیون نہین
جائز ہی کہ عبارت ملا علی قاری کی بر تقدیر ثبوت عموم وشمول کی غیر رویت ہیئت کو بہی یہ مراد ہووے
کہ یہ کراہت اوس وقت تک ہی کہ تعارف وتعامل الناس جو دلیل اقوی قیاس سے اسلئے کہ یہ اجماع کے
ساتھہ ملحق ہی چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے موجود نہووے اور وقت وجود دلیل اقوی کی تعامل الناس سے
یہ کراہت مرتفع ہی اور اس محل رفعیدین فاتحہ مین تعارف وتعامل کا تحقق بدیہی ہے پس انکو بر تقدیر کے

بہی عبارت ملا علی قاری شامل نہین ہے ان احتمالات مذکورہ کے رفع پر براہین قاطعہ واولہ ساطعہ
گنگوہی کے کوئی قائم نہین پس عبارت علی قاری سے حجت پکڑنا سراسر نادانی ہے اور روایات
مطلقہ حصن حصین ومشکوۃ سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہے کہ محل ادب وہ ہین جہان رفعیدین وقت
دعا آنحضرت صلعم نے کیا ہووے وہ روایات اس سے مطلق ہین کہ جہان فعل اسپر آنحضرت صلعم
واقع ہی وہان کرو اور یہ گنگوہی اون احادیث کی روسے جن سے بعض محل مین فعل رفعیدین آنحضرت
صلعم کا ثابت ہی ان روایات کو یعنے روایات حصن حصین ومشکوۃ کو اونپر محمول کرتا ہی اسلئے انمین
یہ قید ثابت کرتا ہی کہ جسجگہ آنحضرت صلعم نے کیا ہووے تو بلا شبہ یہ تقیید مطلق ہے اور اطلاق کے
خلاف ہے اور تقیید مطلق کے عدم جواز وکراہت وحرمت کا یہ گنگوہی بہی قائل ہے پس رفعیدین
فاتحہ کا انکار تقیید مطلق پر مبنی ہوا پس یہ انکار بہی حرام ہونا چاہئے اور گنگوہی کا مرتکب حرمت ہونا
لازم ہی اور ہم اون محل مین ہی رفع یدین جائز ومستحب کہتے ہین جہان فعل آنحضرت صلعم اونپر واقع ہے
اور سوائے اون محل احادیث قولیہ مطلقہ کے جہت سے جہان فعل واقع نہین ہے اور کوئی مانع
ودلیل کراہت موجود نہین وہان بہی جائز کہتے ہین پس دونون روایات فعلیہ وقولیہ پر عامل ہین
گنگوہی روایات قولیہ پر عامل نہین ہی بلکہ منکر ہوکر عاصی ہے اور اربعین کی عبارت مین وقت تعزیت رفعیدین
کرنے کے حق مین مولوی اسحق ظاہراً جواز است ومضائقہ ندارد لکہتے ہین یہ دونون نص صریح ہین
جواز کے بارہ مین اور غیر ماثور ہونا جو مولوی اسحق بیان کرتے ہین اوس کا یہ مطلب ہرگز نہین کہ
یہ رفعیدین وقت کا ناجائز ہے اگر یہ مطلب اوسکا کلام سفاہت پر مشتمل ہونا لازم آویگا کہ اوسکا
مطلب یہ ہوگا کہ جواز بہی اور عدم جواز بہی ہے ایسی ایک رفعیدین کا اور حتی الامکان عاقل وعالم
کی کلام کو سفاہت سے بچانا لازم ہے پس یہ مطلب ہرگز نہین لے سکتے ہین ہان گنگوہی سے عجب
نہین کہ اونکو بہی سفیہ بناوے اور یہ ہی مطلب لیوے اور تاویلات فاسدہ کرکے اسکے طرف رجوع
اون کے کلام کرے اب غیر ماثور ہوتے مراد نبویہ یہ ہو سکتی ہین کہ اگرچہ قول آنحضرت صلعم سے
کہ احادیث مطلقہ قولیہ مین یہ جواز مفہوم ہے اور ظاہر ہی ممکن فعلاً یہ ماثور ومنقول نہین ہے اور جو
قول ہو تو ہوئی فعل کی ضرورت نہین یہ رفعیدین جائز ہے اور اس مین مضائقہ نہین ہے یہ
صاف عبارت اربعین سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین کوئی خرابی نہین ہے جسکے ذہن مین کجی اور دل مین
مرض اس مطلب سے بمنازل دور ہے اور شئے عجیب جانتا ہی اور عبارت رد المحتار مین خود مانع

موجود

موجود ہی کہ رفع یدین سے اخفاء جاتا رہتا ہی اور اعلان جو ضد اوسکی ہے متحقق ہوتی ہے پس وہ دعا
خفیہ نہین رہتی اور اس دعا خفیہ ہونا اسکا منظور اسلیئے وہان رفع یدین نہین اور دعا فاتحہ کا
خفیہ ہونا داعین سے کے ممنوع ہی پس یہ عبارت ہی بے محل نقلکی ہے اور اس عبارت رد المحتار سے
کہان مفہوم ہی کہ رفع یدین ممنوع ہان اسقدر مفہوم ہی کہ دعا خفیہ کے منافی وہ دعا خفیہ نرہیگی
اور اس گنگوہی کی یہ عبارت رد المحتار سے نقلکی اور اس سے قبل یہ بہی رد المحتار مین موجود ہے
قولہ کالدعاء) ای کما یرفعہما المطلق الدعاء فی سائر الامکنۃ والازمنۃ علی ما وردت بہ المتفق
السنۃ ومنہ الرفع فی الاستسقاء فانہ مستحب کما جزم بہ فی القنیۃ خزائن انتہی ای مواضع
مخصوصہ صفا وغیرہ مین بہی اسطرح ہاتھ اوٹہاوے دعا کے جیسے کہ سائر مکانون اور زمانون مین مطلق
دعا کیواسطے ہاتھ اوٹہاتے ہین موافق ومطابق اوسکے سنت سعنی مین وارد ہی خواہ حدیث فعلی
ہو مطلق قولی ہو اس سے خوب واضح ہی کہ مطلق دعا کیواسطے ہر زمانہ و ہر مکان سوائی اون ازمان
واوقات کہ کسی دلیل خاص سے ممنوعیت مفہوم ہووے ہاتھ اوٹہانا درست ہی اور اسلیئے تیرے سطر مین ہے
ان من اداب الدعاء ان یدعو مستقبلا ویرفع یدیہ الخ اور اس سے چند سطور کے بعد ہے قولہ
یجعل کفیہ لوجہہ) الذی فی البحر یجعل ظہر کفیہ لوجہہ ومثلہ فی شرح المنیۃ فکلمۃ
ظہر سقطت من قلم الشارح وہذا معنی ما ذکرہ الشافعیۃ من انہ لیس بکل داع رفع
بطن یدیہ للسماء ان دعا بتحصیل شیئ وظہرہما ان دعا برفعہ انتہی ان تمام عبارات
سے بہی واضح ہی کہ ہر داعی کے واسطے سوائی مخصوص محل کی کہ جہان دلیل خاص سے منع ہووے ہاتھ
اوٹہانا چاہیے الغرض اصل دعا مین رفع یدین کوئی صارف عن الاصل موجود ہووے تو نہ چاہیئے
اور درصورت نہونے صارف بنا بر اصل رفع چاہیئے انکار اسکا سوائے مکابر ومعاند وسفیہ اور
کوئی نہین کر سکتا ہی اور دعا ر فاتحہ مین کوئی صارف عن الاصل موجود ہی نہین پس وہان وہی
اصل کے موافق رفع یدین چاہیئے پس طعام پر رفع یدین ثبوت بخوبی ہے پس زٹل ولغویات سے
کہ کہین کہ بعد ثبوت منع کے کلیات نصوص سے مولوی عنایت گجراتی وجامع الادراد کا جائز لکہنا قابل اعتبار
نہین ہے اور کہین اون کے قول کی یہ تاویل فاسد کرتا ہی کہ یہ تحقیقات وتعینات رسوم صالحہ
اوسوقت تک ہین کہ التزام اوسکا نہو اور عوام کے قلوب مین رسوم کا اندیشہ نہو اور بہی سوالات
عشرہ شاہ عبد العزیز جس سے یہ مطلب مولف انوار نے ثابت کیا تہا تصرف ہونا اور شاہ صاحب پر بہتان

ہونا بتاتا ہی اتنی فہم و اسقدر انصاف و علم اس گنگوہی مین کہ بعض ہی ہیش ایسے نکر سکا جس سے
ممنوعیت طعام پر دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانے اور دعا کرنے ہووے اور افتراء علی اللہ والرسول ع
ممنوعیت کا مخصوص سے بتاتا ہے اور مولوی گجراتی و صاحب جامع الاوراد کے قولکو بلا دلیل قابل اعتبار نہونا
اور بنا ر فاسد علی الفاسد کرنا اور بے ادبی سے پیش آنا کہ قابل اعتبار نہین کہتا ہی جسجگہ شاہ
ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و اسمعیل و اسحق کا قول ہووے وہان یہ کلمہ کیون کہتا اونکا معصوم
خطا سے جانتا ہی اور چونکہ وہ انہین وہابیہ کے بزرگوار دن سے ہین بحسب زعم انکے ہین اونکا ادب
واجب جانا من حیث المناسبت یہ ادب نہین ہے اگر اس حیثیت سے ہوتا تو مولوی عبد اللہ و صاحب
جامع الاوراد دیگر کے ساتھ بہی یہ ہوتا بلکہ اس سبب سے یہ ہی کہ ان وہابیہ کے زعم مین شاہ ولی اللہ
وغیرہ انکے ہم عقیدہ ہین ہم عقیدہ ہونیکی جہت سے ہی اور عدم التزام و عدم رسوخ کی تاویل جو
یہ گنگوہی کرتا ہے اور اب بہی التزام بمعنے فرض و واجب و سنت مؤکدہ رفعیدین دعا فاتحہ مین
موجود نہین اور قلوب عوام مین کا اندیشہ یہان نہین ہے عوام مین کسی سے یہ سنا نہین کہ وہ التزام
و فرض و واجب و سنت کے قائل ہون بلکہ معاملہ استحباب کا انکو کرتے دیکہا ہی نہ کرنیمین گناہ نہین
جانتے ہین اور ترک استحباب بعض اوقات شرعاً ضرور نہین ہے جو کبہی کبہی مستحب کو چہوڑنا بہی ضرور
ہووے اور سوالات کا جواب یہ گنگوہی دیتا ہی ایسا جواب کہ بلا دلیل کے تصرف بتا دینا اور بہتان
صاحب کتابت پر ہونیکی نسبت کرنا ہر مبطل دیسکتا ہی کفار بہی آنحضرت صلعم کو بہتان کرنے والا
خدا تعالی پر بتاتے ہین اور ہر شخص کہہ سکتا ہی کہ گنگوہی نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہی اوسمین تصرف ہوا ہے
اور اسکے مولف مصنف پر بہتان ہے اس پر دلیل جو بیان کی اوسکا لغو لچر ہونا ظاہر ہے نہ وہ عقلی
دلیل ہی نہ نقلی کسی تصنیف و تالیف شاہ عبد العزیز صاحب مین کہ یہ نسبت سوالات عشرہ معتبر
و معتمد ہووے یہ موجود ہوتا رفعیدین طعام بر وقت دعا کے ناجائز ہے تو البتہ یہ دلیل اسکی ہو سکتی
تہی کہ یہ اون پر جواز کا بہتان ہے اور علی صراط مستقیم سے بہی مولف انوار جواز اپنی مدعیکا ثابت
کیا تہا یہ گنگوہی ایصال ثواب و فاتحہ خوانی کا ثبوت اوس کتاب سے مانتا ہی طعام روبرو رکہکر قرات
کی مین ہونا منع کرتا ہی اوسکا جواب ہمارے کلام سابق سے ظاہر ہی کہ فاتحہ خوانی متعارف ایسی ہے
کہ طعام روبرو ہووے اور رفعیدین بہی ہووے اور بدون اسکے فاتحہ خوانی معروف نہین ہے اور
معنی اصطلاحی دوسرے کوئی فاتحہ خوانی کی نہین ہے اور لغوی معنے یہان مراد نہین ہے بس یہ انکا

گنگوہی کا عدم وقوف بر اصطلاح کے سبب ہے اور مولف انوار ساطعہ نے شاہ عبد العزیز صاحب
سے نقل کیا تہا کہ وہ عبد الحکیم پنجابی کے جواب مین لکہا تہا زیارت وتبرک ساتھ قبور صالحین کے اور امداد
ثواب وتلاوت قرآن ودعاء خیر وتقسیم طعام شیرینی امر مستحسن وخوب ہے باجماع علما اور تعیین عرس
بزرگونکی شاہ نے ثابت کی اس سے کہ قبور شہدا پر ہر سال آنحضرت صلعم وخلفاء راشدین آتے تھے
اوسکی جواب مین گنگوہی کہتا ہی کہ ایصال ثواب وزیارت قبور کو شاہ صاحب نے مستحسن فرمایا ہے
تعیین یوم زیارت کو عقلاً لکہکر ایک حدیث لکہدی ہے کہ گو وہ ضعیف ہو نہ بطور احتجاج وتصحیح اور
عمل کی اور دلیل گنگوہی یہ لکہتا ہی کہ شاہ صاحب خود طبقہ رابعہ کے حدیث پر اعتقاد وعمل درست
ہونا لکہتے ہین عجالہ نافعہ مین اور روایت درمنثور وغیرہ طبقہ رابعہ سے ہین اور کہتا ہی کہ حدیث صحیح لا تتخذوا
قبری عیداً او قبری عیداً اسکے معاند ومانع عرس کے ہی اور یہ عبارت مجمع البحار نقل کرتا ہی لا تجعلوا
قبری عیداً ای زیارۃ قبری عیداً او قبری مظہر عیداً ای لا تجمعوا للزیارۃ اجتماعاً للعید فانہ یوم لہو
وسرور وحال الزیارۃ بخلافہ وکان داب اہل الکتاب فاورثہم القسوۃ ومن بحری عبدہ الاوثان حتی
عبدوا الاموات انتہی یہ نقل کرکے گنگوہی کہتا ہی کہ عرس کو حدیث صحیح نے بالکل حرام کر دیا پہر حدیث
منقول شاہ کو مجمل بتاتا ہی کہ معلوم نہین محرم یا ربیع الاول یا شوال مراد ہی اور مجمل پر عمل درست
نہین) اور کہتا ہی کہ شاہ صاحب نے اگر کا یہ روایت نقل کر دی ہی ورنہ قابل احتجاج نہین ہے بس
اصلیت عرس کی ثابت نہین) اس تقریر وتحریر سے ہٹ دہرمی گنگوہی کے ہر ادنے عقل والی
منصف پر واضح ہے اور جہالت ونادانی اسکی لائح ہے مولوی عبد الحکیم پنجابی نے یہ اعتراض کیا تہا
کہ تمنے عرس کو فرض سمجہہ رکہا ہے سال بسال کرتے ہو زبدۃ النصائح مین ہی شاہ اوسکے جواب
مین یہ عبارت لکہتے ہین این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیراکہ غیر از فرائض شرعیہ
مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند آری زیارت وتبرک بقبور صالحین وامداد ایشان باہداء ثواب و
تلاوت قرآن ودعای خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علما و تعیین روز عرس
برای آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل اور شاہ صاحب نے تعیین
اور عرس کے واسطے درمنثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سے یہ حدیث نقل کی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی
الدار والخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ جواز تعیین عرس

ثابت کرتے ہین اور اپنی فعل کہ عرس کرتے تھے ثبوت دیتے ہین اور صاحب انوار ساطعہ یہ نقل تمام
کر دیا ہی اس سے کوئی ادنی عقل والا بھی یہ سمجھ سکتا ہی کہ یہ بطور الزام کے شاہ صاحب کا فرمانا نہین
ہی بلکہ بطور تحقیق کے ہی اور استدلال ہے اپنی جواز تعیین اور عرس پر اور اقوال سابقہ مین فتح القدیر
سے ہم نقل کر چکے کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلیئے کہ حقیقت نقض مذہب خصم ہے اُس چیز سے
جسکا ملزم معتقد نہین ہے اور نقض مذہب خصم سے صحت اپنی مذہب کی لازم نہین آتی ہے پہر عبارت
فتح القدیر نقل کرتے ہین والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقۃ نقض مذہب
الخصم مما لا یعتقدہ الملزم ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ
الا بطریق عدم القائل بالفصل وهذا لا یکون الا اذا کان بالنقض بہ مما یعتقدہ صحیحاً
اس سے واضح ہی کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اپنے مذہب اگر یہ گنگوہی الزام بتاتا ہی تو استدلال
اپنی مذہب پر شاہ صاحب نے کونسا ذکر کیا ہی قبل اس الزام کے اور الزام مین جس چیز کے ساتھ
نقض مذہب خصم ہوتا ہی اوسکا صحیح ہونا اعتقاد خصم مین ضرور ہے مذہب خصم اور اوسکے نزدیک
بالنقض بہ صحیح ہونا بہی ثابت کرے پہر ادعاء الزام کا کرے یہ گنگوہی ناواقف ہی حقیقت الزام سے
اسلیئے اسکو الزام قرار دیتا ہی اور حدیث درمنثور تفسیر کبیرہ وغیرہ کو طبقہ رابع کے بتاتا ہی اول تو طبقہ
رابعہ ہی ہونا اور ثالث وغیرہ کے نہونا ثابت کرے طبقہ رابعہ کے ہونیکا حکم اس پر کرے فقط قول
اس گنگوہی کا اس امر مین کافی نہین ہے کسی کے قول سے یہ ثابت کیا ہوتا بمقابلہ اپنے خصم کے دعوی محض
دلیل اثبات کے پیش کرنا سراسر سفاہت ہی اور عجالہ نافعہ مین طبقہ رابعہ کے احادیث پر عقیدہ نہونا
لکہا ہے یہ تو نہین لکہا کہ درمنثور تمام روایات طبقہ رابعہ کے ہین اور جلال الدین کے تصانیف کی حقیقت
جو عجالہ نافعہ مین یہ لکہا ہے مایۂ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر خود
ہمین کتابہا است اس سے منثور تمام احادیث طبقہ رابعہ کے ہونا مفہوم ہی فقط رسائل و نوادر کا حال اسی سے مفہوم اور رسائل اور نوادر سے
یہ تفسیر درمنثور خارج ہی اگر بالفرض طبقہ رابعہ ہونا او دیگر طبقے نہونا محقق بہی ہوجاوے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ طبقہ رابعہ کی احادیث کی صحت
کسیطرح ممکن ہی نہین اور عمل اسپر جائز ہی نہین ہے کسی حالت مین اس فرمانی شاہ صاحب کے عجالہ نافعہ یہ مفہوم ہے کہ اسناد کے سبب سے طبقہ
رابعہ احادیث ضعیف ہین اور دیگر وجوہ صحت مین کوئی موجود نہووے تو عقیدہ وعمل اس پر درست
نہین ہے اور سوائے اسناد کے دوسرے وجوہ صحت کے ہووین تو عمل کیونکر درست نہین فتح القدیر
کے باب ایقاع الطلاق مین ہے مما یصحح الحدیث عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی

عقیب

عقیب روایتہ حدیث غریب والعمل علیہ عند اہل العلم من اصحاب النبی صلعم و
غیرہم وقال مالک رحمہ ایضاً شہرۃ الحدیث بالمدینۃ یغنی عن صحۃ سندہ انتہی
اس سے واضح ہی عمل موافق حدیث کے موجب صحت ہے اس ہی غرض سے بعد روایت حدیث
غریب کی ترمذی کہتا ہی اس پر عمل اہل علم کا ہی کہ صحت دیگر وجہ سے معلوم ہو جاوے اور امام
مالک نجم الحدیث مین فقط شہرت حدیث کی مدینہ منورہ مین صحت سند سے ذیپروا ہونا جائز
ہین پس سوائے صحت سند دیگر وجوہ سے بہی جب صحت ہو جاتی ہے تو کیون نہین جائز ہے
اگرچہ حدیث درمنثور وغیرہ کے بحسب سند طبقہ رابعہ ہے لکن شاہ صاحب کے نزدیک وجوہ سے
صحت اس حدیث کے سوائی سند کے ثابت ہو وے کہ صحت سند سے استغنا حاصل ہووے اسیواسطے
محل استدلال مین اسکو ذکر کیا ہی فلابد لرفع ہذا الاحتمال من البرہان اور یہ کسقدر سفاہت و نادانی
کی بات ہی کہ کہتا ہی شاہ صاحب نے حدیث لکہدی اور یہ بطور احتجاج و تصحیح اس حدیث کی اور دلیل
یہ حدیث نہین لکہی ہے اتنی تمیز اسکو نہین کہ بمقام خصوم جو حدیث قابل احتجاج نہووے اور عمل
اوسپر درست نہووے اور خصم کے نزدیک بہی اوسکا قابل عمل ہونا ثابت نہوا ہووے تو نہین پیش
یہہ فعل و سفاہت و حماقت نہین تو اور کیا ہے خصم کا اعتراض اپنے اوپر لے لینا دیدہ و دانستہ
کہ وہ کہیگا کہ تمکو اتنی بہی تمیز نہین کہ یہ قابل عمل نہین ہے تمکو پیش کیونکر درست ہے تو اسکا جواب
نہوسکا کون سے عقلکی بات ہے اور اگر خصم اس حدیث کی قابل احتجاج نہونے سے غافل ہے اور
شاہ صاحب واقف ہین اوسکی قابل احتجاج نہونی سے اور این ہمہ پیش کردی فریب و دہوکہ کیا جو
دین الہی مین درست نہین ہے پس گنگوہی کا قول صحیح ہوگا شاہ صاحب نعوذ باللہ سفیہ و فریبی دین
الہی مین ہونا لازم آویگا مثل مشہور ہے نادان کی دوستی جیکا جنجال یہ دوستی شاہ صاحب کے گنگوہی
نے کی کہ اوسکو ایسا بنایا پس قول گنگوہی کہ احتجاج کے طور پیش نہین کی الزام کے طور پر پیش کی
بالکل باطل ہے اب یہ گنگوہی حدیث منقول شاہ صاحب کو معاند حدیث صحیحین لاتتخذ والقبری عیدا
کا اور معارض بتاتی ہین پس جاننا چاہئی تعارض حجتین عبارت تدافع سی ہے کہ وہ تقابل حجتین مسلی
السوا ہی بایطور ایک کو دوسرے پر حکمین متضادین مین برتبہ ہووے اور ہر ادنے طالب علم بہی
جانتا ہی کہ تقابل عبارت اس سے ہی کہ وہ دونون ایک محل ایک جہت سی ایک زمانہ مین جمع ہوسکین
اور ان دو حدیث مین یہ مفقود ہی حدیث منقول شاہ صاحب ہین راس قول پر زیارت شہدا پر جانا ہے

اور حدیث صحیحین راس قول پر جانیکو سلام و دعا کی لئے مانع نہین ہے عید بنانیکو مانع ہی اور عید بنا
اور اس قول پر جانا دونون ایک نہین ہے اور نہ اس قول پر جانا عید نہ بنانیکو مستلزم کیونکہ عید
لہو و سرور مراد ہی چنانچہ خود اس گنگوہی نے عبارت مجمع البحار نقلکی ہے اور ہمین عید کے حق مین موجود ہے
فانہ یوم لہو و سرور پس قبور شہدا پر دعا سلام کرنیکو جانا اور آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر لہو و سرور
کرنا جب دونون کے معنے و حکم ایک نہین ہے غیر غیر ہین پس منع لہو و سرور ہے اور جائز راس قول
جانا دعا سلام کیواسطے ہے اور تقابل و تدافع و معاند و معارض ہین ایک حکم ہونا ضرور ہی کہ اونمین ایک
کا ایک حدیث سے جواز اور دوسرے سے عدم جواز مفہوم ہوتا تو معاند ہوتا اور یہان مفقود ہے پس
تعاند قرار دینا جہالت معنی دونون حدیث کی ہے اگر فقط جمع ہوتا ہی قبر آنحضرت صلعم پر اگر چہ
سلام و درود کے واسطے کسی زمانہ مین ہو اس حدیث سے یہ گنگوہی ممنوع جانتا ہی تو تمام امت کے عقیدہ اور عمل یہ جانتا اور عقیدہ
اور قول کرنا گنگوہی کا خلاف ہی کیونکہ حج مین بڑی جماعت امت محمدیہ جمع ہوتی ہی اور بعد
حج کے مدینہ منورہ کو جانا ثابت ہی اور تمام امت کا عمل درآمد اسی پر ہی کہ قبل حج یا بعد حج کے ایک
طائفہ آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر جمع ہوتا ہی اور وہابیہ کو ایسا اتفاق اور اس جمع ہونیکو کوئی
اونی و اعلی سلف و خلف ممنوع نہین جانتا ہی اور نہ کسی نے اس قسم کی احادیث سے اس جمع ہونیکو
ممنوع جانا ہی پس اسکو ممنوع جاننا تمام امت سلف و خلف کے خلاف ہی اگر یہ منع ہوگا تو تمام امت
کا ضلالت پر اجتماع لازم آویگا کہ ایک امر ممنوع کو تمام امت جائز جانتی ہین اور اس عمل پر درآمد ہے
ہی اور اجتماع امت کا ضلالت ممتنع ہی لقول لاتجمع امتی علی الضلالہ وغیرہ الاحادیث والقران پس
اجتماع درود دعا و قران کے پڑہنے کیواسطے ممنوع نہین ہے اور نہ حدیث اسپر دال ہی بلکہ حدیث
صحیحین سے لہو و سرور کرنا قبر پر ممنوع ہے پس عرس بزرگان کہ سال بسال ہوتا ہی اسکی حقیقت
یہی ہے کہ تلاوت قرآن ہو کر فاتحہ ہو جاتی ہے اور جو کچہ طعام یا شیرینی ہوتی ہے وہ تقسیم ہوتی ہے
اوسکی ممانعت کسی حدیث سے نہین اور سال بسال ثواب رسانی کا ثبوت حدیث منقول شاہ
صاحب سے پس عرس کی اصل ثابت ہی منکر اوسکا جاہل و سفیہ ہے یہ قطع دلیل تعامل صلحا و علما کے
ورنہ دلیل تعامل و تعارف صلحا و علما جواز کے واسطے کافی و وافی ہے اور تعامل و تعارف دلیل
شرعی بخوبی اوپر معلوم ہو لیا پس جواز عرس مین ہی عاقلین منصفین کے نزدیک کچہ شبہ نہین
ہی اب گنگوہی نے جو یہ کہا ہی کہ عرس کو حدیث صحیحین نے بالکل حرام کردیا ہی سراسر سفاہت ہے

اسکو اسقدر خبر نہین ہو کہ ثبوت حرمت کیواسطے دلیل قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ ہونا چاہیئے اور کراہت
تحریمی کے واسطے ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ یا قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ چاہئے اور بدعت مثل
بلکہ مرادف کراہت تحریمی کی ہے اوسکے واسطے بھی ایسی دلیل چاہئے جیسے سے کراہت تحریمی
ثابت ہوتی ہے اور فرض کے ثبوت کے واسطے بھی ایسی دلیل چاہیئے جیسے سے کہ حرمت ثابت
ہوتی ہے اور وجوب کے ثبوت کے واسطے بھی ایسی دلیل چاہیئے جیسی سے کراہت تحریمی و بدعت
ثابت ہوتی ہے اور استحباب و سنت و کراہت تنزیہ کے واسطے ظنی الثبوت و ظنی الدلالۃ چاہیئے
اول دلیل جیسے آیت قرآن مفسر یا محکم یا حدیث متواتر کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل دوسری
جیسے آیات مؤولہ اور تیسری دلیل جیسے اخبار احاد کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل چوتھی اخبار احاد
مفہوم اونکا بھی ظنی ہو تحت اس قول درمختار کی ومثلہ البدعۃ الی الحرام اقرب فی المکروہ
تحریما ونسبۃ الی الحرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما یثبت بہ الواجب یعنی بظنی الثبوت
انتہی علامہ شامی فرماتے ہین قولہ ومثلہ البدعۃ والشبہۃ الذی یفیدہ کلام القہستانی ان البدعۃ
مرادفۃ للمکروہ عند محمد والشبہۃ مرادفۃ للمکروہ عندہما قولہ نسبۃ ای من حیث
الثبوت وقولہ فیثبت الخ بیان لہما فی اقتصارہ علی ظنی الثبوت قصور فی العبارۃ بیان
ذلک ان الادلۃ السمعیۃ اربعۃ الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کنصوص القران المفسرۃ
او المحکمۃ والسنۃ المتواترۃ التی مفہومہا قطعی الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات
المؤولۃ الثالث عکسہ کاخبار الاحاد التی مفہومہا قطعی الرابع ظنیہما کاخبار الاحاد
التی مفہومہا ظنی فبالاول یثبت الافتراض والتحریم وبالثانی والثالث الایجاب
وکراہۃ التحریم وبالرابع تثبت السنۃ والاستحباب انتہی پس جب یہ بخوبی ثابت ہوا کہ
فرض و حرام کی ثبوت کیواسطے دلیل سمعی قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ مانند آیات قرآنیہ مفسرہ و محکم
کی یا حدیث متواتر قطعی الدلالۃ کی چاہئے تو یہ حدیث صحیحین جسکا احاد ہونا ظاہر و باہر ہے اور دلالت
بھی اسکی عدم جواز عرس پر قطعی بلکہ ظنی بھی نہین ہے موجب و مثبت حرمت بلکہ کراہت بھی نہین
ہوئی پس یہ ادعا گنگوہی کا کہ حدیث صحیحین نے عرس بالکل حرام کر دیا سراسر جہالت ہی احوال
اولہ سے اور یہ بھی عبارت منقولہ بالا درمختار و شامی سے واضح ہو کہ بدعت مثل کراہت یا مرادف
کراہت ہی اوس کے ثبوت کیواسطے بھی یا آیت قرآنیہ مؤولہ یا حدیث احاد قطعی الدلالۃ ہونا ضرور ہے

پس رفعیدین وقت دعا بر طعام اور عرس و محفل میلاد وغیرہ امور متنازعہ فیہا کو جو یہ گنگوہی بدعت
بتاتا ہی تو ہر امر کیواسطے یا تو آیت مؤولہ یا حدیث اگرچہ احاد ہو لکن قطعی الدلالۃ ہونا چاہی ان امور
پر اور ایسے آیت و احادیث ان امور میں نہ ہونا ظاہر ہے جو جو یہ گنگوہی یا کوئی دوسرا ناواقف
پیش کرتا ہی تمام ایسے ہین کہ دلالت انکی قطعی نہین ہے اور احادیث کا ثبوت بہی قطعی نہین ہے بلکہ دلالت
ظنی بہی ان احادیث کے ان امور کے بارہ مین نہین ہے پس بدعت امور کو کہنا سراسر جہالت
ہی پس عرس کو حرام کہنا اور رفعیدین وقت دعا بر طعام وغیرہما امور متنازعہ فیہا کو جو یہ فرقہ وہابیہ
حرام و بدعت بتاتی ہین باوجودیکہ ان امور کا بدعت و حرام ہونا شارع علیہ السلام سے ثابت نہین ہوا ہے
اور ادلہ جواز ان امور کے اوپر گذر چکے ہین پس یہ وہابیہ تغیر حکم شرع کرتے ہین اور دین مین وہ چیز
داخل کرتے جو دین مین سے نہین ہے یہی بدعت سیئہ او احداث فی الدین ہے جو بدلیل حدیث من
احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد مردود ہی اور یہ وہابیہ ہی اس صنع مین کہ غیر حرام و غیر مکروہ
تحریمی کو اور غیر بدعت سیئہ کو حرام و مکروہ تحریمی و بدعت سیئہ بتاتی ہین مصداق اس حدیث کی
ہین اور مرتکب بدعت ضلالت کی ہین جس طرح غیر سنت موکدہ سنت اعتقاد کرنا اور مباح واجب جاننا کا
اعتقاد کرنا مخالف و مکروہ تحریمی اسہی او قال فی لیس منہ کی سبب کے اسیطرح کا غیر حرام کو حرام مثلاً
کہنا او قال فی الدین ما لیس منہ ہی پس یہ ہی بدعت سیئہ و مکروہ تحریمی ہے پس وہابیہ کا اہل بدعت
سیئہ ہونا ظاہر ہے پس گنگوہی کے حرام کہنے نے عرس کو گنگوہی کو بدعتی بدعت سیئہ و مغیر احکام
شریعہ بنا دیا ورنہ حرام ہونا آیت قرآنی قطعی الدلالۃ و حدیث متواتر قطعی الدلالۃ سے ممنوع ہونا
ثابت کرے عرس کا ورنہ بدعتی ببدعۃ سیئہ ہونا گنگوہی کا ظاہر ہی اور ایسے دوسرے وہابیہ کا حال ہے
دیکہو گنگوہی کو کہ مولف انوار ساطعہ نے لکہا تہا کہ شاہ عبد العزیز صاحب اپنے والد کا عرس کیا
کرتے تہے اور اس پر اعتراض عبد الحکیم پنجابی نے کیا تہا تو اوسکا یہ جواب شاہ صاحب نے دیا تہا
جواب بہی مذکور ہوا جسکے حق مین یہ وہابی تباہی باتین گنگوہی خلاف عقل و نقل کے بناتین لکن اسکا
انکار گنگوہی نے نہین کیا کہ شاہ صاحب عرس کرتے تہے یعنے یہ نہین کہا کہ شاہ صاحب
عرس نہین کرتے تہے اور وقت اس امر کا تہا اگر شاہ صاحب نکرتے ہوتے تو جسطرح سوالات
عشرہ کے بارہ مین اس نے یہ کہا کہ یہ تصرف ہوا ہی سوالات عشرہ مین اور شاہ صاحب پر یہ بہتان
ہی کہ فاتحہ و ادن نیاز امامین کی سے کہانا متبرک ہو جاتا ہے اسیطرح یہان بہی انکار کرتا یہ گنگوہی بالظہور

کہ شاہ صاحب پر عرس کرنیکا بہتان بتاتے صاحب نہین کرتے تھے اور جب انکار نکیا تو معلوم ہوا کہ اِن
گنگوہی کے نزدیک شاہ صاحب کا عرس کرنا ثابت ہی پس اب یہ گنگوہی عرس کو حرام کہتا ہی
کہ حدیث صحیحین سے بالکل عرس کو حرام کردیا تو شاہ صاحب کو اس گنگوہی نے دربردہ
مرتکب حرام کہا ہی اور شاہ عبدالعزیز صاحب بالواسطہ اس گنگوہی کے استاد ہوتی ہین حدیث
مین پس استاد کو مرتکب امور بے اصل چیز کا عامل قرار دیا ہی اور اپنے استاد کے عمل کو حرام بتاتا
ہی مولف انوار ساطعہ نے اسطرح لکہا تہا اپنے پیر و مرشد کے حق مین کہ ہم اونسے ملے تو یہ گنگوہی مولف
انوار کے حق مین براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۹۲ لکہتا ہی کہ یہ لفظ ناسعادتمندی کا ہی حدیث مین ہی کہ جسنے
اپنے باپ کو قریب کہا وہ عاق ہے پس استاد و پیر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ شمار ہوویگی ا دیکہو
اس لفظ صاحب انوار مین کوئی خرابی نہین ہے شرعًا اسلیئے کہ ملنے کے معنی ملاقات کے ہین
اور صحابہ رضہ بہی کہدیتے تھے کہ ہم نے آنحضرت صلعم سے ملاقات یعنی ملے چنانچہ مشکوۃ شریف کتاب
الاداب باب حفظ اللسان من الغیبت والشتم مین ہے عن عقبة بن عامر قال لقیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت ما النجاة فقال املك علیك لسانك ولیسعك بیتك وابك علی خطیئتك
رواہ احمد والترمذی عقبہ بن عامر صحابی رسول اللہ کو فرماتے ہین مین ملا آنحضرت صلعم سے پس مین
کہا کہ دنیا و آخرت مین نجات کا کیا سبب ہے آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ مالک ہوجا اپنے پر اپنے
زبان کا اور اپنے گہر بیٹہہ رہو اور اپنی خطا پر رو دیکہو اس کہنے مین اگچہ بے ادبی نہوئی اور کوئی قباحت
نہین آنحضرت صلعم سے ملا تو عقبہ بن عامر کیون کہتے اور نہ کوئی آجتک اسکا قائل ہوا کہ یہ کلمہ بے
ادبی کا ہی اور قرآن مین ایسا استعمال موجود ہی انك كادح الی ربك كدحا فملاقیہ اور انہم ملاقوا
ربہم اور بہت جگہ ایسا موجود ہی پس ایسا کہنیکا حدیث و قرآن سے جائز ہونا ثابت اسکو
ناسعادتمندی یہ گنگوہی بتاتا ہی کہئے نہ کہدیجیے نعوذ باللہ منہا کہ قرآن حدیث مین بہی یہ کلمات
ناسعادتمندی کے ہین اور عقبہ بن عامر رضہ بہی ناسعادتمند تھے جس سے اوسکی ایمان کا حال خوب روشن
ہوجاوے اب خیال کرنا چاہئے کہ صاحب انوار کا جو موافق قرآن و حدیث کے وہ تو پیر مرشد
استاد کے حق مین یہ گنگوہی ناسعادتمندی بتاتا ہی اور خود اپنے استاد بالواسطہ کے فعل کو حرام
کہتا ہی جس سے مرتکب حرام ہونا استاد کا واضح ہی وہ ناسعادتمندی اس گنگوہی کی نہین ہے اور
یہ تو آنحضرت صلعم کو بہائی اپنا بنا کر قرآن حدیث کے موافق کہکر اہل حق کو مخالف قرآن و حدیث

کا بتاوے اور پیر کے ملنی کو ملنا جو موافق قرآن وحدیث کری کہدیوے والیکو نا سعادتمند کہکر مخالف قرآن حدیث
نہوا ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہی کہ آنحضرت صلعم کو بہائی بنانا تو کچہہ برا نہین اور پیر سے ملنی کو ملنا کہدینا
برا ہوجاوے مولف انوار نے شاہ عبد الغنی استاد گنگوہی کے رسالہ شفاء السائل سے نقل کیا کہ نفس
ذکر ولادت آنحضرت صلعم وسرور وفاتحہ کمال سعادت انسان کی ہی چنانچہ شیخ ابن حجر مکی وشیخ عبد
الحق دہلوی وغیرہما نے تصریح کی ہے انتہی اوسکے بعد صاحب انوار نے یہ کہا کہ استاد تو یعنی شاہ
عبد الغنی استاد گنگوہی کے اوسکو موجب سعادت اعتقاد فرماوین اور شاگرد رشید اوسکو گناہ
قرار دین اور خواہی نخواہی اپنی شاخین نکالکر کشان کشان کفر تک بہی نوبت پہونچادین انتہی
گنگوہی نے اول تو مولف انوار پر تبرا کیا اور عادت روبہ مولف کا مثل روافض کے بتایا یہ نہین
تمیز کہ روافض کا تو یہی روبہ ہی کہ اہل حق پر تبرا کرتے ہین اور کلمات سب وشتم سے یاد کرتے ہین جیسا
کہ گنگوہی مولف کے حق مین ایسے کلمات کہتا ہی اور دروغگوئی سے سب وشتم مولف کے حق مین لگاتا ہے
اساتذہ کے اعتقاد پر اور پہر گنگوہی اعتراض مولف انوار کے جواب مین کہتا ہی کہ فرض کیا کہ شاہ
عبد الغنی صاحب کی رائے مولف کے موافق تہی اور مجیب نے مخالفت اس مسئلہ مین اپنی استاد کے
کی مگر مخالفت علماء کے اپنے استاد سے کسی جزئی مسئلہ مین کوئی امر جدید نہین جو مولف کو محل
نقض ہو امام ابو یوسف وامام محمد امام ابو حنیفہ رح کے بہت جزئیات مین خلاف پر ہین اور آجتک
یہ امر جاری ہے پہر یہان اسقدر غیظ مولف کا محض سینہ کا کینہ ظاہر کرتا ہی ورنہ ان مقتدایان
پر بہی اعتراض کرنا لازم والا جو وہان تامل کرتے ہو وہ یہان بہی کرتا تہا انتہی کلام گنگوہی اب
منصفین اذکیا کے غور تامل کا محل ہے کہ اس گنگوہی کو اپنے جہل مرکب پر گھمنڈ ہے کہ خود کو مانند
امام ابی یوسف وامام محمد کے گمان وزعم کرتا ہی مثل مشہور چہ نسبت خاک را بعالم پاک یہ گنگوہی
جاہل اصحاب امام صاحب کے مجتہد هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون نص قطعی الدلالۃ
عدم تسویہ پر دال ہے اونکی مخالفت اپنی استاد سے احکام فروع جائز ہے بسبب مجتہد فی المذہب
ہونیکی کہ انکو قدرت تہی استخراج احکام ادلہ سے موافق قواعد مقررہ اپنے استاد کے یہ گنگوہی
قرآن وحدیث وغیرہما کی معانی ظاہریہ بہی سمجہنے سے قاصر ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ فہم معانی
احادیث مین کیسی کیسی غلطیان اس نے کین ہین لفظ کا ترجمہ پنیر کا کردیا ایسی غلطی حدیث وطوبی
للغرباء کی مراد مین کی او سواد اعظم سے ایک شخص مراد لیا اور والعاملین علیہا کو نص جواز اجرت

معلمین قرار دیا اور علی ہذا القیاس بہت سے اغلاط اسکے اوپر گذر چکی ہین جنسے جہالت اسکی ہر ادنے
طالب علم بہی جانتا ہی پس یہ انظیہ امام ابی یوسف و امام محمد کسی طرح نہین ہو سکتا ہی اور انکی مخالفت
جو احکام مین بسبب قدرت مخالفت کی بظاہر معلوم ہوتی ہی تو اول یہہ کہ وہ فی الواقع مخالفت نہین
ہی کیونکہ اصحاب امام خود قسمین سخت کہا کر کہتی ہین کہ ہمنے کوئی قول ایسا نہین کہا کہ اوسمین ہمنے
اپنے استاد ابی حنیفہ رح کی مخالفت کی ہو وے مگر وہ قول کہ وہ امام صاحب رح اول کہہ چکے ہین اور وہ
بہی روایت ہمارے استاد امام ابی حنیفہ رح کے ہے اس تقدیر پر جسقدر مسائل فقہ مین ہین تمام
اقوال امام ابی حنیفہ رح کی ہین اصحاب امام کے وہ اقوال مجازا کہی جاتی ہین اور دوسرے یہ کہ اونکی مخالفت
ظاہری بہی امام ابی حنیفہ رح کے فرمانے کے سبب سے اونہون نے کی ہی کہ امام صاحب نے انسے فرمایا تہا
کہ تمکو کوئی دلیل مسئلہ کے سوای اوسکی جو مین کہتا ہون ظاہر ہووے تو کہو تو اونہون نے موافق اپنے
اجتہاد کیواسطے امتثال امر اپنے استاد کے دلیل ایسے بیان کی کہ اوس دوسرے روایت امام کو
کہ وہ امام صاحب کے نزدیک راجح نہین تہے راجح ہوئے پس انکا قول خارج قول امام سے اور
مخالف نہوا مگر معنی لغت ظاہری و مجازی عبارت درمختار و رد المحتار سے یہ تمام واضح ہی مع شئی
زائد کے درمختار کی عبارت یہ ہے قال لاصحابه ان توجه لكم دليل فقولوا به فكان كل يأخذ برواية عنه
وترجيحها انتهى اور رد المحتار کی عبارت قوله ان توجه لكم دليل اى ظهر لكم فى مسئلة
وجه الدليل على غير ما اقول قوله فكان كل يأخذ برواية عنه اى فليس لاحد منهم
قول خارج عن اقواله ولذا قال فى الولوالجية من كتاب الجنايات قال ابو يوسف ما قلت
قولا خالفت فيه ابا حنيفة رح الا قولا قد كان قاله وروى عنه انه قال ما خالفت
ابا حنيفة رح فى شيئ الا قد قال ثم رجع عنه فهذا اشارة الى انهم ما سلكوا طريق
الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتهاد ورأى اتباعا لما قاله استاذهم ابو حنيفة رح اه وفى
آخر الحاوى القدسى واذا اخذ بقول واحد منهم يعلم قطعا انه يكون به اخذا بقول
ابى حنيفة رح فانه روى عن جميع اصحابه من الكبار كابى يوسف ومحمد وزفر وا
الحسن انهم قالوا ما قلنا فى مسئلة قولا الا وهو روايتنا عن ابى حنيفة رح واقسموا عليه
ايمانا غلاظا فلم يتحقق اذا فى الفقه جواب ولا مذهب الا له كيفما كان وما نسب الى غيره
الا بطريق المجاز للموافقة اه الى ان قال العلامة الشامى صاحب رد المحتار ان الامام لما امر اصحابه

بان یاخذ وامن اقواله بما یتجه لہم منہا علیہ الدلیل صار ماقالوہ قولاً له لابتنائہ علی
قواعدہ التی اسسها لہم الخ پس اس بیان سے واضح ہی کہ فی الحقیقۃ اصحاب امام کی امام صاحب کے
مخالف نہین یہ مخالفت ظاہری انکی فرمانے کے سبب سے کی ہے اور انکی طرف اقوال فقہ مجازاً منسوب
ہین اور بیان اولہ اصحاب امام کا بہی موافق قواعد امام صاحب کے اور اجتہاد سے تہا یاین ہمہ علمائے تصریح
فرمائی ہے کہ اصح یہی ہی کہ فتوی علی الاطلاق قول امام پر ہے اگر امام سے روایت نہ ملے تو قول امام ابی
یوسف پر فتوے ہی اور انکی روایت بہی نہووے تو قول امام محمد پر فتوے ہی اور انسے روایت
نہووے تو زفر وحسن بن زیاد کے قول پر فتوی قال رد المحتار قوله والاصح کما فی السراجیۃ
اقول عبارتہا ثم الفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفۃ ثم قول ابی یوسف ثم قول
محمد ثم قول زفر والحسن بن زیاد انتہی اس سے خوب واضح ہی کہ شاگردان امام صاحب کے
مخالفت نہین کرتے اور امام مالک رح کے شاگرد یحیی بن یحیی جامع موطا اتباع امام مالک کی نہین
لازم جانتے تھے چار مسائل ہین اونکی اتباع نکی دوسرے کی تہی لو تو مورد مواخذہ وانکار ہوئی تھی
چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بستان المحدثین فرماتے ہین نوشتہ اند کہ یحیی بن یحیی در ہر مسئلہ اتباع
اجتہاد امام مالک رح لازم گرفتہ بود مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب ابن سعد مصری
را اختیار میکرد مردم اندیار بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک درین مخالفت قلیلہ ہم برو
گرفت میکردند وانکار میخوردند انتہی غرضکہ خوب ثابت ہوا کہ بڑے بڑے محققین مانند اصحاب امام
اور اصحاب مالک اپنے اساتذہ کے مخالفت نہین کرتے تھے اور اونے مخالفت سے مورد طعن ہوتے
تھے پس گنگوہی پر طعن مولف انوار صحیح ہوا اور مخالفت جو گنگوہی بتاتا تہا اوسکا بطلان واضح ہوا
اگر گنگوہی کہوے کہ امام صاحب اور امام مالک صاحب مجتہد تھے اسلیے اتباع انکی ضرور تہی ہم کو
اجازت کے مخالفت اونکی اچھی نہین تھی تو ہم کہینگے کہ تمنے امر عام مخالفت شاگردان امام کا
امام کے کرکے اپنی مخالفت اپنے استاد سے جائز ہونا ثابت کی تھی جب مخالفت شاگردان امام
کی امام سے ثابت نہوئی تو تم جو اپنی مخالفت اپنے استاد سے ثابت کرتے وہ بہی ثابت
نہوئی دوسرے یہ کہ اصحاب امام باوجود مجتہد فی المذہب ہونیکی چنانچہ رد المحتار مین ہے
الثانیہ طبقۃ المجتہدین فی المذہب کابی یوسف ومحمد وسائر اصحاب ابی حنیفۃ
القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی قررہم استاذہم

ابو حنیفہ

ابو حنیفہؒ فی الاحکام الخ اپنی رائے کے متبع ہوئی اور مجتہد کے تابع اپنی رائے کیا اور یحیی بن
یحیی جامع موطا نے اگرچہ چار مسائل میں مخالفت امام مالکؒ کی لکن تابع اپنی رائے کے ہوئی
دوسرے مجتہد کی تابع ہوئی تمنے اس مسئلہ کو کونسے مجتہد کی تابع داری کر کے اپنے استاد کے
قول سے برگشتہ ہوئی اور جمہور کے قول سے اعراض کیا تو تم مجتہد بھی کسی درجہ کے بلکہ عالم
بھی نہین ہو چنانچہ تمہارے علم کا حال اوپر ظاہر ہی ہو چکا ہی یہ کونسے نص قرآنی و حدیث نبوی
سے ثابت ہی کہ تعارف و تعامل الناس و جمہور علما اور اپنے اساتذہ کی مخالفت درست ہو اور بدون
حصول ملکہ اجتہاد حرام و مکروہ بنادینا بدون نقل اقوال مجتہدین کے درست ہی اور آیات و احادیث کے
جو دل نے چاہا وہ معانی لیلیا درست ہو ہرگز یہ درست نہین ہے اوپر امام نووی وغیرہ سے منقول
کر بلا اجتہاد احکام بیان ناجائز ہے اور غیر مجتہد کے صواب مین گناہ ہی اور علم اوسکا مردود مطرود
ہی اور ایسے ناواقف عامی کو فتح القدیر و ہدایہ و تحفہ سے منقول ہوا کہ حجت حدیث لانا ناجائز ہے ایسا حکم
مثبت بحیریت ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوا ہے اور مولف انوار تو یہ اعتقاد کیا تہا کہ سنت کو بدعت سیئہ
اوسکو گناہ قرار دین اور کستاخان نوبت بکفر پہونچا دین اسکا انکار گنگوہی سے نہین کیا کہ
ہم نوبت بکفر نہین پہونچاتے اور یہ محل انکار تہا اگر عقیدہ گنگوہی کفر کو پہونچنے کا نہو تا جب انکار
یہان نکیا تو معلوم ہوا کہ اسکے نزدیک محفل میلاد شریف ہی جسکے جواز کا قول شاہ عبد الغنی
بحسب قول ابن حجر و شیخ عبد الحق دہلوی وغیر ہما سے ثابت کرتے ہین اور گنگوہی اونکی مخالفت
کرنا قبول کرتا ہو تو مخالفت یہی ہوئی کہ محفل میلاد شریف جسکے قائل شاہ عبد الغنی و ابن حجر
و عبد الحق وغیر ہما ہین امر موجب کفر ہے پس لازم آیا کہ گنگوہی کے نزدیک یہ اکابر مجوز حرام و کفر
کے ہین اس ناسعادتمندی کا کیا ٹہکانا ہی کہ اساتذہ کے حق مین یہ اعتقاد کہے اور ایسی مخالفت
کرے اور انس مخالفت کی جواز مخالفت اصحاب امام ابی حنیفہ کو حجت لاوے جسکا بطلان
ابہی واضح ہوا ہی اور ایسے مخالفت کہان ہی جیسے کہ گنگوہی کرتا ہی کہ جس سے مجوز کفر ہونا لازم آوے
پس اپنی مخالفت کو جو اصحاب امام مخالفت پر قیاس کرتا ہی قیاس مع الفارق ہے اب
منصفین کو جاننا چاہئے کہ یہ گنگوہی در پردہ علما و مشائخ و اساتذہ وغیرہم کو مجوز حرام و کفر بتا کر
ناسعادتمند ہوا ہے یا مولف انوار فقط اس کہدینے سے اپنے پیر کے حق مین کہ ہم اُنسے ملے سکا
جواز قرآن و حدیث سے مفہوم و معلوم ہو چکا ہی اور دوسرا تماشہ گنگوہی کے عقیدہ فاسدہ کا دیکہو

اس نے آنحضرت صلعم کے حاضر ناظر جانیکو اور یہ جانکر ندا و خطاب کے اشعار وغیرہ پڑہنیکو کفر
لکہا تہا فتوے میلاد مین جب مولف انوار ساطعہ نے کتب احادیث و فقہ سے یہ ثابت کیا کہ
ارواح انبیار علیہم السلام چلتے پھرتے ہین اور مقامات خیر مین حاضر ہوتے ہین چنانچہ بیت المقدس
مین ارواح انبیار علیہم السلام حاضر ہوئین آنحضرت صلعم نے امامت انکی کی اور موسی علیہ السلام و
یونس علیہ السلام کو وادی ارزق مین اور کہاٹی بر شاہی یا مفت مین حج کے لئے چلی جاتی آنحضرت
صلعم دیکہنا بیان کیا اور شیخ عبد الحق کے قول سے انبیار علیہ السلام کے حیات حقیقی و بنا وی پر
اتفاق ہونا لکن عوام کی نظرون سے محجوب ہونا اور آنحضرت کا تئین اور انبیار علیہم السلام کو
بقیام و بمثال و بے اشتباہ و بے اشکال کے دکہا دینا ثابت کیا اور قسطلانی کے قول سے ایسا
ہی ثابت اور شب معراج مین بیت المقدس مین امامت انبیار علیہم السلام کے کرنے بعد اسمانون
پر انبیا علیہم السلام سے ملاقات ہونا اور بہت جلدی چلا جانا احادیث صحیحہ سے بیان کیا اور زرقانی
کی قول سے آنحضرت صلعم کا جسم اور روح کے دیکہنا ممنوع نہونا اور انبیار علیہم السلام کا قبور مین
زندہ ہونا اور انکو اجازت قبرون سے نکلنیکی در تصرف ملکوت علوی و سفلی انکا ہونا ثابت کیا اور
جلال الدین سے یہ منقول بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کیا کہ شاہ ولی اللہ کہتے
ہین کہ آنحضرت صلعم کی صورت کو اکثر امور مین مین اپنے او پر مین نے دیکہا اور یہ کہ انبیار علیہم السلام
قبور مین نماز پڑہتی ہین اور حج بہی کرتے اور زندہ ہین اور حضرت مجدد الف ثانی کا فرمانا ذکر کیا کہ حضرات
الیاس و خضر علیہم السلام کے روحونکا حاضر ہونا حلقہ مین اور حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا
کہ بصورت اجسام متجسم ہوکر کار اجسام کے انسے صادر ہوتے ہین اور نیز قول حضرت مجدد الف ثانی سے
آنحضرت صلعم کی روحانیت حضور ارزانی فرمانا ذکر کیا اور جلال الدین سیوطی سے نقلکیا کہ آنحضرت
صلعم اطراف زمین مین آمد و رفت ساتھ برکت کی فرماتی ہین اور ہماری نظرون سے مانند فرشتونکی چہپی ہین
مگر جس ولی اللہ کو اللہ دکہا دیوے اور امام غزالی سے نقل کیا کہ ارباب قلوب بیداری مین ارواح کا مشاہدہ
کرتے ہین اور شیخ سے نقلکیا کہ شیخ ابو سعود بعد ہر نماز کے آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرتی تھے اور شیخ عبد الحق
سے نقلکیا کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ نے آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکہا اپنے مجلس وعظ مین اور ممبر سے اوتر
کہڑے ہوئی ایسے نقول علما سے حضور آنحضرت کا ثابت جس سے ممکن ہونا حضور آنحضرت صلعم مجلس میلاد
مین ثابت ہوا اور مولف انوار نے خاص محافل میلاد شریف کی اور احادیث آنحضرت صلعم حاضر ہونیکے

کا ثبوت بہی

ثبوت سکے لئے کہا کہ اہل کشف واہل قلوب صافیہ کی کشف ومنامات اسکا ثبوت ہو سکتا ہے اور منام میں لکہا ہی ایسے
لوگون نے کہ محفل میلاد شریف مین حضور کی روحانیت کی تشریف آوری ہوئی ہے بنقل مفتی مکہ کے لکہا موافق انوار
ذکر وقت ذکر ولادت کے روحانیت آنحضرت صلعم کی حاضر ہوتی ہے اور بنقل برزنجی یہی یہی حضور روحانیت بیان کیا اور
شیخ عبد الحق کا مدارج النبوۃ مین تین جگہ لکہنا حضور روحانیت آنحضرت صلعم ذکر کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت سے بہی
یہ مفہوم ہونا ذکر کیا اور آنحضرت صلعم کو محافل کے خبر ہونا کہ کہان کہان ہے مستلزم علم کل ہے اسکا جواب مولف انوار ساطعہ نے آیت قرآنیہ
ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء سے دعوای غیب پر آنحضرت کو خدا تعالی کے جانب سے خبر ہونا ثابت اور بہ ثبوت
کیواسطے حدیث مشکوۃ کہ آنحضرت صلعم نے قیامت تک خبر دی اور شاہ عبد العزیز کا حوالہ نقل کیا کہ آنحضرت صلعم ہر امتی کو جانتے ہین
کہ کس درجہ کا ہے فرشتہ خبر دیتی ہین اور آنحضرت صلعم نور نبوت سے پہچانتے ہین یہ مولف انوار نے بیان کیا جب فرشتے خبر دیتے ہین امتی کے اور نور
نبوت سے آپ پہچانتے تو یہ خبر جمع محفل کے ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے اور آنحضرت صلعم کو دو بار امت کے حالکی اور اعمالکی اطلاع دیجاتی
ایک بروز جمعہ اجمالاً مانند دیگر انبیا علیہم السلام دوسرے ہر روز صبح و شام تفصیلا اور محفل میلاد کا یا تو دو تین دن پہلے سامان شروع
ہوتا ہے یا شام ہووے تو فجر سے سامان شروع یا فجر کو ہو تو شام سے سامان شروع ہوتا ہے پس ممکن صبح و شام کی اطلاع یہ اطلاع محفل کے
بہی آنحضرت صلعم کو ہونا ضرور ہے حالات مفصلہ مین تو بہی داخل اسکی خروج پر دلیل قائم نہین ہے پس تو بہی اطلاع حالات امت مین
داخل ہے پس خبر آنحضرت صلعم کو محفل کے ہونا ثابت ہوا اور آنحضرت صلعم بالمؤمنین رؤف رحیم ہین اسکا خلق عمل بالقرآن ہے ہل
جزاء الاحسان الا الاحسان بس آیت قرآن سے مہربانی نہ فرمانا آپ سے بعید ہے اور مولف انوار نے یہ بہی ثابت کیا کہ ایک
آن مین مقامات متعددہ مین روح کاملین کے جا سکتی ہے پس اس تمام کو بیان شرک وکفر بتانا گنگوہی وغیرہ کا آنحضرت صلعم کے روح
حاضر ہونیکو باحسن وجہ مرتفع ہوگیا اور ندا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کے ساتھہ خطاب التحیات السلام علیک ایہا النبی اور حدیث نابینا
ضریر البصر اور یا دون ہو جانے ابن عمر اور اشعار مولوی قاسم ومولانا جامی کو قصیدہ وغیرہا اولہ سے ثابت کر دیا پس یہ جواب مولف انوار
صفحہ ٢٤٦ نے جب شیدان منکر وہابیہ کو دیا تو انکی معنی کراہیہ کے حواس مین فرق آگیا اور بے ہوش ہو کر ایسے ہذیانات بکنی شروع کردی گنگوہی صاحب
مین آپ چلنا پہرنا انبیا علیہم السلام جنت مین اور اس عالم مین اور درود وسلام پہونچانی فرشتہ کو اور اعمال امت پیش ہونیکو قبول کرکے کہا کہ ہر جگہ محفل مولود
اور مجالس ذکر مین آنیکو باصوت وندا اور عرض حالات دنیا معلوم ہونیکو بدون اعلام حق تعالے کے اور اسکو سب اشیا کا حکم حق تعالے نے دیا ہے
قبول نہین کرتے اس پر یہ عبارت ملا علیقاری کے شرح فقہ اکبر سے نقلکر دی ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا
ما اعلمہم اللہ احیانا وذکر الحنفیہ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب تھی انکے بیان کیا اعتراض ورم تشریف آوری
پر یہ امکان ووقوع احیانا اور صفحہ ٢٠ مین عبارت زرقانی وغیرہ کا بہی جواب دیا کہ قبور سے نکلنا باذن اللہ ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رح
قول کا یہ جواب دیا کہ تا تقی روحانی ہے اسمین انتقال کی ضرورت نہین یہ کشف کی عدم قبولیت کا قائل ہوا اور قصہ کو حضرت عبد القادر جیلانی رح سعی یا اور

رد حقیت کیا اور صفحہ ۹۰ گنگوہی اس غرض سے کہ ایسے روایات منقولہ مولف انوار سے غرض حاصل ہووے کہتا ہے کہ معلوم ہونیکی طریق تحقیق مین حس و
رسول عقل و حواس اعز رکیا ہے مولف کا اقرار ہے کہ ہرسہ طریق علم جو شرع مین معتبر ہین یہان نہین ارباب کا خفی خبر ہے اور رویا ثابت ہوا د
کہا ہے کہ خود محقق ہے کہ دین مین علی الخصوص اعتقاد مین رویا و کشف کا اعتبار نہین اور صفحہ ۲۱ کہا کہ یہ قصہ الہام و کشف کا شرعی دلیل نہین اگر
ور دین بنی رخنہ گیری پیدا شد اور آنحضرت کو اطلاع احوال امت سے ہونیکے بارہ مین کہتا ہے گنگوہی کہ اور کشف اطلاع باذنہ تعالی ہے بچہ درست اور صفحہ ۲۴
آنحضرت صلعم کی غیب دانی کے انکار کیواسطے آیت وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو لکھکر کہا کہ مسئلہ مشہور بحر رائق و عالمگیری
و در مختار وغیرہ مین ہے کہ اگر کوئی نکاح کرے بشہادت حق تعالی و فخر عالم علیہ السلام کے کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب فخر عالم کی نسبت اور حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم نقل کرکے کہا کہ شیخ عبد الحق روایت کرتے ہین مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہین اور صفحہ ۲۸ مین
کہ بحث اس صورت مین ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کرے جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالی نے اطلاع دیکر حاضر کر دیا ہے تو شرک بدون ثبوت شرعی
کے اس پر عقیدہ درست بھی نہین اور بدون حجت ایسے بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے صفحہ ۳۰ مین کہا کہ عوام کا
عقیدہ خاص ہونیکا ہے اور اشعار ندا و خطاب کے جواب مین جو مولف انوار نے اشعار وغیرہ پیش کی ہین الزام کہا کہ مولف
انوار سے یہ قید اور زیادہ کی کہ بعلم استقلالی فخر عالم علیہ السلام کو ندا و خطاب کرے تو شرک ہے چنانچہ یہ صفحہ ۲۰ مین
اور بدون اس عقیدہ کے ہو تو کہتا ہے عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہے کہ عوام کا یہی عقیدہ علم استقلالی کا ہے اور اشعار
وغیرہ منقولہ مولف کا جواب یہ دیتا ہے کہ یہ ندا شوقیہ ہے ہرگز عقیدہ حضور کسی کا نہین ہے یہ تمام خرافات واہیات تقریر گنگوہی
کہ قابل مضحکہ ہر ادنی و اعلی کے ہے بلکہ لائق لاحول خوانی کے ہے **اقول** باللہ التوفیق مولف انوار کی غرض ان امور کے بیان
کرنے سے یہی ہے کہ وہابیہ جو خاص جانے اور انی روحانیت آنحضرت صلعم کو کفر و شرک بتائی اپنے فساد عقیدہ و جہالت
شدیدہ کے سبب تو ان بزرگان دین کے اقوال سے حضور آنحضرت صلعم کے روحانیت کا امکان و جواز ثابت ہوا
اور امکان و جواز موجب منع شرک ہو گیا جو شی ممکن و جائز ہے غیر خدا تعالی کیواسطے تو اوسکی وقوع شرک نہوتا
اظہر من الشمس ہے جب آنا اس عالم مین گنگوہی مانچکا تو آپکا عقیدہ کرنا شرک کسطرح ہو سکتا ہے اور تمام مجالس ذکر مولد
شریف آپکا جو گنگوہی انکار کرتا اور تمام چیزونکا علم خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو دیا اسکو نہین مانتا ہے تو یہ بے محل ہے
کیون مولف انوار یا کسی دوسرے نے نہ اسکا دعوی اور نہ کسی مقدمہ مولف سے یہ معلوم ہوتا ہے پھر منع کا ایراد بھی
بیمحل معلوم نہین یہ کیسکے رد مین منع وارد کیا اور کونسے مقدمہ مولف پر دلیل کی طلب ہے اور اسیطرح منع سے تائید مذہب
گنگوہی کی کہ خاص جانیکو کفر شرک بتاتا تھا کسطرح ہوتی ہے اور اگر کوئی یہی کہدیوے کہ آنحضرت صلعم تمام
مجالس مین حاضر ہوتے ہین اور تمام اشیاء کا علم خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو دیا ہے تو اسمین کونسا
خاصہ الوہیت کا پایا گیا جس سے شرک ہو جاویگا غایت یہ ہے کہ اگر ثبوت اسکا نہووے تو جہل ہوگا مسئلہ سے شرک و کفر نہین ہے

پس اس تقریر لغو سے مولف انوار کو ضرر نہ گنگوہی کو فائدہ اور ملا علیقاری کی عبارت سے مولف انوار کو ضرر نہین
ورنہ گنگوہی کو فائدہ اور نہ اس سے جواب مولف انوار سے کچھ علاقہ اس سے مخالفت اوس علم غیب کی جو خدا تعالی نے
انبیاء علیہم السلام کو نہ دیا ہووے اور جو دیا ہے اوس کا انکار و مخالفت اس سے معلوم و مفہوم نہین بلکہ جواز اسکا اس سے مفہوم ہے
اور یہی مولف انوار کا مدعا ہے کہ جو چیز علم خدا تعالی نے دیا ہے اوسکو یہ دعوی مولف انوار یا کسی دوسرے نے نہین
کیا کہ جس چیز کا علم خدا تعالی نے انبیاء علیہم السلام کو نہین دیا ہے وہ بھی انبیاء علیہم السلام نعوذ باللہ جانتے ہین پس جو
قول مولف کا ہے وہ دیگر معشر اہل سنت ہی کا ہے اوس کا رد اس عبارت سے ہرگز نہین ہوتا ہے بلکہ اثبات ہوتا ہے
اور جو ہمارا قول نہین ہے اوسکا رد اس عبارت سے ہوتا ہے پس بے محل اس عبارت کو نقل کیا ہے اور اس عبارت مین یہ
خیانت و تصرف گنگوہی نے کیا ہے کہ لفظ احیاناً کا زیادہ کر دیا ہے تاکہ یہ مطلب حاصل ہو جاوے کہ جن چیزون کا علم
خدا تعالی نے دیا ہے تو وہ علم اونکو یعنے انبیاء علیہم کو کبھی ہوتا ہے کبھی نہین اور لغویت اس مطلب کے ہر شخص جانتا ہے
اور ایسے اعتقاد سے کہ نبی صلعم غیب جانتے ہین کافر ہونیکی تصریح جو حنفیہ کے ملا علی قاری نے ذکر کی ہے تو یہ
بھی مضر نہین ہم معشر حنفیہ کو کیونکہ اس غیب سے وہی غیب مراد ہے کہ جس چیز کی خبر خدا تعالی نے نہ دی ہووے
اور کسی طریق سے اوسکا حصول نہوا ہووے ایسے غیب دانی کی نبی صلعم کے حق ہم معشر اہل سنت قائل نہین ہین
نہ کوئی دوسرا مسلمان اسکا قائل ہے اور بیان مسئلہ کا اس پر موقوف نہین کہ کوئی قائل بھی ہوا ہووے اور عنوان
دوام تشریف آوری پر جو بناتا ہے اور امکان و وقوع احیاناً کا قائل ہوتا ہے یہی تبدیل ان دعوی کی ہے اول تو مطلق
حاضر جانین اور مطلق تشریف آوری کو کفر بناتا تہا اور دوام تشریف آوری کی قید لگائی اگر دوام تشریف
بھی ہووے تو اس سے کفر و شرک لازم نہین آتا کوئی خاصہ الوہیت کا تشریف آوری دوام سے مفہوم نہین ہوتا ہے
جسطرح حضور و تشریف آوری احیاناً کفر و شرک نہین وہی حضور و تشریف آوری مکرر دوام مین ہے کوئی دوسری
خبر نہین ہے پس حضور و تشریف آوری کو لازم شرک نہوا تو دوام کو کسطرح شرک لازم ہوگا فمن ادعی فعلیہ البیان
بالاحادیث والقران پس اس سے شرک و کفر جو مدعی گنگوہی تہا ثابت نہوا اور جواب مولف مرتفع نہوا اور نہر قانی
وغیرہ کی عبارت کے جواب مین جو گنگوہی کہتا ہے کہ قبور سے نکلنا باذن الٰہی تہا عجیب جواب ہے یہ اوس شخص کو دینا
چاہیے جو قائل ہوا ہووے کہ بلا اذن الٰہی آنحضرت صلعم محافل مین تشریف لاتے ہین اور بغیر اجازت خداوندی کے
روحانیت آپکی حاضر ہو جاتی ہے مولف یا کسی دوسرے نے یہ کب دعوی کیا ہے کہ بدون اذن الٰہی کے روحانیت
آنحضرت صلعم کا حضور محافل میلاد شریف مین ہوتا ہے اور کوئی مسلمان ہرگز یہ نہین کہسکتا ہے کہ بلا اجازت حق کے
تشریف آوری ہوتی ہے اگر یہ گمان مولف انوار و دیگر مسلمین کے حق مین گنگوہی کا ہے تو ان بعض الظن اثم کا مصداق

ہی یہ گنگوہی پس یہ جواب بہی مولف انوار کا نہوا معلوم ہنین یہ جواب بہی گنگوہی کسکو دے رہا ہی اور حضرت
مجدد الف کے قول کا یہ جواب کہ تلقی روحانی ہے انتقال کی اسمین ضرورت ہنین جو گنگوہی دیتا ہی اور اس سے مراد یہ
لیتا ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی منزل علی علیین مین تہی تلقی ہوگئی تو اول تو حلقہ مین دیکہنا حضرت مجدد بیان
فرماتی ہین اور حضرت مجدد کا حلقہ تو اعلی علیین مین نہ تہا جو یہ مطلب ہوسکے اگر بالفرض یہی مطلب ہووے تو حضور
مجلس میلاد سے بہی یہی مراد لیکر تم جواز کے قائل ہوجاؤ کہ تلقی روحانیان ایسی ہوجاتی ہے کہ اہل مجلس مشاہدہ
جمال مبارک روحانیت آنحضرت صلعم کا مجلس مین کرتے ہین اور مجلس میلاد سے آپکو تعلق ایسے ہی حضور کا ہوتا ہے
اور قائلین حضور کی مراد بہی ایسی ہوسکتی ہے بہر صورت حضور تو ہوا اور حاضر جاننے سے کفر و شرک تو ثابت نہوا جو
تمہارا مدعی تہا اور حضرت عبد القادر جیلانی رح کا قصہ اگرچہ روحی ہوتا گنگوہی بناتا ہی لکن مقصود تو ہمارا ہاتھ سے
نگیا کہ محافل خیر مین حضور ہوجاتا ہی اگرچہ روحانیت کا ہی حضور ہووے اور حضور کفر و شرک نہین ہی کہ حاضر جاننے سے
شرک ہوجاوے اور طریق معلوم ہونگی معتبر جو تین بتاتا ہی یہ گنگوہی ایک عقل دوسری حواس تیسری خبر رسول
تو یہان ہی گنگوہی نے ابلہ فریبی کی ہے اور حق پوشیدہ کیا ہی خواہ سفاہت و جہل سے ہووے خواہ دانستہ و تعصب سے
وہ ابلہ فریبی و حق پوشی یہ ہی کہ طریق علم جو تین علما بتاتے ہین اور عقائد وغیرہ کی کتب مین لکہی ہین تو وہ یہ ہین خبر صادق
و عقل و حواس پہر خبر صادق کی دو نوع ہین ایک خبر متواتر دوسرے خبر رسول تو اس گنگوہی نے خبر صادق
کو ذکر نکیا جو خبر رسول سے عام کہ خبر متواتر و خبر رسول دونونکو شامل ہے فقط خبر رسول کو ذکر کیا جو ایک
قسم خبر صادق ہے اور مباین ہے خبر رسول کی کیونکہ یہ دونون نوعین متباینین ہین چنانچہ عقائد نسفی مین ہے
والخبر الصادق نوعین احدهما الخبر المتواتر والثانی خبر الرسول اس خبر متواتر کی ذکر نکرنے سے اور
طریق کو علم منحصر ان تین عقل و حواس خبر رسول مین کرنیسے یہ واضح ہوا کہ خبر متواتر طریق علم کا نہین ہے اور اس سے
بہت بڑی خرابی لازم آتی ہی کہ خبر متواتر طریق کا نہووے اور اس سے علم حاصل نہووے اسلیے کہ ہم لوگون کے واسطے ثبوت اسکا کہ آنحضرت
صلعم نبی تھے اور مکہ شریف مین پیدا ہوئے اور معجزات آپ سے ظاہر ہوئے اور قرآن آپ پر نازل اور اعداد رکعات یہ تمام
تواتر سے ثابت ہے اگر خبر متواتر طریق علم کا گنگوہی کے نزدیک نہین ہے تو ان امور کا ثبوت نہین ہے گنگوہی اور قرآن
حدیث سے ثبوت کا ثبوت ہمارے واسطے گنگوہی کرنے لگے تو قرآن و حدیث کا ثبوت موقوف نبوت پر اور نبوت کا ثبوت
موقوف قرآن پر ہے پس دور محال لازم ہی یہان طریق عقل سے عدم ثبوت ظاہر ہوگا جسکا طریق علم ہونا گنگوہی
مانچکا ہی پس تمام احکام شرعیہ درصورت عدم ثبوت نبوت آنحضرت صلعم درہم برہم ہوجاوینگی اس سے بڑہکر کونسی
قباحت ہوگی ایسی کاریگری و خیانت گنگوہی کی ہی کہ جس سے تمام قرآن و حدیث کو احکام الہی و نبوت آنحضرت صلعم

سب مرتفع ہوئے جاتے ہین یہ تو حال اور رد انوار ساطعہ یہ گنگوہی کرے اب منصفین غور کرین کہ دین
نبی مین یہ رخنہ گیری گنگوہی کرتا ہی اور مصداق وائے در دین نبی رخنہ گری پیدا شد، یہ گنگوہی ہے بیاض صاحب
انوار ساطعہ اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ علم کے بھی تین طریق ہونا جو گنگوہی بیان کرتا ہی ایک عقل دوسرے حواس تیسری
خبر رسول صاحب انوار ساطعہ کے طرف بھی نسبت کرتا ہی اِس بہتان کا کیا ٹھکانا ہی اپنی جہل مرکب مین تو یہ
دوسرونکو بھی کرتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ یہی تین طریق علم ہین اور بیان تینون
مفقود ہین یہ فقط بناوٹ اس گنگوہی کی ہے جو اوسکے قول کا یہ مطلب بیان کرتا ہی اور ان تین کو طریق علم
قرار دیتا ہی مولف انوار نے قول مفتی مکہ و امام برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی دربارہ حاضر ہونے روحانیت
آنحضرت صلعم محفل میلاد شریف مین نقل کیا تہا اور قیام و کشف اور الہام کو اس بارہ مین ذکر کیا تہا تو گنگوہی نے
اس پر بہت باتین بتائین کہ دین مین علی الخصوص اعتقاد مین رویا اور کشف کا اعتبار نہین اور حکم شرعی اس سے ثابت
نہین ہوتا ہی اور بطور طعن کہا کہ فقط مدار عقیدہ مولف کا خوابون اور مکاشفات پر ہے اور کہا کہ پھر یہ قصہ کشف و الہام
کا ہی جو شرع کی دلیل نہین ہے **اقول** و باللہ التوفیق الہام اولیاء اللہ کو بالکل دلیل سے یہ گنگوہی خارج کرتا ہے
جس سے واضح ہی کہ صاحب الہام کے حق مین بھی وہ دلیل نہین ہے اور کسیطرح اوسکا تسلیم کرنا جائز نہین اور الہام
اسقدر لوگونکا ہووے کہ حد تواتر کو پہونچ جاوین تب بھی درست و جائز نہین ہے اور یہ بالکل غلط ہے اسلئے
کہ الہام اولیاء اللہ کا اونکے حق مین حجت ہے عامہ علماء کے نزدیک اور احکام مین بھی حجت ہونا لکہا ہی اور
اسکو منسوب صوفیہ کیطرف کیا ہے اور بعضے نے بالکل حجت کا انکار کیا ہے اور مخالفت کی ہے و فی
المسلم و شرحہ بحر العلوم واما الالہام غیرہ من الاولیاء الکرام فقیل حجۃ فی الاحکام ونسب الی قوم
من الصوفیۃ وقیل الالہام حجۃ علیہ ای الملہم علیہ فقط دون غیرہ ونسب الی عامۃ العلماء
وقیل لیس بحجۃ اصلا اس عبارت مسلم و شرحہ سے صوفیہ کے نزدیک احکام مین حجت ہونا الہام یعنے
غیر حجت ہونا معلوم ہوتا ہی اور صاحب الہام کے حق مین حجت ہونا تو عامہ علماء کے نزدیک معلوم ہوا اور شارح
بحر العلوم نے اُس شیخ کے حق مین جسنے بالکل الہام کی حجت کا انکار کیا ہے کہا ہی کہ الہام بدون خلق علم ضروری کی
کہ خداتعالی روح آنحضرت صلعم کیطرف بھیجے نہین ہوتا ہے پس اسمین حجت خطا کا نہین ہی اور یہ قسم علم کی اعلی
ہے اوس سے جو ادلہ غیر قطعیہ سے حاصل ہووے پس عجب ہی کل عجب اُس شیخ سے کہ اس مرعاء طرف علم کو اسنے چھوڑ دیا
اور زعم کیا کہ الہام خطرات کے قبیل سے ہوتا ہی اور حالانکہ ایسا نہین ہے خطرات کی قبیل سے ہووے یہ سنا نہین
تو نے کہ شیخ ابو یزید بسطامی رح بعض محدثین کو لکہا تہا کہ میت سے لیتے ہو اور آنحضرت صلعم کیطرف نسبت کرتے ہو

اور خدا تعالی حی لایموت سے لیتی ہین اگر اولیاء اللہ کے مقامات و مواجید و اذواق مانند سید عبد القادر
جیلانی و شیخ سہل بن عبد اللہ تستری و شیخ ابی مدین مغربی اور شیخ ابی یزید بسطامی و جنید بغدادی و شیخ
ابی بکر شبلی و شیخ عبد اللہ انصاری و شیخ احمد نافقی جامی وغیرہم قدس اسرارہم کو تو دیکھے تو تجکو یقیناً معلوم
ہو جاوی کہ اون کے الہام مین احتمال و شبہ نہین ہے بلکہ حق مطابق لما فی نفس الامر کے ہے اور اسکا علم ضرورت
من الدین ہونا اس سے بہی معلوم ہوتا ہی کہ امت محمدیہ صلعم کے اولیاء اللہ پہلی امتون کے اولیاء اللہ سے افضل ہین
جیسے نبی ہمارے اونکے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین اور بلا شک بنی اسرائیل مین بہی اولیاء اللہ گذرے
ہین مثل مریم و ام موسے و زوجہ فرعون کے اونکی طرف وحی ہونا او سنے یہ ہی کہ وہ وحی الہام تہا اور یہ
نہین ہوتا ہی مگر ساتھ خلق علم ضروری کی کہ یہ اللہ تعالے کیطرف سے ہی پس وہ حجت قاطعہ ہے اگر اس امت
مین جو بہتر اول امتون سے ہی کوئی ایسا نہووے جس سے الہام علم قطعی و حجت حقہ نہووے تو اس امت کے
اولیاء اللہ پہلی امت کے اولیاء سے کم رتبہ مفضول ہونگے اور فضیلت و بہتری علم کی ہی سبب سے ہوتی ہے اور
غیر علم کی فضیلت غیر معتد بہ ہی پس یہ لازم شیخ پر ہے اس تقریر بحر العلوم سے حجت ہونا الہام اولیاء اللہ
تعالی کا واضح ہے اور قول دلیل شرعی نہونیکا مردود ہے اور الہام فقط اولیاء اللہ کے ہی حق مین حجت ہوا تو
دلیل شرعی ہونا اور دین کی دلیل ہونا اگرچہ مخصوص کے ساتھہ ہی ثابت ہوا مطلقاً دلیل دین کے نہونیکا جو حکم
کیا سفاہت سے کیا ہے اور اولیاء اللہ کی حق مین حجت ہوتی یہ لازم نہین آتا کہ ہمکو قبول کرنا اوسکا جائز نہین ہے
بلکہ بطریق ادب کے ہم قبول کرین تو جائز ہے اور اس ادب کے سبب اوسکو اخذ کرین تو درست ہے چنانچہ نور
الانوار مین ہے والہام الاولیاء حجۃ فی حق انفسہم ان وافق الشریعۃ ولم یتعد الی غیرہم الا اذا اخذوا
بقولہم بطریق الادب انتہی اس سے واضح ہی کہ اولیاء اللہ کا قول الہام کے بارہ ہمکو اخذ کرنا جائز ہے اور خبر رسول
جو قسم خبر صادق کی ہی تو وہ خبر رسول ہی کہ یقیناً ثابت ہووے کہ وہ خبر رسول ؐ کی ہے باینطور کہ رسول اللہ
صلعم کی دہن مبارک سے کسی نے سنی ہووے یا بتواتر ثابت ہوئی ہوی یعنے بتواتر ثابت ہووے کہ دہن مبارک
آنحضرت صلعم سے تہا اوسکا یا بتواتر ثابت ہوا ہے منام مین سنا اوسکا یہ الہام اوسکا قال فی شرح العقائد
الکلام فیما علم انہ خبر الرسول بان سمع من فیہ او تواتر عنہ ذلک او بغیر ذلک انتہی بغیر ذلک کے تحت
مین جند نے کہا ہی کالالہام والسماع فی المنام انتہی اس سے واضح ہوا الہام آنحضرت صلعم کیطرف ہووے یا منام
مین آنحضرت صلعم سے سنا اور اس بارہ مین تواتر کا وقوع ہوا یعنے جنکو الہام ہوا ہو وہ اسقدر لوگ اور
ایسی منام مین سنے والے بہی اسقدر لوگ ہون کہ توافق علی الکذب اونکا عقل کے نزدیک محال ہووے

وہ بہی خبر رسول صلعم کے نوع ہی جس سے علم ویقین ثابت ہو جاتا ہے اور جسکو علم طریق مین داخل کیا ہی اول
تو اہل الہام سکے اعداد تواتر کو نہ پہونچین تب بہی بطور ادب کے ہمکو اخذ کرنا قول اہل الہام کا جائز ہے پس
حضور روحانیت آنحضرت صلعم کے بارہ مین بہی اخذ قول اہل الہام ہمکو بطور ادب کے درست ہے گنگوہی
کو ادب ساتھ اہل الہام کے نہین ہے تو وہ بے ادب ہے اور الہام کو اخذ نکرنے اپنی بے ادبی کا اہل ہاویگا
دوسرے اہل الہام کی اعداد تواتر کو پہونچانیکی حالت مین یہ الہام حجت شرعیہ ہو گئی اور بحر العلوم کی قول سے
واضح ہی کہ الہام اولیا یہ ہوان سکے محقق نہین ہوتا ہی کہ انکو علم ضروری اس امر کا ہو جاتا ہی کہ یہ خدا تعالی کی روح
محمدی صلعم کیطرف سے ہے علی الاطلاق الہام بے اعتبار قرار دینا اور کسی حالت مین انکو دلیل دین
نہ ماننا سراسر جہالت ہی اور بہت بڑی بے انصافی اس فرقہ کی ہے کہ ان کے سرگروہ مولوی اسمعیل
مقتول نے جو صراط مستقیم مین لکہا ہی کہ حضرت غوث الاعظم وحضرت بہاؤالدین نقشبند رحمہما اللہ روحین
سید احمد پیر مولوی اسمعیل کے بارہ مین مدتون جہگڑا منہ بہر تک کرتے رہین ایک کہتے تہے کہ مین توجہ ڈالون
دوسرے کہتے تہے کہ مین توجہ ڈالون آخر اس پر فیصلہ ہوا کہ دونون توجہ ڈالین مولف انوار نے بطور الزام کے
اسکو پیش کیا تہا گنگوہی نے صفحہ ۳۰ مین کہا کہ حضرت غوث اعظم وخواجہ بہاؤالدین کو چونکہ معلوم ہوا
تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور کثرت سے انکی مرید ہونگے اسواسطے انکی خاندان مین ہونیکی رغبت
تہی انتہا اب منصفین غور کرین کہ ان روحون کے جہگڑنے کا حال کچہ قرآن حدیث سے ثابت نہین
اور دریافت انکی جہگڑے کی عقل سے بہی ممکن نہین اور خبر صادق کے متواتر ہونے یا خبر رسول کے متواتر الثبوت
زبان مبارک سے سنی گئی ہو وہ بہی موجود نہین اور حواس سے یہ معلوم نہین ہو سکتا ہی اب تینون طریق علم یہان سے
مفقود ہین ان وہابیہ کے مرشد نے اسکو اسیواسطے لکہا کہ عوام وخواص وہابیہ کا انپر اعتقاد ہووے اور سید احمد کو
بہت بڑا بزرگ جانین پس جب تینون طریق علم یہان گنگوہی کے نزدیک مفقود ہین تو مولوی اسمعیل نے اسپر کیون
کر اندہا ہا اور کیونکر اسکو لکہا اور جسطرح مولف انوار کو الہامات وکشوف کی نقلکے بارہ مین یہ گنگوہی لکہتا ہی صفحہ ۲۱
مین کہ پہر اسقدر روایات کی سود نقلکرنا اگر فریب دہی نہین تہا تو اور کیا تہا انتہی اسیطرح اب اپنی پیر مرشد مولوی اسمعیل
حقیقی کو کہے کہ یہ نقلکرنا اگر فریب دہی نہین ہے تو کیا ہی کیونکہ غایت یہ ہی یہ مولوی اسمعیل کشف والہام ومنام پر
حوالہ کرینگے نہ کسی طریق علم کی طرف تو حوالہ کرے نہین ہو سکتے ہین اور الہام کشف ومنام کا نقلکرنا تو فریب دہی ہے تو قول
گنگوہی کے پس فریب دہی مولوی اسمعیل کے بہی ثابت ہو ویگی اور اگر کسی طرح کا ثبوت اس سے یعنے الہام وکشف ومنام
سے ہوتا ہی تو جسطرح کا ثبوت وہان روحونکے یہ حال ذکر کرنے ہوتا ہی یہان روحانیت آنحضرت صلعم کے حضور کے بارہ مین

بہی ہونا چاہی عناد و خصوصیت آنحضرت صلعم سے ان وہابیہ کا ظاہر ہی کہ یہان ایسے ایسی واہیات تقاریر سے
آنحضرت صلعم کے متعلق ہواونکی منکر ہوجاتی ہین اور ایسی ایسے ادلہ کا اعتبار اپنی پیر و مرشد کی حق کر لیتی ہین اب
دیکہو مولوی اسمعیل نے یہ کیا ہی تہا کہ کشف و الہام و منام سازی طرف کو مدار قرار دیکر یہ قصہ روحونکا ثابت
کرنے لگا گنگوہی سب کچہہ اپنی تقریر بیر تر و بیر کو بہول گیا و طرق علمی اور یاد نہی اور غیب دانی غیر کیواسطے نہیں کا جو انکا
کرتا ہی وہ بہی فراموش کر گیا اور کہنی لگا کہ غوث الاعظم رح و خواجہ بہاؤ الدین رح کو معلوم تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ
ہی اب منصفین غور فرماوین کہ اسکی خبر گنگوہی کو کسطرح ہوئی کہ تنازع روحون دونون بزرگون مین ہوا ہی اور کونسی
دلیل شرعی سے یہ قول مولوی اسمعیل کا قبول کر لیا اور ان تینون طریق علم کا فقدان یہان جاری کر کے جیسے کہ مولف
کی قولکو ساقط کرنا اپنی زعم مین چاہا یہان کیون ساقط کیا اور یہ اس گنگوہی نے کسطرح حکم کیا کہ اون دونون صاحبونکو
یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور معلوم ہونا بہی علم سے ماخوذ ہی اور علم کے تین طریق بیان کئے تہے انکو کونسا
طریق حاصل تہا جو انکو معلوم ہوتا گنگوہی نے قبول کر لیا اور یہ معلوم انکو کسطرح ہوا کیا گنگوہی اونکو غیب دان جانتا ہی کہ
انکو بعد مرنیکی یہ معلوم ہو گیا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور اسکی کثرت سی مرید ہونگی آنحضرت صلعم کو مجلس میلاد کی خبر ہوجانیکے
بارہ مین کہین عبارت ملا علی قاری پیش کرتا ہی اور کہین بحر الرائق کی عبارت و آیت عندہ مفاتیح الغیب اور حدیث
لا ادری لا یفعل بی اور قول شیخ عبد الحق کہ مجہکو دیوار پیچہی کی بہی خبر نہین اور یہان چونکہ مولوی اسمعیل نے یہ نقل کر دیا
کہ ان دونون مین تنازع ہوا تو انکی حق مین یہ کوئی دلیل اس گنگوہی کو یاد نہ آئی اور نہ سب اعتراض کر کے انکی غیب دانی بیان
کرنے لگا کہ انکو یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور انکی مرید بکثرت ہونگی پر ایمان گنگوہی کا ہی کہ آنحضرت صلعم
کی غیب دانی اسقدر بہی بعد وفات کی نہ قبول کرے کہ آنحضرت کو مجلس میلاد شریف کی خبر ہوجاتی ہی اور اسکے قائلین کے بلکہ مقابلہ
مین ایسے ادلہ مذکورہ بالا بیان کر کے کافر و مشرک بتادی اور خود مولوی اسمعیل کے قولکو درست و سچا بنانیکو غیب دانی حضرت
غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین رح کی بیانکرے اس سے واضح ہی کہ اس گنگوہی و دیگر وہابیہ کے نزدیک نعوذ باللہ منہا آنحضرت
صلعم کی شان غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین و اسمعیل سے بہی کم ہی ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہی اپنے مرشد و مقتدی کے
قول کے درست کیواسطے سب کچہہ مقبول ہوجاتا ہی اور کوئی دلیل قرآن و حدیث سے نہین سوچہتا اور آنحضرت صلعم
کی عظمت و علم ازالہ کیواسطے بہت ساری ادلہ جہوٹی بنائی ہوئی پیش کیجاتی ہین اور اپنے پیر و مرشد مولوی اسمعیل کے
قولکی بنانیکی واسطے اون تمام ادلہ سے منہ موڑ لیا جاتا ہی اور دوسرے لوگونکا غیب دان ہونا اور بعد انتقال کے
اس فانی سے انکو خبر غیب زمانہ آیندہ کی بہی معلوم ہوجانا مانلیا جاتا ہی پس مولوی اسمعیل کا قول کسطرح غلط لغو
گنگوہی کے نزدیک نہونا چاہی اگرچہ تمام نصوص کے خلاف ہووے اور انکو زبردستی مخالف النصوص کے بناتا ہی اور مخالفت

عقائد اہل سنت وجماعت کے قرار دیتا ہے اور مولوی اسمعیل کے بارہ مین خود مخالف کتب عقائد و حدیث کے بھی
ہی تاہم سب اس گنگوہی کے نزدیک درست ہی فتوے میلاد مین بدلیل آیت ان اولیاؤہ الا المتقون
گنگوہی کہتا ہے مولوی اسمعیل کے حق مین کہ (مولوی صاحب مخدوم ولی ہوئے ہین) اور کہتا ہے بسبب مجموعی حدیث من قاتل
فی سبیل اللہ فواق ناقتہ وجبت لہ الجنۃ کے وہ شہید جنتی ٹہرے اور کہتا ہے جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقوی کے
ساتھ رہے اور فی سبیل اللہ شہید ہوئے وہ قطعی اہل جنت ہے اور ولی اور شہید ہے انتہی اس سے واضح ولائح ہے اہل عقل
والنصاف پر کہ مولوی اسمعیل پر یہ گنگوہی جنتی ہونیکا حکم کرتا ہے بلکہ قطعی جنتی ہونے پر شہادت دیتا ہے اور یہ مولوی اسمعیل
اون لوگون سے نہین کہ جنکا نام لیکر آنحضرت صلعم جنتی فرمایا ہے اور کتب عقائد مین اہل سنت وجماعت لکہتے ہین کہ نہ دین شہادت
جنت کی کسی شخص معین کے حق مین ہم نہین دیتے ہین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین بہی موجود ہے عبارت یہ ہے ولا نشہد بالجنۃ
والنار لاحد بعینہ انتہی اور حدیث متفق علیہ مین ہے کہ ابی بکرہ راوی ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ من کان
منکم مادحا لا محالۃ فلیقل احسب فلانا واللہ حسیبہ ان کان یری انہ کذلک ولا یزکی علی اللہ احدا یعنی تم مین کوئی
کسی کی مدح کرنا ضروری چاہتا ہے تو چاہیے کہ اسطرح مدح کرے کہ مجہکو گمان ہے کہ فلان شخص ایسا ہے اور اللہ تعالی حقیقت
حال وبہید کو جانتا ہے اور حساب لینے والا اور جزا دینے والا اوسکے فعل کا ہے اور یہ مدح جب ہے کہ مدح کرنے والا ایسا ہی اپنے
گمان مین اوسکو جانتا ہووے اور خدا تعالی پر کسی کا تزکیہ نکرے و تعریف و حکم اسطرح نہ کرے کہ وہ فلان ایسا ہی
یقیناً ہے جیسے کہ اوسکی مدح کرتا ہے اور تعیین کسی کی نکرے یعنے احتیاط کرے تعریف کرنے مین اور کہوے مین گمان
رکہتا ہون کہ وہ ایسا ہے اور اللہ اعلم ہے اور جزماً و یقیناً نکہوے کہ وہ ایسا ہے تاکہ حکم خدا تعالی پر نہووے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے
اس حدیث کی تحت مین بہی لکہا ہے جو ہمنے بیان کیا ہے اور دیگر احادیث سے بہی ایسا ہی مضمون ثابت ہے کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلعم کے روبرو دوسرے شخص کو مؤمن کہا تہا تو آپنے تعلیم مسلمان کہنے کے فرمائی کہ اللہ تعالی کو علم ہے جو
ایمان جو دل سے متعلق ہے اسکو خدا ہی جانتا ہے اور اسلام جو ظاہری انقیاد ہے وہ دوسرے لوگ جانتے ہین اسلئے
مسلمان کہنے کی اجازت دی و مؤمن کہنے سے گویا منع فرمایا آنحضرت صلعم نے اسیطرح عثمان بن مظعون صحابی رسول
اللہ صلعم کے جو کبار مہاجرین مین سے ہین موت کے بعد مدینہ منورہ مین مہاجرین مین سے سب سے اول ان ہی صحابی رض
نے انتقال فرمایا اور آنحضرت صلعم نے بعد موت اونکی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو اپنے ڈالین اپنی چشم مبارک سے اور اپنے روبرو
آنحضرت صلعم نے انکو بقیع مین دفن کیا اور عنایات بہت کی ایک عورت اسوقت موجود تہی اس نے کہا کہ ای ابن مظعون
تیرے لیے جنت طیار ہو جیو تیری عاقبت بخیر ہے آنحضرت صلعم نے اس عورت کو توبیخ و زجر فرمایا یہ مضمون مشکوۃ کی حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم تحت مین شیخ عبد الحق نے بہی لکہا ہے اور حضرت عائشہ رض نے ایک بچہ کے حق مین جنتی ہونا فرمایا

تہا تو آنحضرت صلعم نے زجر و توبیخ فرمائی پس بخوبی واضح و لائح ہی کہ سوای اون صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنکی نام لیکر آنحضرت صلعم نے
جنتی فرمایا ہی کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم و حسنین رضی اللہ عنہما و فاطمہ رضی اللہ عنہا ہین یا دیگر مخصوص لوگ کہ قرآن و حدیث اونکی جنتی ہونے پر دال ہی دوسرے
کسی معین شخص کو جنتی جزما کہدینا اور شہادت جنت کی دینا احادیث نبویہ و عقائد اہل سنت و جماعت کی خلاف ہی پس
مذہب گنگوہی کا مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کی و مخالف احادیث نبویہ صلعم کے ہوا ان وہابیہ کا قاعدہ ہی کہ اپنی مرشدون کے
حقمین سب کچھہ درست بنالیتی ہین اور اپنی اقوال و افعال بالکل مخالف قرآن و حدیث و اہل سنت و جماعت ہون تو غلط غلط
معانی قرآنیہ و احادیث کی قرار دیکر انکو ثابت کرتے ہین اور صحیح اقوال اہل سنت و جماعت و احادیث و اجماع سے منہہ موڑتی ہین
دیکھو گنگوہی کا ہی شاگرد ابراہیم نام محمد حسین فقیر بنتی کا بیٹا بعد تالیف فتوی میلاد کے جسمین گنگوہی نے مولوی اسمعیل کو جزما
و قطعا جنتی لکہا ہی اپنے جریدہ ابراہیم مین ایک صاحب کے رد مین کہ اوہنون خاتمہ بالخیر شہیدی کے حق مین کہدیا تہا باوجودیکہ
اونکی مراد اس سے یہہ ہے کہ خاتمہ شہید کی کا اعمال خیر ہوا ہی حدیث ابن عثمان بن مظعون کے قصہ کے پیش کر کے خاتمہ بالخیر کہنے
علم غیب بتاتا ہی اور ان صاحب پر اعتراض اس علم غیب کا کرتا ہی لکن گنگوہی کو کسی وہابی نے آجتک مولوی اسمعیل کو قطعی
جنتی کہدینے سے یہ نہ کہا کہ یہ دعوی تمنے علم غیب کا کیا ہی اور جب عثمان بن مظعون کے حق مین جو جلیل القدر صحابی مہاجرین
مین سے تھے جنتی کہنا اوس عورت کا پسند نہ آیا تو مولوی اسمعیل تو کچھہ نسبت انسے نہین رکہتی ہین یہ کسطرح آنحضرت صلعم
کو پسند آویگا اور ایسا کسی وہابی نے گنگوہی کو اسلیے نکہا ہوگا کہ وہابی لوگ اپنی واسطے سب کچھہ کہدینا درست جانتی ہین اور
ایسی احادیث و اقوال اہل سنت و جماعت اپنی اور مرشدون کے حقمین حجت نہین جانتی ہین ایسے ایمان پہ تم افسوس ہے اب اسکا حال
معلوم کرنا چاہی کہ آیت ان اولیاؤہ الا المتقون سے مولوی اسمعیل کو ولی بتاتا ہی پس جاننا چاہی کہ بعد ثبوت اس امر کی کہ مولوی
اسمعیل متقی اور مخالف شرع نہ تہی ورنہ جسطرح وہابیہ انکو متقی کہتے دوسرے لوگ اونکو مخالف آیات و احادیث نبویہ و اجماع کے
بتاتی ہین چنانچہ وہ امکان کذب باریتعالی کے قائل تھے اور اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ یہ مخالف آیات قرآنیہ و اجماع سلف و خلف
کی ہے کوئی بہی امکان کذب باریتعالی کا قائل نہین ہے اور یہ بہی معلوم ہو چکا ہی کہ آنحضرت صلعم کو بہائی بنانا بہی شرعا درست
نہین ہے اور تقلید شخصی کے منکر تھے یہ بہی مخالف اجماع کی ہے پس ایسے شخص کو کون متقی کہیگا گنگوہی کو اونکی کہنا تو دوسرون
کو کہنا یہ حجت نہین ہے پس اول تو متقی ہونا متفق علیہ نہین گنگوہی کے قول سے متقی ہونا ثابت نہین ہو سکتا ہی دوسری بالفرض
والتقدیر متقی ہونا جو تم لوگ معلوم کر سکتی ہو تو باعتبار ظاہر اعمال کے متقی ہونا معلوم کر سکتی ہو اور اعمال ظاہریہ جو ہماری
نظرونمین اچہے معلوم ہوتے ہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خداتعالی کے نزدیک یہ مقبول ہین اور اچہی ہین اور موجب دخول
جنت ہین ہان ہماری نظرونمین اچہی معلوم ہوتی ہین اور اچہے ہونیکا گمان ہمکو ہی اور فقط ہماری نظرون مین اچہا ہونا
خداتعالی کے نزدیک اعمال اس امر کا مقتضی نہین کہ وہ شخص متقی اللہ تعالی کے علم مین بہی ہو جاوے اور یہ ظاہر ہی کہ

اور

ادنی عقل والے پر بہی اس آیت مین جو متقی مراد ہے تو وہی ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے نہ فقط ہماری
نظروں و گمانو مین اور ولی ہونا بہی اس آیت سے اوسی متقی کو ثابت ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے اور وہ
اوسکو متقی جانے اور مولوی اسمعیل کا متقی ہونا اونکی اعمال سے تمہاری نظروں مین اچہے ہین متقی ہونا اونکا علم الہی مین معلوم
نہین ہو سکتا ہے پس ولی ہونا اونکا ثابت نہوا اور اس آیت کا وہ مصداق نہوا اور حدیث جہاد کا بہی یہی جواب ہے جہاد
مراد ہی کہ خدائیتعالی کے نزدیک مقبول ہووے اور خدائیتعالی کے نزدیک مقبول ہونا ہماری نظروں مین جہاد ہونیسے لازم
نہین آتا ہے پس اونکی جہاد کا موجب دخول جنت ہونا بہی نہ ثابت ہوا کیونکہ یہ موقوف ہی مقبولیت پر خداتعالی کے نزدیک
اور وہ معلوم نہین ہے اگر ایسے ظاہر اعمال موجب دخول جنت ہو جاوین اور اللہ تعالی کے نزدیک اونکا مقبول ہونا ضرور
نہین ہے تو چاہی کہ منافقین کے اعمال بہی موجب دخول جنت ہو جاوین اور بطلان اوسکا قطعاً ثابت ہی پس ظاہری
اعمال کا موجب دخول جنت ہونیکا بطلان ثابت ہی پس بخوبی واضح ہوا کہ اس آیت و حدیث سے مولوی اسمعیل کا
خدائیتعالی کے نزدیک متقی و ولی ہونا ہرگز ثابت نہین ہے اور ممنوعات شرعیہ ایسی نہین کہ وہ خدائیتعالی کی نزدیک اچہی
ہووین نعوذ باللہ من ذلک اور بظاہر بری ہووین مثلاً شرک و زنا و چوری وغیرہا کسیطرح خدائیتعالی کی نزدیک اچہی
نہین ہو سکتی ہین پس جو اقوال و اعمال غیر مشروعہ مولوی اسمعیل یا کسی دوسرے کے ہووین تو وہ غیر مشروعہ عند اللہ ہین اور کذب
باریتعالی کا امکان کسیطرح درست خدائیتعالی کے نزدیک نہین ہو سکتا ہی علی ہذا القیاس دیگر مسائل مولوی اسمعیل و دوسرے
وہابیہ کی اب وہ حدیث ہم نقل کرتے ہین جس سے ثابت ہو جاوے کہ ایک شخص ایسا ہوگا کہ جہاد اوس نے کیا ہوگا اور ایک نے علم
پڑہا ہوگا اور ایک نے فی سبیل اللہ مال صرف کیا ہوگا یہ اعمال انکے مقبول نہونگے ہر ایک دوزخ مین ڈالدیا جاویگا چنانچہ مشکوٰۃ
شریف کی باب العلم مین بروایت ابی ہریرہ رض کے قال قال رسول اللہ ان اول الناس یقضی علیہ یوم القیمۃ فعرفہ
نعمتہ فعرفہا فقال فما عملت فیہا قال قاتلت فیک حتی استشہدت قال کذبت ولکنک قاتلت لان یقال
جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار و رجل تعلم العلم و علمہ و قرء القرآن فاتی بہ فعرفہ
نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال تعلمت العلم و علمتہ و قرأت فیک القرآن فقال کذبت ولکنک
تعلمت العلم لیقال عالم ... و اعطاہ من اصناف المال فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال من سبیل تحب
ان ینفق فیہا الا انفقت فیہا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ہو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی
وجہہ ثم القی فی النار رواہ مسلم انتہی پس اس حدیث سے واضح ہی کہ فقط اعمال کرنا کافی دخول جنت کیواسطے نہین
ہین اخلاص و نیت صالح ہونا بہی ضرور ہی اس کا علم خدا کو ہوتا ہی نہ کسی دوسرے کو گنگوہی و دیگر وہابیہ مولوی اسمعیل کے دل کا حال جو
ادعا کرینگے تو یہی ادعا علم غیب ہے جسکا بطلان قرآن و حدیث سے گنگوہی بہی تسلیم کرتا ہی اور جب دلکا نہ معلوم ہوا تو ثبوت

صالحہ جو عمل قلبی ہے معلوم نہوا پس تقوی و جہاد مولوی اسمعیل کے ہرگز موجب دخول جنت یقیناً و قطعاً نہین ہے اور آیت و حدیث اس پر ہرگز دال نہین اور گنگوہی نے شہادت جنتی ہونیکی یقیناً و جزماً مولوی اسمعیل کے حقمین دیکر مخالفت عقائد و احادیث نبویہ صلعم کے کی ہی اور مولوی اسمعیل کے مقابلہ مین عقائد و احادیث کی مخالفت کا کچھہ خیال نکیا یہ کیا ایمان وہابیہ کا ہی اور دیکھو آنحضرت صلعم کی روحانیت کی بارہ مین کشف و الہام و منام کا اعتبار نکرنا اور خود کے حقمین ان تمام امور کا اعتبار کرنا ان وہابیہ کو درست چنانچہ کشف الہام کا حال تو معلوم ہو چکا ہی اب منام کا سنئے کہ یہ گنگوہی صفحہ ۲۶ براہین مین کہتا کہ ایک صالح فخر عالم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوئی تو آپکو اردو مین کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپکو یہ کلام کہان سے آگئی آپ تو عربی ہین فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا انتہی دیکھو یہان اس گنگوہی نے واسطے ثبوت رتبہ مدرسہ کی بمقابلہ مولف انوار اس خواب کو دلیل رتبہ مدرسہ کی گردانا ہے اور معلوم ماخوذ علم سے ہی اور علم کی فقط تین طریق بیان کر چکا ہی عقل و حواس و خبر رسول اور یہ منام کسی مین سے نہین اور علم کا ثبوت منام سے کرتا ہی اور رتبہ مدرسہ کا معلوم ہونا اس منام سے بتاتا ہی منصفین کو ان وہابیہ کی ہٹ دہرمی پر غور کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت کی حضور کے بارہ مین تو منام کا کسطرحکا اعتبار نہو اور روایات فقہا رد کر دی جاوین اور اقوال علما کو اٹھایا جاوے اور اقوال علما صلحا اس بارہ مین مٹایا جاوے اور مدرسہ کا رتبہ منام ہی سے معلوم کرایا جاوے یہان مدرسہ کا رتبہ معلوم ہونیکو واسطے دلیل بمقابلہ خصم بنجاوے اور پہر آنحضرت صلعم کو اردو آجانا بسبب علماء دیوبند کے ہوگئے علماء دیوبند کا اسقدر رتبہ عالی قرار دیا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو انکی موافقت و اتباع بالضرورت کرنا پڑے اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و مولوی اسحق وغیر علماء کبار اسکے پہلی و پچھلی اردو دان تھے معاملہ آنحضرت صلعم ہوا اور اردو نہ آئی اور ان علماء کے معاملہ پڑنے سے اردو آگئی یا ان اکابر سے معاملہ ہی آنحضرت کا نہوا بہر صورت ان اکابر سے بہی آجکل کے علماء دیوبند کا رتبہ بہت بڑا ثابت ہوا بلکہ آنحضرت صلعم کو یہ وہابیہ نعوذ باللہ من ذلک شاگرد علماء دیوبند کا بہی بتا دیوین اگر خوف کفریات صریحہ کا نہووے بہائی تو بنائی چلے مین ہر انسان ادنی کا بہی ایسے ایمان پر افسوس ہے ہر اہل انصاف ذی شعور پر واضح لائح ہے کہ محفل ذکر آنحضرت صلعم سے انکو عناد دشمنی بلکہ خود آنحضرت صلعم سے دشمنی نہوتے تو آنحضرت صلعم کے تو یہ ایسا کیون کہ اپنی خواہشونکی اثبات کیواسطے کشف الہام و منام کیون دلیل جانتے اور آنحضرت صلعم و محفل کے بارہ مین انکو کیون بے اعتبار قرار دیتی اور خود غائب دان نہین اور آنحضرت صلعم کی غائب دانی کا انکار کرین چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہی اور سنو صفحہ ۲۰۴ یہ گنگوہی کہتا ہی عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہی اور صفحہ ۲۰ مین اگر بعلم استقلالی فخر عالم کی ندا و خطاب ہی تو شرک ہی اور جو بدون اس عقیدہ کی ہے تو عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہی کہ عوام کا یہی عقیدہ علم مستقل کا ہی اور صفحہ ۲۰۰ مین اگر اسیطرح فخر عالم کو حاضر بعلم استقلالی محفل مولود مین جانکر دست بستہ کھڑا ہو گا جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اور صفحہ ۲۲ مین ہی مگر چونکہ مجمع مین جہال و سفہا اور اہل بدعت کہ تمام اولیا تک کی نسبت

کو علماء عرب و عجم کافر جانین اور بقول اس گنگوہی کے وہ کافر ہو وہ قطعی جنتی کیسا بلکہ بقول اس گنگوہی کے کہ یہ ظاہری اقوال و افعال کے سبب قطعی جنتی یا جہنمی جانا مولوی اسمعیل قطعی جہنمی ہو تو کچھہ تعجب نہین

اُونکا عقیدہ علم بالذات ہونے اور متصرف بالذات ہونیکا ہی موجود ہوتی ہین تو بصورت نداو خطاب اکی اونکی عقائد کا
فساد اور اُنکی بدعت و شرکت کی تائید ہوتی ہی تو درصورتیکہ یہ امر مظنون بلکہ بحکم الیقین ہے اور اسی قسم سے گنگوہی کی سنیت
سی کلمات ہین کہین کہتا ہے عوام کی قلوب سطرح ہی کہین صلحار کی محفل میلاد مصر روم و شام وغیرہ مین کہین نہین ہے یعنی سب
بلاد اسلام محفل مین شامل ہونے والے فساق مخالف شرع کے ہوتی ہین کہین ہی تمام صلحا نہین ہوتے بس یہ تمام قول
گنگوہی کا ادعاء غیب دانی پر دال ہین اسلیئے ان تمام اقوال لوگونکی عقائد کی خبر دینا واضح ولائح ہے اور عقیدہ دلین پوشیدہ
ہوا کرتا ہی اُسکو وہی صاحب عقیدہ اور عالم الغیب خدا تعالے ہی جانتا ہی جب یہ گنگوہی اُنکا عقیدہ وامر قلبی بتاتا ہی تو
بلاشبہ یہ ادعاء غیب دانی ہے گو زبان سے انکار اپنی ادعاء غیب دانی کا یہ گنگوہی کرے لکن اسے خوب ادعاء واضح ہی پس
خود کے حق مین ادعاء غیب دانی کرنا اور آنحضرت صلعم کے غیب دانی کا انکار کرنا او رآیت عندہ مفاتح الغیب نحوہا وحدیث
لا ادری مثلہا اور عبارات عقائد و فقہ پیش کرنا دلالت اسکی پر کرتا ہی کہ ان احادیث و آیات و عبارات یہ گنگوہی و دیگر وہابیہ
خود کے حق مین صحت نہین جانتے ہین اور خود آنحضرت صلعم سے غیب مین زیادہ جانتے ہین پس ایسے ایمان پر افسوس ہے
اور بڑی بے انصافی اس فرقہ کی یہ ہے کہ اول نداو خطاب آنحضرت صلعم کا انکار محض تہا اور یہ لغویات و ڑٹلیات
گذاری جاتی کہ نداو خطاب حاضر کے ہی واسطے ہوتا ہی اور غیر حاضر کو کرنا شرک اور گنگوہی فتوے میلاد مین بالتصریح کہتا ہے
کہ آنحضرت صلعم کو کوئی حاضر و ناظر جانیگے تو کفر ہے اب مولف انوار نے جب براہین قاطعہ و ادلہ ساطعہ شرعیہ سے تحقیقی
والزامی جواب دیا اور گنگوہی کے مقتدا اونکا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کو ثابت اونکے اشعار سے تو اب یہ مٹ دہرمی سے
دارتکاب فعل شنیع ہی کہ مسلمانون پر بہتان لگاتا ہی کہ وہ آنحضرت صلعم کو عالم علم بالذات کا جانتے ہین اور آنحضرت صلعم کی
علم استقلالی کے قائل ہین یعنے آنحضرت صلعم کو عوام مسلمین یہ جانتے ہین کہ بدون علم دینی خدا تعالے کے آنحضرت صلعم
ہماری نداو خطاب کو جانتے اس بہتان عظیم کا کیا ٹھکانا یہ تو ادنے عقل والا بھی تسلیم نہین کر سکتا ہی کہ کوئی اہل اسلام عام
و خاص یہ عقیدہ رکہتا ہوویگا کہ آنحضرت صلعم کو بدون علم دینی خدا تعالے کے علم نداو خطاب کا حاصل ہوجاتا ہی یہ یقیناً
بہتان ہے اور ظرفہ یہ ہی کہ گنگوہی یہ عقیدہ اُنکا ہونا یقیناً بیان کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۲۲ سے اوپر مذکور ہوا قول گنگوہی کا کہ
یہ امر مظنون بلکہ بحکم الیقین ہے ایسے بیحیائی و بے شرمی کا کیا ٹہکانا کہ روحانیت آنحضرت صلعم کی حضور کے بارہ مین طریق
علم مین ہنا کر انکار کرتا ہے اور عقائد پر اطلاع ہونا اس طریق سے ثابت نہین ہوتی بدون ان طریق یقین ہوجانا بیان
کرتا ہی ایسے جاہل بجہل مرکب کا کیا علاج ہی ایسے بہتان اپنی طرف سے لگا کر مسلمین کو کافر بنانا اس گنگوہی کے نزدیک
جائز ہے تو مولوی اسمعیل نے جو امکان کذب باریتعالی اور بہائی ہونا آنحضرت صلعم کا بیان کیا وہان اور گنگوہی وغیرہ جو انکار
محفل میلاد کرتے ہین تو وہان بہی کوئی یہ کہہ سکتا ہی کہ مولوی اسمعیل نے امکان وقوعی کذب مراد لیا ہی اور بہائی کہنے مین اُنکا

عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلعم نعوذ باللہ من ذلک دوسرے لوگون کے رتبہ مین برابر ہین اور میلاد شریف کے محفل کا انکار
اسلیئے ہے اور ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو اسلئے منع کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو اپنے عقیدہ مین اچھا نہین جانتے ہین اور جو
انکے مقتداؤن مولوی قاسم وغیرہ نے جو اشعار ندائیہ و خطابیہ کہے ہین وہ بہی علم بالذات کے عقیدہ سے کہی ہین پس جس حال
ایمان عوام کا گنگوہی بتاتا ہے اور کافر و مشرک انکو ٹہیراتا ہے وہی حال ایمان ان وہابیہ اور انکے پیشواؤنکا ہوا اور جو جوابات
یہ گنگوہی انکو یعنے اپنے آپکو اور اپنے مقتداؤنکو کفر و شرک سے بچانیکو دیگا وہی جوابات ہماریطرف جاننا چاہیئے اور انکے حق مین وہ
آیات و احادیث پیش کریگا جنسے ایسی بدگمانی مسلمانونکے حق مین جائز نہین ہے اور وہ عبارات فقہا پیش کریگا جن سے
ظاہر ہے کہ ایک کم سو احتمال کفر کے ہووین اور ایک احتمال ایمان کا ہووے تو مفتی کو ایمانکی احتمال پر قول کو محمول
کر کے مسلمان کہنا چاہیئے اور اُن ایک کم سو احتمال کیطرف التفات کر کے فتوے کفر نہ دینا چاہیئے تو ہماریطرف سے ایسے ہی
آیات و احادیث و عبارات جاننا چاہیئے اور گنگوہی اپنے اوپر اور اپنے مقتداؤن پر یہ بہتان قرار دیوے کہ وہ آنحضرت صلعم
کو برا جانتے تھے اور مولوی قاسم وغیرہ نے علم بالذات کے عقیدہ سے یہ اشعار ندائیہ و خطابیہ کہے ہین تو اسی طرح ہماریطرف
سے خیال کرے کہ گنگوہی نے عوام مسلمین پر بہتان عقائد مذکورہ کا لگایا ہے الغرض جو جوابات گنگوہی دیگا ویسے ہی ہماریطرف
سے ہو سکتے ہین پس یا تو دونون کو کافر و مشرک ہونا قبول کرنا پڑیگا گنگوہی کو یا دونونکو مسلمان ماننا پڑیگا اور ان عقاید کی نسبت
عوام کیطرف کرنے مین بہتان لگانا گنگوہی کا ثابت ہوگا اور یہ ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو جائز ہوگا اور کفر و شرک بنانا
گنگوہی کا باطل ہوگا اور مقصود ہمارا حاصل ہے اور ہوگا اور جسطرح اپنے مقتداؤنکی اشعار کو جنمین ندا و خطاب ہین شوقیہ
بناتا ہے اسیطرح یہ بہی شوقیہ ہین اور انکار اسکا مکابرہ صرف ہے درصورت منع کرنے شوقیہ ہونیکے ہم بہی مولوی قاسم وغیرہ کے اشعار
مذکورہ کا شوقیہ ہونا منع کرینگے الغرض یہ تمام تقریر گنگوہی کی لغو و لچر ہے اور ہذیان صرف ہے۔ اب حال آیت عندہ
مفاتح الغیب جس سے غیب دانی آنحضرت صلعم کا یہ گنگوہی انکار کرتا ہے معلوم کرنا چاہیئے جلالین اونے طالب علم بہی
پڑہ لیتا ہے اوسمین بہی موجود ہے کہ اس غیب سے مراد اس آیت مین جسکو سوائے خدا تعالے کوئی نہین جانتا ہے وہ
پانچ چیزین ہین جو قولہ تعالی عندہ علم الساعۃ الایہ مین مذکور عبارت جلالین کی یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب خزائنہ
او الطرق الموصلۃ الی علمہ لا یعلمہا الا ہو وہی الخمسۃ التی فی قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ کما
رواہ البخاری انتہی اور مشکوۃ کے کتاب الصلوۃ باب فی المتمات مین بہی موجود ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین مفاتح
الغیب پانچ ہین عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتح الغیب خمس ثم قرأ ان
اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کما رواہ البخاری انتہی پس گنگوہی کا مبلغ علم جلالین و مشکوۃ دانی تک بہی
نہین پہونچا ہے جو معلوم ہو جاتا کہ اس غیب سے اشیاء خمسہ مخصوصہ مراد ہین محفل میلاد شریف وغیرہ سوائے ان اشیاء

گی ہے اور کسکے علم کی نفی اس سے نہین ہو سکتی ہے اور عموم مراد اس آیت مین نہین یا گنگوہی کا مبلغ علم یہانتک پہنچا
ہو وے لکن تعصباً و عناداً حق پوشیدہ کر کے غیر مراد خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر معانی آیت کو محمول کر کے مفسر
بالرای ہوا ہی اور مستحق عذاب نار کا بنا ہے اور ادنے عقل والا منصف بہی جانتا ہے کہ اگر اس قسم آیات غیب خاص پر
محمول ہونگی اور بدون تخصیص عام قرار دیجاویگین تو انکو حجت بنا کر امور آخرت و جنت و دوزخ وغیرہ کے حالات و دیگر
اخبار غیوب سے جو آنحضرت صلعم نے دی ہین اونکا انکار کرنا لازم آویگا و تمام معاملہ دین کا درہم و برہم ہو جاویگا اور جب یہ آیات
اپنی کلیت عموم پر نہین ہین جیسا کہ یہ امر واقعی و نفس الامری ہے تو کبری دلیل کا یہ نہین واقع ہو سکتے ہین اور اسطرح
دلیل گنگوہی کی کہ محفل میلاد کی خبر آنحضرت صلعم کو مثلاً ہو جانا یہ خبر غیب کی اور ہر خبر غیب بدلائل ان آیات کے مخصوص
ساتھ خدا تعالی کے ہے پس یہ خبر محفل میلاد شریف کی بہی مخصوص ساتھ خدا تعالی کے ہی اور جب مخصوص خدا تعالی کے
کی ہوئے تو آنحضرت صلعم کو یہ نہین ہوتی ہے ہرگز نہین بن سکتی ہے اسواسطے ہر خبر غیب مخصوص ساتھ خدا تعالی کے
ہی یہ کلیہ مسلم نہین ہے دلیل اس امر کی آنحضرت صلعم کو بہی خبر امور آخرت وغیرہ خدا تعالی کیطرف سے حاصل ہے پس
مخصوص ساتھ خدا تعالی کی ہر خبر غیب نہوئی پس اس قسم کے آیات سے استدلال گنگوہی وغیرہ وہابیہ کا باطل ہے یہی جواب
حدیث انا لا ادری کا ہی کہ اس سے عموم مراد ہونا کہ خبر محفل و ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو بہی یہ حدیث شامل ممنوع ہے
ما یفعل بی ولا بکم جو اس عدم علم کا مفعول ہے قطعاً اوس سے یہ خبر میلاد و ندا و خطاب کا خارج ہے پس ذکر اسکا اسمحل مین
بیمحل ہے اور بطور دلالت اولے کو مساوات کی شمول بہی ممنوع ہے دوسری یہ کہ اُس عورت نے عثمان بن مظعون
کی جنتی ہونیکی جزماً خبر دی آنحضرت صلعم کے حضور مین تو اس کلام سے اسکو سوء ادبی ہے کہ حضور مین آنحضرت صلعم کے
حکم جزئی غیب کا دیا آنحضرت صلعم نے منع فرمایا یعنے یہ کلام کنایہ ہے عدم تصریح علم سے معنے حقیقی اسکی مراد نہین ہین یا یہ
مراد اگر مجملاً معلوم ہی لکن تفصیلاً حالات کو خدا تعالی جانتا ہی یا یہ کہ ورود اس حدیث کا قبل نزول آیت لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی اول عاقبت مین ابہام تہا بعد اسکے یقیناً بالتفصیل خبر عافیت معلوم ہوئی
شیخ عبد الحق دہلوی نے اسی حدیث کی تحت مین یہ فرمایا ہے جو راقم نے بیان کیا ہی پس اس سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ
غیب کی خبر کوئی بہی آنحضرت صلعم کو معلوم نہین پس مدعی گنگوہی کا بالکل اس سے بہی حاصل نہین ہے مختصر ابن ابی
جمرہ مین کہ وہ مختصر بخاری کا ہے حدیث ہے عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلعم قال مفاتح الغیب
خمس لا یعلمها الا اللہ لا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت الا اللہ ولا یعلم
متی تقوم الساعۃ الا اللہ اس سے پانچ خبر مخصوص مراد ہین اسکے تحت مین حاشیہ علامہ فاضل محمد شنوانی رح
مطبوعہ مصر کی صفحہ ۲۳ مین ہے تحت قولہ لا یعلم ما تغیض الارحام الا اللہ کی کہ یہ حصر بہ نسبت عام کی نہ خاص کے

اسلیے کہ وارد ہو چکا ہی کہ آنحضرت صلعم کو خدا تعالی نے دنیا سے اوسوقت خارج کیا کہ کل شیئے پر اطلاع دیدی عبارت یہ ہے
وہذا الحصر ینافی ان بعض الاولیاء علم الکشف واجیب بان ہذا الحصر بالنسبۃ للعامۃ لا للخاصۃ
وقد ورد ان اللہ لم یخرج النبی صلعم من الدنیا حتی اطلعہ علی کل شیئی اور اسکے تحت مین ولا یعلم
متی تقوم الساعۃ الا اللہ کہا ہی کہ ان پانچ چیز کا علم لدنی ذاتی بلا واسطہ سوائے خدا تعالی کے کسیکو نہین ہے
پس انکا علم اس صفت سے خاص خدا تعالی کے ساتھہ ہے لکن بواسطہ اسکا ہونا مخصوص خدا تعالی کے ساتھ نہین ہے عبارت
یہ ہے قال بعض المفسرین لا یعلم ہذہ الخمس علما لدنیا ذاتیا بلا واسطۃ الا اللہ فالعلم بہذہ الصفۃ
مما اختص اللہ بہ واما بواسطۃ فلا یختص بہ تعالی اس سے واضح ہی کہ ہر طرح سے ان اشیاء خمسہ کا علم ہی مخصوص
خدا تعالی کے ساتھ نہین ہی اور یہ حصر بہ نسبت عام کے نہ بہ نسبت خاص کے پس نفی علم غیب آنحضرت صلعم پر اس سے حجت
پکڑنا جہالت صرف ہے اور بحر الرائق وغیرہ کے حوالہ سے جو یہ مسئلہ لکہا ہی کہ گواہی خدا تعالی و رسول صلعم کے سے نکاح
کرے تو کافر ہو جاتا ہی اب اوس کا حال سنو درمختار مین ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل قیل یکفر
واللہ اعلم انتہی اسمین خدا تعالی و رسول اللہ صلعم کی شہادت سے نکاح کرنا ناجائز کہا ہی اور یہ کہ کافر ہو جاتا ہی اسکو
ساتہ صیغہ تمریض کے بیان کیا تا کہ معلوم ہو جاوے کہ کافر ہونیکا قول ضعیف ہی اور اس قول ضعیف یعنی کافر ہو جانیکی
وجہ یہ گذاری ہے کہ شہادت خدا اور رسول کے ساتہ نکاح کرنیوالے نے حرام کو حلال کیا اسلیے کہ خدا تعالی نے سوای گواہون
جنس آدمی کے دوسرے کی شہادت سے نکاح حلال نہین کیا ہی اور اس شخص نے سوائے جنس کے غیر کی شہادت سے
نکاح کے حلت کا اعتقاد کیا اور بعض نے یہ وجہ بہی گذاری ہی کہ آنحضرت صلعم کو اوسنے عالم الغیب جانا اسوجہ کو علماء نے
رد کیا کہ اس سے کافر نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ بعض چیزین آنحضرت صلعم کی روح مبارک پر پیش کیجاتی ہین آپ
بعض غیوب کو پہچانتے ہین اور اس بعض غیوب دانی پر آیت عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی
من رسول کو حجت قرار دیا ہے چنانچہ قیل یکفر کی تحت مین طحطاوی مین ہی لعل وجہہ انہ حلل ما حرم اللہ
لان اللہ تعالی لم یحل النکاح الا بشہود الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذلک فقد خالف وفی شرح
الملتقی لانہ ادعی ان الرسول یعلم الغیب قال سیجئی زاد نقلا عن التاتارخانیۃ لا یکفر لان بعض الاشیاء
تعرض علی روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فیعرف ببعض الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا
یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اہ انتہی اور رد المحتار مین بہی تاتارخانیہ و حجت سے
نقل کیا کہ ملتقط مین ہی کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلیے کہ اشیاء آنحضرت صلعم کے روح مبارک پر پیش کیے جاتی ہین اور اسکے
بعض غیوب جانتے ہین اور کتب عقائد مین ہی کہ کرامات اولیاء مین سے ہی کہ اونکو اطلاع بعض غیوب پر ہوتی ہی عبارت رد المحتار

کی یہ ہے قولہ قیل یکفر لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلعم عالم الغیب قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر
فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون
بعض الغیب قال تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اہ قلت
بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی
المعتزلۃ المستدلین بہذہ الآیۃ علی نفیہا بان المراد الاظہار بلا واسطۃ والمراد من الرسول
الملک ای لا یظہر علی غیبہ بلا واسطۃ الا الملک اما النبی والاولیاء فیظہرہم علیہ بواسطۃ الملک
او غیرہ وقد بسطت الکلام علی ہذہ المسئلۃ فی رسالتنا المسماۃ سل الحسام الہندی لنصرۃ
سیدنا خالد النقشبندی فراجعہا فان فیہا فوائد نفیسۃ واللہ تعالی اعلم انتہی پس شہادت خدا
تعالی و رسول اللہ صلعم کی سے نکاح کرنے سے کافر ہونیکا مسئلہ ضعیف ہے اسکی طرف لفظ قیل سے صاحب درمختار نے بہی
اشارہ کر دیا ہے اور طحطاوی و تاتارخانیہ و حجت و ملتقط و ردالمحتار کی مصنفین کے نزدیک کافر نہین ہوتا ہے اور ان
مصنفین اور اہل عقائد کے نزدیک رسول و اولیاء غیوب کو جانتے ہین اور دلیل ان علماء کے آیت قرآنی عالم الغیب
فلا یظہر علی غیبہ الایہ ہے پس غیوب دانی انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام علماء اہل سنت و جماعت مصنفین کتب عقائد
وغیرہم فقہاء سے ثابت ہے اور شہادت خدا تعالی و رسول کے کافر ہوجانیکا مسئلہ ضعیف و غیر معتبر عند المحققین ہے اس گنگوہی
حق پوش نے اپنا عقیدہ فاسدہ کی ثبوت کیواسطے مسئلہ حق و معتبر علماء محققین کو پوشیدہ کیا اور ضعیف لکہکر جہلاء
و سفہاء کو دہوکہ دینا چاہا اور اختلاف محققین کو ذکر بہی نکیا تاکہ واقف لوگ بہی دہوکہ کہاوین کہ متفق و قوی مسئلہ ہے کہ
شہادت کے ساتہ نکاح کرے تو کافر ہوجاتا ہے مسلمانون کے کافر بنانیمین یہ وہابیہ بڑے کوشش کرتے ہین اور اسقدر بہی اس
ناواقف و حق پوش نے خیال نکیا کہ مسئلہ ضعیف کے موافق حکم و فتوے دینا جہل و خرق اجماع ہے ان الحکم والفتیا بالقول
المرجوح جہل وخرق للاجماع درمختار مین موجود ہے پس مخالف اجماع کے یہ گنگوہی اس فتوی دینے کے ساتہہ قول
مرجوح کے ہوا جو حرام ہے پس اسمین بہی مرتکب حرام کا ہوا دوسری یہ کہ انکار غیوب انبیاء و اولیاء کے مخالف آیت قرآنیہ
دلیل محققین مذکورہ بالا کی ہے اور نص کے مقابلہ مین کسیکا قول کسطرح مقبول ہووے اور یہ خود گنگوہی محفل میلاد شریف کی بارہ مین
باوجودیکہ وہ مخالف و مقابل نص بہی نہین ہے فقط جہوٹا حیلہ وہابیہ کرکے مقابل نص بتاکر کہتا ہے کہ کروڑون علماء کا قول بہی
مقبول نہین ہے اور صد ہزار ہون تو مقبول نہین ہے اور فقط فاکہانی کے انکار سے تمام جہان کا قول باطل ہوجاتا محفل کے
جواز کے بارہ مین بتایا ہے اور یہان سب ہی اقوال سے انحراف کرکے باوجود مخالفت و انکار علماء محققین کے کفر کا قائل ہوا ہے اور
انکار غیوب دانی کا کرتا ہے یہ وہی بات ہے کہ وہابیہ اپنے واسطے عقائد و اعمال مین صرف اپنی زبان کو حجت جانتے ہین اور سوائے نفسانی کو

اپنا معبود مانتے ہین قران وحدیث واقوال علما سے انکو کام نہین رہتا ہے ورنہ کفر اس محل مین ایسا ہے کہ جن
امور غیر واقعہ سے انکار محفل کا گنگوہی کرتا ہے وہ واقعہ اس محل مین ہین یعنی مقابلہ ومخالفت نص یہان علما بیان کر
رہے ہین اور کفر مذکور انکار کر رہے ہین پس گنگوہی عدم ثبوت کفر مذکور کیون نہین تسلیم کرتا اور کیون غیب دانی کو نہین مانتا
ہان اسیواسطے نہین مانتا اگرچہ ادلہ شرعیہ موجود ہین کہ اوسکی عقیدہ ومعبود کے کہ ہوائی نفس ہے تو موافق نہین ہے اور اتنی بہی
خبر نہین ہے کہ ایسے معاملہ مین امام ابن الہمام وغیرہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ غیر مجتہدین کا اعتبار نہین ہے چنانچہ فتح القدیر کے
کتاب البغاۃ مین ہے نعم یقع فی کلام اہل المذاہب تکفیر کثیر ولکن لیس من کلام الفقہاء الذین ہم المجتہدون
بل غیرہم ولا عبرۃ بغیر الفقہاء انتہی اور بحر وغیرہ کی حوالہ شہادت مذکورہ کا فر ہونا تو نقلکر دیا اور صاحب بحر جو یہ کہا ہے
کہ جبتک یہ کلام قائل محل حسن پر محمول ہو سکے یا اوسکی کفر مین اختلاف ہووے اگرچہ عدم کفر کے روایت ضعیف ہووے تو اوسکی کفر کا
فتوی نہ دینا چاہئے اور کہا کہ اکثر الفاظ تکفیر مذکورہ پر فتوی نہ دیا جاوے اور مین نے اپنے نفس پر یہ لازم کر لیا کہ ایسے ایسے امور
پر فتوی کفر نہ دونگا چنانچہ علامہ شامی نے جو عبارت بحر کی نقلکی ہے اوسمین سے نقل کیجاتی ہے والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر
مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف الروایۃ ضعیفۃ فعلی ہذا فاکثر الفاظ
التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر فیہا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیئ منہا اہ کلام البحر ملخصا
انتہی پس جب صاحب بحر کے نزدیک کفر مختلف ہین اگرچہ روایت ضعیفہ ہی ہووے فتوی دینا درست نہین ہے اور شہادت مذکورہ
کا حال معلوم ہوا کہ بہت محققین کفر کا انکار کرتے ہین تو صاحب بحر کے نزدیک اس شہادت کی سبب سے کفر کا فتوی دینا و کافر بنانا درست
نہین اس گنگوہی نے اپنی عقیدہ فاسدہ کی سبب سے تمام امور سے اعراض کر کے کفر کا قول لکھنا شروع کر دیا تا کہ عوام سفہا مسلمانونکو
کافر جانین ایسے دغابازی دین مین کرنا ایسے لوگونکا کام ہے جنکو دین کی کچہہ پرواہ نہین ہے باب المرتد مین علامہ شامی کہتے ہین
کہ دعوی علم غیب مستند ہووے طرف کسی سبب کے جو اللہ تعالی کے جانب سے ہے خواہ صراحۃً مستند ہووے یا دلالۃً مانند وحی والہام
کی یا طرف علامت عادیہ کہ خدا تعالی وہ علامت ٹہرادی ہووے تو وہ دعوی علم غیب کفر سے مستثنی ہے صاحب ہدایہ کتاب مختارات
النوازل علم نجوم کی قسمین فرماتے ہین ایک حسابی جو آیت والشمس والقمر بحسبان سے معلوم ہے کہ سیر شمس وقمر کے ساتھہ حساب کی ہے
دوسری استدلالی کہ سیر نجوم وحرکت افلاک حوادث پر بقضاء وقدرہ تعالی ہے یہ بہی جائز ہے مانند استدلال طبیب کہ ہے ساتہ نبض
کی صحت ومرض پر ہان اگر یہ اعتقاد رکہے کہ غیب کو مین خود جانتا ہون بدون کسی سبب وامارت کی تو کفر ہے یا قضا الہی کا معتقد
نہووے انہین سیر حرکت فاعل حقیقی جانین تو کفر ہے قلت حاصلہ ان دعوی علم الغیب معارضۃ لنص القران
فیکفر بہا الا اذا اسند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ تعالی کوحی او الہام وکذا لو اسند
الی امارۃ عادیۃ یجعل تعالی قال صاحب الہدایۃ فی کتابہ مختارات النوازل واما علم النجوم فہو فی نفسہ

حسن غیر مذموم اذ ہو قسمان حسابی وانہ حق وقد نطق بہ الکتاب قال تعالی والشمس والقمر
بحسبان ای سیرہما بحساب واستدلال سیر النجوم وحرکۃ الافلاک علی الحوادث بقضاء اللہ
تعالی وقدرہ وہو جائز کاستدلال الطبیب بالنبض علی الصحۃ والمرض لو لم یعتقد بقضاء اللہ
او ادعی الغیب بنفسہ یکفر اہ وتمام تحقیق المقام یطلب من رسالتنا سل الحسام الہندی انتہی اس سے
واضح ہے کہ بلا استناد کی ایسے سبب کے طرف وہ خدا تعالی کے جانب سے ہے یا اس اعتقاد سے کہ بقضا وقدر الہی کے نہین
یا ایسے اعتقاد کی ساتھ بذات خود غیب کو جانتا ہے تو کفر ہے ورنہ کفر نہین ہے اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی
تفسیر مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر مین تحت اس آیت کی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول
کی فرماتے ہین علی غیبہ صیغہ عموم کا نہین ہے جسکے یہ معنی ہووین کہ کسی غیب کی خدا تعالی سوای رسول کے کسیکو اطلاع نہین دیتا ہے
اسکی مقتضی عمل کرنیکے واسطے اسقدر کافی ہے کہ ایک غیب پر کسی کو ظاہر نہین کرتا ہے اور اوس غیب مبہم محمول وقت وقوع پر کرتے
ہین اور رسول کو استثنا اس عدم اظہار کرنا اسطرح صحیح ہے کہ وقت قریب کے اقامت قیامت سے رسول یعنے ملک فرشتہ پر
اس کا اظہار ہوگا یوم تشقق الغمام ونزل الملائکۃ تنزیلا قرآنکی آیت ہے بلاشک ملائکہ اسوقت مین اقامت قیامت کو جانینگے
اور ضرور یقین کرنا چاہے اس آیت سے مراد اللہ تعالی یہ ہرگز نہین ہے کہ سوائی رسول دوسریکو کسی غیب کی خدا تعالی اطلاع نہین دیتا
اور اس مراد نہونیکی چند وجہ ہین اول یہ ہے کہ اخبار قریب بہ متواتر سے ثابت ہے کہ شق وسطیح دو کاہن تہی کہ انحضرت صلعم کے ظہور سے
قبل زمانہ آنحضرت صلعم کی خبرین دیا کرتے تھے اسٹ مین دونون عرب مین مشہور تھے کسرے بادشاہ پارس آنحضرت صلعم کی خبر
معلوم کرنیکے لئے اون دونونکی طرف رجوع کی تہی پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالی غیر رسول کو بہی کبہی غیب پر اطلاع دیدیتا
ہے اور دوسری وجہ یہ ہے تمام اہل ملل وادیان متفق اس پر ہین کہ علم التعبیر صحیح ہے اور معبر زمانہ آیندہ مین واقعہ ہونیوالی خبر دیتا ہے
اور اسمین صادق ہوتا ہے تیسری یہ کہ ایک عورت کاہنہ تہی اُسکو سلطان سنجر بن ملکشاہ بغداد سے خراسان کو لیگیا اور
اس سے احوال زمانہ آیندہ کی دریافت کی اُسنے چند چیزین ذکر کین جیسا اُسنے کہا تہا ویسا ہی ہوا اور مصنف کی کتاب یعنی فخر الدین رازی کہتا ہے کہ مین نے
محققین علم کلام وعلم حکمت کو دیکہا کہ وہ حکایت کرتے تھے کہ اُس عورت نے چند چیزون غائبانہ کی خبر دی تفصیل سے وہ اسکے کہنے موافق ہی ہوئین اور ابو البرکات نے
اپنی کتاب معتبر مین اس عورت کو بیان کے حال مین لکہا کہ تیس برس تک مین اُسکی حال تلاش کی یہانتک کہ مجھکو یقین ہوگیا کہ وہ اخبار غیب کی مطابق واقعہ کے دیتی تہی
اور چوتہی وجہ یہ ہے کہ ہم مشاہدہ کرتے ہین اصحاب الہامات صادقہ کو اور یہ اللہ تعالی کی اولیا کے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ ساحر ومین بہی ایسا شخص پایا جاتا ہے کہ اوسکو خبر
سچی معلوم ہوجاتی ہے اور انسانکو ہم دیکہتے ہین کہ الہام غیب کا اُسکو ہوتا ہے ویسا ہی واقع ہوتا ہے اسکی خبر وظن اگرچہ اکثر کذب ہوتا ہے اور ہم دیکہتے ہین احکام نجومیہ
کبہی موافق ومطابق ہوتے ہین اگر بہت سے جہوٹے بہی ہوتے ہین جب یہ شاہد ومحسوس ہوا تو کہنا کہ قرآن دلالت اسکے خلاف کرتا ہے یعنے قرآن
اس پر دلالت کرتا ہے کہ غیب کی خبر سوا رسول کے کسی کو نہین ہوتی ہے تو یہ دلالت قرآنکی خلاف مشاہدہ واحساس کے ہوگی جو موجب طعن کا

ہوگا قرآن شریف کے حق مین اور یہ باطل ہے پس تاویل صحیح وہی ہے کہ غیب سے مراد غیب خاص ہے جو وقت اقامت قیامت کا ہے دوسرا غیب مراد نہین ہے اس محل مین یہ حاصل ہے قول امام رازی کا عبارت اونکی تفسیر کبیر مین یہ ہے تحت آیت مذکورہ کے قال صاحب الکشاف وفی ھذا ابطال الکرامات لان الذین تضاف الکرامات الیہم وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب وفیہا ایضا ابطال الکہانۃ والسحر والتنجیم لان اصحابہا ابعد شیئ من الارتضاء وادخلہ فی السخط قال الواحدی وفی ھذا دلیل علی ان من ادعی ان النجوم تدلہ علی مایکون من حیاۃ وموت وغیر ذلک فقد کفر بما فی القرآن واعلم ان الواحدی یجوز الکرامات وان یلہمہم اللہ اولیاء وقوع بعض الوقائع فی المستقبل ونسبۃ الآیۃ الی الصورتین واحدۃ فان جعل الآیۃ دالۃ علی المنع من احکام النجوم فینبغی ان یجعلہا دالۃ علی المنع من الکرامات علی ماقالہ صاحب الکشاف وان زعم انہا لاتدل علی المنع من الالہامات الحاصلۃ للاولیاء فینبغی ان لایجعلہا دالۃ علی المنع من الدلائل النجومیۃ فاما الحکم بدلالتہا علی الالہامات الحاصلۃ للاولیاء فمجرد التشہی وعندی ان الآیۃ لادلالۃ فیہا علی شیئ مما قالوہ والذی تدل علیہ ان قولہ علی غیبہ لیس فیہ صیغۃ عموم فیکفی فی العمل بمقتضاہ ان لایظہر تعالی خلقہ علی غیب واحد من غیوبہ فنحملہ علی وقت وقوع القیامۃ فیکون المراد من الآیۃ انہ تعالی لایظہر ھذا الغیب لاحد فلا یبقی فی الآیۃ دلالۃ علی انہ لایظہر شیئا من الغیوب لاحد والذی یوکد ھذا التاویل انہ تعالی انما ذکر ھذہ الآیۃ عقیب قولہ ان ادری اقریب ماتوعدون ام یجعل لہ ربی امدا یعنی لاادری وقت وقوع القیامۃ ثم قال بعدہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ای وقت وقوع القیامۃ من الغیب الذی لایظہرہ اللہ لاحد وبالجملہ فقولہ علی غیبہ لفظ مفرد مضاف فیکفی فی العمل بہ حملہ علی غیب واحد فاما العموم فلیس فی اللفظ دلالۃ علیہ فان قیل فاذا حملتم ذلک علی القیامۃ فکیف قال الامن ارتضی من رسول مع انہ لایظہر ھذا الغیب لاحد من رسلہ قلنا بل یظہرہ عند القرب من اقامۃ القیامۃ وکیف لا وقد قال ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائکۃ تنزیلا ولاشک ان الملائکۃ یعلمون فی ذلک الوقت قیام القیامۃ وایضا یحتمل ان یکون ھذا الاستثناء منقطعا کانہ قال عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ المخصوص وھو قیام القیامۃ احدا ثم قال بعدہ لکن من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ حفظۃ یحفظونہ من شر مردۃ الانس والجن لانہ تعالی انما ذکر ھذا الکلام جوابا للسوال من سالہ عن وقت وقوع القیامۃ علی سبیل

الاستهزاء به والاستحقار لدينه ومقالته واعلم انه لابد من القطع بانه ليس مراد الله من هذه الآية
ان لا يطلع احدا على شيئ من المغيبات الا الرسل والذی يدل عليه وجوه احدها انه ثبت
بالاخبار القريبة من التواتر ان شقا وسطيحا كانا كاهنين يخبران بظهور نبينا محمد صلی الله عليه
وسلم قبل زمان ظهوره وكانا فی العرب مشهورين بهذا النوع من العلم حتی رجع اليهما كسری فی تعرف
اخبار رسولنا محمد صلی الله عليه وسلم فثبت ان الله تعالی قد يطلع غير الرسل علی شيئ من الغيب
وثانيها ان جميع ارباب الملل والاديان مطبقون علی صحة علم التعبير وان المعبر قد يخبر عن وقوع
الوقائع الآتية فی المستقبل ويكون صادقا فيه وثالثها ان الكاهنة البغدادية التی نقلها السلطان
سنجر بن ملك شاه من بغداد الی خراسان وسالها عن الاحوال الآتية فی المستقبل فذكرت اشياء
ثم انها وقعت علی وفق كلامها قال مصنف الكتاب ختم الله له بالحسنی وانا قد رأيت اناسا محققين
فی علوم الكلام والحكمة حكوا عنها انها اخبرت عن الاشياء الغائبة اخبارا علی سبيل التفصيل وجاءت
تلك الوقائع علی وفق خبرها وبالغ ابو البركات فی كتابه المعتبر فی شرح حالها وقال لقد تفحصت عن
حالها مدة ثلاثين سنة حتی تيقنت انها كانت تخبر عن المغيبات اخبارا مطابقا ورابعها انا
نشاهد فی اصحاب الالهامات الصادقة وليس هذا مختصا بالاولياء بل قد يوجد فی السحرة ايضا
من يكون كذلك ونری الانسان الذی يكون الملهم الغيب علی درجة طالعه يكون كذلك فی
كثير من اخباره وان كان قد يكذب ايضا فی اكثر تلك الاخبار ونری الاحكام النجومية قد تكون
مطابقة موافقة للامور وان كانوا قد يكذبون فی كثير منها واذا كان ذلك مشاهدا محسوسا
فالقول بان القرآن يدل علی خلافه مما يجر الطعن الی القرآن وذلك باطل فعلمنا ان التاويل
الصحيح ما ذكرناه والله اعلم انتهی دیکھو علما محققین تو سوائی رسول مانند نجومی و ساحر وغیرہم کے
حق مین قائل ہین کہ اونکو خدا تعالی کیطرف سے غیب کی خبر ہو جاتی ہے اور یہ امر مشاہد و محسوس ہے اگر یہ کوئی کہیگا کہ
قرآن شریف اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی کو خبر غیب کی نہین ہوتی ہے تو خلاف احساس و بداہۃ ہوگا اور طعن قرآن
پر لازم آویگا کہ بداہۃ کے خلاف دلالت قرآن کی ہے اسلیے اس قسم کی آیات کو محققین غیب خاص پر محمول کرتے
ہین اور یہ گنگوہی معتزلہ سے بھی بدعت مین زیادہ ہے کہ زمخشری صاحب کشاف معتزلی ہے وہ بھی رسول کے حق مین خبر غیب
پر اطلاع ہونا قبول کرتا ہے اور یہ گنگوہی رسول کے حق مین بھی قبول نہین کرتا ہے اور اہل سنت وجماعت سے محققین کا قول تو معلوم
ہوا کہ وہ رسل و اولیا وغیرہم کے حق مین بھی قبول کرتے ہین اور اس قسم کی آیات جو بظاہر مانع ہین اطلاع خبر غیب سے

تو انکو غیوب مخصوصہ پر محمول کرتے ہین تاکہ مشاہد و محسوس کے کہ بدیہی ہی خلاف ہو کر طعن قرآن پر لازم نہ آوے اور شاہ ولی اللہ
صاحب اپنی درثمین مین اپنے والد کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کا تشریف لانا ملک پنجاب مین جلسہ قرآن خوانی مین اور حاضرین جلسہ کا
آنحضرت صلعم کو اپنی آنکھون سے دیکھنا لکھتے ہین پہلے سے قبل جلسہ کے آپکو خبر نہ ہوئی تو آپ کی تشریف آوری کسطرح ہوئی اور
مجالس خیر مین تشریف اب نہین لاتے ہین تو یہ تشریف لانا جو شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کسطرح صحیح ہوا اور شاہ ولی اللہ
صاحب اوسی کتاب مین فرماتے ہین کہ ایک راتکو مین بہوکا تہا ایک شخص نے دودہ لاکر مجہکو پلایا آنحضرت صلعم کی روحانیت نے
اشارہ مجہکو کیا کہ اوس شخص کے دلمین مین نے یہ ڈالا تہا کہ دودہ لیجا کر پلا اگر روحانیت آنحضرت صلعم کو خبر نہین ہوئی ہے
اور غیب دانی آنحضرت صلعم کو خدا تعالی کیطرف سے حاصل نہین ہوئی تو شاہ ولی اللہ کی امر باطنی بہوک کسطرح جانلیا
آنحضرت صلعم نے شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مقتدا کو بہی گنگوہی جہوٹا بتاوے اور شفا رقاضی عیاض و شرح شفا ملا علیقاری
مین ایک باب غیوب دانی آنحضرت صلعم کا منعقد کیا ہوا ہی شفا و شرحہ کو دیکہکر ناواقف کو چاہئے کہ اپنی تسلی کرلے یہان اوسکا ذکر کرنا
تطویل اس رسالہ مختصر کی ہی پس غیوب دانی آنحضرت صلعم ثابت ہی اور آنحضرت صلعم کا مجالس خیر مین آنا روایات سے جو مولف
انوار نے ذکر کی ہین واضح ہی اور درثمین سے بہی لائح ہی پس آنحضرت صلعم کی عادت حاضر ہونیکی مجالس خیر مین معلوم ہوئی اور خاص
مجالس میلاد شریف مین بہی آنا قول مفتی مکہ شریف و برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی سے معلوم ہوا تو ظن غالب حضور آنحضرت صلعم
کی روحانیت کا حاصل ہوا اور ایسے محل مین ظن کافی ہی پس انکار سفاہت و جہالت ہی اور یہ کہنا کہ عقائد مین جو ادلہ قطعیہ ظنیہ کا جائے
اعتبار نہین جیسا جا بجا گنگوہی عوام کو دہوکہ دیتا چلا آتا ہی پس جاننا چاہئے کہ باب عقائد مین جو ادلہ قطعیہ چاہئے تو ضروریات کی
اور امر قطعی کی جسکی انکار سے کافر ہوجاتا ہی ثبوت واسطے ادلہ قطعیہ ہونا ضرور ہے اور جو امر قطعی نہین ہے اسکی ثبوت کیواسطے قطعی ہونا
ضرور نہین ہی اور نہ یہ ہی کہ جو امر قطعی نہین ہی تو اوسکا اعتبار کرنا جائز نہین ہی اور انکار کرنا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز ہے دیکہو
معراج آنحضرت صلعم کی بیت المقدس سے ساتوین آسمان و جنت وغیرہا تک دلیل قطعی سے ثابت نہین ہی اور باوجود عدم
ثبوت کی دلیل قطعی سے معراج مذکور کا اعتبار کیا جاتا ہی اور انکار اوسکا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز نہین ہے بلکہ اوسکا منکر
مبتدع قرار دیا جاتا ہی یہ مسئلہ مشہور و معروف ہی فی شرح العقائد النسفیہ فالاسراء وهو من المسجد الحرام الی بیت
المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض الی السماء مشهور ومن السماء الی الجنة او الی
العرش او غیر ذلك آحاد انتهی وقال علی القاری فی کتاب الخلاصة من انکر المعراج ینظر ان انکر
الاسراء من مکة الی بیت المقدس فهو کافر ولو انکر المعراج من بیت المقدس لا یکفر وذلك لان الاسراء
من الحرم الی الحرم ثابت بالآیة وهی قطعیة الدلالة والمعراج من البیت المقدس الی السماء ثبت بالسنة
وهی ظنیة الدلالة انتهی اس سے ثابت ہی کہ معراج جنت و عرش وغیرہ کی طرف احاد و ظنیۃ الدلالۃ سے ثابت ہی اور اسکی انکار سے

کافر

کافر نہین ہوتا ہی فقہ اکبر مین ہی فمن ردہ فہو ضال متبدع انتہی پس ثابت ہوا کہ گنگوہی کا کہ دلیل قطعی نہو اُسکا اعتبار
نہین ہی اور اسی پر انکار کو مبنی کرتا ہی ساقط ہی ورنہ معراج جنت وعرش وغیرہا تک کی بارہ مین خبر احاد وظنیۃ الدلالۃ کا
اعتبار نکرنا اور جنت وعرش وغیرہ ہا تک معراج ہونیکا انکار کرنا گنگوہی پر لازم ہوگا اور متبدع وضال ہونا ظاہر ہوجائیگا
ہان کوئی عقیدہ وعمل دلیل قطعی الدلالۃ سے ثابت ہووے اور کسی دلیل ظنیہ الدلالۃ واحاد سے اس عقیدہ وعمل کے خلاف ثابت
ہووے تو اُسوقت وہ دلیل ظنی الدلالۃ واحاد بمقابلہ قطعی کی غیر مقبول ہوگی اور ساقط قرار دیجاوے اور جو اس سے ثابت ہوگا اوس کا
انکار کیا جاویگا اسلئے کہ اوس سے رفع لازم آتا ہی قطعی الثبوت کا اور یہ نہین ہی کہ بدون مقابلہ ومناقضہ قطعی کے بھی عقائد مین
دلیل ظنی واحاد کا اعتبار کسیطرح کا نکیا جاوے اور اُسکے موافق ظن نہ رکہا جاوے اور اس سے جو ثابت ہووے اسکا انکار کیا جاوے یہ تو بدیہی
البطلان ہی کہ باوجود قیام دلیل ظنی اوسکی موافق ظن نہ رکہا جاوے اور بدون دلیل کے اُسکے مخالف کا یقین یا ظن کیا جاوے
ترجیح بلا مرجح یا ترجیح مرجوح کی جو باطل ہی اور کیا معنی ہین ایسی سفاہت وحماقت وہابیہ مین ہی اور دیکہو مولوی قاسم نے اثر عبد اللہ
بن عباس فی کل ارض نبی کنبیکم الخ کو حجت اس امر کی قرار دی ہی کہ چہ محمد دوسری طبقات زمین سوائی آنحضرت صلعم کی تہی
اور وہ بھی نبی تھے اور یہ اعتقاد چہ محمد ہر طبقہ زمین جاتیکا اس سے ثابت کیا اور اس اثر مین تاویل کرنے والے کو فرقہ بدعیہ مین سے شمار
کیا اور خود آیت قرآنی خاتم النبین مین تمام امت کی خلاف تاویل کی باوجودیکہ قاعدہ یہ ہی کہ تعارض کیوقت مابین حدیث احاد وآیت
قرآنی کی حدیث مین تاویل کرنا جائز ہی تو اسوقت گنگوہی یا دوسرکسی وہابیہ نے یہ نکہا کہ ایسے اثر سے عقیدہ ثابت نہین ہوتا ہی اور باب عقائد
مین یہ مقبول نہین ہی خصوصا وقت مناقضت کی اُس عقیدہ سے جو موافق قرآن واجماع کی ہے اسوقت یہ گنگوہی ان تمام اثر کو فراموش
کر لیا اور مولوی قاسم چونکہ اوسکی مقتدا اونمین سے تھے انکو ایسا جو آنبڈیا اور ایسے ادلہ پیش نکین اور یہان وہ ادلہ بمقابلہ مولف انوار
دربارہ امور مجلس میلاد شریف پائے ہوئین یہ وہی بات ہی کہ خود کے حق مین کوئی دلیل شرعی نہین قرار دیجاتی ہی اور خود جو کچھ کرین
اگرچہ فسق وکفر وبدعت سب درست ہو جاتا ہی ایسے لوگون کے ایمان کا کیا ٹھکانا ہی جو دوسرونکے واسطے ادلہ پیش کرین اور نہین ادلہ
کی پیش کرنیکا محل انکی اعمال وعقائد ہین تو اون ادلہ سے اعتراض کرین ایسے ایسے واہیات ومزخرفات اس فرقہ کی بہت جگہہ
مسئلہ بنالیتی ہین جو چاہتی دلیل بنالیتی ہین جس دلیل کو چاہا مانا جسکو چاہا نہ مانا مولف انوار ساطعہ نے یہ اعتراض وہابیہ کی طرف کا
ذکر کیا کہ مجلس میلاد شریف غیر مشروع ہی اسلئے کہ ریشمین وزرین کپڑے والی اور داڑہی منڈے لوگ آتی ہین پہر مولف نے جواب مین کہا
کہ یہ سبب عدم مشروعیت مجلس کا ہی تو لازم آتا ہی کہ عیدگاہ ونکاح مین بھی ایسے لوگ آتی ہین وہ مجالس بھی غیر مشروع ہونا چاہی اور وہان شریک
ہونا درست نہووے تو گنگوہی کو دیکہو صفحہ ۶۸ ۲ مین کبھی تو ایسے لوگونکی مدارات کرنیکی کے ساتھ طعن کرتا ہی اور کبھی جواب مین
مولف انوار کے کہتا ہی کہ ایسے لباس سے صلوات خمسہ وعیدین مین آوے تو تو نہی عن المنکر فرض ہی اور قدرت نہو تو اُنکو یعنی صلوات
کو ترک نکرنا چاہی کیونکہ یہ فرض وواجب ہین اور نکاح مین ایسے امور ہون تو شریک ہونا حرام ہی اور ایسونکو طلب کرکے شریک

کرنا حرام ہی اور آیت فلا تقعد بعد الذکری اور حدیث لا یاکل طعامک الا تقی ذکر کی اور عبارت شرح منیۃ المصلی و ان کان مع
الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ تزجر و تمنع و ان لم تزجر لا یترک اتباع الجنازۃ انتہی اور عبارت درمختار کی نقل کی و لا یترک
اتباعہا لاجلہا لان السنۃ لا تترک بما اقترن بہ من البدعۃ و لا یرد الولیمۃ حیث تترک حضورہا للبدعۃ
فیہا للفارق بانہم لو ترکوا المشی مع الجنازۃ لزم عدم انتظامہا و لا کذلک الولیمۃ ہر یہ فرض کفایۃ ہے
نہی کرنا واجب ہے نکریگا عاصی ہوگا لیس یہ حال جواب عیدین کا ہی اور امر مستحب مین ترک کرنا اسکا ضرور ہے جیسا کہ ضیافت کا حال
لکھا گیا اقول و باللہ التوفیق شیخ عبد الحق دہلوی رح باب امر بالمعروف کی فصل اول کے دوسری حدیث کی تحت مین فرماتی ہین کہ
در لغت مداہنت و مدارات بیک آمدہ است اما در شرع رخصتی در مدارات آمدہ و مذموم نیست بلکہ در بعضی مواضع مستحسن است
و فرق میان مدارات و مداہنت چنان کنند کہ مدارات انچہ بجہت ضبط دین و نگاہ داشت از تشویش وقت و دفع ظلم ظالمان بسازند
و مداہنت انچہ برائی حفظ النفس و طلب دنیا و جلب منافع از مردم و بی باکی در دین بکنند انتہی خلاصہ یہ ہوا کہ ضبط دین اور نگہبانی وقت کی
پریشانی سے اور دفع ظلم ظالمونکی غیر شرع لوگون سے موافقت کرے اور مداہنت یہ ہی کہ حفاظت جان و طلب مال دنیا و منفعت
کی لوگون سے اور بے باکی دین کے سبب سے موافقت کرے جب حال مدارات و مداہنت کا معلوم ہوا اور جواز رخصت مدارات ظاہر ہوئی
بلکہ بعضے مواضع مین مستحسن ہوئی تو گنگوہی کا مدارات پر طعن کرنا جہالت و سفاہت و سوء العقیدہ کے سبب سے ہی صفحہ ۲۵۸ رخصت پر عمل کرنے
والی کو محروم رخصت قرار دیا اور یہ حدیث رخصت کی محبوب ہونیکی بارہ مین بغیر سند و بے کتاب کے حوالہ کے قولہ علیہ السلام ان اللہ یحب
ان یوتی رخصہ کما یحب ان یوتی غرائمہ اور مندوب و عدم عمل کو رخصت پر تعدی فی حدود اللہ قرار دیا اور مدارات
کی رخصت شرع سے ثابت ہی بیان خود اس سے عمل کرنا موجب طعن گردانا اب مصداق حدیث و مرتکب تعدی حدود اللہ کا گنگوہی
کیون نہوا اماں گنگوہی کا ایمان قرآن حدیث پر نہوگا تو گنگوہی پر وہی دلیل اُسکی بیان کئی ہوئی حجت ہوگی اور مولف انوار نے
جو اعتراض کیا تہا مجالس نکاح و عیدین بہی ایسے لوگونکی شرکت سے غیر مشروع ہونا چاہی تو اُسکی جواب مین یہ کہنا کہ صلوات
خمسہ و عیدین مین بہی کوئی آوے تو نہی عن المنکر فرض ہے قدرت ہو تو اُنکو ترک نکرے کہ یہ فرض واجب ہین منصفین غور کرین
کہ یہ جواب مولف کا کسطرح ہوا مولف انوار نے یہ کب کہا تہا کہ نہی نکرے میلاد شریف مین ایسے لوگ آوینگے اور نہی عن المنکر فرض
نہین جو گنگوہی نہی کرنا اور نہی کا فرض ہونا بتاتا ہی سوال دیگر و جواب دیگر اتنی تمیز نہین کہ مولف کا کیا اعتراض ہی اور اسکا
کیا جواب چاہئی اُس کا تو جواب جب ہوتا کہ کسی دلیل شرعی ادلہ اربعہ سے یہ ثابت ہی کر دیتا کہ یہ مجالس و مجامع با وجود ایسے لوگون کے
شمول کے غیر مشروع نہین ہوتی ہین اور یہ تو ثابت کیا نہین تو جواب مولف کا ہرگز نہوا اور جب ثابت نکیا اور ان مجامع کی جواز کا
ہی قائل رہا تو وہی اعتراض مولف انوار کہ یہ دلیل تمہاری ناقص ہے کہ تخلف مدلول کا اس سے اس مجامع مین لازم آیا لیس قابل
اعتبار کے نہین اور مجلس میلاد شریف کا عدم جواز اس سے ثابت نہوا اور یہ جو کہا کہ ان امور یعنے صلوات خمسہ و عیدین ترک نکرے کہ فرض

حاکم دو ایجر

و واجب مین اس سے گنگوہی کو کیا نفع ہوا اور مولف کو کیا نقصان ہوا یہ کچھہ دلیل نہین اس امر کی نہوئی کہ محفل میلاد کو نہ ہونے دینا فرض
یا واجب ہے اور نچھوڑنا اس امر کا مقتضی نہین کہ مستحب کو چھوڑ دیا جاوے تو اسوقت ثابت ہوتا کہ عدم ترک فرض ترک مستحب کا مقتضی ہوتا مولف ترک فرض
و واجب و ترک مستحب دونون کا ترک نہین کہتا ہے ایسے لوگون کے شمول سے اور نکاح مین ایسے لوگ شامل ہووین تو حرام ہے قوله تعالیٰ فلا تقعد
الآیۃ و حدیث لا یاکل طعامك الحدیث کو حجت ٹھیرا کے سراسر سفاہت ہے یہ دونون دلیل مخصوص نکاح کے حق مین بھی نہین مین اور
نہ انمین عموم ایسا ہے کہ نکاح کو بھی شامل ہووین اگر عموم ہوگا تو صلوۃ خمسہ و عیدین و تراویح کو بھی یہ آیت و حدیث شامل ہو کر ان مجامع
مین شامل ہونا حرام کر دین اور ان مجامع مین شمولکی حرمت کا گنگوہی قائل نہین ہے پس عموم نہوا تو نکاح کو شامل ہونا نہ بطور خصوص ہے
نہ بطور عموم کے ہے ہان جن امور کو شامل ہونا فقہاء علماء نے فرمادیا ہے وہ مسلم ہے گنگوہی کی رای نہ گنگوہی کے حق مین حجت شرعیہ ہے نہ کسی دوسرے کے
حق مین پس رای گنگوہی باطل ہے اور یہ تحریم و تحلیل گنگوہی مانند تحلیل و تحریم احبار و رہبان کی ہے اپنی رای سے اور عبارت شرح منیۃ
المصلی سے صاف ظاہر ہے کہ اتباع جنازہ کو ترک نکرنا چاہئے اور نائحہ و صائحہ کو منع کرنا چاہئے یہی مدعی مولف انوار کا ہے کہ اگر مجلس میلاد شریف مین
ایسے لوگ آجاوین تو انکو نصیحت دینی ایسے امور سے چاہئے نہ ترک مجلس میلاد شریف جیسے کہ اتباع جنازہ کہ مستحب ہے اوسکو ترک نکیا ہے بلکہ ایسے
امور سے منع کرنا چاہئے یہ عبارت حجت مولف انوار کے ہے نہ گنگوہی کی اسقدر فہم کہان ہے کہ سمجھے کہ یہ کسکی حجت ہے اور عبارت رد المحتار سے بھی
مقصود گنگوہی حاصل نہین اور مولف انوار پر حجت نہین ہے اس عبارت رد المحتار مین اسقدر خیانت گنگوہی نے کی ہے کہ لفظ ولا کذلک
الولیمہ کے آخر سے اسقدر عبارت لوجود من یاکل حذف کر دی جس سے بخوبی واضح ہے کہ ہر شخص ترک نکرے ولیمہ کو باوجود غناء وغیرہ
کی کہ طعام کہانے باقی نہ رہے اور نیز فقہاء ہی تصریح فرماتے ہین کہ قدرت نہی ہووے تو شخص مقتدی کو چلا آنا چاہئے کہ اوسکے بیٹھے رہنے سے
شین و عیب دین کا ہے اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنیکا حکم فرماتے ہین در مختار مین ہے والا یقدر صبر ان لم یکن ممن یقتدی به فان
کان مقتدی و لم یقدر علی المنع خرج و لم یقعد فان فیه شین الدین اور یہ جو فرمایا ہے کہ پہلے سے معلوم ہووے تو
مقتدی و غیر مقتدی کوئی حاضر نہووے تو علامہ شامی فرماتے ہین کہ اگر اس شخص سے لعب وغیرہ کو چھوڑ دین تو جاوے اور کتاب تبیین سے کہ
منکر موجود ہووے تو اجابت دعوت لازم نہین ہے بروہ حدیث حضرت علی رض کے کہ آنحضرت صلعم کے دعوت انہونے کی تہی تصاویر
دیکہکر آنحضرت صلعم لوٹ گئے تہے نقلکر کے فرماتے ہین کہ مفاد حدیث یہ ہے کہ بعد حضور رجوع کرے اور منکر ہووے تو اجابت دعوت لازم نہین ہے
اس فرمانے علامہ سے واضح ہے کہ نفی لزوم اجابت کی ہے جانا حرام نہین معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کا رجوع کرنا ثابت ہے کراہت و قبولیت
کی حرمت ثابت نہین رجوع کا جواز متیقن ہے کراہت و حرمت مین کلام ہے اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنا اسیواسطے جائز ہے کہ اجابت دعوت
اقتران بدعت من غیرہ کی سبب سے متروک نہین ہوتی ہین مانند نماز جنازہ کی چنانچہ شامی مین بہی موجود ہے وهذا لان اجابة الدعوة
سنة لا تترك لما اقترن به البدعة من غيره كصلاة الجنازة واجبة الاقامة وان حضرتها نياحة هذا
قاسها على الواجب لانها قرينة منه لورود الوعيد بتركها كفاية انتهى عدم ترک اقتران منکرات کے سبب سے مخصوص

سنت وواجب کے ہی ساتھ نہین ہی بلکہ مستحبات کا حال بہی ایسا ہی ہے کہ اقتران منکرات ومفاسد کے سبب سے متروک نہین ہوتے مین جملہ
زیارت قبور بالاتفاق مستحب ہی شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوٰۃ مین فرماتی ہین زیارت قبور مستحب است بالاتفاق انتہی اور علامہ بہی رد المحتار
کی زیارت قبور مین فرماتی ہین قلت استفید منہ ندب الزیارۃ وان بعد محلہا انتہی اس سے چند سطور کے بعد فرماتی ہین قال ابن حجر
فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لا تترک
لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل وازالتہا ان امکن اہ وقلت ویؤیدہ ما مر من عدم ترک اتباع
الجنازۃ وان کان معہا نساء ونائحات تامل انتہی ان عبارات فقہاء سے واضح ولائح ہی کہ سنت بلکہ ترک مستحب کا بہی اقتران بدعت
ومنکر ومفسدہ کے سبب سے نہین ہے چنانچہ نماز جنازہ واتباع وساتہ جانا جنازہ کے عورتین رونے والی اواوکے ہمراہ ہووین تو ترک اسکا نہین ہے اور
اور زیارت قبور جو مستحب و مندوب ہی وہان بہی منکرات ومفاسد مانند اختلاط نساء ورجال کے ہووے تو اسکا بہی ترک نہین ہے ہان ایسے
امور منع کرنا چاہئے اگر منع نکرے تو اسکے ترک کا حکم علماء محققین نہین دیتے ہین اور ان قربات کو اقتران منکر غیر کے سبب سے منع نہین کرتی ہین اور مین
ولیمہ بہی مقتدی کیواسطے چلا آنا فرماتی ہین وہ شین فی الدین کے سبب سے اور ظاہر اس سے یہ ہے کہ کوئی شخص مقتدی ہو کر ایسے محل مین بیٹہا اسکو
تو لوگ یہ جانینگے کہ پیٹ کے واسطے یہ ذلت اسنے اختیار کی اور دنیا کی لالچ سے نہ اوٹہا اور یہ چلا آنا ہر ایک کے واسطے نہین فرماتی ہین اور نہ یہ حکم
دیتے ہین کہ ایسی دعوت ولیمہ کو منع کرنا چاہئے جیسا کہ گنگوہی مجلس میلاد مین جانا اور جا کر وہانسے اس سبب سے چلا آنا کہ وہان لباس غیر شرع
وداڑہی منڈے لوگ ہوتی ہین ہر ایک کے واسطے کہتا ہی پس اس عبارت سے ہرگز مقصود گنگوہی پر دلالت نہین ہے پس ترک مستحب کرنا اس
سبب مذکور سے ضرور ہونا اور ضیافت کا حال جو اس گنگوہی نے لکہا تہا سب کا معلوم ہوا کہ ضیافت کے ترک کا سب کو حکم نہین ہی اور نہ مستحب کا
تدلیل کسی عبارت منقول سے ضرور معلوم ہوتا ہی فقط گنگوہی دہوکہ دیتا ہی بلکہ عبارت فقہاء سے جو ہم نے نقل کی عدم ترک مستحب کا ان منکرات کے
سبب سے واضح ہی اور کذب گنگوہی کا واضح ہی مولف انوار نے بطور اعتراض کے ذکر کیا تہا کہ رات کہین محفل میلاد شریف ہوتی ہی اور سامعین بہت
رات گئی فارغ ہو کر سوتی ہین صبح کی نماز کو دیر ہو جاتی ہی کسیکی یا سو مین ایک نماز قضا ہو جاوے تو دلیل عام مذمت محفل میلاد قرار دیتے ہین پہر
مولف انوار نے جواب مین کہا اور عدم تمامیت دلیل کی اسطرح بیان اور تخلف دلیل کا مدلول سے اسطرح بنایا کہ نکاح اہتمام اور سحری کہا کر
سو جانیمین بہی کبہی ایسا ہو جاتا پس نکاح و سحری کو بہی حرام ہو جانا چاہئے گنگوہی نے پہر یہان غیب دانی و کذب کو کام فرمایا چنانچہ صفحہ ٢٠٧
مین کہتا ہی کہ بیشک جو محافل قصبہ رامپور مین شب کو ہوتی ہین تو صبحکی جماعت اکثر کیجاتی ہی اور بعض بعض کی نماز بہی قضا ہو جاتی ہی اور
جس امر مندوب سے ایسا ہووے تو اسکا کرنا منع ہی دلیل اسکی بخاری سے وکان یکرہ النوم قبلہا والحدیث بعدہا نقلکر کے قسطلانی کی عبارت
والسمر بعدہا قد یؤدی الی النوم عن الصبح او عن وقتہا المختار او عن قیام اللیل وکان عمر یضرب الناس علی ذلک
ویقول السمر اول اللیل ونوما آخرہ پہر کہا دیکہو کہ خدشہ فوت وقت مختار او ر تہجد مین حدیث صحیح سے مسامرۃ مکروہ ہی اور حضرت
عمر کا مارنا اسپر ثابت ہوا پہر شرح منیہ سے نقلکیا منہا ان فی الصلوۃ الرغائب مخالفۃ السنۃ فی تعجیل الفجر پہر کہا کہ

جب ترک سنت اسفار سے یہ نماز مکروہ ہوئی محفل میلاد واجب کے ترک مین تو حرام ہی ہونا چاہئے پہر کہا اگر تمام شادی و نکاح مین
نماز با جماعت فوت ہو وے تو وہ حرام ہے اور ایسا کام کرنا بہی حرام اگر سحری کے کہانیکے سبب سے جماعت فوت ہو تو ایسے شخص کو سحری بہی حرام ہوئی ملا
علی قاری شرح مناسک سے نقل کیا ثم اعلم انہ قیل یشترط ان یکون الحاج متمکنا من اداء المکتوبات علی وجہ المفروض فی
الاوقات قال الکرمانی لانہ لا یلیق بالحکمۃ ایجاب فرض علی وجہ یفوتہ فرض آخر پہر اسی کتاب کے حوالہ سے نقل کی و یؤید الاول
ایضا ما قال ابن الحاج المالکی لو ضیع صلوۃ و اخرجہا عن وقتہا لاجل فریضۃ الحج لا یجوز اجماعا و قد قال علمائنا
فی المکلف اذا علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ انتہی پہر کہا خدشہ فوت ایک صلوۃ مین
حج بہی ساقط ہوتا ہے چہ جائیکہ سحور مستحب کا کہانا حلال یا نکاح کے سامان مباح کا کرنا جائز ہو یا مولود مستحب کی شرکت درست ہو چہ جائیکہ مولود
بدعت کی پس واضح ہوا کہ ایک نماز کی فوت یا تاخیر سے یہ سب حرام ہو جاتا ہے **اقول** و باللہ التوفیق یہ گنگوہی قصبہ رامپور کے محافل کے حق مین
بی شک کہ یہ کہتا ہے کہ صبح کی جماعت اکثر اور بعض کے نماز بہی قضا ہو جاتی ہے الحق گنگوہی نے یہ کسطرح جانا کہ جمیع محافل قصبہ مذکور کے ایسے ہین اور
یہ تفصیل کہ اکثر جماعت جاتی رہتی ہین اور بعض قضا بہی ہو جاتی ہے یہ گنگوہ مین رات کو خرانٹے بہرتا ہے جسوقت محبان آنحضرت
صلعم کی محافل انوار و برکات سے فیضیاب ہوتی ہین اور اسکا شاگرد رشید جس کے نام براہین قاطعہ لکہی اسکی بڑی تعریف تقریظ مین
اینٹہہ رہتا ہے پس یہ حال ان دونو کو کیونکر بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہے باوجودیکہ یہ دونون وہان رہتے تب بہی محافل میلاد کے عناد
قلبی کے باعث وہان نہین جاتے ہین اور نہ تمام مساجد کی محافظت فجر کیوقت یہ دونون کر سکتے کہ کسی مسجد مین ان محافل
کے لوگ فجر کی نماز کو اسطرح اکثر نہ پاتے ہوئے دیکہہ سکین اور انکے چیلون چانٹون مین ایسے محافل مین گہسنے پاتا ہے اور نہ وہ اہل محافل
انکی بد اعتقادیکی باعث انکے پاس جاتے ہین پس حال بالتفصیل انکو معلوم ہو جانا بعید ہے یا تو گنگوہی دعوی غیب کا کرتا ہے یا خلاف واقع
کہتا ہے پس بے شک یہ قول گنگوہی کا جہوٹ ہے اور ہم مولف انوار کسی ایک کے دیر ہو جانا یا اسکی نماز قضا ہو جانا کہا تو اس سے یہ ثابت نہین
ہوتا ہے جو گنگوہی نے کہا ہے اور ایک دو سے ایسا ہو جاوے تو علی العموم تمام محافل کا یہ حکم عدم جواز کا دینا سراسر سفاہت و حماقت ہے لیلۃ
التعریس مین آنحضرت و تمام صحابہ رض کے تمام قضا ہوئی فجر کی تو اسکی سبب سے رات کا چلنا ممنوع و حرام نہوا اور کبہی ایسا ہو جانے سے یہ حکم عام
بلکہ یہ خاص ہی آنحضرت صلعم نے نفرمایا اور رات کو چلنا کچہہ فرض و واجب و سنت موکدہ بہی نہین ہے اور جہاد کی فرضیت اسکی مقتضی
نہین کہ رات کو ہی چلنا واجب یا سنت موکدہ ہو جاوے اور خندق کہودنیکے سبب سے چار نمازین آنحضرت صلعم کی مع صحابہ رض کی قضا تو
خندق کہودنا حرام نہوتا اور خندق کہودنا لوازم جہاد سے نہین ہے اگر مناسبات سے ہو پس شاذ و نادر کوئی امر پایا جاوے تو اس پر
ترتیب حکم کا ہونا عقل و نقل سے ثابت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس امر مندوب ایسی علت کے سبب سے ممنوع و حرام
نہین ہو جاتا ہے اور یہ گنگوہی اپنی زبان سے ہی اس تحریم کا قائل ہے مانند رہبان کے کسی قصہ معتبر کے تصریح اس بارہ مین پیش نہین
کر سکتا ہے اور حدیث بخاری و نقل قسطلانی سے یہ مدعی گنگوہی ہرگز حاصل نہین ہے یہ گنگوہی اپنی بعلمی و فساد عقیدہ کے باعث سے اس حدیث

و عبارت قسطلانی سے یہ سمجھگیا ہی کہ مسامرہ کرنا بعد عشا کی امر خیر مین بہی جائز نہین ہی اور حال آنکہ یہ غلط محض ہے بلکہ حدیث مین
باتین و قصہ بیان کرنا بعد نماز عشاء کے جو مکروہ تو وہ مکروہ ہی جو امر خیر نہووے اور امر خیر اگر ہووے مانند قرأۃ قرآن و ذکر و حکایت صالحین
و فقہ یا مہمان کی ساتھہ باتین کرنا یا کوئی حاجت تو مکروہ نہین اگرچہ خوف فوت ہونے صبح کا ہووے نوم مین تفریط نہین ہے بیداری مین
اُس شخص پر تفریط جو نماز کو وقت سے خارج کردے ہان ظن غالب تفویت کا ہووے تو حلال نہین ہے، قال رد المحتار قال الزیلعی
وانما کرہ الحدیث بعدہا لانہ ربما یودی الی اللغو او الی تفویت الصبح او قیام اللیل لمن لہ عادۃ بہ واذا کان لحاجۃ
مہمۃ فلا باس وکذا قرأۃ القرآن والذکر وحکایات الصالحین والفقہ والحدیث مع الضیف اھ والمعنی فیہ ان یکون
اختتام الصحیفۃ بالعبادۃ کما جعل ابتداءھا بہا لیمحی ما بینہما من الزلات ولذا کرہ الکلام قبل صلوۃ الفجر و
تمامہ فی الامداد ویؤخذ من کلام الزیلعی انہ لو کان لحاجۃ لا یکرہ وان خشی فوت الصبح لانہ لیس فی النوم تفریط
وانما التفریط علی من اخرج الصلوۃ عن وقتہا کما فی حدیث مسلم نعم لو غلب علی ظنہ تفویت الصبح لا یحل لانہ
یکون تفریطا تامل انتہی اور امام عینی بہی شرح ہدایہ مین بہی فرماتے ہین کہ باتین و سامرہ خیر کا بعد عشا کی علما نے جائز رکہا ہی اور حدیث
بخاری و مسلم سے دلیل پکڑی ہی کہ آنحضرت صلعم نے بعد نماز عشا کی اپنی اخر حیات مین باتین کین اور حدیث ترمذی و نسائی سے
حجت پکڑی ہی کہ حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابی بکر رض کی ساتھہ رات کو مسامرہ کرتے تھے اور مین انکے ہمراہ تہا چنانچہ
عبارت یہ ہی وقد اجاز العلماء السمر بعد العشاء فی الخیر واستدلوا لذلک بما اخرجہ البخاری ومسلم عن سالم عن ابن
عمر رض قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ صلوۃ العشاء فی آخر حیاتہ فلما سلم قال ارأیتکم لیلتکم
ہذہ فان علی راس مائۃ سنۃ لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض وروی الترمذی فی الصلوۃ والنسائی فی المناقب
عن ابراہیم عن علقمۃ عن عمر رضی اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمر عن ابی بکر رض لیلۃ
فی الامر من امر المرسلین وانا معہما انتہی اور امام ابن الہمام نے بہی فتح القدیر مین یہی لکہا ہی کہ علما نے بعد عشا مسامرہ
و حدیث خیر کو جائز رکہا ہی اور وہ بہی حدیث صحیحین و ترمذی و نسائی سے حجت پکڑی ہی اور ترمذی کا حدیث کو حسن کہنا بہی
لکہا ہی اور اسقدر اور زیادہ لکہا ہی وروی الامام احمد عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا سمر
بعد الصلوۃ یعنی العشاء الاخرۃ الا لاحد رجلین مصل ومسافر وفی روایۃ او عروس وفی حدیث
من خاف لا یقوم رواہ مسلم اس روایت امام سے مصلی و مسافر و عروس کا مستثنی ہونا حدیث نبوی سے بہی واضح ہے
علما حنفیہ کے نزدیک مسامرہ کا مکروہ نہونا امر خیر و حاجت و مصلحت وغیرہ مین تو معلوم ہولیا اب شافعیہ کے علما سے بہی کچھہ تہوڑا سا
نقل کیا جاتا ہی قال الامام النووی فی شرح مسلم قال العلماء والمکروہ من الحدیث بعد العشاء ہو ما کان فی الامور التی لا
مصلحۃ فیہا واما ما فیہ مصلحۃ وخیر فلا کراہۃ فیہ وذلک کمدارسۃ العلم وحکایات الصالحین ومحادثۃ الضیف

والعروس للتأنيس ومحادثة الرجل اهله واولاده للملاطفة والحاجة ومحادثة المسافرين بحفظ متاعهم وانفسهم والحديث
فی الاصلاح بين الناس والشفاعة اليهم فی خير والامر بالمعروف والنهی عن المنكر والارشاد الی مصلحة ونحو ذلك
فكل هذا لا كراهة فيه وقد جاءت احاديث صحيحة ببعضه والباقی فی معناه وقد تقدم كثير منها فی هذا الابواب
والباقی مشهور ثم كراهة الحديث بعد العشاء المراد بها بعد صلوة العشاء لا بعد دخول وقتها واتفق العلماء علی
كراهة الحديث بعدها الا ما كان فی خير كما ذكرناه انتهی اس سے واضح ہی کہ تمام علما متفق ہین کہ خیر و مصلحت مین
کراہت نہین علم کا درس و حکایات باتین کرنا اور امر بالمعروف اور نہی المنکر کرنا ارشاد طرف مصلحت کے کرنا و مانند اسکے کچھ مکروہ
نہین ہے پس مراد حدیث بخاری اور اس عبارت قسطلانی جو گنگوہی نے نقل کی ہے یہی ہی کہ مکروہ وہ ہی جسمین کوئی خیر و مصلحت
نہووے پس امر مندوب کے ممنوعیت کو جو گنگوہی کراہت سامرہ پر مبنی کیا تہا اسکا بطلان بخوبی ظاہر ہوگیا اور جہالت و مخالفت اسکی
مسئلہ متفق علیہا علما سے واضح ہوگئی اور حضرت عمر رض کا مارنا بہی اسحالت مین ہی کہ مسامرہ جز و مصلحت کا نہووے اور کلام امام عینی سے واضح
ہوگیا کہ خوف فوت نماز کا ہووے تب بہی مصلحت و خیر حاجت کا مسامرہ مکروہ نہین ہی اب یہ گنگوہی جو خدشہ فوت وقت مختار سے جو مسامرہ
خیر کا مکروہ بلکہ منع بتاتا ہی یہ نئی شریعت خلاف علماء دین کی اس نے بنائی ہے ہان اس شخص کو ظن غالب تفویت نماز کا ہووے تو
حلال نہین ہی مسامرہ اس سے یہ ثابت نہوا کہ تمام محافل ہی منع ہوجاوین اور عبارت شرح منیہ صلوٰۃ رغائب کے بارہ مین جو ہی اس سے
حجت اسپر لانا جہالت صرف ہی وہ مجموعہ مکروہات کا ہی وہ امر مندوب کہان ہی دوسرے کیون نہین جائز ہے کہ اس صلوٰۃ کو عاملین نے
اپنے اوپر بہی لازم کیا ہووے کہ تعجیل صلوٰۃ مین عمدًا باوجود بیداری کی اسوقت مین تاخیر کرتے ہووین اور دوسری وجوہ
کراہت و حرمت کی اسمین موجود ہین اسکی تائید اس سے بہی ہو سکتی ہی پس عبارت ہرگز حجت نہین اور اس پر قیاس اسکا ہرگز صحیح
نہین اور نکاح و شادی مین ایک دو کی نماز با جماعت قضا ہوجاوے اور سحری کہا کر کوئی سوجاوے اگر غالب ظن بیداری کا ہووے وقت
نماز کے تو اس نکاح و سحری کو حرام کہدینا جہالت صرف ہی آنحضرت صلعم نماز مین تفریط نہونا ایسی حالت مین اور نائم کا مرفوع القلم
فرماتی ہین اور یہ ناواقف نکاح و شادی و سحری کو حرام بتاتا ہی کہین آنحضرت صلعم کی سفر رات کو جسمین آپ سوگئے تھے اور خندق
کہودنے کو جسمین آپکی چار نمازین قضا ہوگئی حرام بتاکر خارج الایمان بخوبی نہو جاوے اس تمیز پر یہ معاملہ کہانسے کہانتک پہونچتا
ہی اور بالفرض سحری و نکاح و شادی کے سبب سے جسکی نماز یا جماعت قضا ہوئی اور اس سے حرمت لازم آئی تو اسی شخص کو لازم
آئی کہ جسکی قضا ہوئی تمام محافل نکاح و تمام لوگونکی سحری تمام حرام نہوگئی اور مولف انوار تو اسی اعتراض وہابیہ کے جواب مین کہ
کسی شخص کی نماز و جماعت قضا ہوجانے سے عام محفل میلاد شریف کو مذموم و حرام بتاتے ہین یہ نقض ساتھ نکاح و سحری کے کرتا ہی
اب گنگوہی کے قول سے تو اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ نکاح و سحری کے باعث اس شخص کے اوپر حرمت آتی ہی جسکی نماز قضا ہوئی یا
جماعت گئی اور عام سحور و انکحہ کے حرمت و مذمت کی تصریح گنگوہی نے نہین کی پس یہ جواب مولف انوار کا نہوا ان عام نکاح و سحری کو

حرام کہتا تو یون حرام کہنا باطل وحرام بلکہ قریب کفر کے ہوتا لکن جواب سے کچھ علاقہ ہوتا اب جواب سے کچھ علاقہ اسکو نہین ہے اور شرح مناسک سے جو نقل کیا اُس سے سراسر جہالت وضلالت گنگوہی کی ظاہر ہے کیونکہ شرح مناسک کے اول عبارت سے یہ ثابت ہی نہین کہ نماز کے ترک کا خدشہ ہووے تو حج کرنا حرام ہے بلکہ اُسکی عبارت مین تو یہ الفاظ موجود ہین انما علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ اور علم کے معنے اہل شرع یقین کے لیتے ہین خود یہ گنگوہی طریق علم ذکر کر لیا ہے حواس وعقل وخبر صادق کی جگہ خبر رسول کہچکا ہے اور خبر سے مراد متواتر ہے یا آنحضرت صلعم کے دہن مبارک سے سنی ہوئی ہووے اور یہ تینون موجب یقین ہین پس علم سے مراد یقین ہے وہان بہی جسجگہ طریق علم کی بتائی ہین اور اگر یقین مراد نہووے بلکہ عام مراد ہووے کہ ظن و اعتقاد جازم ممکن الزوال کو بہی شامل ہووے تو خبر واحد وتقلید مجتہد طریق علم ہین اور حصر تین مین باطل ہے یہی شرح عقائد مین لکھا ہے عبارت یہ ہے واما خبر الواحد العدل وتقلید المجتہد فقد یفیدان الظن والاعتقاد الجازم یقبل الزوال فکانہ اراد بالعلم ما لا یشملہا والا فلا وجہ لحصر الاسباب انتہی پس کونسا بیان موجود ہے جس سے یہ مفہوم ومعلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت شرح مناسک مین علم معنی نہین ہین پس جب کوئی صارف نہین تو یہان علم اپنی معنے بمعنی یقین کے ہے اور جب یقین کے معنے علم کے اسمحل مین ہوئے تو مطلب اس عبارت کی یہ ہوئی کہ جب یقین ہوجاوے کسیکو فوت ہونے نماز کا سبب حرام کے واسطے حج کی تو حج ساقط اُس شخص سے جسکو یقین ہووے اور گنگوہی کہتا ہے کہ خدشہ فوت ایک نماز کا ہووے تو حج ساقط ہے اور خدشہ کے معنے خراش کے ہین مجازاً بمعنے شک وشبہ کے بہی آتی ہین چنانچہ غیاث اللغات مین موجود ہے خدشہ بالفتح بمعنی خراش ومجازاً بمعنی شک وشبہ از منتخب وصراح انتہی اور اس قول گنگوہی مین خدشہ بمعنے خراش کے تو مراد ہرگز نہین ہو سکتا ہے معنے مجازی شک وشبہ کے ہی یہان ہو سکتے ہین پس قول گنگوہی کے یہ معنے ہوئے کہ شک وشبہ فوت نماز کا ہووے حج کو جانے سے تو حج ساقط ہے پس قول گنگوہی کا مخالف ہے عبارت ملا علی قاری کی اور تمام جہان کی ہے کہ آجتک کوئی اس امر کا قائل نہین ہوا ہے کہ فقط خدشہ وشبہ وشک فوت ہونے ایک نماز کے حج کی فرضیت ساقط ہوجاوے ایسے اعتقاد کو کفر کہا جاوے تو بجا ہے اور سفاہت گنگوہی کی دیکھو کہ دعوی تو ثبوت کراہت وحرمت کا تہا خدشہ فوت ہوجانی نماز کے اور اسی بنا پر سجود کا کہانا اس گنگوہی نے حرام بتایا تہا اپنی نادانی سے اور ثبوت حرمت کیواسطے عبارت وہ پیش کی جس سے سقوط حج حالت علمیت فوت نماز مین ثابت ہووے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی کے زعم فاسد مین یہ ہے کہ سقوط فرضیت حج بہی حرمت وکراہت ہے یا اسکو حرمت وکراہت فعل حج کی لازم ہے پس اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو چیز فرض نہووے اور اُسکی فرضیت ذمہ مکلف سے ساقط ہووے تو وہ مکروہ وحرام ہووے پس واجب وسنت ومستحب ومباح اِن تمام کا حرام ومکروہ ہونا لازم آویگا اسکا قائل تو کوئی مجنون یا زندیق ہی ہوگا نہ عاقل ومسلمان ایسے لغویات وزٹلیات سے حلال کو یہ گنگوہی حرام ومکروہ بناتا ہے ایسے عقل وایمان پر افسوس کرنا چاہیے اور اس گنگوہی کو اتنا بہی خیال نہین کہ خدشہ فوت صلوۃ واحدہ سے ساقط ہونا حج کا جو بتاتا ہے تو اس سے یہ باب حج کا مسدود ہونا اکثر لوگون زمانہ کے حق مین لازم آتا ہے کیونکہ

خدشہ وشبہ اسکا آجکل کے لوگونکو بہت ہوسکتا ہی بلکہ یہ حجت اہل دول طالب آرام کی واسطے خوب ہاتھ آئی کہ اس خیال سے کہ کہین
نماز فوت نہو جاوے حج کو جانا انہی اوپر فرض نجانینگے اور تارک حج بنینگی اسکا وبال گنگوہی کی جان پر ہی ہیگا کہ ایسا غلط مسئلہ بتاکر حج
کو ساقط کراتا ہی خدا تعالی کا خوف جسکو ہی وہ تو ایسا نہین کہہ سکتا ہی جسکو ایمان کی ہی پرواہ نہین ہے اسکو اسکا کیا خوف ہی اور جو عبارت
شرح مناسک کا مطلب ہی وہ اوپر بیان ہوچکا ہی کہ فوت ہونے نماز کا علم یعنے یقین ہووے اسوقت مین یہ حکم ہی نہ فقط خدشہ سے یہ حکم ہی جیسا کہ
گنگوہی نے بیان کیا ہی اور یہ ساقط ہونا حج کا بحالت یقین فوت نماز واحدہ کے کتب معتبرہ ہدایہ وعینی وفتح القدیر وشامی ودرمختار وغیرہ
مین جن پر فتوی دیا جاتا ہی موجود نہین اور شرح مناسک اسوقت حاضر نہین ہی اور گنگوہی کے خیانت عبارت کتب مین کرنا اوپر معلوم
ہوچکا ہے پس اس نقل گنگوہی پر یقین وظن غالب نہین ہی کیا عجب ہی کہ یہان بھی تصرف کیا ہووے اور بالفرض اگر شرح مناسک مین
یہہ ہووے تب بھی اس روایت مفتی بہا ہونا مسلم نہین ہی اور اسکا معمول بہا ہونا ہم تسلیم نہین کرتے ہین ورنہ کتب متداولہ معتبرہ قدیمہ
وجدیدہ متون وشروح وفتاوی مین اس پر فتوی ہوا کیون نہین مذکور ہوتا ایسے روایت شاذہ کی جہت سے کیون سقوط فرض
کا کہ حج ہی حکم دیا جاوے بلکہ درمختار مین مصرح ہی کہ ضاق وقت العشاء والوقوف یدع الصلوة ویذہب لعرفة للحج انتہے
یعنے وقت عشا کا اور وقوف کا تنگ ہووے تو نماز چہوڑ دے اور عرفات کو چلا جاوے یعنے اگر نماز عشا راستہ مین پڑہتا ہی تو عرفات کو پہونچنے سے
پہلے ہی فجر طلوع ہوئی جاتی ہے اور اگر عرفات کو جاتا ہی تو نماز عشا کی ہاتھ سے جاتی ہی اسقدر وقت نہین ہی کہ دونون ہوسکین تو نماز چہوڑ
دینا چاہئے اور حج کیواسطے عرفات پر جانا چاہئے اس قولکی تحت مین رد المحتار مین ہی کہ سراج مین بہی ایسے ہی مشی کی ہی اور شرح لباب مین اسکی عکس کو
اختیار کیا ہی یعنے عرفات کو نہ جاوے اور نماز پڑہلے اسلئے کہ تاخیر وقوف کیلئے عذر کی باوجود امکان تدارک کی سال آئندہ مین جائز ہی اور ترک
فرض حاضر کا ترک دوسرے فرض کی تحصیل کیواسطے نہین ہے یہی ظاہر ہی اعتبار دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ہی اور مختار رافعی کا بھی ہی بخلاف امام نووی
کی اور صاحب نخبہ نے کہا کہ حالت چلنے مین اشارہ سے پڑہلے پہر قضا پڑہے احتیاطا یہ قول حسن اور جمع مستحسن ہے عبارت رد المحتار کی یہ ہی قوله یدع الصلوة الخ مشی
علیہ فی السراج واختار فی شرح اللباب عکسہ لان تاخیر الوقوف مع امکان التدارک فی العام القابل جا
ولیس فی الشرع ترک فرض حاضر لتحصیل فرض آخر قال وہذا ہو الظاہر اعتبارا من الادلة النقلیة والعقلیة
وہو مختار الرافعی خلافا للنووی من ائمة الشافعیة وقال صاحب النخبة یصلی ماشیا مومیا علی قول من یرا
ثم یقضیہ احتیاطا قال وہذا قول حسن وجمع مستحسن اہ انتہی دیکھو عبارت درمختار سے واضح ہی کہ حج کیواسطے ترک نماز کرے
اور وقوف عرفات حاصل کرے اور سراج مین بھی یہی ہی اور شرح لباب مین اگرچہ تاخیر وقوف کرنیکو کہا ہی عذر کے سبب سے لیکن ساقط ہونا
حج کا ترک وفوت نماز کی سبب سے نہین کہا اور صاحب نخبہ نے تو وقوف عرفات وحج کی لحاظ سے ہی نماز راستہ مین اشارہ سے پڑہنا اور پہر قضا کرنا فرمایا ہی سقوط حج کا قول کسی نے
فوت نماز کی سبب سے نہین فرمایا اور علامہ شامی صاحب رد المحتار نے خاتمہ مین شرح مناسک وغیرہ کی قول ہی بعض مواضع مین یہ رد المحتار مین نقل کئے ہین اگر سقوط
حج کا قول بسبب فوت نماز کی معتبر ومختار ہوتا تو بیان ضرور نقل کرتے پس واضح ہی کہ یا تو یہ قول شرح مناسک مین موجود ہی نہین ہی یا ہی تو مختار ومعتمد نہین ہے الیہ قول

بہی کتب مین بعضے ہوتی ہین کہ وہ معتمد بہا کسی کے نزدیک نہین ہوتے ہین چنانچہ درمختار مین ہی کہ طالب علم غنی کو بہی زکوۃ لینا درست ہی جبکہ علم پڑہا نہین خود کو مشغول کرے اسلئے کہ وہ بسبب اس شغل کے کسب سے عاجز ہی اور حاجت ضرورت کی طرف داعی ہی چنانچہ عبارت درمختار کی ہی ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکاۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ لعجزہ عن الکسب والحاجۃ داعیۃ الی ما لا بد منہ کذا ذکرہ المصنف انتہی اس عبارت سے یہ مسئلہ ظاہر ہی کہ طالب علم غنی کیواسطے لینا زکوۃ کا حرام نہین فرماتے ہین اور اس پر اعتماد کسی نے نہین کیا چنانچہ عبارت علامہ شامی کی یہ ہی وہذا الفرع مخالف لاطلاقہم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احد ط قلت وہو کذلک والاوجہ تقییدہ بالفقیر ویکون طالب العلم مرخصا لجواز سوالہ من الزکوۃ وغیرہا وان کان قادرا علی الکسب اذ بدونہ لا یحل لہ السوال کما سیاتی ومذہب الشافعیۃ والحنابلۃ ان القدرۃ علی الاکتساب تمنع الفقر فلا یحل لہ الاخذ فضلا عن السوال اذا اشتغل عنہ بالعلم الشرعی انتہی پس کیون نہین جائز ہی کہ یہ مسئلہ سقوط حج کا بہی ایک نادر یقینا ہوت ہونیکی سبب سے ایسا ہی ہووے کہ کسی نے اس پر اعتماد نکیا ہو مانند اس مسئلہ زکوۃ طالب غنی کی اگر گنگوہی یا کسی دوسیر کو ادعا اس امر کا ہی کہ یہ مسئلہ معتمد علیہا فقہاء کا ہی تو اسکی تصریح دکہاوے کہ اس پر فقہاء معتبرین نے اعتماد کیا ہی ورنہ ایسے مسائل بیان کرکے جہلاء کا اعتقاد خراب کرنے سے توبہ کرے اور مسائل اہل سنت وجماعت کو قبول کرے ورنہ استحقاق عذاب نار اوسکے لئے ثابت ہی یہ تہوڑی سی اغلاط براہین قاطعہ کا ہمنے اظہار کیا ہی تب بہی اسقدر اجزاء اس رسالہ کی ہوگئی ہین اگر جمیع اغلاط کا اظہار کیا جاوے اور ہر غلطی کا تفصیل سے بیان کیا جاوے اور تناقض وتدافع اقوال صاحب براہین کا ہر موقع وہر محل مین ثابت کیا جاوے اور ترک دیانت کا اظہار کیا جاوے اور ہر مسئلہ کا ثبوت جبکی یہ وہابیہ منکر ہین ادلہ متعددہ واقوال کثیرہ علماء سے دیا جاوے اور کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑا جاوے تو دفاتر ہوجاوین کہ اسکا طبع ہونا اور لوگونکو مطالعہ کل کا کرنا مشکل ہوجاوے اسواسطے ان چند اغلاط کی اظہار پر اور ثبوت مسئلہ پر بطور اجمال واختصار اور بعض ولکر بیان اور باقی کی ترک پر اکتفا کیا گیا کہ اہل انصاف اسیسے ہی قدر حال کتاب براہین قاطعہ اور اسکی مولف ومقرظ کی مذہب واعتقاد وعلم وفہم پر واقف ہوجاوینگی اور جسطرح اقوال صاحب براہین کا بطلان واضح ہوگیا ہی اسیہی پر قیاس کرکے باقی اقوالکو بہی جو ہمنے نہین لئی ہین انکا بہی باطل وغلط ہونا جانلینگے پس اسیہی قدر پر یہ رسالہ ختم کیا جاتا ہی اس رسالہ مین مخاطب کی تفہیم زیادہ مدنظر رہی لہذا خاکسار نے اوسیکا لہجہ بہ تکلف اختیار کیا اور چونکہ اس عاجز کو اس لہجہ مین پوری مہارت نہین ہے اور نہ احقر کی زبان اوس سے آشنا اور یہ ظاہر ہی کہ زبان غیر معتاد مین عبارت نامربوط رہجاتی ہے علی الخصوص جبکہ اسمین مہارت کامل نہو لہذا منصفین سے امید ہی کہ فقط مطلب پر نظر رکہین کیونکہ ایسی مقام پر قصدا بہی عبارت نادرست رکہی جاتی ہی کہ کسیطرح مخاطب کی سمجہہ مین آجاوے مثلا ایک شخص سے گاؤن کا رہنے والا اور معلوم ہی کہ اگر اس سے کہا جائیگا کہ فلان چیز اٹہادو تو وہ یہ سمجہیگا اور دو سے کہ صیغہ امر ہی اسم عدد مراد لیگا یعنی دو پس بدرجہ ناچار اسکی تفہیم کیواسطے کہا جائیگا کہ فلان چیز اٹہا دیو تاکہ وہ سمجہے اگر وہ بعد کہا نا کہا نیکی احقر نے برتقدیر واقف ہونیکی سد خلل وعفو زلل فرماوینگے اور قبول سطابق واقع مطلع ہوکر دعای خیر سے یاد فرمایا کرینگی اور حاسدین کہ حسد سے خلاصی دشوار ہی اسواسطے انکا خیال موجب ملال نہ جاننا چاہی انکی حق مین اللہ تعالی ہی کو کافی ماننا چاہی حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین برحمتہ وہو ارحم الرحمین تمت تمام شد

واضح ہو کہ اہل اہتمام کی غفلت اور شایقین کی عجلت سے یہ صورت اس کتاب کی ہوئی کہ لوح ہی سے اغلاط کا درست ہونا شروع ہو گیا کہ ذکا اور عقول کے درمیان واو تفسیری کاتب سے چھوٹ گیا تھا سو متروک ہی رہا اور صفحہ ۵۸ سطر ۲۱ مین لفظ مثیل کہ صفت مشبہ ہی یون لکھا گیا مثیل لیکن اس قسم کے اغلاط کو اہل تمیز ابتدائی نظر ہی مین معلوم کر لین گے اور وہ جو بعض مقام پر الفاظ عدیدہ کاتب نے چھوڑ دئے ہین تو اوسکے ماتقدم اور ماتاخر سے کتاب کا اصل مطلب طالبان حق سے مخفی نہین رہنے کا انشاء اللہ تعالی اور نا انصاف و طالب باطل کیطرف ہمارا التفات نہین ہی اور نیز ظاہر ہو کہ علمای کرام اور فضلای عظام جمیع بلاد اسلام جونکہ ہمارے ہم عقیدہ اور ہم مشرب ہین اگر ان سب کی تقریظین اس کتاب پر بھیجی جاوین اس وجہ سے تقریظوں کیطرف زیادہ خیال نہوا ورنہ سیکڑون تک نوبت پونہچتی چنانچہ اسکا حال انشاء اللہ تعالی پھر کبھی معلوم ہو جاویگا اور جن بزرگونسے تقریظونکی درخواست کی گئی اون سے باصرار یون التماس ہوا کہ جناب بہت مختصر تحریر فرما دیں کہ گنجایش نہین ہی اور جو طویل لکھی گئی وہ مختصر بلکہ اخصر کیگئی الغرض چند تقریظین یہان مرقوم ہوتی ہین کہ اہل ہدایت کو مسرت ہو اور ارباب ضلالت کو ہدایت واللہ الہادی وعلیہ اعتمادی ـــ

رامپور افغانان صورۃ ما افادہ شمس الاصفیاء الکاملین بدر العرفاء الواصلین العارف الربانی سبط مجدد الالف الثانی مرشد الخافقین مولانا الحافظ الحاج الصوفی النقشبندی المجددی **المولوی محمد ارشاد حسین** ادام اللہ تعالی ظلالہ و فضائلہ و افام فیوضہ ونوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ سبحانہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی **اما بعد** راقم الحروف نے یہ کتاب البوارق اللامعہ بتفصیل دیکھی معلوم ہوا کہ مولف محق محقق نے جوابات شبہات مقابلین کے بنہج عمدہ و سنجیدہ دئے ہین اور ترد ید ادلہ مبطلین کی بطریق پسندیدہ کی ہی یہان تک کہ اکثر مقامات مین گنجایش دم زدن بنہج حق و صواب و داب مناظرہ اولی الالباب نہین چھوڑی بعد دیکھنے اس کتاب کے اور اطلاع پانے کے اوپر طریق حق و صواب کے اگر کوئی سخن پروری کرے تو عند العقلاء سراسر تعصب اور مکابرہ ہوگا وماذا بعد الحق الا الضلال واللہ سبحانہ الہادی الموفق الی صفات الکمال وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ خیر صحب و آل

العبد الراقم

نقل مہر

۸۲ | احمد ۱۲ھ
محمد
ارشاد حسین

جزیرۂ معمورۂ بمبئی صورۃ ما رقمہ سند السلف سید الخلف بقیۃ العلماء الراسخین

نخبۃ الفقہاء والمحدثین ماہرین علم الا وقد بلغ اقصاہ **مولانا المولوی محمد عبید اللہ** سلمہ اللہ سبحانہ وابقاہ البدایونی موطناً والحنفی مذہباً المدرس الاعلی فی المدرسۃ المحمدیۃ الواقعۃ فی بمبئی صانہ اللہ تعالی عن شرور اہل البغی +

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لمن برہن الحق ببراہین قاطعہ وبرق الدین ابریق ببروق بوارقہ اللامعہ والصلوۃ والسلام علی من برق من بارق شرعہ برق الہدایہ فلازالت الانوار ساطعہ وعلی آلہ واصحابہ الذین برق بارق الاسلام ببرقان بارقتہم البارقہ فظلت ابصار المارقہ بارقۃ خاضعہ **اما بعد** فقیر نے اس کتاب کے مواضع متعددہ کا مطالعہ کیا دلائل کو نہایت چست اور مضامین کو بہت درست پایا براہین واہیہ براہین قاطعہ کے قطع کیو اسطے سیف قاطع اور اثبات حق ودمغ باطل کیلئے برہان ساطع ابطال باطل اور احقاق حق مین نسخہ بینظیر خصم ضال کے رد وابطال مین صحیفہ دلپذیر مطالب حقہ کی توضیح وتنقیح مین قابل دید مذاہب باطلہ کی تفضیح وتقبیح مین مثل اسکے دیدنہ شنید الحق کتاب کیا ہی آئینہ حق نما ہی واسطے گمراہان تیہ ضلالت کے اسکو موسٰی کہنا بجا ہی مخالفین کو چاہئے کہ گردن تسلیم خم کرین حق بات سے منہہ نہ موڑین اور اپنے پر بھی اگر نمانین تو اونکی وہ جانین علامہ مصنف پر جو حق ہدایت تھا ادا کیا حق کو باطل سے بکمال وضوح جدا کیا جزاہ اللہ جزاءً موفوراً وجعل سعیہ مشکوراً حررہ واملاہ العبد المفتاق الی مولاہ محمد عبید اللہ رزقہ اللہ نور الایمان وحلاہ وحلاہ بحلاہ +

بدایون صورۃ ماہذبہ تاج العلماء العالمین سراج الفضلاء العاقلین بحر المعقول والمنقول قلزم الفروع والاصول شاع علمہ کضوء یبوح وخلقہ کالمسک یفوح الجامع بین علمی الباطن والظاہر مولانا الحافظ الحاج الصوفی القادری **المولوی محمد عبد القادر** لازالت ذکار فیضہ طالعۃً علی العامر والغامر بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً ومسلماً دربارۂ استحسان مجالس اذکار جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جماہیر ائمہ دین کتب دینیہ مین بخوبی دلائل قویہ تحریر فرما چکے اور شبہات منکرین کو دفع کر چکے ہین باینہمہ اسوقت مین جو بعض ناواقف پھر شبہات مردودہ کو جہلا مین پھیلاتے ہین تو الحمد للہ تعالی علی احسانہ کہ علماے دیندار بھی تائید حق کی فرماتے ہین چنانچہ یہ امر اہل انصاف پر مطالعۂ رسائل طرفین سے واضح ہی درین ایام اس احقر الطلبہ نے رسالۂ مولفۂ جناب مولانا مولوی نذیر احمد خانصاحب کو مواقع مختلفہ سے دیکھا دربارۂ استحسان مجالس مولد مبارک اور دفع مکائد منکرین بہت سعی اور بکمال تحقیق فرمائی ہی حق سبحانہ اجر جزیل عطا فرماوے آمین حررہ احقر الطلبہ عبد القادر عفی عنہ +

خالصپور ضلع لکھنو صورة مازیّنه بمجمع العلوم والحِکم؛ البلیغ فی لسان العرب والعجم؛ الجامع بین الشریعة والطریقة؛ الغائص فی بحار المعرفة والحقیقة؛ سحبان الوقت وحسّان الزمان **مولنا المولوی محمد سکندر علیخان** عمّ فیضه مالمع القمران؛ الخالصفوری ملیح ابادی سلمه الله ذوالایادی؛ وهو خلیفة زبدة الاولیاء الکرام مولنا السیّد محمد عبد السّلام الهسوے الفتحفوری دام فیضه المعنوی والصوری

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَعْسُلُه العُسُل؛ بَلْ یُثْنِیْ عَلَیْهِ جُلٌّ وَکُلٌّ؛ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ فَاقَ الرُّسُل؛ وَسَاقَ الْجُبُلَ؛ اِلٰی اَقْوَمِ السُّبُل؛ وَعَلٰی اٰلِه وَاَصْحَابِه الَّذِیْنَ لَقَّنُوا الْعُثُل؛ وَعَزَّرُوا الوُتُل؛ **اَمَّا بَعْدُ** فَقَدْ شَزَرْتُ نَزْرًا مِّنَ الْبَرَاهِیْنَ وَلَمَحْتُ نَبْذًا مِّنْ هٰذَا الْکِتَابِ الْمَتِیْن؛ فَبَانَ اَنَّ مُخَرْمِشَ الْاَوَّلِ دَغْمَثَرٌ بَیْقَرٌ؛ وَمُنَمْنِمَ الثَّانِیْ بَهْزَرٌ فَتَشَذَّرَ؛

(ای یمدحه الرجال الصالحون ۱۲) (جماعة الناس ۱۲)

ـلـه هذا التقریظ کان فی جزء واحد مشتملا علی المسائل مبرهنة بالدلائل فلما منع طبعها عجلة طلبة الکتاب اخذنا منه هذه الحروف التی تدل علی متانة هذا الجواب قائلا ما لا یدرک کله لا یترک کله ۱۲ المولوی غلام غوث خان الرامفوری سلمه الله تعالی؛

فما لَمَقَهُ ذلك الفَسْفَاس ٭ لَمَقَهُ هٰذا القَسْقَاس (اى كتبه ۱۲) (اى محاه وهو من الاضداد كما فى ق ۱۲)

وما ثقفتق به ذلك القُنجُور ٭ دهمقه هٰذا السُّرسُور ٭ وبالجملة ذلك الطِّلْسُ (اى الصحيفة الممحوة ۱۲ صحاح)

سَمٌّ ناقع ٭ وهذه المَجَلَّة طُوسٌ نافع ٭ فقط (دواء يشرب للحفظ ۱۲ قاموس) (اى الصحيفة التى فيها الحكمة ۱۲ صحاح)

زَبَرَهُ احقر البشر ٭ المشتهر بمحمّد سكندر ٭

۱ اعلم ان فى هاتين الفقرتين اربع صنائع اولٰها ترصيع وهو واضح وثانيتها جناس مماثل وهو بين لَمَقَهُ بمعنى كتبه ولَمَقَهُ بمعنى محَاهُ وثالثها جناس مصحّف وهو بين الفسفاس والقسقاس ورابعتها طباق الايجاب وهو بين المعنيين المذكورين واما الفقرات الباقية فلا تخلو ايضا من الصنائع المختلفة كما لا يخفى على العلماء وان المخالفين ايضا ان كانوا ذوى فضل ولياقة يستحسنونها والا فيقولون ما يقولون هداهم الله سبحانه الى الانصاف وصانهم عن الظلم والاعتساف ۱۲ المولوى غلام غوث خان الرامفورى تلميذ المقرظ العلام سلمهما الله المنعام ٭

الحنفيّ مذهبًا والقادريّ بيعةً والنقشبنديّ سلوكًا والجشتيّ مذاقًا ومجازًا والقندهاريّ اصلًا واللكنويّ مولدًا والخالصفوريّ مسكنًا المتخلص بالواصل بن محمّد عبد الرحيم ٭ غفر لهما غفارٌ كريم ٭ والله عليم حكيم

عبد الرحيم خان سكندر بن ۱۲۹۵

نقل مهر

بلندہ ضلع فتح پور ہسوہ صورۃ مارقمہ الفاضل الوقاد الالمعی والعالم النقاد اللوذعی الجامع بین الفضائل والفواضل المثبت للحق والراد علی الباطل مولٰنا القاضی محمد عبد الغفور ادام اللہ فیوضہ ما استدار الدھور ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ؛ اللّٰھمّ اھد قومی فانھم لایعلمون شان رسولک وکتابک ؛ والا فسلط علیھم کلبا من کلابک ؛ لانھم یمنعون عن نعت حبیبک واصحابہ ؛ ویشیعون ظلم عدوہ واحزابہ اما بعد فبعون اللہ سبحانہ یقرب البوارق اللامعۃ تختلس انظارھم ؛ یکاد البرق یخطف ابصارھم ؛ کیف لا وتلک الاشعۃ مقتبسۃ من مصابیح الاحادیث ونجوم آیات القرآن ؛ ولذا یدخلون انا ملھم فی الاذان ؛ ھداھم اللہ سبحانہ الی صراط مستقیم ؛ کیلا یکونوا مورد مناع للخیر معتد اثیم ؛ ولو ھدی احدھم فی جوابھا ماشاء ؛ ذلّ وثلّ ولقی ماساء ؛ ھذا وما علی الفقراء الا البیان ؛ واللہ حسبی وعلیہ التکلان ؛ فقط حررہ الفقیر المشہور بمحمد عبد الغفور المتوطن بقصبۃ بلندہ ضلع فتحپور ؛ المتصل بکانپور ؛ تلمیذ مولانا الواصل المنصور ؛ ادامھما اللہ بالسرور ؛ واعاذھما من الشرور ؛

حیدرآباد دکن صورۃ ما طرزہ المتورع الماھر ؛ ذوالمناقب والمفاخر ؛ مزین البیان والمعانی ؛ الفاضل العربی الھمدانی مولٰنا المولوی احمد حسین صانہ اللہ تعالی عن الشین والرین ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ الحمد للہ الواحد المتفرد القدوس ؛ من ازنّہ بالمین فھو طمروس وطغموس ؛ والصلوۃ والسلام علی سید الجن والبشر ؛ المبعوث الی الاسود والاحمر ؛ وعلی آلہ ھداۃ العصاۃ ؛ وصحبہ غزاۃ البغاۃ اما بعد فقد بدایت الکتاب

المستطاب المسمّٰى بالبوارق اللامعة الذی وصفه النہی المجلّی المجلّل ❊
والدهیّ الحلاحل ❊ المنجذ السریّ ❊ والمریر الکمیّ ❊ الفقم
الغطریف ❊ والخضم العرّیف ❊ الجهبذ العلامة ❊ والخرّیق الفهامة
الخبیر الالمعی ❊ والنحریر اللوذعی **مولٰنا المولوی نذیر احمد
خان** الحنفی النقشبندی المجددی ❊ جدّد الله تعالیٰ قدره بلطفه
السرمدی ❊ وهو الاخ المکرم ❊ لاستاذنا المعظم ❊ اعنی به زبدة
العلماء الاعیان **مولٰنا المولوی محمّد سکندر علیخان**
الخالصفوری ❊ ادام الله فیضه المعنویّ والصوریّ ❊ فاقول ایها الناظر ❊ هذا
کتاب ناهیك من دفاتر ❊ لانه فی بابه اکمل ❊ بل الیه نُهی لمثل ❊ فعضّ
علیه بالنواجذ ❊ واجعله وشاح الغائذ ❊ فقط حرره احقر اهل الخافقین
الفقیر المدعو باحمد حسین ❊ غفر له رب المشرقین ورب المغربین ❊ الحنفی
مذهبًا والنقشبندی المجدّدی مشربًا والعربی الهمدانی اصلًا والحیدر
آبادی موطنا والبمبوی منزلًا والحمد لله ظاهرًا وباطنًا والصلوٰة
علی رسوله اولًا واخرا ❊

مدراس صورة ما زبره العالم اللبیب ❊ والفاضل الادیب ❊ ذو الخصائل
الرضیة ❊ والشمائل المرضیة **مولٰنا السیّد نور الدّین** سلمه
الله ربّ العالمین ❊

بسم الله الرحمٰن الرحیم الحمد لله ذی الکبریاء ❊ والصلوٰة والسلام علی سیّد
الانبیاء ❊ وآله الاتقیاء ❊ وصحبه الاصفیاء ❊ **وبعد** فاعلم یا اخی ان
الله سبحانه نوّر شمس حبیبه المصطفی ❊ وجعل انوارها تزیل ظلمة الکفر
والدّجی ❊ فاهل الایمان علیها یشهدون وبها یهتدون واهل الحرمان
یریدون اطفائها ویقصدون اخفائها وهذا من سالف الزمان ❊ الی هذا
الاوان ❊ الم تر ما فعله الکفار ❊ ولا تعلم ما یصنعه الفجار ❊ والفرق
بینهما ان الکفرة یریدونه بالضلل ❊ والفجرة یقصدونه بالحیل ❊ فیا ایها
الخلان ❊ ایاکم واهل الحرمان **ولله درّ** استاذنا الواصل ❊ ومرشدنا

الكامل ؛ هدى الله بارشاده كل غويٍّ هاملٍ ؛ وغبيٍّ ذاهلٍ ؛ حيث قال في بحر الرمل المسدس المحذوف المقصور ؛ فقام فيضه الى بقاء الدهور واصل

شمس دينٍ اشرقت لا تقتحم	فليمت غيظا خفافيش الحرم[1]
تلك انوار وان المنكرين	يطفئون النور من افواههم[2]
كارهو حقٍ وهم لا يعلمون	ينطفي ذا كيف والله المتم
يرتجي الغاوون ان يطفي السنا	قد اباه الله الا ان يتم
فاز من راعى كلام الكاملين	من نفى اقوال جمهورٍ ندم
بعد ما اوى الاحزب غالبون	لا يماري واحد الا الخصم
يشتم العباد والله الكريم	لا يحب الجهر الا من ظلم
لاحت الاقمار[3] من اقمارها	كل ابصار الاعادي كلهم

وهذه البوارق انشاء الله تعالى تحرق ضللهم وتهلك حيلهم ؛ فجزى الله مؤلفه العلام جزاء موفورا ؛ وجعل سعيه مشكورا فقط حرره احقر العالمين الفقير الشهير بالسيد نور الدين عفى عنه غافر المذنبين ؛

[1] قوله خفافيش الحرم آه هو بفتح الحاء وكسر الراء المهملتين بمعنى الحرمان كما في الصحاح والقاموس والاضافة بينهما بمعنى اللام الاختصاصية فان ادنى ملابسةٍ واختصاصٍ يكفي في الاضافة بمعنى اللام كما صرح به في الكتب النحوية كحاشية العلامة الصبان على الاشموني والخضري على شرح ابن عقيل والرضي وغيرها مولوي غلام غوث خان الرامفوري تلميذ الناظم العلام دام فيضهما

[2] قوله من افواههم آه حرف من ههنا مرادفة الباء كما في قوله تعالى ينظرون من طرفٍ خفيٍّ قاله يونس كذا في المغني اي بكلامهم وطعنهم في النور كما في البيضاوي والمدارك والمراد بالنور الحق او الدين او الكتاب والحجة او الرسول والشريعة كما في التفسير الكبير ١٢ مولوي غلام غوث خان سلمه

[3] لا يخفى على البلغاء ما في الاقمار بالفتح والاقمار بالكسر وكل بالفتح وكل بالضم من التجنيس ١٢ مولوي غلام غوث خان سلمه الله تعالى ؛

تكملة صورة ما نمقه الفاضل المحقق والعالم المدقق وسيع البيان صاحب القلم والسنان **مولنا المولوي نصير الاسلام** سلمه الله المنعام ؛

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله المنزه عن لولع بل النقائص كلها والصلوة على خاتم الرسل واتمه جلها **اما بعد** فقد امعنت في هذا الكتاب المستطاب فوجدته بحرا زاخرا ذهبت امواجه بكل شوك القاه صاحب البراهين في رياض قلوب المؤمنين ؛ واتى بطوفان

على الخزعبيلات التي اشاعها بعض المفسدين * اوهو كسفينة نوح * من ركبها ينجو ويروح * ومن تركها يهلك فينوح * واظهر جريانه ان مصنفه العلام **مولنا المولوي الحكيم نذير احمد خان** النقشبندي المجددي جامع بين العلوم العقلية والنقلية لحيث اجرى البحر الذي في كل موج منه درر الدلائل لامعة * وجواهر الحجج ساطعة * وما اكتفى على اثبات الحق بدليل واحد بل اتى عليه بدلائل كثيرة اعدادها يعسر على العاد تعدادها فجزاه الله عنا وعن جميع المسلمين خيرا * ووقاه في الدنيا والاخرة شرا وضيرا * حرره احقر الانام * المدعو بمحمد نصير الاسلام * غفر له الله المنعام * احد خدام الفاضل الخالصفوري * دام فيضه المعنوي والصوري *

نوشهره علاقه پشاور صورة ما نمقه العالم الجليل * والفاضل النبيل منبع الجود والكرم * صاحب السيف والقلم * محرر الفتاوى الكبيرة * ذو التصانيف الكثيرة * **مولنا المولوي محمد مريد محي الدين** القادري الغفوري النوشهري سلمه الله تعالى *

بسم الله الرحمن الرحيم سبحانه عما يأبنه به كل افين * واصلي واسلم على سيدنا خاتم المرسلين * وعلى اله وصحبه اهل الحق واليقين * وعلى من تبعهم من البرية اجمعين **اما بعد** فقد ابصرت الكتاب المسمى بالبوارق اللامعه * في الرد على البراهين القاطعه * الذي صنفه الحبر العلامة * والبحر الفهامة * **مولنا المولوي محمد نذير احمد خان** المجددي دامه الله تعالى مظفرا على كل ضال وغوي فوجدته خاطفا لابصار الاغوياء * نبراسا لانظار اهل الاهتداء * ما تفوه به من الاباطيل جامع البراهين * فقد تخطفها ببوارقه اللامعة هذا الفاضل المتين * كان المردود عليه غرابا * فصار هذا الرد له عقابا فقط حرره الفقير المدعو بمحمد مريد محي الدين القادري النقشبندي المجددي الغفوري النوشهري الفشاوري غفر الله تعالى له ولوالديه ومشائخه ولجميع المسلمين امين *

تمت

خاتمة الطبع

الحمد للہ علے احسانہ کہ کتاب لاجواب ہادی شیخ وشاب براہ صدق وصواب مسمی بہ بوارق لامعہ حارق براہین قاطعہ تصنیف شمس سمای معقول ومنقول مہر سپہر فروع واصول خورشید فلک فہوم وعقول منور چشمانِ کورانِ جہول جناب مولنا مولوی نذیر احمد خانصاحب حنفی مذہب نقشبندی مشرب اوصل اللہ فیوضہ من العجم الی العرب بصرف مال فراوان ازان عمدۂ تاجران نامی زبدۂ ناموران گرامی معدن فتوت ومروت مخزن سعادت وسخاوت سرگروہ سیٹھان معادن خاص وعام رئیس بے نظیر معد الدین جناب محمد بدرالدین صاحب ابن فضیلت شعار شریعت آثار خجستہ صفات جناب محمد عبداللہ صاحب نور زاد اللہ حسنا تہما متوطن جزیرہ معمورہ بمبئی ورئیس نامی وامیر گرامی مجمع اخلاق حمیدہ منبع اوصاف حمیدہ سراپا حلم وحیا چشمہ جود والاحسان الی رحمۃ ربہ الالہ جناب محمد عبداللہ صاحب مرحوم مغفور ابن جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم نیکواری بلطفہ العمیم اسکنہم اللہ فی جنات نعیم سے جہان فانی مثل قطرات شبنم کے بھی قیام نہین انیواقعہ وحشت خیز کہ جامع محاسن ومحامد صوری ومعنوی جناب محمد عبداللہ صاحب مرحوم مغفور کہ قبل اتمام طبع کتاب ہذا کے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے پیک اجل کو لبیک کہتے ہوئے جنت الفردوس سدھارے بتاریخ ۷ ماہ ربیع الاول بروز یکشنبہ بعد الظہر سنہ ۱۳۰۹ ہجریہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ —

قطعہ تاریخ وفات محمد عبداللہ صاحب مرحوم نیکورے

وفات نیکواری قاضی عبداللہ چو شہرت گشت	دلِ ہر اہل دین از صاعقہ این محو حسرت گشت
چو فکر آشفتہ کردم بہر تاریخ سن ہجرے	ندا آمد ز فردوس برین مہمان جنت گشت

دلسبعی وکوشش جناب مولوی عمر الدین صاحب ہزاری وجناب حافظ ولی محمد صاحب وجناب حکیم عبدالکریم صاحب در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی مین بماہ جمادالاخر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۲ع کامل الطبع ہوکر مطبوع واہلے اہلسنت ہوئی اور ہرچند کہ بسبب کثرت کارہاے مطبع وعجلت کارپردازان طبع کے کتاب ہذا کی تصحیح کامل طور پر نہو سکی بلکہ بعض بعض مقام پر مقابلہ ہی اصل کتاب سے رہگیا معہذا جو کہ طالبان حق ہین وہ ایک حرف سے بھی مطلب پاسکتے ہین مقصود حاصل کرسکتے ہین اور جو شخص کہ نادان اور نا انصاف ہوتا ہے وہ تو سو دفترون مین سے ایک حرف کو بھی نہین سمجھتا ہے اور نہ قبول کرتا ہے —

از طبع زاد جناب مولوی محمد اعظم صاحب نامی متخلص بہ شفیق

نگویند از سر بازیچہ حرفی — کزان پندی نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان — بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

بہرکیف ہر اہل سنت وجماعت کے نزدیک اس کتاب کا رہنا بہ ضرور ہی کیونکہ یہ کتاب سیف مسلول و قاطع خزعبلات ہر بوالفضول ہے اہل سنت کے نزدیک اس ہتھیار کا ہونا نہایت مفید ہی اور کیا عجب ہی کہ ہادی مطلق کی ہدایت سی اہل غوایت کو بہی فائدہ مند ہوجاوے اسکے مطالعہ سے راہ راست پر آجاوین تعصب کو چھوڑ دین تو تہب سے باز آوین گروہ منصور اہل سنت مین داخل ہوجاوین سواد اعظم اہل حق مین شامل ہوجاوین آمین یارب العالمین۔

اور باوجودیکہ یہ کتاب کثیر النفع کبیر الحجم ہے یعنی ۴۲ جز ہے اور مبلغ خطیر اسکے طبع مین صرف ہوا ہے لیکن چونکہ اس کے طبع سے خلق اللہ کی ہدایت مقصود ہے لہذا اس کتاب کا ہدیہ بہت ہی کم رکہا ہے یعنی ایک روپیہ محصول ڈاک ۲ر تاکہ قلیل البضاعت بہی اسکے فیض سے محروم نرہنے کم مایہ بھی اس سے استفادہ کرسکے افسوس یہ ہے کہ تہوڑے ہی نسخے اسکے طبع ہوے ہین جو صاحب کہ خواہان ہون بہت جلد بارسال ہدیہ مذکورہ اسکو طلب کرلین ورنہ خیال اسکا ہے کہ ایک نسخہ بہی اس کتاب کا باقی نرہے سب دست بدست اوٹھہ جاوین کیونکہ شائقین چہار طرف سے ہجوم لارہے ہین اور جو لوگ کہ دور ہین وہ خطوط متواتر اس کتاب کے طلب مین روانہ فرما رہے ہین جو صاحب کتاب موصوف کے خواستگار ہون وہ پوست کارڈ یا خط ٹکٹ چسپان قاضی عبد الشکور صاحب کی خدمت مین مع ہدیہ مسطورہ ومحصول ڈاک روانہ فرماوین فوراً کتاب مرسل ہوگی لیکن اپنا نام اور نشان قیام صاف صاف تحریر فرماوین کیونکہ بعض مواضع کے نام جب صاف مرقوم نہین ہوتی تو معلوم نہین ہوتا اور اگر لکہین گے کہ بذریعہ ویلو کتاب بہیجدو ہم ڈاک کے اہلکار کو قیمت دیکر کتاب لیلین گے تو اسطرح بہی کتاب روانہ کردیجاویگی لیکن اسصورت مین شرط یہ ہے کہ واپس نکرنیکا وعدہ کرین اور پہلے قیمت کی تدبیر کرلین بعد ازان خط کتاب کے طلب مین روانہ فرماوین الغرض دو یا تین جلدین ویلو کی ذریعہ سے بھی روانہ کردیجاوینگی اور ۲ر صرف ویلو ذمہ خریدار ہوگا اور زیادہ جلدون کیواسطے قیمت مع محصول ڈاک پہلے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ خط کی تعمیل نہوگی نشان ارسال خط یہ ہے در بمبئی بہنڈی بازار دکان کتب نمبر ۱۰۱ رسیدہ بخدمت قاضی عبد الشکور علی میان تاجر کتب برسد یا جناب قاضی عبد الکریم قاضی

رحمۃ اللہ صاحب کے دوکان سے طلب کرین نشان یہ ہے شہر بمبئی ناگہ کولسہ محلہ قریب باونی دہولی
دوکان نمبر ۶۵ متعلقہ پوسٹ آفس مانڈوی برسد یا جمناداس کی دوکان سے طلب کرین پتا یہ ہے
جمناداس بہگونداس اینڈ کمپنی واقع شہر بمبئی بہنڈی بازار دوکان نمبر ۱۰۳ ابرسد - یا مہتمم کے پاس
سے طلب کرین تو بنام جناب محمد بدرالدین صاحب کے خط تحریر کرین نشان یہ ہے شہر بمبئی جاملی محلہ
بر مکان محمد بدرالدین صاحب بن جناب محمد عبداللہ صاحب قور برسد - اب ارباب تجارت اور اصحاب
صناعت کیخدمت مین گزارش ہے کہ آپ کو اگر اس کتاب کا چھاپنا یا چھپوانا بہ نیت تجارت یا بغرض ہدایت
اہل ضلالت منظور ہو تو مصنف والا مقام و نیز جملہ اہل اہتمام کیطرف سے اجازت عام ہے جب چاہین
اور جہان چاہین چھاپین یا چھپوائین کسیکو کسی قسم کا تعرض نہوگا پھر خواہ مصنف علام کو اطلاع دیکر طبع فرماوین
اور خواہ بدون اطلاع وہی مصنف موصوف کے چھاپین یا چھپوائین ہر نوع کا اپ کو اختیار دیا گیا ہے ہان
اگر اطلاع دیکر چھاپینگے تو مصنف موصوف نظر ثانی کی تکلیف بپاس خاطر اونکی گوارا فرماوینگے اور اگر
بغیر اطلاع کے چھاپین اور کسی دوسرے اہل حق سے نظر ثانی مین مدد لین اسکا بہی اختیار ہے اور
اگر کوئی صاحب اہل حق من سے یہ چاہین کہ ہمارے نام کتاب کردیجاوے تو اوسکو بار دیگر طبع کراوین تو
مصنف علام کیطرف سے اسکی بہی اجازت ہے بے تکلف خود کو مصنف قرار دیکر چھپوائین کیونکہ اہل الحق
کنفس واحدۃ بزرگونکا قول ہی بلکہ مخالفین بہدایت رب العالمین اگر قول حق قبول کرلین اور اون مین
سے کوئی صاحب بطریق مسطور چھپوانیکا ارادہ کرین تو اونکو بہی اجازت ہے کیونکہ جب اونہون نے
قول حق قبول کرلیا تو اون پر بہی بزرگونکا قول مذکور صادق آگیا اور یہ سب مذکور دلیل ساطع اور برہان
قاطع ہے اس مدعا پر کہ مصنف موصوف دام فیضہ کو اس کتاب کی تصنیف سے
فقط ہدایت انام مقصود ہے نہ نام مطلوب ہے اور نہ دام سے غرض ہے ہان اگر کوئی خود
کام بار دیگر تضلیل انام پر مستعد ہوا اور حق کے باطل کرنے پر
کمر باندہی اور دشنام سی پیش آیا تو قطع نظر الحق یعلو ولا یعلی سے
مصنف کے ہاتہہ مین سیف قلم بتوفیق خالق عالم
ہنوز مسلول ہی پہر دیکہئے کہانتک منحر کرے فقط
والسلام علی من اتبع الہدی
تمام شد

